۷۸۶

# سو برس کے بڈہوں کی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ملا واحدی صاحب اڈیٹر رسالہ نظام المشائخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرما رکھا ہے اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہووے۔ تادم مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قائم و برقرار رہے ہر روز...... سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت میں..... بجز تین چار..... کے طبیعت کو قرار نہ ہوگا۔ یہ نسخہ بہ سلسلہ خاندان حکیم سید عبد اللہ خاں دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار مولانا مولوی حکیم سید فخر الدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو بطور یادگار پسماندگان درج ہذا کیا۔ یہ نسخہ حقیقی و درست و صحیح میری اوائل عمر میں ایک وقت تیار ہوا تھا۔ راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام و اکرام نسخہ ہذا کی بدولت ملا تھا اور نواب سالار جنگ والی بھی چہار خوراک معجون ہذا کا استعمال فرما کے جائداد منصب ڈیڑھ سو روپیہ ماہانہ عطا فرمائے تھے۔ یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ کا ہے پسماندگان کو اس کا پورا علم ہے۔ (یہ تحریر مولوی حکیم سید فخر الدین مرحوم کے برادر زادہ کی ہے)

لہٰذا مجھے سو برس کی عمر رکھنے والے بڈہوں کی ضرورت ہے تاکہ تجربہ کروں کہ واقع میں مولوی حکیم سید فخر الدین مرحوم کے برادر زادہ کے بیان کے مطابق یہ نسخہ "ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ کو مثل جوان پانزدہ سالہ" بناتا ہے یا نہیں اس نسخہ سے جو معجون طیار کی جاتی ہے اسکا نام معجون مددگار رکھا ہے جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار کی سات خوراکیں چار روپئے میں دیجاتی ہیں (علاوہ محصول ڈاک) لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے میں ایک پیسہ نہیں لونگا۔ بلکہ محصول بھی اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجدونگا شرط فقط یہ ہے کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلادیں۔

**المشتہر:۔ احمد مجتبیٰ امینجر رسالہ نظام المشائخ ۳۲ کوچہ چیلان دہلی**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# روزنامچہ

## حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

### ۱۶ر شعبان ۱۳۵۰ھ اتوار
### ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۱ء دہلی

**شادیاں** آج ایک ہی وقت میں تین شادیوں کی دعوت ہے ایک ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی ایڈیٹر رسالہ سعید کی صاحبزادی کا عقد ہے۔ دوسرے سید صفدر علی صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے صاحبزادہ سید علی اصغر کا عقد ہے تیسرے خواجہ فضل احمد خاں صاحب شیدا کی صاحبزادی کی وداع ہے اور تینوں کا بلاوا صبح کا ہے۔

**تثلیث میں توحید** بہرحال میں آج اپنی ذات واحد کو ایک وقت میں تین جگہ شریک کرنا چاہتا ہوں تاکہ تثلیث میں توحید کا لطف آجائے۔

چنانچہ صبح نماز کے بعد گھر سے روانہ ہوا۔ حرمت بیگم نظامی حکیم نابینا صاحب کے ہاں نبض دکھلانے گئیں۔ اور میں واحدی صاحب کے ہاں گیا۔ اور واحدی صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے ہاں عقد میں شریک ہوا۔ سید ابن عربی اور سید نثار علی اور حسین اور علی بھی آگئے اور وہ بھی شادی میں شریک ہوئے۔

اس کے بعد سید صفدر علی صاحب کے لڑکے کی شادی میں گیا۔ بھوجلا پہاڑی کے پبلک مکان اتحاد منزل میں برات جمع ٹھہری تھی بہت بڑا ہجوم تھا۔

**دہلی کے دو شاعر استاد** اس تقریب کی ایک برکت دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ دہلی کے دو شاعر استاد ایک جگہ موجود تھے۔ حالانکہ آج کل دو بادشاہ ایک اقلیم میں جمع ہو سکتے ہیں مگر دو استاد شاعر اور دو مولوی اور دو فقیر (پیر) ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

دہلی میں یوں تو بے شمار شاعر موجود ہیں مگر نواب سائل صاحب اور سید بیخود صاحب استاد مانے جاتے ہیں۔ اور مشہور ہے کہ ان دونوں کے آپس میں استادانہ چشمک ہے۔ لیکن وہ شہرت غلط ثابت ہوئی اور میں نے سائل صاحب اور بیخود صاحب کو پہلو بہ پہلو ایک جگہ بیٹھا دیکھا اور دونوں کو آپس میں بہت ہی متحد پایا۔

**سہرے** میں جب گیا تو عقد ہو چکا تھا اور سید بیخود صاحب اپنا سہرا پڑھ رہے تھے۔ خوب سہرا تھا۔ غدر سے پہلے کی شان نظر آتی تھی۔ خوب داد ملی۔

جناب سائل کا سہرا بھی بے مثل تھا۔ اس کی بھی خوب داد ملی۔

جناب حامد علی صاحب منیجر محبوب المطابع برقی پریس دہلی کا سہرا بھی استادانہ تھا۔ حاضرین اس سے بھی بہت متاثر رہے۔ مجھے آج تک معلوم نہ تھا کہ منشی حامد علی بھی چھپے رستم ہیں۔

## عُمَرَن مَحَل

عبدالحمید یمنی نظامی کی اہلیہ عُمرن نظامی کا ابھی حال میں انتقال ہو گیا۔ ان کے وفادار شوہر نے ایک بہت اچھی یادگار کی تجویز کی ہے کہ مرحومہ کے نام پر خواجہ گرل اسکول درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں ایک مکان بنانا چاہتے ہیں۔ اس مکان کا نام میں نے عُمَرَن مَحَل تجویز کیا ہے جو خدا نے چاہا ایک مہینے میں تیار ہو جائے گا۔

آسمان کی بہشت میں بھی اس نیکی کے عوض فوراً مرحومہ کو عمرن محل بنا بنایا مل جائے گا۔ مگر وہ انسانی ساخت سے بہت اعلیٰ ہوگا۔ میری بیٹی عمرن کی روح کو مبارک ہو۔

حسن نظامی

مست نامی ایک شاعر صاحب نے جو سہرا پڑھا اس کا بہت لطف آیا۔ ان کے پڑھنے میں ظرافت کا انداز تھا۔

**سہرا بطور چھتری کے** مست صاحب نے یہ بھی پڑھا کہ دفتر جانے میں دہوپ سے بچنے کے لئے چھتری کی ضرورت پڑتی تھی۔ مگر اب سہرا باندھ لیا کریں گے اور سہرا دہوپ سے بچا لیا کرے گا۔

**ابو میم کا سہرا** ابو نعیم صاحب فرید آبادی نے نثر میں سہرا پڑھا میں نے اردو زبان میں سب سے پہلے نثر کا سہرا لکھا تھا جو شائع ہو چکا ہے۔ آج ابو نعیم صاحب کا دوسرا سہرا نثر میں سنا۔ جو بہت ہی دلچسپ تھا اور حاضرین نے بے حد پسند کیا۔

**دعوت** اس شادی سے فارغ ہو کر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے ہاں گیا اور اپنے دو لڑکوں حسین اور علی کو قیام مقام بنا کر کھانے کے لئے چھوڑ دیا اور خود خواجہ فضل احمد خاں صاحب شیدا کے مکان پر گیا اور کھانا کھایا۔

**سیفی صاحب** مولانا محمد اسمعیل صاحب میرٹھی کی کتابیں صوبہ یوپی کے ہر اسکول میں پڑھائی جاتی ہیں ان کے صاحبزادہ سیفی صاحب سینما فلم کی تجارت کرتے ہیں وہ بھی خواجہ شیدا صاحب کے ہاں موجود تھے۔ میں نے نعیمی فلم تیار کرنے کی نسبت ان سے مشورہ کیا اور بہت سی نئی باتیں معلوم ہوئیں۔

خواجہ فضل احمد خاں صاحب شیدا دہلی کے ممتاز شرفا میں ہیں۔ ان کے بھائی حافظ مشتاق احمد صاحب مرحوم کا میں فن رمل وجفر میں شاگرد ہوں۔ شیدا صاحب ملا واحدی صاحب کے قریبی رشتہ دار اور پرانی دہلی کی معاشرتی خوبیوں کا آئینہ ہیں۔

**ڈاکٹر سعید احمد صاحب** بریلی کے رہنے والے ہیں۔ عرصہ از تک فوج میں ڈاکٹر رہے۔ اب دس بارہ سال سے دہلی میں مطب کرتے ہیں۔ محمد علی صاحب کے اخبار ہمدرد کے عرصہ دراز تک ایڈیٹر رہے اور ایسا کام کیا کہ محمد علی صاحب نے بھی اس کی خوبی کو مانا۔ حالانکہ وہ کسی کی علمی قابلیت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ اور اپنے سامنے سب کو بے حقیقت سمجھتے تھے۔

ہمدرد کے بند ہونے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے علاوہ مطب کے کتابوں کی تصنیف تالیف کا کام شروع کیا۔ میں نے اور واحدی صاحب نے بھی ان سے مختلف مضامین کی کتابیں لکھوائیں۔ پھر حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی کے ماہوار رسالہ کامیابی کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اور جب کمپنی نے خرچ کم کرنے کے لئے رسالہ بند کیا تو انہوں نے خود ایک ماہوار

**رسالہ سعید دہلی** جاری کیا جو اب تک جاری ہے اور اس کی ادبی و علمی خوبیوں کو ہر طبقہ میں پسند کیا جاتا ہے۔ مجھکو اخبارات و رسائل پڑھنے کی بہت کم فرصت ملتی ہے مگر رسالہ سعید میں ایسی کشش ہے کہ میں پوری پابندی سے یہ رسالہ پڑھا کرتا ہوں۔

آج کل اردو رسائل بکثرت شائع ہوتے ہیں۔ دہلی میں اچھے اچھے رسالے جاری ہیں۔ مگر رسالہ سعید اپنی آزاد و بے باک و نرالی شان میں سب سے ممتاز ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی تحریروں میں علمی محاسن کے ساتھ ساتھ جدت اور افادہ عام کی کیفیات بھی ہوتی ہیں۔

سالانہ قیمت تین روپے۔ دفتر رسالہ سعید کوچہ چیلاں پتہ ہے۔

**سفر دتیا** ایک فوری ضرورت کے سبب آج ریاست دتیا جانے کا ارادہ ہو گیا۔ دہلی سے گھر میں آیا اور شام تک کام کرتا رہا۔ بعد مغرب سید ابن عربی اور سید نثار علی کے ساتھ دہلی گیا اور نو بجے رات کو دہلی سے روانہ ہو کر صبح ساڑھے پانچ بجے دتیا پہنچا۔ خوب سردی تھی اور رات تھی۔ کسی کو خبر نہ دی تھی اس لئے اسٹیشن پر کوئی موجود نہ تھا۔

**۷ار شعبان ۱۳۵۰ھ دوشنبہ**
**۲۸ر دسمبر ۱۹۳۱ء دتیا**

**پر لطف منظر** دہلی سے اکیلا آیا ہوں اور دتیا والوں کو بھی اطلاع

# دہلی میں اسلامی سلطان

دہلی خوش نصیب ہے کہ آج کل اس میں ایک آزاد مسلمان تاجدار ہز ہائی نس سر شجاع الملک فرماں روا مملکت اسلامیہ چترال ٹھہرے ہوئے ہیں۔ سلطان ممدوح میں وہ تمام اسلامی صفات موجود ہیں جو اصلی مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں اور ان کے مصاحب بڑے بڑے علماء اور فقرا ہیں جن کے چہرے دیکھنے سے بر دیندار کی روح تازہ ہو جاتی ہے۔ خدا کرے کہ ہندوستان کے سب مسلمان رئیس بھی سلطان چترال کے قدم بقدم تعلیم اسلام کا عملی نمونہ بن جائیں اور اپنی مصاحبت میں ذی علم اور صاحب عمل آدمی رکھیں اور ایسے لوگوں سے بچیں جن کے برے اثر سے ان کی دینی و دنیاوی عزتیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

دہلی والوں کو سلطان چترال کے شیخ الاسلام مولانا شاہ حمد اللہ نصیر الحق خلیفہ سلسلہ قادریہ سے فیض روحانی حاصل کرنا چاہیئے۔ ۲۹ راج پور روڈ میں ٹھہرے ہیں۔

حسن نظامی

نہیں دی۔ رات کو چار بجے بیدار ہو کر اپنا بستر باندھا۔ لحاف کی وجہ سے چمڑے کا بستر بند قابو میں نہ آتا تھا۔ میں نے کہا ارے او بے جان چمڑے جاندار چمڑے کے ہاتھوں سے ضد نہ کر وہ تجھے اس بستر پر باندھ کر رہیں گے آخر دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھوں کی مدد لے کر بستر باندھ دیا۔ اور تسمے لگا دیے۔ اور اس کے بعد اس طرح اپنے آپ کو دیکھا گویا کوئی بڑا ملک فتح کیا ہے۔ یا گاندھی جی کو گرفتار کر کے جیل خانہ بھیجا ہے یا مسٹر چرچل سے کشتی لڑ کر ان کو پچھاڑا ہے۔ ایک ہندو سوداگر بھی رفیق سفر ہیں جن کا دتیا میں روئی کا کارخانہ ہے۔ بہت معقول آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے آدمی استقبال کے لئے ریل پر آئے تھے۔ لالہ صاحب نے ان آدمیوں سے میرا بستر اتروانے میں مدد دی اور میں اسٹیشن کی بنچ پر جا کر بیٹھ گیا کیونکہ اندھیرا بہت تھا۔ ارادہ ہوا کہ اجالا ہو جائے تو جاؤں۔ یکایک ایک تانگہ والا آ گیا۔ اور میں اس کے تانگہ میں سوار ہو کر خان بہادر نواب قاضی سر عزیز الدین احمد صاحب چیف منسٹر دتیا کے بنگلہ پر گیا۔ قاضی صاحب میری طرح بہت سویرے بیدار ہوتے ہیں۔ اور پانچ بجے سے کام شروع کر دیتے ہیں۔ مگر آج علالت کی وجہ سے آرام میں تھے۔ میں نے ان کے باغ میں صبح کی نماز پڑھی، اور چہل قدمی شروع کی۔ باغ میں چاروں طرف بجلی کے قمقمے روشن تھے۔ بڑا لطف آیا۔ تھوڑی دیر میں قاضی صاحب بیدار ہوئے اور انہوں نے بالاخانہ پر بلا لیا۔ وہ لباس کے اعتبار سے صاحب لوگ ہیں۔ لیکن دل اور خیالات کے اعتبار سے پورے مشرقی ہیں۔ ورنہ صاحب لوگ خوابگاہ میں کسی کو بھی آنے کی اجازت نہیں دیتے۔ بہت اخلاق سے ملے۔ فوراً ناشتہ منگایا۔ کھلاتے گئے اور باتیں کرتے گئے اس کے بعد میں نیچے کے مکان میں آیا اور کچھ دیر دھوپ میں سنکا۔ اور قاضی صاحب کے پوتے سے باتیں کیں۔

قاضی صاحب کے صاحبزادہ قاضی امیر الدین صاحب دیوان ریاست بجاور سے بھی ملاقات ہوئی۔ جو آج کل اپنے والد کی علالت کے سبب دتیا کی وزارت کر رہے ہیں اور ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب کے پرائیویٹ سکرٹری بابو بھائی صاحب بھی ملنے آئے۔ یہ کاٹھیاواڑ کے رہنے والے ہیں اور بہت روشن چہرہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مذہبی عقائد کے بموجب خدا کو یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا کی یاد جو قوم بھی کرے اس کے چہرہ پر قدرت نورانی خط میں کچھ لکھ دیا کرتی ہے اور میں اسکو پڑھ لیا کرتا ہوں۔

**محمد علی صاحب** } آج پولیٹیکل ایجنٹ صاحب دتیا سے جا رہے ہیں جو کئی روز سے یہاں مہمان تھے۔ قاضی صاحب وغیرہ ان کو رخصت کرنے گئے۔ اور جھانسی سے محمد علی صاحب ملنے آئے۔ ان کے لڑکے بھی ساتھ تھے۔ محمد علی صاحب بڑے پرلطف اور گویا آدمی ہیں۔ الہ آباد میں حضرت اکبر کے مکان پر مل چکے ہیں۔ حج بھی کیا ہے۔ میری تحریریں ہمیشہ پڑھتے ہیں۔ ان کی دلچسپ باتوں کا بہت لطف رہا۔ اپنے سب گناہوں کو آزادی کے ساتھ بیان کرتے رہے اور اپنے سفر حج کا ذکر بھی کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد قاضی صاحب واپس آئے اور ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔

**چڑیوں کے کوفتے** } ایران میں سنا تھا دعوت وہ شاندار سمجھی جاتی تھی جس میں بلبل کی زبانوں کا قورمہ پکے۔ اور جب میں یہ بات کتابوں میں پڑھتا تھا تو مجھے انسان پر بڑا ہی غصہ آتا تھا کہ اپنی ناموری کے لئے کتنے ہزار داستان نغمہ مزاج بلبلوں کا خون کرتا ہوگا تب بلبلوں کی زبانیں پکتی ہوں گی۔ آج قاضی صاحب کے دسترخوان پر چڑیوں کے گوشت کے کوفتے تھے۔ جب یہ خبر اڑتے اڑتے میرے کان میں آئی تو بہت سی چڑیوں کا خون میرا جی دکھانے لگا کہ خبر نہیں کتنی چہچہاتی دنیا سے چلی گئیں۔ مگر نفس نہ مانا۔ اور میں نے چڑیوں کے کوفتے کھائے۔ اور لونے کا قورمہ بھی کھایا۔ لوا بھی ایک بہت اچھا پرندہ ہوتا ہے۔ کانگرس کی تحریک میں خبر نہیں کتنے نازک اندام رضاکاروں نے تکلیفیں اٹھائی ہوں گی۔ مگر ان کی تکلیفیں لونے کی تکلیف سے کم نہیں۔ وہ تو جیل میں گئے تھے اور لوا مر کر اور بھن کر میرے سامنے آیا تھا۔ بہرحال میں نے یہ گوشت بھی خوب کھایا۔ ایسا لذیذ تھا کہ کھاتے وقت افسوس کیا کہ آج تک میں کیوں ایسے لذیذ پرندوں کے گوشت سے محروم رہا۔ مگر جب کھا چکا تو یاد آیا کہ میرا پچھلا جنم برہمنوں

میں تھا اور موجودہ جسم ان درویشوں میں ہوا ہے جو اپنے عملیات کے لئے گوشت کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور قدرت نے جسم کو بیماریاں بھی ایسی دی ہیں جن کے لئے گوشت زہر کا حکم رکھتا ہے۔

**روانگی** دن کے بارہ بجے قاضی صاحب سے اور محمد علی صاحب سے رخصت ہو کر ریل پر آیا۔ الور کے ایک تحصیلدار صاحب سے ملاقات ہوئی جو آجکل دنیا میں سرحدی کا مدار ہیں۔ بہت پکے مسلمان ہیں۔ سادات بارہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ڈاک گاڑی ذرا لیٹ آئی۔ سید صاحب نے مجکو سوار ہونے میں مدد دی اور میں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔

**ابوالفضل کا مزار** ارادہ تھا کہ اس سفر میں اکبر کے مشہور امیر ابوالفضل کا مزار بھی دیکھوں گا۔ جن کو دتیا کے علاقہ میں قتل کیا گیا تھا۔ مگر دہلی جانے کی جلدی تھی۔ اس لئے اس مزار کو نہ دیکھ سکا۔

**رفیق سفر** گوالیار کے چند ممتاز ہندو گوالیار سے رفیق سفر ہوئے ذی علم تھے۔ دولت مند تھے اور صاحب رائے تھے۔ ملکی اور قومی معاملات پر خوب گفتگو ہوئی۔

**دہلی** رات کو آٹھ بجے دہلی جنکشن پر پہنچا۔ سید ابن عربی اور سید نثار علی موجود تھے۔ ان کے ساتھ گھر میں آیا۔ ڈاک دیکھی۔ کھانا کھایا۔ اخبار پڑھے۔ بارہ بجے سویا۔ کل کلکتہ جانا ہے۔ اور کل دن بھر خوب کام کرنا ہے۔ خدا حافظ۔ میاں پنڈت حسن نظامی اب تم سو جاؤ۔ ہم جاتے ہیں۔ مگر یہ سن لو کہ ہم جو جا رہے ہیں کون ہیں؟ اور تم جو سو رہے ہو کون ہو؟ نہ تم برہمن ہو نہ ہم درویش ہیں۔ نہ تم جسم ناسوت ہو نہ ہم شعاع لاہوت ہیں۔ اسکو اگر سمجھنا ہو تو وہ کتاب دیکھو جو ہم نے تمہارے ہاتھ سے لکھوائی ہے اور جس کا نام لاہوتی آپ بیتی ہے۔

## ۱۸ شعبان سنہ ۱۳۵۰ھ منگل

## ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۳۱ء دہلی و سفر کلکتہ

**بدمزاجی** پچھلی رات سے کام شروع کیا تھا۔ صبح ہوتے ہی دفتر میں آیا۔ بعض کاموں کی خرابیوں کو دیکھ کر غصہ آیا۔ اور میں نے چاہا کہ تھوڑی دیر کے لئے بدمزاجی کا تماشہ بھی دیکھوں۔ اس دنیا میں انسان کو سب کچھ دیکھنا پڑتا ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے۔ نرم چوب را کرم میخورد۔ نرم لکڑی کو کیڑا کھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ سخت لکڑی ٹوٹ جاتی ہے اور نرم اپنی لچک کی وجہ سے سلامت رہتی ہے۔ یہ دو متضاد خیالات ہیں اور میں ان دونوں کی تصدیق کرتا ہوں اور ان دونوں سے فائدہ اٹھانے کی رائے دیتا ہوں۔ اعتدال بہت اچھی چیز ہے۔ نہ اتنا میٹھا بنتا ہوں کہ دوسرے کھا جائیں نہ اتنا کڑوا کہ دوسرے تھوک دیں۔ لیکن بعض اوقات غصہ کی حالت میں نرم مزاج بننے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور نرم مزاجی کے وقت سخت مزاج بننا بھی پڑتا ہے۔

چنانچہ آج مسلسل کئی معاملے ایسے پیش آئے کہ میں نے اپنے جگر کی خرابی کا مظاہرہ کیا۔ کیونکہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ جن لوگوں کا جگر اور معدہ خراب ہو ان کو غصہ بہت آتا ہے۔

**عبدالکریم نظامی** لیّہ ضلع مظفر گڈھ پنجاب سے برادر طریقت عبدالکریم نظامی ملنے آئے۔ مگر میری مصروفیت کی وجہ سے کئی گھنٹے منتظر بیٹھے رہے۔ جھجر کے سید غلام مصطفےٰ صاحب پیرزادہ بھی ملنے آئے۔ ان کے لڑکے عربک کالج میں بی اے کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مجھے یاد آیا کہ جب میں بہت چھوٹا تھا اور جھجر میں ان کے مکان پر گیا تھا تو یہ بھی اتنے چھوٹے تھے کہ ہم اور یہ دونوں ایک چارپائی پر سوئے تھے اور میں قوالی کی مجلس میں بیٹھے بیٹھے سو گیا تھا۔ اس وقت میری عمر شاید بارہ تیرہ سال کی تھی۔ سید صاحب کے بڑے بھائی سید حیات علی شاہ صاحب مرحوم اس زمانہ میں گدی نشین تھے۔ اور جھجر میں چشتیہ خاندان کا بڑا غلغلہ تھا۔ موجودہ نواب دوجانہ کے دادا صاحب بھی اس زمانہ میں عرس میں آئے تھے۔ یہ واقعہ بیالیس یا تینتالیس برس کا ہے۔

سید عبدالغنی صاحب جعفری کلیمی سجادہ نشین خانقاہ کلیمیہ بھی ملنے آئے تھے۔ وہ ہمیشہ اٹھارہویں کی نیاز میں یہاں آتے ہیں اور مجھے

بھی ملتے ہیں۔

**کلکتہ کی تیاری** دو بجے کام ختم کر دیا۔ گھر میں گیا۔ سفر کا سامان تیار تھا۔ یہ سفر بھی تنہائی کا ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ غریبوں کی طرح جو آجکل ہر جگہ بے سروسامان ہیں زندگی بسر کروں۔ اگر بیمار نہ ہوتا تو سکنڈ کلاس کو چھوڑ کر تھرڈ کلاس میں سفر کیا کرتا۔

پہلے واحدی صاحب سے ملا۔ پھر ریل پر گیا۔ سید نثار علی اور سید ابن عربی ریل تک پہنچانے گئے۔ عبدالکریم نظامی سے بھی راستہ میں باتیں کیں۔ یہ مدت سے تبلیغی کام کرتے ہیں۔ اور بہت مخلص برادر طریقت ہیں۔

**طوفان میل** دہلی سے جو اکسپرس ۲۴ گھنٹے میں کلکتہ پہنچتا ہے اس کو عوام طوفان میل کہتے ہیں۔ اور واقعی یہ گاڑی بہت تیز جاتی ہے۔ میں نے کھانے کی گاڑی سے توس اور اُبلی ہوئی ترکاری منگائی۔ کیونکہ دنیا کے گوشت نے دو وقت سے بیمار کر رکھا ہے۔ خون آ رہا ہے۔ سیٹ کا انتظام پہلے سے کر لیا تھا جگہ بہت اچھی مل گئی ہے۔ درجہ میں انگریز بھی ہیں اور ہندو بھی۔ سردی کا اثر زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ راستہ میں علی گڑھ اور ٹونڈلہ پر بعض احباب ملنے آئے۔ اور نیند بھی خوب آئی۔ صبح چھ بجے مغل سرائے پر آنکھ کھلی۔ البتہ رات کو تین بجے الہ آباد اسٹیشن پر بیدار ہو کر حکیم خسرو شاہ نظامی کو تلاش کیا تھا کیونکہ وہ یہاں سے میرے ساتھ کلکتہ جانے والے تھے۔ مگر وہ نہیں ملے۔

## ۱۹ر شعبان سنہ ۱۳۵۰ھ بدھ

## ۳۰ر دسمبر سنہ ۱۹۳۱ء سفر کلکتہ

**آسن سول** صبح سے دوپہر تک رسالہ عالمگیر اور رسالہ نیرنگ خیال کے سالنامے پڑھتا رہا۔ دو بجے گاڑی آسن سول پہنچی اللہ بخش نظامی ڈرائیور اور محمد اسرائیل خاں نظامی وغیرہ برادران طریقت موجود تھے۔ میوہ اور کیک اور مٹھائی لائے تھے۔ اور عمدہ کھانے کا انتظام بھی کیا تھا۔ میں نے صبح سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اور جانتا تھا کہ آسن سول میں وہ لوگ مل جائیں گے۔ جن کے نام کے شروع میں الف ہے۔ آدرہ میں بھی الف ہے۔ جہاں یہ سب رہتے ہیں۔ اللہ بخش اور اسرائیل اور ابراہیم میں بھی الف اور آسن سول میں بھی۔ پھر کیوں نہ یہ لوگ میرے آرام اور آسائش کا انتظام کریں۔ اللہ میں بھی الف ہے اور احمد میں بھی۔ اور انسان میں بھی اور اردو میں بھی اور یہ چاروں مجکو اتنے محبوب ہیں کہ میں نے ایمان خانہ میں ان کو لکھدیا ہے۔

اے الف والے اللہ کے بندو خدا تمہارے سب مقصد پورے کرے۔ کہ تم نے میرے معدہ کا مقصد پورا کیا۔ تم نے کھانے کو دیا۔ اور میں نے تم کو محض الفاظ دیئے۔

**کلکتہ** شام کو پانچ بجے گاڑی کلکتہ پہونچی اور میں نے پھر اپنے بستر سے کشتی لڑی۔ اسٹیشن پر سید احسان اللہ صاحب احمد آبادی اور جناب حاجی سید وزیر علی صاحب صاحبزادہ درگاہ اجمیر شریف اور حکیم خسرو شاہ نظامی اور سیٹھ زکریا عثمان صاحب لینے آئے تھے۔ مغرب کی نماز مکان پر جا کر پڑھی۔ حاجی عبدالرحیم عثمان صاحب کے لڑکے حاجی آدم عبدالرحیم کی شادی ہے۔ سیٹھ صاحب نے صرف مشائخ اور علماء کو بلایا ہے۔ یا ان کے خاندان کے آدمی دور دور سے آئے ہیں۔

**رات کی مجلس** بعد عشا میلاد شریف کی مجلس ہوئی۔ عرب حضرات نے میلاد شریف پڑھا اور مشہور گانے والے پیارے صاحب کی قوالی بھی ہوئی جن کے ریکارڈ بھرے جاتے ہیں۔ پیارے صاحب نے مجھے اپنے عمدہ پان بھی کھلائے۔ ان سے رنگون میں بھی مل چکا ہوں۔

**سلطان چترال** آج کی مجلس میں ہز ہائی نس سر شجاع الملک فرماں روا چترال بھی اپنے شہزادوں کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔

**ایک مجذوب کی تقریر** سیٹھ صاحب کے مکان پر ایک درویش مجذوب رہتے ہیں وہ مجلس میں آئے اور انہوں نے ہز ہائی نس کو مخاطب کرکے نہایت بلند

آواز میں کہا۔ ارے تو دنیا کا بھی بادشاہ ہے اور دین کا بھی بادشاہ ہے۔ ذرا اپنی صورت کو دیکھ کہ اس پر کتنا نور ہے۔ دونوں جہان میں تیرا بول بالا ہوگا۔ اور تیرے سب کام پورے ہوجائیں گے"۔

اہل مجلس حیران ہوگئے کہ مجذوب صاحب نے ہز ہائی نس کو کیونکر پہچانا۔ رات کو بارہ بجے ہز ہائی نس رخصت ہوئے۔ انہوں نے مجلس کے بعض مشائخ و علماء سے ملاقات بھی کی۔ میں بھی جلدی سوگیا۔ یہاں سردی بہت کم ہے۔ خسرو شاہ نظامی اور ملک عبدالودود خاں نظامی نے رات کو میرے سر میں اور تلوؤں میں تیل ملا۔ جس سے جسم کو بہت راحت پہنچی۔

کمال حاجی سید وزیر علی صاحب میں ہے کہ وہ تین بجے سوئے اور چار بجے کے بعد تہجد کے لئے پھر بیدار ہوگئے۔ اور صبح تک اوراد و وظائف میں مشغول رہے۔ ان کی عمر مجھ سے زیادہ ہے لیکن تندرستی جوانوں کی سی ہے۔ موتی کا کشتہ کھاتے ہیں۔ مجھکو بھی یہ کشتہ استعمال کرنے کی رائے دی اور میں نے تعمیل کا وعدہ کیا۔

حضرت مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب بھی فرنگی محل لکھنؤ سے تشریف لائے ہیں۔ اور میرے قریب ہی دوسرے کمرہ میں ٹھہرے ہیں میرے ہم جد سید نادر شاہ صاحب بھی پاک پٹن شریف سے آئے ہیں۔ مجگواں ضلع بارہ بنکی کے سجادہ نشین شاہ دانش علی صاحب بھی تشریف لائے ہیں۔ جو سراپا خلوص و دانش ہیں۔

صفی پور سے حاجی نعمت علی صاحب وغیرہ مشائخ بھی آئے ہیں۔ غرض یہ کہ بہت اچھا مجمع مشائخ اور فقرا کا اس تقریب کی وجہ سے یہاں موجود ہے۔ جس سے سیٹھ عبدالرحیم صاحب کی فقیر دوستی ظاہر ہوتی ہے۔

ہز ہائی نس سر شجاع الملک بھی اس مجلس سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اپنے تاثر کا اظہار بھی کیا۔ میں صبح ذرا دیر میں اٹھا۔ تاکہ سب نمازیوں اور عبادت کرنے والوں اور وظائف پڑھنے والوں کی ملکوتیت میں ایک مجسم گنہگار سمجھا جاؤں۔

# ۲۰ شعبان سنہ ۱۳۵۱ھ جمعرات
# ۳۱۔ دسمبر سنہ ۱۹۳۲ء کلکتہ

**گڈ بائی مسٹر اولڈ ایر** } چلا۔ چلا۔ عیسائیوں کا سال دنیا سے چلا۔ کل نیا سال آجائیگا اور انسان کے کان میں کہیگا کہ نہ سنہ ۳۲ء گیا اور نہ سنہ ۳۳ء آیا۔ یہ تو تیرا حساب ہے۔

**فلم ریویو کے اڈیٹر** } ایم۔ ذائی طارق اچھے خاصے دیکھنے دکھانے کے قابل مسلمان نوجوان ہیں۔ محمد یعقوب نام ہے۔ بہت چھوٹے تھے۔ اس وقت سے اُن کو جانتا ہوں۔ قومی جوش بہت زیادہ ہے۔ اسی واسطے اپنا لقب مشہور فاتح حضرت طارق کے نام پر رکھا ہے۔ مگر انگریزیت کا طلسم دیکھو ایم ذائی بھی طارق کے ساتھ جوڑتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ جبل طارق انگریزوں کے قبضہ میں ہے۔

فلم ریویو کے نام سے ایک بہت اچھا خوبصورت باتصویر رسالہ نکالتے ہیں اخبار اور رسالہ میری ذات سے اس طرح وابستہ ہے کہ بہت سے اڈیٹر میرا نام سنتے ہیں تو مجھے دیکھنے آتے ہیں اور طارق تو میرا ایسا بچہ ہے کہ میں اسکو اپنی ادبی اولاد میں شمار کرتا ہوں۔ یہ مجھ سے آج ملنے آئے تھے خوب ہی باتیں ہوئیں۔

**شال کی دکان پر** } صبح ڈھاکہ بلڈنگ میں اپنے امرتسری دوست ملک غلام حسن صاحب تاجر شال سے ملنے گیا تھا۔ یہ بڑے ثابت قدم اور وضعدار مسلمان ہیں۔ سالہا سال سے اس مکان میں رہتے ہیں اور تجارت کرتے ہیں جس کے زینہ میں جانا ایک قیامت ہے۔ دونوں طرف کی دیواریں پان کی پیکوں سے لال۔ نزلہ زکام کی ہر قسم کی یادگار سیڑھیوں پر ایسی آراستہ جیسے آسمان پر کہکشاں اور زینہ پر سیتلا ماتا۔ بمشکل دامنوں کو سمیٹ کر آیا اور گیا۔ اگر خدا

صفائی اور نفاست کا احساس مجھکو نہ دیتا تو اس گنجان زینہ پر دامن کی جھاڑو دیتا ہوا چلتا اور ہَمَیشَہ ابن آدَم بن جاتا

کچھ دیر ملک صاحب کے پاس بیٹھا پھر واپس چلا آیا۔ خوب دلچسپ آدمی ہیں۔

**سید حسین ماما** میرے بہت پرانے ملنے والے سیٹھ حسن ماما اپنے بچوں کے ساتھ ملنے آئے گجراتی زبان میں میرا روزنامچہ پڑھتے ہیں۔ پڑھتے کیا ہیں روزنامچہ کے حافظ ہیں۔ گو ہندل کے اشتہار باز ملاجی دنیا میں نہ ہوتے تو یہ سڑک پر کھڑے ہو کر میرا روزنامچہ اپنی جماعت کو حفظ سنا دیتے۔

آج ایم۔ وائی طارق کے ساتھ آغا حشر انڈین شکسپیر سے ملنے گیا تھا۔ مکان پر موجود نہ تھے۔

**قوالی** حضرت مولانا قطب میاں صاحب کے کمرہ میں گیا۔ مولانا الطاف الرحمٰن صاحب کے بلال صورت قوال نے حضرت حافظؒ کا کلام سنایا۔ کلام بھی نکیلا آواز بھی دھار دار اور قوال کی طرز ادا بھی نشتر نما۔ مجھپر اور حاجی سید وزیر علی صاحب پر بہت ہی اثر ہوا۔ معلوم ہوتا ہے ہر کالی چیز میں جادو ہوتا ہے۔ میں کالا ہوتا تو آسانی سے جادوگر مشہور ہو جاتا۔

حضرت مولٰینا سے اسلامی ریاستوں کے تحفظ کے مسئلہ پر بھی گفتگو ہوئی۔ مولانا کی ہمدردی اسلام اور ذوق روحانی تمام ہندوستان میں مسلم ہے۔ جب ان سے بات کرتا ہوں دل بہت سے سبق لیتا ہے۔

بھائی سید نادر شاہ صاحب اور حاجی نعمت علی صاحب صفی پوری اور مولانا سید عبد الرشید صاحب وغیرہ سے بھی باتیں کیں۔

**چڑیا گھر** شام کو حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحب احمد آبادی کے چھوٹے بچوں کے ساتھ کلکتہ کا چڑیا گھر دیکھنے گیا۔ حکیم خسرو شاہ نظامی نے رہنمائی کی۔ بہت سے عجیب وغریب جانور دیکھے۔ شیر گوشت کھا رہا تھا۔ میں دیر تک مطالعہ کرتا رہا۔ ہڈی سے گوشت جدا نہ ہوتا تھا تو شیر کو غصہ آتا تھا۔ مگر پنجہ ہڈی پر رکھ کر دانت سے گوشت نہ چھڑاتا تھا۔ اتنی عقل ہوتی تو اس کو جانور ہی کون کہتا۔

ایک بڑا اژدہا بھی دیکھا۔ تماشائی سانپوں کے کمرہ میں بہت زیادہ تھے۔ سانپ اور گائے دو ایسے جانور ہیں جن کو ہندوستان کی قدیم قوموں نے ہمیشہ ادب اور عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مگر ذرا دیکھنا مسلمان قوم کو ان دونوں کی عزت کے درپے ہے۔ اور دونوں کو مار ڈالتی ہے۔

**عقد** آج رات کو پہلے میلاد شریف ہوا۔ پھر حاجی آدم ابن عبد الرحیم عثمان کا نکاح پڑھایا گیا۔ جناب حاجی سید وزیر علی صاحب پیرزادہ درگاہ اجمیر شریف کا لایا ہوا سنہری سہرا دولہا کے سر پر باندھا گیا اور حاجی صاحب کا کہا ہوا نظم کا سہرا سیٹھ محمد اسحاق صاحب کراچی والے نے نہایت خوش لحنی سے پڑھا۔ اور بھی بہت اچھے اچھے سہرے پڑھے گئے۔ مولانا سید عبد الرشید صاحب کا سہرا بھی بہت عمدہ تھا۔ مگر کوئی پڑھنے والا نہ تھا جو اس عمدہ چیز کو پڑھتا۔

**سردی کا اثر** کلکتہ میں اگرچہ سردی کم ہے لیکن مجھ پر سردی کا اثر ہو گیا ہے۔ اور نزلہ بھی ہے اور اس کی وجہ سے بخار بھی ہے۔ اس لئے بارہ بجے سو گیا۔ اور رات کو ذرا بے چینی رہی۔ حکیم خسرو شاہ نظامی اور ملک عبد الودود خاں نظامی نے بہت خدمت کی۔

## ۲۱ شعبان سنہ ۱۳۵۰ھ جمعہ
## یکم جنوری سنہ ۱۹۳۲ء۔ کلکتہ

## گڈ مارننگ مسٹر نیو ایر۔ ویلکم اینڈ گو بیک۔

**ولیمہ** آج حاجی آدم عبد الرحیم کی شادی کا ولیمہ ہے۔ رات کی مجلس میں بہت سے یورپین اور ہندو بھی آئے تھے۔ اور

مسلمان رؤساء بھی بہت زیادہ تھے۔ آج ولیمہ میں بھی کثرت لوگ آرہے ہیں۔ میں صبح ملک غلام حسین صاحب کے ہمراہ بازار گیا۔ احمد بورڈنگ کے بچوں کے لئے اور توحید منزل کے لئے چھوٹے بڑے گرم قالین خریدے۔ بارہ بجے کلکتہ کی مشہور نو تعمیر جامع مسجد میں گیا۔ ہزہائی نس سر شجاع الملک فرماں روا چترال اپنے شیخ الاسلام وغیرہ علماء اور شہزادوں کے ساتھ اول صف میں موجود تھے۔ حیدرآبادی مولانا صاحب نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد میں نے ہزہائی نس کا تعارف کرانے کے لئے تقریر کی۔ مسلمانوں میں ہزہائی نس کی دید کا ایک ولولہ پیدا ہو گیا اور ہزہائی نس کو منبر پر بٹھایا گیا۔ ہزاروں آدمی مصافحہ کے لئے ٹوٹ پڑے۔ ہزہائینس نے مجھ سے خواہش کی کہ میں مسلمانوں کے لئے دعا کروں۔ چنانچہ میں نے دعا کی۔ اور جب ہزہائی نس تشریف لے گئے تو سڑک تکبیر کے نعروں سے دیر تک گونجتی رہی۔ ہزہائی نس اور ان کے رفقاء حاجی عبدالرحیم صاحب کے مکان پر ولیمہ کی دعوت میں بھی تشریف لے گئے۔

مسجد میں واحدی صاحب کے ماموں سید ضمانت علی صاحب اور خالہ زاد بھائی محمد ادریس صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔

**کلکتہ کے مرید** چونکہ میں نے کلکتہ کے کسی مرید کو اطلاع نہیں دی تھی۔ اس واسطے کوئی نظامی مجھ سے ملنے نہیں آیا۔ البتہ دانتوں سے بمبئی نظامی اور کلکتہ والے علی جان نظامی آئے ہیں۔ اور صبح شام میرے ساتھ رہتے ہیں۔

**گل محمد خاں صاحب** جمعہ کے بعد گل محمد خاں صاحب اور ان کے صاحبزادہ ملنے آئے۔ یہ ساری عمر امریکہ میں رہے ہیں اور انہوں نے اسلام کی بڑی بڑی خدمتیں کی ہیں۔ اب ان کی لڑکی نے کلکتہ میں ایک بہت اچھا زنانہ اسکول جاری کیا ہے۔ مجھ کو بھی وہ اسکول دکھانے لے گئے اور مجھے اس کے معائنہ سے بہت خوشی ہوئی۔ ہر چیز باقاعدہ اور حوصلہ افزا ہے۔ چھوٹی لڑکیوں کی نظم خوانی کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔

**پھانسی کے کنارے** پنجاب کے دو مسلمان کلکتہ میں مقید ہیں۔ ان کو پھانسی کا حکم ہو گیا ہے۔ ان پر رسول مقبول ؐ کی بے ادبی کرنے والے ہندوؤں کے قتل کا الزام لگایا گیا ہے۔ ان کو پھانسی سے بچانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہاں میں نے بھی اس کوشش میں تھوڑا سا حصہ لیا اور اس خدمت کو اپنی نجات کا باعث سمجھا۔ ماخوذ مسلمانوں کے ورثا بھی مجھ سے ملنے آئے تھے۔

**روانگی** آج مجھے کلکتہ سے روانہ ہونا ہے۔ ڈاک گاڑی میں انتظام کیا ہے۔ کل صبح پھلواری شریف میں ٹھہروں گا۔ مغرب کے بعد ریل پر گیا۔ حکیم خسرو شاہ نظامی اور حاجی سید وزیر علی صاحب اور ملک عبدالودود خاں نظامی اور بمبئی نظامی اور علی جان نظامی وغیرہ احباب ریل تک آئے۔ مگر جنہوں نے میرا بستر بچھایا وہ شاید صاحب لوگ تھے۔ کیونکہ صاحب لوگ اپنا بستر بند بستر سے الگ نہیں کرتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے جسم پر گوشت بہت ہوتا ہے۔ جب ریل چلی تو میں نے بستر کو دیکھا۔ گاڑی میں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ ہندو اور انگریز بھرے ہوئے تھے اور ان کا اسباب اتنا تھا کہ کھڑے ہونے اور راستہ چلنے کی جگہ بھی نہ تھی۔ میری سیٹ اوپر تھی۔ اس لئے میں پورے آدھ گھنٹہ تک کھڑا سوچتا رہا کہ اس بستر کو ٹھیک کروں یا یوں ہی سو جاؤں۔ ہمت نے کہا تم تو ابوالحسن تانا شاہ سے بھی زیادہ نازک مزاج ہو۔ نارنگی کے چھلکے پر تمہاری موٹر کا پہیہ چلے تو تم کو نزلہ ہو جائے۔ بھلا یہ موٹے موٹے بکسوئے اور تسمے جو بستر بند کے نیچے گٹھل بنے ہوئے ہیں رات کو سونے دیں گے؟ چلو آگے بڑھو۔ تبت کا یہ ملک فتح کرو۔ سب مسافر منہ ڈھکے لیٹے تھے۔ میں نے کسی پر اپنا لحاف ڈالا اور کسی پر توشک اور کسی پر تکیہ اور کسی پر چادر۔ دس منٹ کے بعد میاں بستر بند اکیلے رہ گئے اور میں نے ان کو سمیٹ کر نیچے ڈال دیا۔ پھر دری بچھائی اور اس پر توشک بچھائی اور اس پر سفید چادر۔ بالشتی لحاف رکھا اور سرہانے تکیہ۔ اور اپنی عوج بن عنق جیسی ٹانگیں

کو حرکت دی اور اُڑ کر چھت پر چلا گیا - اور اپنی مستعدی کی دل ہی دل میں خوب تعریف کی - بخار موجود تھا - اب ذرا بڑھ گیا - رات بھر میں اس کے آغوش میں اور وہ میرے پہلو میں - صبح ہو گئی - مولوی صاحب شبہ نہ کریں - میں بخار کے پہلو میں تھا اور بخار میرے آغوش میں تھا - اور یہہ کوئی نامحرم نہ تھا اور میرے بزرگ بخارا سے ہندوستان میں آئے تھے -

جب جسم مضبوط تھا تو ایک سال تک متھرا - بندرابن - گوکل - اجودھیا - ہردوار - رشی کیش - بنارس وغیرہ کی سیاحت میں اس طرح رہا تھا کہ ننگے پاؤں - ننگے سر - ایک جھولی - ایک کمبل ایک سونٹا پاس تھا - رات کو اینٹ پتھر سرہانے رکھکر سوتا تھا -

اب تکیہ بھی ریشمی - اس کے اندر روئی بھی سینبھل کی نرم - اور پہلو میں ایک نرم گدگدا تکیہ جس پر اپنی سوکھی ہڈی کا گھٹنا رکھتا ہوں - تب نیند آتی ہے -

ریل میں پہلو کا تکیہ رکھنے کی جگہ نہیں ہوتی - اس طرح سکڑ کر لیٹا ہوں جیسے بانگڑی چوہا -

اب میرا جسم حضرت اکبر الہ آبادی سے بہت کچھ مشابہ ہوتا جاتا ہے - وہ بھی سوتے تھے تو سکڑ کر گٹھری بن جاتے تھے - میرا بڑا لڑکا حسین ابھی سے گٹھری بن کر سوتا ہے -

سردی کے سبب کھڑکیاں بند تھیں اور ہر قسم کی بدبو میری طرف نیچے سے عروج کر کے آرہی تھی -

## ۲۲ - شعبان سنہ ۱۳۵۰ھ ہفتہ
## ۲ - جنوری سنہ ۱۹۳۲ء دہلی

**پھلواری شریف** } صبح ساڑھے پانچ بجے دانا پور اسٹیشن پر اُترا - خوب اندھیرا تھا - نماز پڑھ کر گھوڑا گاڑی میں سوار ہوا - پھلواری شریف پہنچا - اب بھی رات کی تاریکی دور نہ ہوئی تھی - حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا - روضہ کا دروازہ کھولکر اندر گیا - تھوڑی دیر میں عبدالرزاق صاحب آگئے جو مجھکو جانتے تھے اُن کے ہمراہ خانقاہ کی مسجد میں گیا - جماعت ہو رہی تھی - نماز کے بعد حضرت سجادہ نشین مولانا سید محی الدین صاحب قادری چشتی سے دست بوسی کی - بالکل اپنے والد کی صورت ہو گئے ہیں - فنا فی الشیخ سُنا تھا - یہ فنا فی الاَبْ (پدر) بھی ہیں - معانقہ کے بعد مجھے کچھ دیر باہر انتظار کرنا پڑا - پھر حضرت نے عادت کے خلاف مجھکو اندر حجرہ میں بلا لیا - اس وقت وہ کسی سے نہیں ملتے - اندر جاتے ہی فرمایا - مسلمانوں کا کیا حال ہے - ان کو مسلمانوں کی موجودہ حالت نے بہت متاثر کر رکھا ہے - بزرگوں کے حکم کے بموجب مسجد اور حجرہ کے سوا پھلواری کی آبادی میں بھی نہیں جا سکتے - گویا دنیا کی ہر زندگی سے الگ ہیں - یہی دستور اُن کے بزرگوں کا تھا از رگاندھی جی جب اُن کے والد سے ملنے اس حجرہ میں آئے تھے تو اُنہوں نے کہا تھا کہ اگر مجھکو ہندوستان کا کام درپیش نہ ہوتا تو میں شاہ صاحب کی طرح ساری دنیا کو چھوڑ کر اسی طرح حجرہ میں بیٹھ جاتا - شاہ صاحب کی جا نماز کے دونوں طرف اخباروں کا انبار رہتا - معلوم ہوتا ہے دنیا سے پوری طرح باخبر ہیں بہت دیر تک کشمیری مسلمانوں کے حالات معلوم کرتے رہے - اپنے صاحبزادہ کو بھی دکھایا - جنکا نام امان اللہ ہے - زید کی عمر - درویشی عمامہ باندھے ہوئے بہت اچھے معلوم ہوتے تھے - ایک دوسرے بچہ عون احمد بھی وہاں تھے - میں نے شاہ صاحب سے عرض کی کہ ان دونوں بچوں کے نام میں فقط ایک ایک نقطہ ہے - عون احمد اور امان اللہ -

**دوسرا دروازہ** } حضرت اور خانقاہ شریف سے رخصت ہو کر دوسرے پیشوا کے دروازہ پر گیا - حضرت مولانا تسلیمی سید شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی درویشانہ انداز سے بیٹھے تھے - میں نے قدموں میں سر جھکایا - اسی ۸۰ برس کی عمر ہو گئی ہے - ناتوانی بہت زیادہ ہے - مجھکو اپنی اولاد کی طرح سمجھتے ہیں - ایک پوتا گاؤ تکیہ پر گھوڑا بنائے بیٹھا تھا - فیشن ایبل مشایخ کی طرح صفائی نہ تھی - سر علی امام بھی یہاں آتے ہیں تو اسی میلے بستر پر بیٹھ جاتے ہیں - چاول کا لنگر جاری تھا - مسافر اور درویش حلقہ بنائے

بیٹھے تھے۔ حضرت نے اسی نوازش کا برتاؤ کیا۔ جو شروع سے آج تک میرے حال پر رہی ہے۔ تھوڑی دیر میں حضرت کے صاحبزادہ مولانا حسین میاں تشریف لے آئے اور میں ان کے ساتھ دوسرے مکان میں گیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت کی خدمت میں پھر حاضر ہوا اور رخصت ہو کر مولانا حسین میاں صاحب کے ساتھ اسٹیشن پر آیا۔

دانا پور میں واحدی صاحب کے ماموں سید ضمانت علی صاحب بھی رہتے ہیں مگر وہ کلکتہ گئے ہوئے تھے اور کل جمعہ کی نماز کے بعد جامع مسجد میں ان سے اور محمد ادریس صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ پہنت رام کشن داس صاحب کو دس بجے کی گاڑی پر آنے کی اطلاع دی تھی مگر میں صبح پانچ بجے آگیا۔ اس واسطے ان سے بھی ملاقات نہ ہوسکی دس بجے سیالدہ اکسپریس میں روانہ ہوا۔ بنارس پر ہز ہائینس سر شجاع الملک رفیق سفر ہوئے۔ ان کے شہزادہ اور شیخ الاسلام میری گاڑی میں ہیں۔ میں نے ایک نماز ہز ہائینس کے ساتھ ریل کے درجہ میں پڑھائی۔ اور دو نمازیں اپنے درجہ میں جماعت سے پڑھیں۔

**الہ آباد** مغرب کے بعد گاڑی الہ آباد پہنچی۔ اکرام حسین نظامی امداد حسین نظامی اور شوکت حسن نظامی امراؤ نظامی۔ اسلام نظامی اور ٹھیکہ دار حفیظ اللہ اور حضرت اکبر الہ آبادی کے بھانجے راجہ میاں اور حضرت اکبر کے نواسے وغیرہ بہت سے اخوان طریقت اور احباب ریل پر جمع تھے۔ بہت سے امرود اور کھانا اور پھولوں کا ہار بھی لائے تھے۔ سلسلہ کی بعض بوڑھی عورتیں بھی آئی تھیں۔ کیونکہ میں کئی سال سے الہ آباد نہیں گیا تھا۔ نصیر الدین نظامی نے اطلاع دی کہ خدا نے ان کو بیٹا دیا ہے۔ میں نے کہا کمال الدین نام رکھو۔ کہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے جانشین خواجہ کمال الدین علامہ تھے اسلام نظامی نے بانسلی سنائی۔ میں ان سب کو ہز ہائینس سے ملانے لے گیا الہ آباد سے رخصت ہو کر میں سو گیا۔ تہجد کے وقت چترال کے شیخ الاسلام نصیر الحق مولانا شاہ حمد اللہ قادری بیدار ہوئے اور صبح تک عبادت میں مصروف رہے اور میں ان کے برابر چپ چاپ

غافل بنا لیٹا رہا۔ چراغ کے نیچے اندھیرا ہونا ضروری ہے۔ شیخ الاسلام چراغ تھے اور میں اندھیرا اور اگر میں اندھیرے کو پہچان لوں تو اپنے آپ کو جان لوں اور جس نے اپنے آپ کو جان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا اور جس نے خدا کو پہچان لیا اس نے بادشاہو کے ڈرنا چھوڑ دیا۔

لو صبح ہوگئی۔ دہلی نظر آنے لگی۔ لاہور پھر دیا۔ پھر کلکتہ مسلسل سفر ہی سفر رہا۔ آج سفر ختم ہوا۔ اب وہ مہینہ آرہا ہے جس کے لئے سفر ایک بڑا بہانہ ہے۔ روزہ نہ رکھنا ہو تو رمضان میں سفر کرے یا کسی حکیم ڈاکٹر سے بیماری کا سارٹیفکٹ لے لے۔ تاکہ خدا کی گرفت سے بچ جائے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ خدا دل کے چھپے ہوئے حال بھی جانتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو فیس دیکر ہر قسم کا سارٹیفکٹ لے سکتے ہیں اور وہ کام بھی آسکتا ہے مگر خدا کے ہاں کام نہیں آسکتا۔ کیونکہ خدا ہر دل کے اصلی خیال اور حال کو جانتا ہے وہ ہے سامنے میری دہلی اب میں اس کا حال کل لکھوں گا۔

## ۲۳ رشعبان ۱۳۵۰ھ اتوار

## ۳ رجنوری ۱۹۳۲ء دہلی

**اسٹیشن کا منظر** صبح نماز کے وقت گاڑی دہلی اسٹیشن پر پہنچی۔ اس ٹرین میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے بہت سے اراکین بھی آئے ہیں۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب الہ آباد سے۔ مولانا شفیع داؤدی پٹنہ سے مولانا حسرت موہانی کانپور سے۔ راجہ صاحب سلیم پور لکھنؤ سے سب اسی ٹرین میں تھے۔ آج شام کو دہلی میں مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوگا اور صوبہ سرحدی کی موجودہ حالت پر ممبران غور کریں گے۔

چونکہ میں نے دہلی آنے کی اطلاع نہیں دی تھی۔ اس واسطے اسٹیشن پر کوئی نہیں تھا۔ ٹیلیفون کے ذریعہ گھر میں خبر دی اور موٹر منگائی اور میں مسافروں کی آمد و رفت کا تماشہ دیکھتا رہا۔ ریلوے اسٹیشن غور کرنے والے کے لئے مختلف صورتوں اور مختلف اغراض اور مختلف حالتوں

کے انسانوں سے سبق لینے کا اچھا ذریعہ ہے۔

موٹر آگئی اور میں اس میں سوار ہو کر روانہ ہوا۔ واحدی صاحب اور غزالی خاں بھی موٹر کے ساتھ مجھ سے ملنے اسٹیشن پر آگئے۔ ان سے دہلی کے حالات معلوم ہوئے۔ آج کل ہر شہر میں بڑی تیزی سے تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ کیونکہ کانگرس اور گورنمنٹ کی جنگ شروع ہو گئی ہے۔

گھر پر آیا۔ سب بچوں کو دیکھا۔ حسن جبریل پھر دو روز سے بخار کھانسی میں مبتلا ہے۔

**اسکول کے تغیرات** گزشتہ پرچہ میں لوح پر شائع ہو چکا ہے کہ نظام الاسلام مڈل اسکول کے استادوں میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ اور اعلیٰ قابلیت کے چند استاد رکھے گئے ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ دوسری جنوری کو اسکول کھل گیا۔ ہیڈ ماسٹر منظور حسن صاحب مالیر کوٹلہ کے رہنے والے مقرر ہوئے ہیں۔ جنھوں نے علی گڈھ سے ایم اے پاس کیا ہے اور بی ٹی کی ڈگری بھی حاصل کی ہے دوسرے ماسٹر چودھری وقار حسین صاحب بی اے ایس ٹی وی ہیں یہ پانی پت کے رہنے والے ہیں۔ چہرہ سے بات چیت سے بھی یہ دونوں اصحاب اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ عملی تجربہ بعد میں ہوگا۔

مگر مجھے یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ جن لوگوں کے لئے میں اتنی بڑی رقم ہر مہینہ اپنی جیب سے خرچ کرتا ہوں اور رات دن جن کی ترقی و بہبودی کا خیال مجھکو رہتا ہے وہ استاد کی اس تبدیلی سے خوش نہیں ہیں۔ اگرچہ ناخوشی کے اندرونی اسباب مجھے معلوم ہیں لیکن پھر بھی مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ جب میں نے یہ حالات سنے تو دل میں طرح طرح کی باتیں پیدا ہوئیں۔ مگر میں نے اسکو سمجھایا۔

با ہمیں مرداں بباید ساخت

میری تو ساری زندگی ایسے ہی لوگوں کے ساتھ گذری ہے جو اپنے نفع نقصان کو نہیں سوچ سکتے۔

اسکول کی نسبت تو میں نے یہاں تک سنا کہ میرے خاندان والے اسکول کو میری کمائی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان کو معلوم ہے کہ گورنمنٹ سے نوّے روپے ماہوار گرانٹ ملتی ہے اور بیرونی امداد تیس چالیس روپے ماہوار سے زیادہ نہیں ہے۔ باقی سب خرچ میں اپنی جیب سے دیتا ہوں جس کی مقدار بعض اوقات تین سو روپے ماہوار سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور زنانہ اسکول کا خرچہ بھی شامل کیا جائے تو یہ رقم اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

جب میں نے یہ سنا کہ بعض لوگ اس کوشش میں ہیں کہ لڑکے اسکول میں نہ آئیں اور ان کو روکا جائے تو میں نے کہا

چشم ما روشن دل ما شاد

میں اسکول کو بند کر دوں گا۔ بورڈنگ قایم رکھوں گا۔ جن لوگوں نے اپنے بچوں کو میرے سپرد کیا ہے ان کو تعلیم دینا کافی ہے۔ ایسے لوگوں کے بچوں کی تعلیم پر خرچ کرنا جو اپنے نفع نقصان کو نہ سمجھ سکتے ہوں اور احسان مندی کی بجائے مزاحمت کرنی چاہتے ہوں۔ ایک طرح کا احمق پن ہے۔

**درخواست** یکایک ایک تحریری درخواست اسکول کے لڑکوں کی طرف سے میرے نام آئی۔ جس پر میرے لڑکوں نے بھی دستخط کئے تھے۔ اس درخواست میں استاد کی تبدیلی کی مخالفت تھی۔ میں سمجھ گیا کہ ناسمجھ بچے اس درخواست کے اصلی محرک نہیں ہیں۔ تاہم میں نے اسکول میں جاکر سب بچوں کے سامنے ایک تقریر کی۔ اور ان کو نفع نقصان سمجھایا۔ بظاہر طلبا نے میری بات مان لی۔ مگر ان کے دلوں پر اثر نہیں ہوا۔ اور اس کا فلسفہ بھی میں اچھی طرح جانتا تھا کہ کیوں اثر نہیں ہوا۔ میرے لڑکوں نے اپنے دستخطوں کی وجہ سچائی سے بیان کر دی اور میں اسکول سے واپس چلا آیا۔

**ڈاکٹر شفاعت احمد خاں** امانت کی ڈاک پڑھ کر میاں محمد رفیع خلف میاں سر محمد شفیع کی قیامگاہ پر گیا۔ اور وہاں ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب سے ایک گھنٹہ تک باتیں کیں۔ ڈاکٹر صاحب نے گول میز کانفرنس میں

مسلمانوں کے لئے جو شاندار کام کیا تھا اس کی تفصیلی کیفیت معلوم ہوئی اور مسلمانوں کے مستقبل کی نسبت بھی مفصل حالات معلوم ہوئے۔ پھر [illegible] گیا۔ واحدی صاحب کے ساتھ ہز ہائی نس سر شجاع الملک سے ملاقات کی۔ شام کو گھر میں واپس آیا۔ نزلہ بخار کا اثر باقی ہے۔ یہاں سردی زیادہ ہے اس واسطے بخار کا اثر اور بڑھ گیا۔ رات کو بواسیر کا خون بھی بہت زیادہ آیا۔

روح معدہ کھا رہا ہوں مگر وہ بھی چند روز اپنی دھوم دھام دکھا کر اب مرض کے مقابلہ سے عاجز معلوم ہوتی ہے۔

دس بجے سویا چار بجے بیدار ہوا۔

## ۲۴ر شعبان سنہ ۱۳۵۰ھ پیر

## ۴ر جنوری سنہ ۱۹۳۲ء دہلی

**سر شفیع کی علالت** آج لاہور سے میاں سر محمد شفیع صاحب کی نواسی کا ٹیلیفون آیا تھا اور بیگم میاں سر محمد شفیع کا خط بھی آیا تھا کہ میاں صاحب نمونیہ میں مبتلا ہیں اور بہت سخت تکلیف ہے۔ میں نے ان کی صحت و سلامتی کے لئے ختم شروع کرایا اور دعائیں مانگیں اور روحہ سے بھی دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے میں ان کو مسلمانوں کا بہت بڑا خیر خواہ سمجھتا ہوں۔ اگرچہ وہ گورنمنٹ کے طرفدار سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن وہ اس طرفداری میں بھی ہر وقت مسلمانوں کی بھلائی اور حفاظت و ترقی پیش نظر رکھتے ہیں۔

**خطوط** آج کے خطوط کا یہ خلاصہ ہے۔

**پریمی** نظامی ایڈیٹر اخبار دین لکھتے ہیں۔ صادق شہید کی نیاز دلوائی تھی۔ زندگی بخیر ہے تو آئندہ سال دہلی کے عرس میں حاضری دوں گا۔

**مولانا بشیر الدین** احمد صاحب انصاری نے لکھنؤ سے تذکرہ صادق شہید کو پڑھ کر نہایت عمدہ ہمدردی کا خط بھیجا ہے۔

**م نظامی** اہلیہ محمد عبد الکریم صاحب شریک معتمد انجمن فیض عام سکندر آباد دکن لکھتی ہیں تذکرہ حضرت صادق شہید ملا۔ ایسے لوگوں کی یاد تازہ رکھنے کے لئے یہ طریقہ اچھا ہے۔ اگر شہید مرحوم کے مفصل حالات اور دوسرے اخباروں کے مضامین بھی جو اُن کی نسبت شائع ہوئے تھے۔ اس میں شامل کر دیئے جاتے تو بہت اچھا ہوتا۔

**ڈاکٹر** احمد حسن صاحب درّانی مرار ریاست گوالیار سے لکھتے ہیں تذکرہ صادق شہید وصول ہوا۔ پڑھ کر دل پر بہت اثر ہوا۔ شہید مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔

**ہدایت حسین** صاحب زینت محل فراش خانہ سے لکھتے ہیں۔ صادق شہید کا تذکرہ ملا۔ مسلمان کے لئے درجہ شہادت مبارک ہے۔ مگر حکومت کی بے بسی پر افسوس ہے۔ میں دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات میں ترقی بخشے اور پس ماندگان کی دین دنیا عافیت سے گزار دے۔

**محمد صدیق** صاحب خادم اسلام جوالا پور ہردوار سے لکھتے ہیں۔ انگریزی ترجمہ سیرت نبویؐ و اعلیٰ تاریخ اسلام کا ڈرامہ بذریعہ فلم دونوں نہایت اہم اسلامی خدمتیں ہیں۔ زندہ باد بنی فاطمہ۔ زندہ باد حسن نظامی۔

**حاجی** محمد کرم علی خاں صاحب عرف پیارے صاحب کے بچوں کی تقریب ختنہ کا دعوت نامہ آگرہ سے میرے سفر کے زمانہ میں آیا تھا اور اب مٹھائی بھی آئی ہے۔ شادی مبارک ہو۔

**سید کشفی شاہ** نظامی رنگون برما سے لکھتے ہیں۔ آپ کو فلم میں حصہ نہ لینا چاہیئے۔ البتہ اسلامی تاریخ کے بارہ میں کام شروع کر دیجے۔ قدرت ربانی امداد کرے گی۔ سیرت نبویؐ کے انگریزی ترجمہ کی اشد ضرورت ہے۔ کام شروع کر دیجئے۔

**علی احمد** نظامی نے کمپالہ شرقی افریقہ سے حسن جبرئیل کی صحت اور روحہ کی دعا کے اعجاز کا ذکر لکھ کر مبارکباد دی ہے اور لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوسرا بیٹا عنایت فرمایا ہے۔ پہلے لڑکے کا نام میں نے احمد علی رکھا تھا اور اس بچہ کا نام حسن احمد رکھا۔

مولوی محمد عبد الکریم صاحب شریک معتمد انجمن فیض عام سکندر آباد

دکن نے پانچ روپے انگریزی سیرت نبویؐ کی اشاعت کے لئے بھیجے ہیں اور سوا روپیہ اسکول کی اعانت کے لئے۔

انگریزی سیرت نبویؐ کی نسبت لکھا ہے کہ زبان بہت سادہ اور آسان ہونی چاہیئے۔ آپ کی اردو سیرت اسی وجہ سے ممتاز ہے۔

**½ نظامی** محمد عبد الکریم صاحب نے ایک دلچسپ بات یہ بھی لکھی ہے کہ میں ½ یعنی آدھا نظامی ہوں۔ کیونکہ میری بیوی آپ کی مریدنی ہے۔

**مولانا** سید ظہیر حسن صاحب سفیر مالک دار الفلاح دہلی نے بارہ روپے کا چک اسکول کی امداد کے لئے بھیجا ہے اور لکھا ہے کہ انشاء اللہ یہ رقم ہر سال دی جائے گی۔ اگر خدا نے توفیق دی تو اس میں اضافہ بھی کردوں گا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ انگریزی نصاب تعلیم اہل ہند کے لئے عذاب الیم سے کم نہیں ہے۔ کاش کہ آپ جیسے چند روشن خیال اور بیدار مغز حضرات کوئی مفید اور نیا نصاب تعلیم تجویز کرسکیں۔

**کپورتھلہ** سے اللہ رکھا نظامی وکیل کا دردناک خط موصول ہوا ہے کہ میرے مشہور مخلص مرید محمد اسمٰعیل نظامی میونسپل کمشنر کا ۱۴ ار شعبان کو تپ دق میں انتقال ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے مجھے ان کی وفات کا بہت صدمہ ہوا۔ قیامت کے دن اگر عرضی نویسی کی ضرورت ہوئی تو میں انہی سے عدالت الہٰی کے لئے عرضیاں لکھواؤنگا۔

**مولانا** علی میاں قربتی شاہ نظامی احمد آباد گجرات سے لکھتے ہیں کہ سیرت نبویؐ کے انگریزی ترجمہ کے لئے اپنی طرف سے پانچ روپے پیش کروں گا۔ سب مریدوں سے بھی چار چار آنے جمع کرکے بھیجوں گا۔

اسلامی تاریخ آپ ضرور لکھیئے۔ میں ۲۵ سال سے سرکاری اسکولوں میں پڑھانے کا کام کرتا ہوں۔ اور مجھے اقرار ہے کہ میں اب بھی اسلامی تاریخ نہیں جانتا۔ سینما کے ذریعہ تاریخی حالات دکھلائے جائیں تو بہت مفید ہوں گے۔ پڑھنے سے زیادہ دیکھنے کا اثر ہوتا ہے۔ ہمارے اسکولوں میں بھی اسی کے قریب قریب رواج ہے۔

**سید بدر الدین** راحتی نظامی مودودی احمد آباد سے لکھتے ہیں کہ خدا نے ان کو ایک اور لڑکی عطا فرمائی ہے۔ میں نے مبارکباد کے بعد لڑکی کا نام عابدہ تجویز کیا۔

**حضرت** مولانا سید غیاث الدین احمد قادری کی صاحبزادی صاحبہ کے تقریب عقد کی احمد آباد سے اطلاع آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بچی کو جو مجھے روحہ کی طرح عزیز ہے ہمیشہ شاد کام رکھے اور ان کے والد کی تمنا ٹھنڈی رہے۔

**آپ بیتی** } دوپہر تک کام کرکے دہلی گیا۔ مختلف احباب سے ملاقاتیں ہوئیں۔ رنگون والے حاجی شمس الدین نظامی سیالکوٹ کے ایک بھائی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ایک رات رہ کر چلے گئے۔ میری صحت اب تک خراب ہے۔ آج ڈاکٹر محمد عمر صاحب کی دوا شروع کی۔ رات کو نو بجے سویا اور صبح پانچ بجے بیدار ہوا۔ گویا آٹھ گھنٹے بیماری کے سبب ضائع ہوئے۔ آج رات کو بھی بہت زیادہ خون آیا۔

---

# سحری کی غذا

رمضان شریف میں معدہ اس لئے خراب ہو جاتا ہے کہ لوگ خلاف عادت پچھلی رات کو سحری کھاتے ہیں۔ اس لئے بعض لوگ ہلکی اور مقوی غذا سحری کے لئے تلاش کرتے ہیں۔

طبّی کمپنی محض مسلمانوں کے فائدہ کے لئے صدق دل سے مشورہ دیتی ہے کہ نبیذ سحری کے وقت سب سے عمدہ ہلکی غذا ہے۔ اگر آدھی پیالی دودھ میں چار کے دو۲ چمچے بھر کر پی لی جائے تو اسکی طاقت دن بھر رہیگی اور معدہ کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔ اگر ایک پیالی دودھ یا چار میں چار چمچے ملا لئے جائیں تب بھی کچھ نقصان نہ ہوگا۔

جو لوگ امیر المومنین خلیفہ ہارون رشید عبّاسی کے پینے کی نبیذ کی نسبت یہ مشہور کرتے ہیں کہ اس میں نشہ تھا وہ بالکل غلط کہتے ہیں۔ امیر المومنین نشہ باز نہ تھے۔ نہ نبیذ میں نشہ تھا۔ اور نہ اس نبیذ میں نشہ ہے جو طبّی کمپنی نے خلیفہ ممدوح کے نسخہ سے تیّار کی ہے۔

نبیذ ایک مقوی اور مفرّح شربت ہے جو دُنیا کے ہر نشہ سے زیادہ اعصاب۔ دماغ اور دل۔ اور رجولیت کو راحت دیتا ہے۔

# واحدی صاحب کا خضاب

سفید رونی سے گالا جیسے بالوں کو سیاہ کر لینا اور ضعیفی کی عمر میں بھی جوان بنے رہنا اچھا ہو یا برا لیکن بہت سی مجبوریوں کی وجہ سے ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں جوانوں کی قدر اور بوڑھوں کی بے وقعتی لاکھوں آدمیوں کو اس بات پر مجبور کر دیتی ہے کہ اگر ان کے قویٰ اچھے ہوں تو خواہ مخواہ بھی صرف بال کے سفید ہو جانے کی وجہ سے حکام کی نظروں میں ذلیل نہ ہو جائیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عین جوانی ہی میں کسی اتفاقی سبب کی بدولت بال سفید ہو جاتے ہیں اور چونکہ طبیعت میں عمر کے لحاظ سے اُمنگ اور جوش موجود ہوتا ہے اس لئے یہ سفید بال بہت اوپری اوپری سے معلوم ہوتے ہیں اور حقیقۃً وبال جان ہو جاتے ہیں ایسے حالات میں جب انسان خضاب کے استعمال پر مجبور ہو جاتا ہے تو اب اسے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ خضاب کی لاتعداد قسموں میں سے جن کے اشتہار رات دن اس کی نظر سے گزرتے رہتے ہیں کون سے خضاب کو اپنے لئے پسند کرے کسی خضاب میں یہ عیب ہوتا ہے کہ بالوں پر قدرتی رنگ نہیں آتا اور اگر کچھ بال ابھی تک سفید نہیں ہوئے ہیں تو خضاب کی بدولت اُن میں ایک بدرنگ سا پیوند لگ جاتا ہے۔ خضاب کا لگانا صندل کے گھسنے اور لگانے کی طرح اچھا خاصا ایک دردِ سر ہوتا ہے اور اتوار کا ایک چھٹی کا دن پورا کا پورا اسی کی نظر ہو جاتا ہے۔ کسی خضاب کے اجزا کچھ ایسے خراش دار ہوتے ہیں کہ ادھر خضاب لگایا اور اُدھر تمام چہرہ اور سر سوج کے کپا ہو گیا اور نزلہ زکام نے ناک میں دم کر دیا وہ الگ۔

بعض خضاب بڑے خوش رنگ ہوتے ہیں لیکن بالوں کے ساتھ جلد کو بھی بالکل سیاہ کر دیتے ہیں اور خضاب کا لگانا صحیح معنوں میں روسیاہی کا مترادف ہو جاتا ہے۔ غرضکہ ایک ایسا خضاب جو ان تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہو بڑی مشکل ہی سے دستیاب ہوتا ہے اور مدتوں اس کی تلاش میں انسان کو سرگرداں اور پریشان رہنا پڑتا ہے۔ واحدی صاحب کے خضاب کا نام تو لاجواب نہیں ہے۔ لیکن حقیقۃً وہ خود لاجواب ضرور ہے۔ خضاب کی جن خرابیوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ ان سب سے پاک ہے اور صرف پانچ منٹ میں انسان کی وجاہت اور صورت میں کامل انقلاب پیدا کر دیتا ہے پیری اور عصا گیری کی صبح منٹوں میں جوانی کی رات سے بدل جاتی ہے اور اگر لوگ پہلے آپ کے سفید بال نہ دیکھ چکے ہوں تو ہرگز ہرگز کبھی اور کسی حالت میں انہیں یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ آپ کے بالوں کا رنگ اصلی نہیں ہے۔ واحدی صاحب کے خضاب کا رنگ عمدہ ہے جلد کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا۔ پانچ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لیتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں وہ سڑی ہوئی بدبو نہیں ہوتی جو بعض خضابوں کی امتیازی خصوصیت ہے۔ واحدی صاحب کا خضاب ایک شیشی میں دو ڈھائی مہینے کے لائق ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲؍ محصول ڈاک ۵؍

## واحدی صاحب کے خضاب کے متعلق

### جناب مولوی محبوب علی صاحب بی۔اے انسپکٹر آف اسکولز ریاست گوالیار کی رائے۔

واحدی صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کا خضاب میں نے استعمال کیا۔ میں اس خضاب کو موجودہ جرمنی خضابوں سے بہتر خیال کرتا ہوں۔ اس خضاب سے بالوں میں قدرتی سیاہی آ جاتی ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ خضاب لگایا ہے۔ وقت بھی بمقابلہ اور خضابوں کے کم صرف ہوتا ہے البتہ جلد پر دھبہ اگر احتیاط نہ برتی جائے تو ضرور آ جاتا ہے۔ یہ دھبہ بھی ایک دن میں جاتا رہتا ہے۔ مجھے اس خضاب سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ محبوب علی

---

کپڑے کی ایک صاف دھجی پانی میں بھگو کر اور اسے صابن پر رگڑ کر جہاں دھبہ آئے وہاں دھبہ آتے ہی مل لیا کیجئے دھبہ فوراً جاتا رہیگا (واحدی)

## ملنے کا پتہ:۔ طبی کمپنی دہلی

---

## ناشف

(عہد مغلیہ کے مشہور طبیب حکیم نصر اللہ خاں کے نسخہ سے اُن کے پڑپوتے حکیم علی رضا خاں صاحب نے طیار کی۔ حکیم علی رضا خاں مدرسہ طبیہ کے سند یافتہ طبیب ہیں اور تیس سال سے مطب کرتے ہیں) بے زبان شرم و حیا کی پتلیاں عورتیں گھر کی چار دیواری میں بند رہتی ہیں اور سخت سے سخت تکلیف ہونے پر بھی مردوں سے کچھ نہیں کہتیں مگر آپ یاد رکھیں جس طرح جریان سے مرد کمزور ہو جاتے ہیں اسی طرح سیلان سے عورتیں سینکڑوں قسم کے امراض کا مرکز بن جاتی ہیں حتیٰ کہ بعض دفعہ دق جیسے موذی مرض تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ عورتوں کی طرف سے آپ کی لاپروائی اچھی بات نہ ہوگی جس طرح وہ آپ کی خوشنودی مدنظر رکھتی ہیں آپ کا بھی فرض ہے کہ اپنی شریک زندگی کا ہر طرح خیال رکھیں ہم آپ کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ناشف عورتوں کے مرض کی مخصوص دوا ہے چند روزہ استعمال سے ہر قسم کی رطوبت بند ہو جاتی ہے اور اس کے باعث پیدا ہونے والی ساری خرابیاں دور ہو جاتی ہیں اور سر سے جسم میں طاقت و توانائی اور حمل قرار پانے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ قیمت بیس خوراک (زنانہ) دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک

**ملنے کا پتہ منیجر رسالہ نظام المشائخ محلہ کوچہ چیلان۔ دہلی**

# تکلیف سے بچنے کی دنیا میں صرف ایک ترکیب ہے

## اپنی روح اور اپنے جسم کو غیر جنس سے بچائیے

"صحبت ناجنس عذاب ست علیم" کیا آپ نے کبھی نہیں سنا! روحانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کسی ناجنس شے کا روح پر تسلط ہو جاتا ہے اور جسمانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کوئی ناجنس چیز جسم کے اندر دخل پالیتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو دانتوں اور مسوڑھوں کی تکلیفوں سے نجات مل جائے تو ہندوستانی جڑی بوٹی کا بنا ہوا

## واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

ملا کیجئے اس منجن کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں مرحوم نے ۱۹۱۲ء میں بتایا تھا جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔ یہ منجن ہندوستانیوں کے لئے ہندوستان سے باہر کے منجنوں کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ ناجنس نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے ہر ملک کے رہنے والوں کی تکلیفوں کا علاج اُن کے اپنے ملک میں پیدا کیا ہے دوسرے ملکوں کا محتاج نہیں رکھا۔ پہاڑوں کی بچھو بوٹی جس کے چبھ جانے سے ایسی جلن پیدا ہوتی ہے جیسے بچھو نے کاٹ لیا اس کا تریاق دریاؤں میں نہیں ملتا اللہ تعالی نے وہیں پہاڑ پر بچھو بوٹی کے ہر درخت کے قریب ایک درخت اور لازمی طور سے لگایا ہے جس کا پتا بچھو بوٹی کی جلن کو آنًا فانًا دور کر دیتا ہے۔ لہذا فیشن پرستی کو چھوڑ دیئے اور اپنے ملک کا منجن استعمال کیا کیجئے۔

## واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

دانتوں اور مسوڑھوں کی ان تمام تکلیفوں کا تریاق ہے جو کسی ہندوستانی کو ہونی ممکن ہیں۔ ہندوستان میں رہنے والے انگریزوں کو بھی جن کی دو ایک نسلیں ہندوستان میں گزر چکی ہوں واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں فائدہ دیتا ہے۔ مسوڑھوں کا [illegible] اور مسوڑھوں کا درد تو اللہ کے فضل سے واحدی صاحب کے منجن کے سامنے دو منٹ بھی نہیں ٹھہرتا۔ مسوڑھوں سے خون آتا ہو اور مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہو جسے پائیوریا کہتے ہیں اس کی بھی یہ بہترین دوا ہے۔ دانتوں نے جڑیں نہ چھوڑ دی ہوں تو دانت جڑ جاتے ہیں۔ غرض عجیب نعمت ہے ایک دفعہ منگا کر تجربہ کر لیجئے۔ پھر اس کے سوائے آپ کو کوئی منجن اچھا نہیں معلوم ہوگا کیونکہ جن منجنوں کا اب تک آپ نے استعمال کیا ہے وہ آپ کے لئے ناجنس تھے اور یہ قدرت کی طرف سے خاص آپ کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔ رنگت بھی اس کی آپ پسند کریں گے اور اسے بھیجا بھی حتی المقدور سلیقہ سے جاتا ہے۔ یعنی پیکنگ وغیرہ خوبصورت ہے۔ ایک شیشی کی قیمت ۸ رہے۔ محصول ایک شیشی پر ۵ لگتا ہے۔ دو یا تین شیشیاں اکھٹی منگائی جائیں تو ۷ کے ٹکٹ کافی ہوتے ہیں

## طبی کمپنی دہلی سے منگائیے

(سید ابن عربی اڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)

# افریقہ کا لخت جگر

اخوان طریقت اور معاونین خواجہ ماڈل ہوسٹل اس خبر سے خوش ہونگے کہ ممباسہ ایسٹ افریقہ سے برادر طریقت محمد طفیل خاں نظامی اپنے فرزند محمد یسین کو خواجہ ماڈل ہوسٹل میں داخل کرانے کے لئے لائے ہیں۔ اس بچہ کی عمر آٹھ سال کی ہے اور بہت ذہین اور ہونہار بچہ ہے۔

میں افریقہ کے لخت جگر کو اپنا نور چشم تصور کر کے آغوش میں لیتا ہوں۔ خدا اس کو کامیاب کرے۔

آفرین ہے بچہ کی ماں کو جس نے اپنے اکلوتے فرزند کو اتنی دور محض علم کے لئے بھیجنا گوارا کر لیا۔ حسن نظامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# روزنامچہ

## حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

### ۲۴ر شوال ۱۳۵۰ھ پنجشنبہ
### ۳ر مارچ ۱۹۳۲ء دہلی

**حسد اور رشک** میں ان الفاظ کی تشریح بیان کروں تو الفاظ کی فضول خرچی ہوگی۔ یہ تو مجھ سے بھی زیادہ مشہور اور قدیم اور انسان کے دل پر حکومت کرنے والے ہیں۔

بزرگوں نے حسد کو برا اور رشک کو مباح قرار دیا ہے قرآن مجید نے حسد سے محفوظ رہنے کی دعا سکھائی ہے اور فرمایا ہے "کہو پناہ مانگتا ہوں میں اللہ سے دنیا کی سب برائیوں سے اور حاسد کے حسد سے"

کسی کی راحت اور نعمت کو دیکھ کر جل جانا اور اس راحت اور نعمت کو زائل کرنے کی کوشش کرنا چاہے خود کو وہ راحت ملے یا نہ ملے اس کو حسد کہتے ہیں۔ اور کسی کی راحت اور نعمت کو دیکھ کر خود اپنے لئے بھی ویسی ہی راحت و نعمت کی تمنا کرنا رشک ہے۔

پہلی خصلت حسد سے انسان کی روح ہر وقت بے چین رہتی ہے۔ اور دوسری خصلت رشک سے آدمی بعض اوقات ترقی کرنے لگتا ہے۔ اور راحت و نعمت حاصل کر لیتا ہے۔

**درمیانی راستہ** میں نے کبھی کسی سے حسد نہیں کیا۔ اور مجھ سے ہمیشہ دوسروں نے حسد کیا۔ البتہ رشک کی خصلت سے کبھی کبھی میں نے ایک درمیانی راستہ اختیار کر کے فائدہ اٹھایا۔

**میرے تین پیشے** دنیا میں مشہور ہے کہ یہود ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن مگر میں تین پیشے کرتا ہوں اور تینوں میں کسی ہم پیشہ کا دشمن نہیں ہوں۔ نہ کبھی ہوا۔ نہ انشاء اللہ کبھی دشمنی کرنے کا ارادہ ہے۔

میں پیری مریدی کا پیشہ کرتا ہوں (اگرچہ اس کو پیشہ کہنا بہت نامناسب ہے) میں اخبار نویسی اور کتب فروشی اور دوا فروشی کا پیشہ کرتا ہوں اور میں خدمت خلق (لیڈری) کا پیشہ بھی کرتا ہوں۔ اور ان تینوں میں کامیاب بھی ہوں۔ مگر ان تینوں پیشوں میں کبھی کسی ہم پیشہ سے حسد نہیں کرتا۔ اور جب کسی ہم پیشہ پیر کی تعریف ضروری معلوم ہوئی یا کسی ہم پیشہ پیر کا تعارف کرنے سے اس پیر کو فائدہ ہوتا ہو تو بغیر خیال حسد کے اس کی تعریف و تعارف کو کشادہ دلی سے شائع کر دیتا ہوں۔ حالانکہ انسانی خصلت کی بموجب وہ پیر اور پیرزادے مجھ کو بدنام اور رسوا کرنے کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑتے۔

مہاراجہ سر کشن پرشاد صدر اعظم حیدر آباد بڑے فقیر دوست ہیں۔ میں نے بارہا دوسرے درویشوں کی تعریف کر کے ان تک درویشوں کو پہنچایا اور اس سے اندیشہ نہ کیا کہ مجھے نقصان پہنچے گا اور ان درویشوں نے مہاراجہ تک رسائی حاصل کر کے سب سے پہلے میری برائی کی کہ ان کو درویشی کی کوئی بات بھی حاصل نہیں ہے۔ مگر مہاراجہ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ بلکہ میری برائی کرنے والے درویش ان کی نظر سے گر گئے۔ اور میری بے تعصبی اور ہم پیشہ لوگوں سے حسد نہ کرنے سے مجھے فائدہ ہوا۔

تازہ سفر دہلی کے موقع پر میں نے ہر قسم کے آدمیوں کا بغیر حسد کے مہاراجہ سے تعارف کرایا اور سفارشیں کیں ان میں درویش و علما بھی تھے۔ اور ان میں سے بعض نے حسب عادت میری برائی بھی کی۔ مگر میں نے اس کھلی دشمنی کے باوجود اپنی عادت کو ترک نہ کیا۔

مہاراجہ تو خیر جہاں دیدہ اور مردم شناس آدمی ہیں میں تو اپنے ان معتقدوں اور مریدوں سے بھی دوسرے درویشوں کی تعریف بیان کرتا رہتا ہوں جو معاملہ فہم نہیں ہوتے۔ احمد آباد کے مریدوں سے ایک کابلی درویش کی تعریف بیان کی اور احمد آبادی لوگوں نے میری تعریف کی بنا پر اس کو اپنے ہاں ٹھہرایا اور خدمت کی۔ اس درویش نے آخر میں کہا کہ حسن نظامی سلوک درویشی سے ناواقف ہے۔ تم اس کی بیعت فسخ کر کے میرے مرید ہو جاؤ چنانچہ کئی آدمی خام عقیدہ کے مجھ سے منحرف ہو کر اس کے مرید ہو گئے۔

مجھے خبر ہوئی تو میں نے کہا۔

میری معاش مریدوں کی نذر پر منحصر نہیں ہے اس لئے میں اس کی پرواہ نہیں کرتا اور یہ ٹھیک ہے کہ میں درویشی کے کمالات سے بہت ہی کم واقف ہوں اگر کسی مرید کو کسی اور جگہ سے کوئی کمال حاصل ہو سکے تو اس کو میری مریدی فسخ کر دینی چاہیئے۔

کابلی درویش نے مجھ کو بدنام کرنے کی انتہا کر دی تب بھی میں خاموش رہا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ بے گناہوں کا انتقام قدرت خود لے لیتی ہے اور آخر وہی ہوا کہ وہ درویش طائف (عرب) میں ابن سعود کی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور جب میں نے یہ خبر سنی تو اس کے مریدوں سے ماتم پرسی کی۔

## تجارتی پیشہ

اخبار نویسی کتب فروشی دوا فروشی پیشوں میں بھی میرا عمل دوسروں کو نمایاں کرنے کا رہا۔ اور میں نے کبھی کسی سے حسد نہیں کیا۔ میرے سکھائے ہوئے یا میرے طریق کار سے سیکھے ہوئے بہت سے کامیاب اخبار نویس موجود ہیں جن کو میں نے آگے بڑھانے کی کوشش کی۔ اور ان کے کام کی تعریف کر کے ان کی ہمت بڑھائی حالانکہ ان میں سے اکثر نے خصلت انسانی سے مجبور ہو کر میرا مقابلہ کرنا چاہا اور مجھ کو گرانے میں اپنی کامیابی سمجھی مگر میں ان کے مقابلہ میں نہیں آیا۔

دہلی میں ایک بجنوری مولوی صاحب کا اخبار سالہا سال سے میرا مخالف ہے اور کوئی موقع میرے خلاف لکھنے کا جانے نہیں دیتا مگر میں نے ان کے اخبار کے عمدہ کاموں کی ہمیشہ تعریف کی اور اپنے مضامین میں ان کا تذکرہ اچھے الفاظ سے کرتا رہا۔

مولویوں کی جماعت کے ایک اور مشہور اخبار نے بھی ہمیشہ انسانی عادت پر عمل کر کے میری مخالفت کی مگر میں نے اس کی عمدہ خدمات کو بھی نمایاں کرنے کا کام جاری رکھا۔

## لیڈروں کا حسد

بعض مشہور لیڈروں نے مجھ کو نیست نابود کرنے کی سازش کی اور بہت سے اخباروں اور لیڈروں کو ساتھ ملا کر مجھ پر حملہ کیا۔ میں نے جب بھی دس دن تک صبر کیا۔ اور چاہا کہ بات درگذر ہو جائے مگر جب وہ نہ مانے تو میں انسانی عادت سے مجبور ہو گیا اور میں نے ان کو جواب دیا۔ ایسا جواب کہ ان کو پوری شکست تسلیم کرنی پڑی۔

## میں نے یہ عادت کیوں اختیار کی

انسانی خصلت اور مقررہ فطرت کے خلاف میں نے صبر و برداشت کی یہ عادت اس لئے اختیار کی کہ میں خدا کے ملک کو وسیع دیکھتا ہوں اور اپنی ہمت و لیاقت پر اعتماد کرتا ہوں اور مجھے یقین رہتا ہے کہ کسی کی مخالفت سے کسی کا رزق فنا نہیں ہو سکتا۔ میری قسمت میں جتنا رزق اور جتنی عزت لکھی ہوئی ہے وہ ملے گی کوئی قوت اس تقدیر کو بدل نہیں سکتی۔ اور میری زبان یا قلم سے کسی دوسرے ہم پیشہ کا فائدہ ہو جائے گا تو چاہے وہ احسان نہ مانے مگر میرے دل کو تسکی ہوگی کہ میں نے اپنے اقتدار کو ٹھیک صرف کیا۔ اور اس سے صحیح فائدہ اٹھایا۔

## دوا فروشی

طبی کمپنی کا میں بھی ایک حصہ دار ہوں اور دوا فروشی سے بھی میرا اور میرے بچوں کا رزق حاصل ہوتا ہے مگر جب دہلی میں حضور نظام اور مہاراجہ بہادر اور دوسرے امرا آئے تو میں نے دواخانہ ہندوستانی دواخانہ ہمدرد اور دواخانہ انصاری اور حکیم نابینا صاحب اور حکیم محمد جمیل خاں صاحب اور حکیم محمد احمد خاں صاحب وغیرہ کو نمایاں کرنے کی کوشش کی اور اپنی طبی کمپنی کا کسی سے ذکر ہی نہ کیا۔

اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں مذکورہ دواخانوں اور مذکورہ اشخاص کو اپنے طبی کام سے زیادہ اہل اور زیادہ ممتاز تصور کرتا تھا اور جانتا تھا کہ طبی کمپنی کا کام اگر اس میں کوئی خوبی ہوگی خود ہی اپنے لئے نیا میدان فائدہ اور کامیابی کا حاصل کرے گا۔ یہ وقت دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا ہے۔

واحدی صاحب کا دواخانہ میرے علم میں تھا اور میں اس کو بھی نمایاں کرنا ضروری سمجھتا تھا مگر واحدی صاحب کو میری ذات سے جو تعلق ہے اس کی بنا پر میں نے ان کے نمایاں کرنے کو اپنا نمایاں کرنا سمجھ کر احتیاط کی۔

## حاصل مقصد

اتنی طول نویسی کا حاصل مقصد یہ ہے کہ میں اپنے احباب اور اخوان طریقت کو حسد سے بچنے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا سبق دینا چاہتا ہوں۔ اور وہ ذاتی مثال ہی سے اچھی طرح حاصل ہو سکتا ہے۔

## خود بقلم خود

آج پورا دن میں نے تین ہفتہ کا رکا ہوا روزنامچہ شائع کرانے کے انتظام میں خرچ کیا۔ اور اتنی محنت کی جتنی محنت کمہار کا گدھا بھی نہیں کر سکتا اور اس کو کمہار کے ڈنڈے کھانے پڑتے ہیں تب محنت کرتا ہے۔

امانت کے ہزارہا خطوط دفتر کے آدمیوں نے تاریخ وار مرتب کر کے دئے اور میں نے ان پر جواب کے نوٹ لکھے تاکہ سید ابن عربی اور میرا لڑکا حسین اور دفتر کے محرران نوٹوں کی موافق جواب لکھدیں۔ اور بہت سے خطوط اپنے قلم سے جواب لکھنے کے لئے اپنے پاس رکھ لئے۔

پارہ شام کو ۷۴ اور صبح ۶۰ درجہ پر تھا۔

# ۲۵ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ جمعہ

# ۴ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء دہلی

## روزنامچہ کا شوق

تین ہفتہ تک روزنامچہ شائع نہ ہوا تو اس کثرت سے خط آئے کہ میں حیران رہ گیا۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ ہندوستان میں روزنامچہ اس قدر مقبول ہے۔

چونکہ حضور نظام کی آمد دہلی کے لئے عین وقت کے وقت روزانہ اخبار جاری کرنا پڑا تھا اور سارا عملہ ایک دم روزانہ اخبار کے کام میں مشغول ہو گیا تھا اس لئے مجبوراً روزنامچہ کی اشاعت رک گئی۔ کیونکہ کاتب اور محرر اور چھاپہ خانہ سب ہی روزانہ اخبار میں مصروف تھے۔

میں نے روزانہ اخبار کے لئے اس سال نیا عملہ نہیں رکھا۔ نہ نئے ایڈیٹر مقرر کئے۔ سید ابن عربی اور واحدی صاحب نے البتہ امداد دی۔ ورنہ سارا کام خود کیا۔ اور پندرہ سولہ دن ایسی محنت کی جیسی کبھی جوانی میں کیا کرتا تھا۔

## فقرا امرا کے دروازہ پر

ایک اخبار نویس دوست نے اپنے روزانہ اخبار میں حضور نظام کے تازہ سفر دہلی کے حالات لکھتے وقت فقرا کا امرا کے پاس جانا طعن آمیز انداز سے تحریر کیا ہے۔ میں نے اس کو انصاف کی نظر سے پڑھا۔ اور میرا منصفانہ فیصلہ یہ ہے کہ اس تحریر کا اصول درست ہے مگر منشائے تحریر اور نیت درست نہیں ہے۔

فقرا کا امرا کے دروازہ پر جانا اصولاً برا ہے۔ مگر کسی اچھے مقصد سے جانا برا نہیں بلکہ ضروری ہے۔

بادشاہوں اور امیروں اور بڑے درجہ کے فقیروں سے ملنا اور

بات کرنا ہی ایک قابلیت ہے۔ جس شخص میں یہ جرات اور قابلیت نہو اس کو اگر بادشاہوں اور امیروں اور بڑے درجہ والوں سے ملنے کا موقع بہی ملے تو وہ بات نہیں کر سکتا اور اپنی اس کمزوری کو چونکہ وہ خود اچھی طرح سمجھتا ہے اس لئے اس کی ہمت نہیں ہوتی کہ کسی بادشاہ یا بڑے آدمی سے ملے۔ وہ ڈرتا ہے کہ اگر میں کسی بادشاہ یا بڑے آدمی سے ملا۔ اور بات نہ ہو سکی۔ یا کوئی نامناسب بات زبان سے نکل گئی تو میری عزت و شہرت خاک میں مل جائے گی۔ اس لئے وہ آگے بڑھنے کی جرات نہیں کر سکتا اور دوسرے آگے بڑھنے والوں سے حسد کرتا ہے۔ اور ان کو بئس الفقیر علے باب الامیر کے مشہور الفاظ سے یاد کرتا ہے۔

میں فقیروں کے گھر میں پیدا ہوا ہوں اور میرے بزرگوں نے امرا کے پاس جانے کی سخت ممانعت کی ہے مگر چونکہ میری زندگی کے کئی حصے ہیں اور محض فقیری ہی میرا کام نہیں ہے اس لئے میں دوسرے حصص زندگی کی بنا پر امرا اور بادشاہوں سے ملتا ہوں اور ایسے انداز سے ملتا ہوں کہ میرا لباس اور میرا خاندان ذلیل نہیں ہوتا۔ اور میں جرائت اور بے باکی سے حق بات ان بادشاہوں اور امیروں کے کان تک پہنچا دیتا ہوں۔ اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا کام بہی ان ملاقاتوں سے لیتا ہوں اس لئے میرا ضمیر مطمئن ہے اور اخبار مذکور کے طعنہ کی پرواہ نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اعتراض سے پہلے غور کر لیا کرے۔

**خود** آج ہی دن بہر امانت کے رُکے ہوئے کام کو پورا کرنے میں شدید محنت کی۔ شام کو سوئیس ہوٹل میں گیا اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے دوسرے جلسہ میں شریک ہوا۔ جہاں بہت سے عمائد مسلمان جمع تہے۔

مولوی فضل حمید بی اے پٹیالہ سے ملنے آئے تہے۔ اور جمعہ کے بعد حاجی عبدالغفار صاحب کے مکان پر جناب مولوی مفتی انوار الحق صاحب ہوم ممبر ریاست بہوپال اور جناب قاری محمد سلیمان صاحب استاد ولی عہد حضور نظام سے ملنے گیا تہا۔ ان دونوں سے ملکر اسلامی علوم کی لذت حاصل ہوئی کیونکہ یہ دونوں قدیمی مسلمانوں کی ایک زندہ مثال ہیں۔

رات کو جلسہ میں دیر ہو گئی اور مفتی صاحب سے ریل پر ملنے نہ جا سکا وہ آج بہوپال چلے گئے۔

موسم بدل رہا ہے۔ مچھر پیدا ہو گئے ہیں رات کو ان کی یورش ہوتی ہے۔ اور لحاف میں گرمی بہی معلوم ہونے لگی ہے۔

## ۲۶ شوال ۱۳۵۰ھ شنبہ

## ۵ مارچ ۱۹۳۲ء دہلی

**دعوت کا دن** آج ہفتہ ہے۔ واحدی صاحب کے ہاں دعوت کا دن ہے۔ مگر کام کی کثرت اور امانت کی ڈاک کا رکا ہوا کام پورا کرنے کے سبب دعوت ملتوی کر دی۔ اور دن بہر کام کرتا رہا۔

**ٹیلی فون کی رخنہ اندازی** دماغی کام کرنے والے کے لئے ٹیلی فون سب سے بڑا شیطان ہے۔ اور تجارت والے کے لئے ٹیلی فون داہنا ہاتھ ہے جب کام کی کثرت ہوتی ہے ٹیلی فون مجھے بہت ستاتا ہے۔ آج بہی بہت ستایا۔ مگر میں اپنے تجارتی کاروبار کے لئے اس کو بہت ضروری سمجھتا ہوں اور پانسو روپے سالانہ خرچ کرکے اس کو رکھتا ہوں۔

آج ڈاکخانہ میں تعطیل ہے ہندو تہوار شیوراتری کے سبب سب دفتر بند ہیں۔ میرے ہاں ڈاک نہ جا سکی مگر کام سب ہوئے سید ابن عربی اور حسین نے خطوط نویسی میں بہت مدد دی۔ روزنامچہ بہی آج شائع ہو گیا۔ چار کاتبوں نے تین دن میں تیار کیا۔ اب میں اول شب کام نہیں کرتا پچھلی رات کو کام کرتا ہوں۔ دن کے مقابلہ میں اس وقت دوگنا کام ہو جاتا ہے۔

[illegible] جبرئیل ابو طالب کی آنکہیں دکہہ رہی ہیں۔

## ۲۷ شوال ۱۳۵۰ھ یکشنبہ

## ۶ مارچ ۱۹۳۲ء دہلی

**بواسیر کے معالج** ضلع گورداسپور پنجاب کے دو ہندو سادہو میرے مرض بواسیر کا علاج کرنے آئے ہیں۔ روح منزل پر ٹہہرے ہیں۔ بوٹیوں سے علاج کرتے ہیں دس دن میں بالکل اچہا کر دینے کا دعوٰی کرتے ہیں۔

میں نے کہا

میں کسی عطائی غیر سند یافتہ طبیب کا علاج نہیں کر سکتا میرے پاس سینکڑوں دوستوں نے بواسیر کی دوائیں بہیجی ہیں مگر میں نے سوائے چند مستند دواؤں کے کوئی دوا استعمال نہیں کی۔ اور آپ کی دوا پر بہی چند در چند مصلحتوں کی بنا پر اعتماد کرنا مشکل ہے۔ خاص امتحان کے بعد فیصلہ کرونگا۔

**فتح پوری کا جلسہ** شام کو واحدی صاحب اور مولانا عبداللہ سیفی کے ساتہ فتح پوری مسجد کے میون ہال میں مدرسہ فتح پوری کا سالانہ جلسہ تہا۔ ڈاکٹر ضیاءالدین احمد صاحب سی آئی ای صدر تہے۔ بہت دلچسپ اور موثر تقریریں ہوئیں۔ ایک بچہ میں مرحوم آفتاب خاں کی روح بہی دیکہی۔ شام کو گہر میں واپس آیا۔ مستری عشقی نے [illegible] بایا۔ میاں بشیر احمد صاحب ایڈیٹر ہمایوں ملنے آئے رات کو پہر دانت نے ستایا۔

**ملاقاتیں** آج نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر کی بیگم صاحبہ سے نظام پیلس میں ملنے گیا تہا۔ وہ بڑی دیندار اور نیک خاتون ہیں۔ ان کی انتظامی قابلیت شہرہ آفاق ہے۔

۱۹۱۳ء میں جب پہلی دفعہ حیدر آباد گیا تو میری بڑی لڑکی حور بانو بہی ساتہ تہی اور میں انہی کے مکان پر مہمان ٹہرا تہا۔ اور انہوں نے میری لڑکی حور بانو کو ایسے آرام سے رکہا تہا کہ وہ آج تک ان کو حقیقی ماں کی طرح یاد کرتی ہے۔

آج ہی بیگم صاحبہ نے حور بانو اور میرے سب بچوں کی خیریت دریافت کی سوشل امور میں وہ بے مثل عورت ہیں۔ عرب نسل سے ہیں اس لئے عربی صفات ان میں بہت زیادہ ہیں۔

**کرنل سر ٹرنچ** آج میڈن ہوٹل میں کرنل سر ٹرنچ بہادر سے ملاقات ہوئی تھی انہوں نے پرسوں شام کو میرے پاس آنے کا وعدہ کیا تھا اور صبح آدمی کے ہاتھ خط بھیجدیا تھا کہ کمیٹی کے جلسہ کے سبب نہ آسکیں گے آج پھر اس کی معذرت کی۔

انگریز قوم کے افراد وعدہ کے معاملہ میں سچے مسلمان ہوتے ہیں۔ اور مسلمان آج کل کے زمانہ میں اسلامی وعدہ کی پابندی کو بالکل بھول گئے ہیں۔ اور وعدہ خلافی کی معذرت کرنی تو گویا جانتے ہی نہیں۔

**سر بارٹن سے ملاقات** حیدرآباد کے سابق ریزیڈنٹ سر بارٹن بہادر سے بھی آج میڈن ہوٹل میں ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنی بیگم صاحبہ سے بھی ملایا۔ دونوں میاں بیوی بہت خلیق اور ملنسار ہیں۔ کلمبو سیلون کی سیر کرنے جا رہے ہیں۔ بھوپال اور پٹیالہ وغیرہ کی سیر کرکے آئے ہیں۔ میری ان کی مدت سے ملاقات ہے۔

**کرنل اصغر علی صاحب** پنجاب کے مشہور مسلمان کرنل اصغر علی صاحب سے بھی میڈن ہوٹل میں ملاقات ہوئی ان کا نام مدت سے سنتا تھا آج دیکھ بھی لیا۔ سچے اور خوش عقیدہ مسلمان معلوم ہوتے تھے۔

**ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب** آج ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سی آئی ای سے بھی ملنے گیا تھا۔ اب ان کی صحت اچھی ہے مگر کمزوری باقی ہے۔ وہ اس حالت میں بھی مسلمانوں کے کام کرتے رہتے ہیں۔ سر محمد یعقوب اور ان کے اندر خدمت خلق کا بہت ہی اچھا جذبہ ہے۔

**حاسدوں کی یورش** حضور نظام کے سفر دہلی سے مجھ کو کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ وقت اور روپے کا کچھ نقصان ہی ہوا کیونکہ روزانہ اخبار میں وقت بھی خرچ ہوا اور روپیہ بھی۔ مگر خبر نہیں کس غلط فہمی کی بنا پر حاسدوں کو میری ذات پر یورش کرنے کا ایک بہانہ مل گیا ہے۔ مضامین شائع کئے جاتے ہیں اور دوسری مختلف قسم کی تیاریاں میرے خلاف کی جا رہی ہیں۔

حضور نظام یا ان کے ولیعہد یا ان کے وزیر و امیر میرے گھر پر آئے تو اس سے میری عزت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ میرا گھر چونکہ درگاہ سے ملا ہوا ہے اس لئے وہ لوگ درحقیقت درگاہ کی سعادت حاصل کرنے آئے تھے مجھ کو جاہ و دولت دینے نہیں آئے تھے نہ میں ان سے جاہ و دولت کا طلبگار تھا۔

حاسد اشخاص ناحق اپنا وقت خراب کرتے ہیں میں ان کو جواب دینا نہیں چاہتا۔ اور نہ ان کی یورش سے میرا کوئی نقصان ہو سکتا ہے۔

**اعلیٰحضرت کی نذریں** اعلیٰحضرت حضور نظام کے اہلکار میر محمود علی صاحب نے درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی نذریں ادا کیں۔ درگاہ حضرت قطب صاحبؒ کی نذر سید محمد بلال صاحب وغیرہ کو دی گئی اور درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی نذر میری معرفت دی گئی۔ جو میں نے سب درگاہ والوں کو رسید لیکر دیدی۔

پہلے معلوم ہوا تھا کہ اس سفر میں نذریں نہیں دی گئیں مگر وہ اطلاع غلط ثابت ہوئی۔ اور اعلیٰحضرت کے سب معمول ادا ہوئے۔ اعلیٰحضرت ہر کام کو یاد رکھتے ہیں۔

**شوکت علی صاحب کا چرٹ** آج میڈن ہوٹل میں اتفاق سے مولانا شوکت علی صاحب بھی نظر آگئے۔ ایک بڑا چرٹ پی رہے تھے۔ میرے احباب نے جو میرے ساتھ تھے اس بڑے چرٹ کو بہت لطف سے دیکھا۔ ان کی نسبت ہندوستان کے ہر طبقہ میں جو چرچے ہیں میں نے ان کو اب لکھنا چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ ہر انسان اپنی رائے اور مصلحت کو خود ہی جانتا ہے اور سمجھتا ہے مجھ کو یا کسی کو مولانا شوکت علی کی روش پر نکتہ چینی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ البتہ جو کام پبلک نفع نقصان سے تعلق رکھتے ہوں ان پر رائے دینا میرے فرائض میں ہے تاکہ میری رائے پر عمل کرنے والے میرا فیصلہ معلوم کر سکیں لہذا ان کے لئے لکھتا ہوں کہ مولانا شوکت علی کی تقلید بھی مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہے اور مخالفت بھی غیر مفید ہے بس اس مختصر فیصلہ میں سب کچھ کہدیا کیونکہ عاقل کو اشارہ کافی ہوتا ہے۔

# ۲۸ر شوال ۱۳۵۰ھ۔ دوشنبہ
# ۷ر مارچ ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**حسن نظامی فیل ہوگیا** امیر الملۃ حضرت مولانا قاضی شوکت علی صاحب آجکل دہلی میں تشریف رکھتے ہیں۔ کل میڈن ہوٹل میں اُن کے چرٹ کا جو منظر دیکھا تھا اسکو لکھ چکا ہوں۔ آج ایک دلچسپ اطلاع آئی ہے کہ دہلی کی ایک دعوت میں غمخوار مسلمین حضرت امیر ملت مولانا شوکت علی صاحب نے دریافت فرمایا کہ "اب حسن نظامی کا کیا حال ہے ؟"

جواب میں نائب امیر ملت حضرت مولانا مظہر الدین صاحب غفرلہ نے ارشاد کیا "حسن نظامی تو فیل ہوگیا" کتابوں کا کام نہیں چلتا۔ طبی کمپنی جاری کی تھی اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ اب نذر نیاز سے گزارہ ہوتا ہے۔ اور کہیں بھی اس کی پرسش نہیں ہے۔

جناب قاضی شوکت علی صاحب ایسے قاضی ہیں جو قوم کے غم میں سوکھ کر کانٹا ہوگئے ہیں۔ مصر کا ان کو غم۔ فلسطین کی فکر سے وہ پریشان۔ شام کے خلجان سے صبح تک نیند ان کو نہیں آتی۔ یمن کے امام یحیےٰ سے ابھی مل کر آئے ہیں ان کے فکر سے بھی جی نڈھال رہتا ہے۔ ہندوستان میں آئے تو کشمیر اور صوبہ سرحد کے مسلمانوں کے غم نے افسردہ کر دیا۔ سیدھے پشاور گئے مگر سرحد کے مسلمان ایسے ناشکرے ہیں کہ ان کی خوراک کا مذاق اُڑانے کو خلافت کمیٹی نے ایک پوسٹر شائع کیا کہ پانچ

ہزار انڈے۔ پانسو مرغیاں اور مرغے اور ایک ڈبہ تارکول کا مولانا کی دعوت کے لئے درکار ہے۔ جس کو ٹھیکہ لینا ہو آئے اور زبانی بات چیت کرے

پھر بھلا وہ اپنے قدیمی نیاز مند کو کیونکر بھول سکتے تھے۔ اطلاع دینے والے صاحب کا بیان ہے کہ جناب قاضی شوکت علی صاحب نے واقعی ہمدردی اور دلسوزی سے آپ کا حال دریافت کیا تھا۔ مگر نائب امیر ملت مولانا مظہر الدین صاحب غفرلہٗ نے یہ سمجھا کہ قاضی صاحب یہ دریافت کرتے ہیں کہ حسن نظامی جیسا سانپ مرا یا نہیں۔ کیونکہ قاضی جی کی لاٹھی ٹوٹ گئی ہے اور اب ان کو یہ معلوم کرنا ہے کہ سانپ بھی مرا یا نہیں۔ اس لئے جناب نائب امیر ملت نے فرمایا کہ جی سرکار! سانپ مر گیا۔ وہ فیل ہو گیا اور اب تو اس کا کوئی روزگار نہیں چلتا۔ کتابیں نہیں بکتیں۔ اخبار نہیں بکتے۔ طبی کمپنی کی دوائیں نہیں بکتیں۔ فاقوں پر نوبت ہے۔ مرید نذر نیاز دیتے ہیں تو ایک آدھ نوالہ حلق میں پڑ جاتا ہے۔

حضرت اکبر الٰہ آبادی نے ایک مذاقیہ شعر کہا تھا ؎

ہم سے شب وصال وہ بیل ہو گئے
افسوس انٹرنس میں ہم فیل ہو گئے

مگر حضرت اکبر مرحوم کو معلوم نہ تھا کہ حسن نظامی پر بھی کبھی یہ شعر صادق آئیگا۔ اور مولانا قاضی شوکت علی صاحب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ حسن نظامی نے علی برادران سے شب وصال میں بے میل ہو کر یہ سزا پائی کہ دنیا کی زندگی میں فیل ہو گیا۔ اور اس کی خواجگی ختم ہو گئی۔

میں حضرت قاضی جی کی یاد فرمائی کا ممنون ہوں کہ وہ شہر کے اندیشہ میں دُبلے ہوئے جاتے ہیں اور حضرت نائب امیر ملت کی ہمدردی کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھ مفلس۔ بے زر۔ بے پر کی مالی پریشانی اور فیل ہونے کی اطلاع حضرت قارون الہند کے دربار نوٹ انبلا میں پیش کر دی۔ اور اپنے دل کا بخار نکال دیا۔

کوئی اللہ کا بندہ میرے اچھے وقت کا ساتھی دہلی میں باقی ہو تو وہ حضرت مسٹر قاضی سے میری حالت ذرا کہہ سنائے اور پوسیدا اسسٹنٹ کلیمنشو مولانا مظہر الدین غفرلہ سے بھی کہدے کہ بھلا ہو بابا ایک پیسہ نذر نیاز کا ادھر بھی ڈلواتے جانا۔

ہاں قاضی جی سے اتنا اور کہدینا کہ اگر ان کے نائب اپنے بیان کو یعنی حسن نظامی کے فیل ہونے۔ کتابیں نہ بکنے اور طبی کمپنی کی دوائیں فروخت نہ ہونے کی کیفیت اپنے اخبار میں بھی چھاپ دیں تو بڑا احسان ہو۔ تاکہ کارکنان حلقہ مشائخ بکڈپو اور ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ اور طبی کمپنی دہلی قانونی عینک سے اس کو پڑھ کر فوراً نائب قاضی صاحب کی مزاج پرسی کر لیں۔ اور انکو معلوم ہو جائے کہ تجارتی فرموں کو بدنام کرنیکا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

اب تو حسن نظامی روزگار سے اتنا مجبور ہو گیا ہے کہ قلال یا رنگریزی کا پیشہ اختیار کرنا چاہتا ہے۔ یا اچار مربے بنانے کا ہنر سیکھ کر رام پور کی ریاست میں خانساماں بن جائے گا۔ کسی طرح تو فیل شدہ کو ٹکڑا ملے۔

بہر حال جناب قاضی جی کو اطمینان رکھنا چاہئے کہ ان کی مسلمہ لیڈری کے مفروضہ حریف اعظم کا دیوالہ نکل چکا ہے۔ مگر کم بخت ایسا سخت جان ہے کہ پستول کی گولیوں سے بھی ہلاک نہ ہوا۔ اور موذی کو کچھ ایسا جادو کرنا آتا ہے کہ آج تمام ہندوستان کے اردو۔ انگریزی۔ ہندی۔ گجراتی۔ بنگالی۔ برمی۔ کنٹری۔ تلگو۔ سندھی۔ مرہٹی اخبارات جناب قاضی شوکت علی کا سیاپا کر رہے ہیں۔ اور ہر اخبار حضرت قاضی جی کی کلاہ قلندری کو اچھال رہا ہے۔ اور یہ شریر فیل شدہ اپنے جنگلی گاؤں میں چھپا بیٹھا تماشہ دیکھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے ؎

اے روبہک چرا نہ نشستی بجائے خویش
با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش

(او لومڑی اپنی جگہ کیوں نہ بیٹھی رہی۔ شیر سے پنجہ کیا اور دیکھی اپنی سزا)

## حسن نظامی کا برتاؤ

قاضی شوکت علی کے دل میں میری طرف سے کچھ ہی ہو مگر میں ان کو دہلی میں جہاں کہیں نظر آجاتے ہیں سلام کر لیتا ہوں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ حضرت قاضی صاحب کو میرا وجود دکھائی نہیں دیتا اور وہ منہ پھیر لیتے ہیں۔ سلام کا جواب کیا وہ میری طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔

## اصل حقیقت کا اظہار

جناب قاضی شوکت علی صاحب نے کسی غرض سے میرا حال دریافت کیا ہو مگر مجھے ان کے سی۔ آئی۔ ڈی مولانا مظہر الدین غفرلہ کی غلط رپورٹ کی تصحیح کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے عرض کرتا ہوں کہ میری کاروباری حالت یہ ہے کہ حلقہ مشائخ بک ڈپو اور طبی کمپنی دہلی کے عملہ وغیرہ کو چھ سو روپے ماہوار تنخواہ دیتا ہوں۔ ایک ہفتہ وار اخبار روزنامچہ بھی چل رہا ہے۔ حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ بھی چل رہی ہے۔ اس کی دکان چاندنی چوک میں ہے۔ ایک سو دس روپے ماہوار دکان کا کرایہ دیا جاتا ہے۔ نظام الاسلام مڈل اسکول۔ خواجہ گرلز اسکول۔ خواجہ ماڈل ہوسٹل تین تعلیمی ادارے بھی چل رہے ہیں جن میں علاوہ سرکاری امداد کے اپنے پاس سے بھی تین سو روپے ماہوار دیتا ہوں۔ درگاہ شریف کی برقی روشنی کا خرچ بھی میرے ذمہ ہے۔ چالیس آدمی روزانہ میرے دسترخوان سے اپنا رزق حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی نعمت ہے اور حکم الٰہی وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (اپنے پروردگار کی نعمتوں کو بیان کیا کرو) کی بموجب یہ اظہار حقیقت کرتا ہوں ورنہ مجھے اسکی ضرورت نہ تھی کہ آپ کی اس خوشی کو جو میرے فیل ہونے کی خبر سے ہوئی ہو گی اپنی خوش حالی کے ذکر سے مکدر کرتا۔

## خود بقلم خود

بارہ بجے تک حبیب منزل کے دفتر میں کام کیا۔ آج سید جمال الدین نظامی مہتمم باغ عام حیدرآباد دکن اجمیر شریف جا رہے ہیں۔ ان کے ساتھ درگاہ شریف میں گیا۔ ان کی اہلیہ اور بچیوں سے بھی خسرو منزل میں جاکر باتیں کیں۔ ان کی اہلیہ نے بی۔ اے تک تعلیم پائی ہے اور یورپ میں بھی پردہ کی پابندی کے ساتھ تعلیم کے لئے گئی تھیں۔ اٹلی میں بھی کنڈر گارٹن کی تعلیم حاصل کی

تھی۔ اتنی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود نہایت پکی مذہبی اور خوش اعتقاد خاتون ہیں۔ اولیاء اللہ اور ان کے مزارات سے محبت رکھتی ہیں۔

**سید جمال الدین کا خواب** آج سید جمال الدین نظامی نے اپنا ایک خواب بیان کیا۔

جو انہوں نے خسرو منزل میں دیکھا تھا کہ وہ ایک نقاب پوش بزرگ سے دربار میں جانا چاہتے ہیں جن کا زرد لباس ہے اور جہاں مختلف رنگ کے لباسوں میں بہت سے بزرگ جمع ہیں مگر سید جمال الدین نظامی کے انگریزی لباس کے سبب کوئی انکو دربار کے اندر جانے نہیں دیتا۔ اتنے میں حسن نظامی سفید لباس میں آیا اور اس نے نقاب پوش بزرگ سے عرض کی کہ یہ شخص ہم ہی میں ہے اس کو اندر آنے کی اجازت دیجئے۔ یہ سنکر نقاب پوش بزرگ نے حکم دیا۔ ان کو اندر آنے دو یہ ہمارے ہیں۔ اور اس حکم کے ساتھ ہی میں اندر داخل ہوا اور تخت کو بوسہ دیا۔

میں نے سید جمال الدین نظامی کو مبارک باد دی اور کہا کہ تم کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضؓ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور داخلہ دربار کا فخر بھی تم کو دیا گیا۔

اس کے بعد سید جمال الدین نظامی نے اپنے مکان حیدرآباد میں ماہوار نیاز کرنے کی اجازت چاہی جس کی میں نے ان کو اجازت دی۔

دو بجے دہلی گیا۔ ڈاک خانہ میں اور بنک میں جانا تھا وہ کام کرکے پانچ بجے ویسٹرن ہوسٹل میں میاں شاہ نواز صاحب ممبر اسمبلی سے ملاقات کی۔ اور دیر تک باتیں کیں۔

**وزیر اعظم پٹیالہ** میاں شاہ نواز صاحب سے رخصت ہوکر نواب سر لیاقت حیات خاں صاحب وزیر اعظم پٹیالہ سے ملنے گیا اور بہت پُر لطف باتیں ہوئیں۔ مولوی فضل حمید بی۔ اے خلف خان بہادر مولوی فضل متین صاحب مرحوم بھی ساتھ تھے۔ اور میرا لڑکا زید بھی تھا۔ مغرب سے پہلے گھر میں آگیا۔ غسل کرکے مغرب کی نماز پڑھائی۔ پھر کھانا کھایا۔ پھر اخبارات پڑھے۔ عشا کے بعد ساڑھے آٹھ بجے سوگیا۔ تین بجے بیدار ہوا۔

**مولانا خاموش کا روزنامچہ** مولانا حسن الدین صاحب خاموش کے اخبار دلچسپ میں انکا روزنامچہ بھی پڑھا۔ جس کا ایک حصہ یہاں نقل کرنے کے قابل ہے۔

**رتن گوپال** مولانا کو غلط فہمی ہوئی۔ مہاراجہ کی مجلس سماع میں جس بچہ کو کیف ہوا تھا وہ میرا بچہ حسن جبرئیل ابوطالب نہیں بلکہ مہاراجہ بہادر کا نواسہ رتن گوپال تھا۔

مولانا خاموش کا روزنامچہ یہ ہے:۔

**دہلی کی روح منزل** ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء میں اور حاجی عبدالحی صاحب ناظم تبلیغ آگرہ دیوبند سے روانہ ہوکر دہلی پہونچے اور اسٹیشن سے اتر کر سیدھے حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کی درگاہ میں آئے۔ فاتحہ پڑھا۔ اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے۔ مولوی عبدالحی صاحب تو ایک گھنٹہ قیام کرکے آگرہ چلے گئے اور میں روح منزل میں ٹھہر گیا۔ خواجہ صاحب نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ خاموش صاحب آپ کی صحت تو بہت اچھی ہے آپ کی آنکھوں میں جوانی کی چمک موجود ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ خواجہ صاحب کی یہ بھی حکمت ہے کہ بوڑھوں کو جوان کہہ کر اُن کی عمر میں اضافہ کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کے اس کہنے پر میرے جسم میں خون بڑھ گیا اور ایک قسم کی توانائی بڑھ گئی۔ ورنہ ہندوستانیوں کا تو یہ دستور ہے کہ ہر نئے ملنے والے سے کہتے ہیں اوہ! آپ تو بہت کمزور معلوم ہوتے ہیں آپ کو کیا ہو گیا۔ کیا بیمار ہیں۔ مگر خواجہ صاحب اس معاملہ میں بالکل یورپین ہیں۔

روح منزل کے ایک کمرہ میں میں اور مولانا شاہ نور الحسن صاحب سجادہ نشین درگاہ تو ہانہ ضلع حصار اور دوسرے کمرے میں میرٹھ کے مشہور قوال بخشا اور اس کے ہمراہی تھے۔ شاہ صاحب نہایت باخبر اور باعلم بزرگ ہیں۔ اور بڑی سادی وضع میں رہتے ہیں۔ آپ تصوف کی فارسی کتابوں کا ترجمہ کر رہے ہیں۔

**صوفی مہاراجہ کی دید** ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء۔ خواجہ صاحب مجھے اپنے ساتھ موٹر میں بٹھا کر مہاراجہ سر کشن پرشاد صاحب وزیر اعظم سرکار نظام سے ملانے کو لے گئے اور کرم آمیز الفاظ کے ساتھ میرا تعارف مہاراجہ صاحب سے کرایا۔ مہاراجہ صاحب نے اپنے اخلاق کا وہ نمونہ دکھایا جن کو بھلا دینا ناممکن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ؎

نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

کا مطلب خوب سمجھ میں آجاتا ہے۔

مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اس لئے مہاراجہ بہادر سے ملنے کے بعد میں نے اندازہ کیا کہ جن کے وزیر ایسے ہیں تو وہ بادشاہ کیسے ہوں گے۔

**مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر** مذہباً یہ ہندو ہیں۔ لیکن تصوف کے رنگ نے ان کو ایسا رنگا ہے کہ آج اگر ساری دنیا اُن جیسی بن جائے تو مذاہب عالم بجائے لڑائی جھگڑوں کا باعث ہونے کے مجسم رحمت بن جائیں۔

حضرت خواجہ صاحب مہاراجہ بہادر کو لیکر اپنا نظام الاسلام اسکول دکھلانے کو لائے۔ میں بھی ہمراہی میں تھا۔ یہ اسکول فی الحال مڈل تک ہے۔ امید ہے کہ جلد ہائی اسکول بن جائے گا۔ فی الحال سو کے قریب طلبار تعلیم پا رہے ہیں۔ جن میں سے دس بارہ بورڈر ہیں۔ ان بورڈروں میں دو پشاور کے ہیں۔ اگر اب سے دس برس پہلے خواجہ صاحب نے اسکول کر لیا ہوتا تو آج وہ ایک اچھا کالج ہوتا۔ اب بھی اگر خواجہ صاحب کی کثیر الاشغالی سد راہ نہ ہوئی تو اسکول کی ترقی کے سارے سامان موجود ہیں۔ پشاوری طلبار سے مہاراجہ بہادر نے پوچھا دہلی اچھا شہر ہے یا پشاور

لڑکے نے جواب دیا پشاور اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا ہائے حب وطن۔ دوسرے درجہ میں جاکر دوسرے پشاوری بچہ سے یہی سوال کیا گیا اس نے کہا کہ "جہاں رہیں وہی اچھا ہے۔ مہاراجہ بہادر نے فرمایا سچ کہتا ہے جہاں رہیں وہی اچھا ہے"

خواجہ صاحب نے سب لڑکوں کو ایک بڑے ہال میں جمع کیا سب کے سامنے مہاراجہ بہادر ایک کرسی پر بیٹھے۔ خواجہ صاحب نے لڑکوں میں سے ایک سے پوچھا کہ اکبر بادشاہ کو تم جانتے ہو جواب ملا ہاں۔ پوچھا۔ کیا۔ جواب ملا ہمایوں کا بیٹا تھا۔ پوچھا اور۔ جواب ملا۔ یہ بادشاہ ہندو مسلمان سب کو ایک نگاہ سے دیکھتا تھا۔ پوچھا اس کے نورتن کون کون تھے۔ جواب فیضی بیربل۔ ملا دوپیازہ۔ ٹوڈرمل وغیرہ۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ہاں وہی ٹوڈرمل جس کی اولاد میں ہمارے مہاراجہ بہادر ہیں۔ چونکہ اکبر بادشاہ کے سب نورتن ایسے صلح کل مشرب رکھتے تھے اور ہندو انکو ہندو اور مسلمان انکو مسلمان کہتے تھے۔ اس لئے ان نورتنا کی اولاد در اولاد میں بھی یہ خوبی موجود تھی چنانچہ تمہارے سامنے جو مہاراجہ بہادر موجود ہیں ان کا بھی یہی حال ہے۔ کہ ہندو اور مسلمان دونوں آپ سے برابر کے عاشق ہیں۔ فرمایا کہ تم ان کو دیکھ لو اور پہچان لو۔ کل تم جب بڑے ہوگے تو یاد کروگے کہ کسی وقت ہم نے ایسے صلح کل مہاراجہ کو دیکھا تھا۔ یہ ہال جس میں تم بیٹھے ہو انہی مہاراجہ بہادر کی فیاضی سے تعمیر ہوا ہے۔

**شہر خموشاں کی سیر** اسکول سے نکل کر خواجہ صاحب نے مہاراجہ بہادر کو قدیم مزارات دکھلائے جن پر خواجہ صاحب نے کتبوں کے پتھر اپنے اہتمام سے حال میں نصب کرائے ہیں۔ ان کتبوں کے پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کس کی قبر ہے کب انتقال ہوا تھا۔ مسلمان اگر کسی کی قبر پختہ بناتے ہیں تو چونکہ اس پر کوئی کتبہ نہیں ہوتا اس لئے چند عرصہ کے بعد پتہ بھی نہیں چلتا کہ صاحب مزار کون تھے۔ اور کیسے تھے۔ ایک مزار کی بابت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ یہ قبر ڈھائی سو برس سے زیادہ کی ہے۔ اتفاق سے قبر کی دیوار گر گئی۔ میں نے جاکر دیکھا کہ مردہ بالکل صحیح و سالم تھا۔ ڈاڑھی کے بال اور ان کی چمک تک باقی تھی کفن بالکل ایسا تھا جیسے ابھی بازار سے آیا ہے۔ گر ہاتھ لگانے سے مٹی تھا۔

سر مہاراجہ نے فرمایا کہ ہاں مجھے بھی ایک ایسی ہی نعش دیکھنے کا حیدرآباد میں اتفاق ہوا تھا۔ فرمایا کہ جس زمانے میں موسیٰ ندی کی طغیانی کی مصیبت حیدرآباد پر نازل ہوئی تھی تو اعلیٰ حضرت جنت آشیاں نے مجھے منہدم شدہ مزارات کی دیکھ بھال کا حکم دیا۔ میں پھرتے پھرتے ایک ایسی قبر پر پہنچا جو پانی کی روانی سے کھل گئی تھی۔ اور نعش صاف نظر آتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ صاحب مزار کا کفن اگرچہ کہنگی کی وجہ سے مٹی ہو چکا تھا مگر نعش بالکل صحیح سالم تھی۔ چہرہ کو میں نے دیکھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی دلخوش کن منظر دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔ کفن سے خوشبو بھی آتی تھی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ سیکڑوں برس پہلے کی قبر ہے۔ یہ واقعہ بیان کرکے مہاراجہ بہادر نے ایک موثر لہجہ میں یہ شعر پڑھا۔

خاصان خدا خدا نباشند  لیکن ز خدا جدا نباشند

**پریمی شاہ کا پریم** احمد آباد کے مشہور گجراتی اخبار دین کے مالک و اڈیٹر پریمی شاہ سے ملاقات کا خوب موقعہ ملا۔ پریمی شاہ اسم بامسمی ہیں۔ جس سے ایک دفعہ مل لیں پریم کا پیالہ پلا کر موہ لیتے ہیں۔ اپنے اخبار کے ذریعہ سے گجراتی مسلمانوں کی عدیم النظیر خدمت کر رہے ہیں وہ مجکو اور میں ان کو مدت سے جانتا ہوں آپ نے میری ادبی خدمات کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ میری کئی تصانیف کا گجراتی ترجمہ کرکے گجراتی پڑھنے والے مسلمان بھائیوں تک پہونچا چکے ہیں۔ اپنے ایک رفیق وطن ملا سیٹھ صاحب سے ذیل کے حوصلہ افزا الفاظ میں میرا تعارف کرایا۔ "یہ خاموش صاحب قوم کو زندہ کرنے والے ہیں۔ میں گو ان سے آج پہلی مرتبہ ملا ہوں مگر ان کے کاموں کو تیس برس پہلے سے جانتا ہوں۔ ہمارے احمد آباد کے مشہور قومی ہمدرد لیڈر بیرسٹر محمد یٰسین نوری انہیں کے ہاتھوں کے تربیت یافتہ ہیں"

میں نے کہا آپ کا بیرسٹر نوری میرا بچہ ہے۔ جس زمانے میں میں بیاور میں تھا نوری کے چچا مرحوم عبد الغفور نوری اور میں یک جان دو قالب دوست تھے۔ ہم دونوں نے یٰسین نوری کو الف بے شروع کرائی تھی۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ قدرت کی طرف سے یٰسین میں خود ترقی کا مادہ موجود تھا۔ اس میں استقلال اور عزم تھا اس نے اسکے سب کام پورے کرائے۔ مفت میں نیکنامی ہمارے ہاتھ آئی۔ میں یٰسین نوری کی کامیابیوں کو دیکھ کر اس طرح خوش ہوتا ہوں جس طرح کوئی باغبان اپنے ایسے درخت کو پھلتا ہوا دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ جس کے پرورش میں اس کو کچھ نہ کرنا پڑا ہو۔ پریمی بھائی نے کہا کہ اس بھاگ دوڑ کی ملاقات سے سیری نہیں ہوئی کوئی اور موقعہ نکالنا چاہیئے۔ میں نے کہا میں عنقریب اجمیر اور بیاور کا سفر اس غرض سے کرنے والا ہوں کہ اپنے پرانے دوستوں کو ایک بار پھر جی بھر کر دیکھ لوں۔ لہٰذا کوشش کروں گا کہ میرا یہ سفر احمد آباد تک وسیع ہو جائے۔ ملا سیٹھ صاحب نے میرے اس ارادہ پر اظہار مسرت کرتے ہوئے وعدہ حتمی کرا لیا (اللہ تعالیٰ پورا کرے)

**پیدائشی انجینیر** حضرت خواجہ صاحب نے موقعہ موقعہ سے میرا تعارف اپنے بچوں علی حسین اور زید سے کرایا حسین نظامی سے پوچھا تم خاموش صاحب کو جانتے ہو۔ بچے نے جواب دیا جی ہاں میں خوب جانتا ہوں۔ آپ نے پوچھا تم نے آپ کو کس طرح جانا۔ بچہ نے جواب دیا کہ اکثر روزنامچہ پڑھکر زید نظامی کا حال تو نہ پوچھئے آپ چار سالہ سپاہی اور ہر وقت توپ بندوق۔ ہوائی جہاز سے بات کرنے والے ہیں۔ آپ پیدائشی انجینیر نظر آتے ہیں۔ اور ماں کے پیٹ سے کمان افسری کر آئے ہیں۔ آپ کو مشینوں کے تذکرے اور توپ تلوار کی داستانوں کے سوا کسی اور کام میں دلچسپی نہیں۔ آپ ہر بات کرنے والے سے کسی نہ کسی موقعہ پر یہ فقرات ضرور چسپاں کر دیتے ہیں۔

میں ایک ایسی کل بناؤں گا جو ہوا میں اڑے گی اور جب کل گھماؤں گا تو وہ پانی پر دوڑنے لگے گی۔ پھر جب دوسری کل گھماؤں گا تو وہ موٹر

بن جائے گی۔ اور ایک ایسی توپ بناؤں گا جو پہاڑوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گی۔ سمندر کا پانی مٹی بنا دے گی۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔

جو انا ان سعادتمند جب کرنے پہ آتے ہیں
سمندر پاٹتے ہیں کوہ سے دریا بہاتے ہیں

## دعوت روح

رنگون کے مشہور مسلم لیڈر کشفی شاہ نظامی سے ملاقات ہوئی۔ مگر افسوس کہ تبادلہ خیالات کا موقع نہ مل سکا۔ جاورہ کے مشہور صوفی اور درویش سید بنے میاں صاحب کی ایک جھلک درگاہ کی مسجد میں دیکھی۔ مگر بات کا بھی موقع نہ مل سکا۔ شام کے ساڑھے چھ بجے خواجہ صاحب کی خاص محفل سماع میں شرکت کی عزت نصیب ہوئی۔ اس مجلس میں مہاراجہ بہادر سرکشن پرشاد صاحب ولی عہد بہادر ریاست کپورتھلہ۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب بیرسٹر۔ میاں شاہنواز صاحب اور دیگر ممبران اسمبلی اور رؤسا شہر موجود تھے۔ اور اجمیر شریف کی درگاہ کے دیوان صاحب بھی شریک مجلس تھے۔ بخشا قوال نے فارسی کی وہ غزل اپنے مخصوص طرز ادا اور الاپ کے ساتھ شروع کی جس کے مطلع کا ایک مصرعہ ہے۔

ہر سو کہ دویدیم ہمہ روئے تو دیدیم

قلبوں کو جنبش ہوئی۔ روحیں وجد پر آمادہ نظر آئیں۔ آنکھوں نے روال بھگونے کا کام شروع ہی کیا تھا کہ حضرت جبریل سے نازل ہو کر سب کو اپنی من موہنی حرکات و سکنات کے طرف مائل کر دیا۔ یہ جبریل صاحب حضرت خواجہ صاحب کے سب سے چھوٹے ڈیڑھ سالہ صاحبزادے ہیں آپ کا پہلا نام حسن جبریل تھا اب ابو طالب ہو گیا ہے ان ننھے میاں نے پہلے تو آکر صوفیانہ بھاگ دوڑ دکھانی شروع کر دی اور بار بار سر مہاراجہ کے گود میں لیٹ لگانے لگے۔ پھر یہ تماشا شروع کر دیا کہ مہاراجہ صاحب سے روپیہ لے کر قوال کو دینے لگے۔ اور اس فیاضی کا مزا خود جبریل صاحب کو ایسا آیا کہ تقاضہ کر کے روپیہ مانگنے اور قوال کو دینے لگے۔ خدا بھلا کرے خواجہ صاحب کی ایک خادمہ کا کہ وہ ننھے جبریل کو بغل میں دبوچ کر اٹھا کر لے گئی۔

دوسرے قوال کی باری آئی اس نے مہاراجہ بہادر کی ایک غزل سنا کر اپنی طرف مائل کیا اور آٹھ بجتے ہی محفل برخاست ہو گئی۔ اور اس طرح یہ صوفیانہ محفل جنٹلمینوں کی میٹنگ بن کر رہ گئی۔

## روحانی قبض

روح منزل میں آکر ہم نے اپنے ساتھی شاہ نور الحسن صاحب سے تقابض کی شکایت کی آپ نے مہربانی سے اپنے وطن کے قوال حکیم ساکن ہانسی کو بلا کر ڈاکٹر سر اقبال کی غزل

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تیری جبین نیاز میں

گوایا اور اس سے انقباض کو افاقہ ہوا۔ اور چند گھنٹہ غفلت کی نیند نے آرام دیا۔ حکیم قوال ابھی کم عمر بچہ ہے مگر قدرت نے گلا اچھا دیا ہے امید ہے کہ آگے چل کر نام پیدا کرے گا۔

## حیرت انگیز مصروفیت

۲۵ فروری ۱۹۳۲ء۔ آج کے دن چند گھنٹے خواجہ صاحب کے آفس میں گزارے اور ان کی عام مصروفیتوں اور ان کے ہر آواز پر لبیک کا تماشہ حیرت کے ساتھ دیکھتا رہا۔ اس تماشے کو کوئی انشا پرداز قلم سے نہیں دکھلا سکتا اس کا لطف تو دیکھنے سے آسکتا ہے۔ خواجہ صاحب اپنے ڈیسک پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ٹیلیفون کا آلہ سامنے دھرا ہے۔ آفس کے دیوار کے سہارے محرران دفتر اپنے کام میں مصروف۔ بیسیوں نئے پرانے ملنے والوں کا ہجوم ہے خواجہ صاحب ہیں کہ ایک طرف محرروں کو کام کی ہدایت کر رہے ہیں۔ ڈاک کا بنڈل سامنے آتا ہے اس کو پڑھتے ہیں حکم دیتے ہیں۔ ہر آنے والے کا مزاج پوچھتے ہیں۔ ضرورتوں کا استفسار کرتے ہیں تسلی بخش جواب دیتے ہیں آنے والوں میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ تعارف بھی کراتے جاتے ہیں اور ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی خود ہی سب سے بات کرتے ہیں۔ مجھے تو سب سے زیادہ دلچسپ منظر خواجہ صاحب کے ٹیلیفون پر بات کرنے کا نظر آیا۔ کسی سے کہتے ہیں بھائی میں مسٹر نظامی نہیں ہوں۔ بلکہ حسن نظامی ہوں۔ کسی سے کہتے ہیں پا پاچی فشی ٹکڑے ہو (آپ کا مزاج تو اچھا ہے) کسی سے کہتے ہیں یس تھنک یو ویری مچ (بہت بہت شکریہ) غرضکہ یہاں کی ہر چیز دلچسپ ہے۔ کھانا آیا ایک دو چمچے غالباً دودھ دلیا کے پیٹ میں نہ پڑے ہوں گے کہ پھر گھنٹی بجی کوئی کہتا ہے قوالی کب ہو گی۔ جواب ملتا ہے کہ اب ہو گی۔ کوئی کہتا ہے کہ حضور نظام نماز جمعہ کہاں پڑھیں گے۔ جواب دیا جاتا ہے معلوم نہیں۔ میں نے کہا خواجہ صاحب اردو کی ایک مثل سنا کرتا تھا کہ چنے چباتا اور شہنائی بجانا ایک ساتھ نہیں ہو سکتا۔ مگر میں نے تو دیکھا کہ ایک شخص کھانا بھی کھاتا جاتا ہے اور ٹیلیفون پر باتیں بھی کرتا جاتا ہے کوئی کہہ رہا ہے کہ حضور دریاں لایا ہوں۔ نظام کے دربار میں پیش کرا دیجئے کوئی کہتا ہے کہ میرا قصیدہ پیش کرا دیجئے۔ کوئی کہتا ہے کہ میرا وظیفہ جاری کرا دیجئے۔ مگر خواجہ صاحب ہیں کہ سب کو تسلی بخش اور امید افزا جواب دے رہے ہیں۔ کسی کو مایوس نہیں ہونے دیتے اور سب کے لئے کوشش پر آمادہ ہیں۔ خواجہ صاحب نے میرا تعارف ایک ایسے صاحب سے کرایا جن کا لقب گرامی مرزا چپاتی ہے۔ آپ کی عمر نوے سال کی ہے بہادر شاہ کے آپ پوتے ہیں ایک حرف آپ پڑھے نہیں اب بھی طرہ والی تاج نما ٹوپی پہنتے ہیں شاعری کا مرض آپ میں باوجود ناخواندگی کے موجود ہے۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد کی شان میں قصیدہ لکھ کر لائے اور داد کے طالب ہیں۔ خواجہ صاحب ہیں کہ وہ قصیدہ بھی سنتے ہیں اور مہاراجہ کے سامنے پیش بھی کرا دیتے ہیں۔ سب سے زیادہ جس چیز نے مجھے حیرت میں ڈالا وہ یہ کہ ان مختلف قسم کی بھیڑ بھاڑ اور جا و بیجا فرمائشوں سے خواجہ صاحب نہ تو چڑچڑاتے ہیں اور نہ غصہ ہوتے ہیں مجھے تو یہی آرزو رہ گئی کہ میں ان کو کسی پر غصہ کرتے اور ناراض ہوتے دیکھتا۔ سنتا ہوں کہ آپ کو صرف اپنے قلم پر اس وقت غصہ آتا ہے جب سیاہی کی خرابی کے باعث وہ روانی سے انکار کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خداوند کریم جب کسی کو بڑا بنانا چاہتا ہے تو اس میں کچھ خوبیاں پیدا کر دیتا ہے۔ خواجہ صاحب تو ساری دنیا کو خطاب دیتے ہیں ان کو دنیا صرف مصور فطرت کہہ کر چپ ہو رہی مگر میں نے خواجہ صاحب کو حکیم القوم لکھنا شروع کر دیا ہے اور یہی لقب ایسا جامع اور معنی خیز ہے جو ساری خوبیوں کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔

میں روزنامچہ لکھنے کے لئے کوئی نوٹ نہیں رکھتا صرف دماغی یادداشت سے کام لیا کرتا ہوں اس لئے بہت سی باتیں مقدم موخر اور موخر مقدم ہوجاتی ہیں۔

## فضل خدا کے دلچسپ معنی

ایک بات اب یاد آئی کہ جب سر مہاراجہ نظام الاسلام اسکول کو ملاحظہ فرما رہے تھے تو دیوار کے ایک کتبہ پر نظر پڑی لکھا تھا ذالک فضل اللہ۔ ایک مولوی صاحب جو غالباً اہل حدیث میں سے تھے۔ فرمایا دیکھو بغیر خدا کے فضل کے کچھ نہیں ہوتا یہ وہ مولوی صاحب ہیں جن کو خواجہ صاحب وہابی کہہ کر چھیڑتے رہتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب بھی ایسے خوش مزاج ہیں کہ برا نہیں مانتے اور ہنس ہنس کر جواب بھگتاتے رہتے ہیں۔

خواجہ صاحب نے فرمایا کہ فضل کے معنی فاضل یعنی فالتو کے ہیں یعنی جب خداوند کریم نے قسمت کی تقسیم کر دی تو اس کے پاس پھر بھی بے شمار نعمتیں بچ رہیں ان کی بابت اس نے فرمایا کہ یہ فاضل چیزیں دعا کرنے والوں کے لئے ہیں اس سے وہ اعتراض دور ہوگیا۔ کہ جب ہر چیز مقدر ہو چکی تو پھر دعا سے کیا فائدہ۔

### مہاراجہ بہادر نے فرمایا کہ یہ خوب معنے ہیں۔

فرمایا کہ ایک بار اعلےٰ حضرت نے اعتراض کیا کہ ہم لوگ ہر بات سرکار کے اقبال سے کیوں کہا کرتے ہیں اس کا جواب ہم نے دیا کہ ہماری اصطلاح میں اقبال سرکار کے معنی فضل خداوندی ہیں اس پر اعلےٰ حضرت مسکرا کر چپ ہو رہے۔ اور فرمایا تو ٹھیک ہے۔

## پرحسرت رخصت

خواجہ صاحب سے میں نے رخصت مانگی فرمایا آپ کو ابھی اور ٹھہرنا چاہئے تھا ابھی تو کافی طور سے میں آپ سے بات ہی نہ کر سکا۔ میں نے عرض کیا کہ میں خود بہت سی باتیں عرض کرنے کو تھا مگر آپ کو اور آپ کی مصروفیت کو دیکھکر سب بھول گیا۔

یاد سب کچھ ہیں مجھے ہجر کے صدمے ظالم
بھول جاتا ہوں مگر دیکھ کے صورت تیری

عرض کیا کہ پھر کسی وقت حاضری کا موقع نکالوں گا اس وقت تو آپ کے یہاں رقیبوں کا ہجوم ہے۔ بڑھ بڑھکر بولنے والوں میں غریب خاموش کی شنوائی کہاں غرضکہ بادل ناخواستہ رخصت ہوتا ہوں اور سب سے بڑا قلق جو اپنے ساتھ لئے جاتا ہوں یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کی کل جمعہ میں درگاہ کی مسجد میں نماز کے لئے آنے کی خبر ہے دل میں یہ بڑی پرانی آرزو تھی کہ کاش اپنی عمر میں ایک بار ایک درویش صفت بادشاہ کو دیکھ لیتا مگر سچ ہے بغیر قسمت کے کیا ملتا ہے دوسروں سے وعدے کر چکا ہوں اس لئے جاتا ہے اور اپنی بدنصیبی پر ہاتھ ملتا ہوا جا رہا ہوں۔ یہ میرے ضمیر کی سچی آواز ہے کسی دنیا سازی یا خوشامد کا اس میں لگاؤ نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ مجھے نظام سے کیا لینا ہے۔ بوڑھا ہوں موت کا انتظار کر رہا ہوں انگریزوں کے خزانہ سے پنشن لیتا ہوں اور اپنے حال میں مست ہوں۔ ۲ بجے کی پسنجر سے روانہ ہوکر ٹونڈلہ آیا یہاں سے ۱۲ بجے کی ایکسپریس پکڑی۔ سخت زکام اور نزلہ میں مبتلا ہوگیا۔ بخار ہوگیا۔ اٹاوہ کا اترنا بھی ملتوی کر دیا اور ۶ بجے کی صبح فتحپور آگیا۔

# مجلس احباب کا روزنامچہ

## حضور نظام کی کمر

آج ایک دوست انگریزی اخبار لے کر آئے اور کہا اس میں حضور نظام کی تصویر شائع ہوئی ہے اور وائسرائے کے سامنے بے حد جھکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ نوجوان ہندوستانی اس تصویر کو دیکھکر حضور نظام کی نسبت نامناسب الفاظ کہہ رہے ہیں۔

میں نے کہا۔

حضور نظام کی کمر جسمانی علالت کے سبب ذرا جھک گئی ہے اور وہ چلنے پھرنے میں بھی کمر کو خم کرکے چلتے ہیں۔ اس کے علاوہ انگریزی تہذیب میں ملاقات کے وقت گردن اور کمر کو ذرا خم کر دیا جاتا ہے۔ تصویر لینے والے نے دانستہ ایسے وقت تصویر لی کہ حضور نظام انگریزی دستور کو ادا کر رہے ہوں گے۔

## بھائی پرمانند جی صاحب کے مضامین

روزانہ اخبار تیج دہلی میں حضور نظام کی گورنمنٹ اور ذات کی نسبت جو مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ ان کی بابت ایک دوست نے کہا کہ وہ بھائی پرمانند صاحب کے لکھے ہوئے ہیں مگر وہ اپنے نام سے لکھتے ہوئے ڈرتے ہیں۔

میں نے کہا۔

بھائی پرمانند کی ثابت قدمی اور ایک خاص ذہنیت کی میں تعریف کرتا ہوں۔ مگر انہوں نے میری تحریروں کے جواب میں جو گمنام مضامین لکھے ہیں ان میں دلائل کی معقولیت نہیں معلوم ہوتی۔

## اسلامی نہیں ہندوستانی

میرے احباب کے مجمع سے مخاطب ہوکر حیدرآباد دکن کے ایک بڑے عہدہ دار نے کہا تھا کہ نظام گورنمنٹ کو اسلامی گورنمنٹ کیوں کہا جاتا ہے وہ مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ بحیثیت گورنمنٹ کے کوئی خاص رعایت نہیں کرتی۔ اس کو تو ہندوستانی ریاست کہنا زیب دیتا ہے کیونکہ وہاں قدیمی

ہندوستان کی حکومت کے نمونے پائے جاتے ہیں۔

اس کی نسبت میرے احباب نے اپنے مقام پر واپس آکر کہا کہ ہم سب اس خیال سے متفق ہیں کہ نظام گورنمنٹ کو اسلامی گورنمنٹ کہنا غلط بھی ہے اور نامناسب بھی ہے۔

میں نے کہا۔

حیدرآبادی عہدہ دار اور آپ سب جس مصلحت سے اس خیال پر متحد ہوئے ہیں میں اس کو تسلیم کرتا ہوں مگر مجھکو ہندوستان کی مسلمان قوم کی تنظیم اس خیال میں معلوم ہوتی ہے کہ کسی اسلامی حکومت کے مرکز پر اس کو جمع کیا جائے اور اسی لئے میں حضور نظام کی نسبت ایسے الفاظ لکھتا ہوں جو بعض لوگوں کو خوشامدانہ الفاظ معلوم ہوتے ہیں۔

## اخبار ریاست کا جواب

سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی نے میرے روزنامچہ کے روزانہ ضمیمہ کی تردید میں ایک نوٹ شائع کیا ہے اور لکھا ہے کہ ضمیمہ میں حیدرآباد کے غیر مسلم اشخاص کی پرورش کے جو اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں ان کو پرورش نہیں کہہ سکتے کیونکہ حیدرآباد کی آمدنی ہندوؤں کی جیب سے وصول ہوتی ہے۔

میں جواب دیتا ہوں۔

حیدرآباد کی حکومت میں مالیہ کی وصولی ہندو پٹیل اور پٹواریوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے کیونکہ وہاں پٹیل پٹواری سوائے چار کے باقی سب ہندو ہیں پس اگر جناب سردار دیوان سنگھ صاحب اس طریقہ کو ہندوؤں کی جیب سے لینا تصور کرتے ہیں تو میں تجویز کرتا ہوں کہ حیدرآباد کے سب اعلےٰ مسلمان عہدہ دار پٹیل اور پٹواری بنا دیے جائیں۔ اور سب پٹیل و پٹواری جو ہندو ہیں مسلمانوں کے اعلےٰ عہدے لے لیں۔ تاکہ سردار صاحب مطمئن ہو جائیں اور کہہ سکیں کہ مالیہ ہندوؤں کی جیب سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی جیب سے وصول ہوتا ہے۔

سردار صاحب غالباً اس تجویز کو پسند کریں گے کیونکہ ان کو حیدرآباد کے اندرونی حالات معلوم نہیں ہیں۔ لیکن حیدرآباد کے ہندو پٹیل پٹواری اس تجویز کو قبول نہ کریں گے۔ کیونکہ موجودہ دستور کے سبب ان میں سے ہر ایک پٹیل و پٹواری نواب میرزا یار جنگ چیف جسٹس سے بھی زیادہ خوش حال اور مطمئن نظر آتا ہے۔ اور ان کی جیب میں جو رقم بچ جاتی ہے وہ کسی مسلمان اعلےٰ عہدہ دار کی جیب میں نہیں بچتی۔

## حضور نظام اور نواب مانگرول

احباب نے کہا حضور نظام اور نواب مانگرول میں بہت مشابہت ہے۔ دونوں کا نسب صدیقی ہے۔ دونوں کفایت شعار ہیں۔ دونوں رفاہ عام میں خرچ کرتے ہیں۔ دونوں ذی علم اور ذی فہم ہیں۔ دونوں ان عیبوں سے پاک ہیں جو رئیسوں میں ہوا کرتے ہیں۔ دونوں رات دن محنت کرتے ہیں۔ دونوں آزاد خیال ہیں۔ دونوں پابند مذہب ہیں۔ دونوں کو خدا نے لائق اولاد دی ہے۔ دونوں جنوبی ہند میں ہیں۔

میں نے کہا۔

یہ سب ٹھیک ہے مگر حضور نظام کے ملک کی آمد نو کروڑ ہے اور نواب مانگرول کے ملک کی آمدنی سات لاکھ ہے اور یہی ایک ایسی چیز ہے جو دونوں کے درجے تقسیم کر دیتی ہے۔

## اخبار انقلاب کی ضمانت

آج مجلس احباب میں لاہور کے اخبار انقلاب سے پانچہزار روپے ضمانت طلب کئے جانے کے خلاف بہت جوش تھا۔

میں نے کہا۔

اخبار انقلاب کی بعض تحریروں سے مجھے کتنا ہی سخت اختلاف ہو مگر میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسلمان قوم کی اور کشمیری مسلمانوں کی اس اخبار نے ایسی خدمت کی ہے کہ ہر مسلمان اس کے احسان کا زیر بار ہے۔ اور ہر مسلمان پر اس کی امداد فرض ہے۔

گورنمنٹ نے ضمانت طلب کر کے اپنی بے خبری کا ثبوت دیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ خیر خواہ اور بدخواہ میں تمیز نہیں کر سکتی۔

## بوہروں کے ملّا

مولانا اسمٰعیل غزنوی چند اہل حدیث احباب کے ساتھ ملنے آئے تو انہوں نے کہا کہ آپ (حسن نظامی) نے سلطان ابن سعود کے خلاف جو پوسٹر بوہروں کے بڑے ملا صاحب کے سکرٹری ملا عباس کے حوالہ سے شائع کیا تھا اسکی نسبت ملّا عباس اور بڑے ملا صاحب نے ہم کو خط لکھا ہے کہ ملا عباس نے خواجہ صاحب سے ابن سعود کی نسبت کچھ نہیں کہا اور خواجہ صاحب نے ہم پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔

میں نے کہا۔

ایسے ہی لوگ کوفہ میں تھے جو حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ کے شیعہ کہلاتے تھے اور انہوں نے حضرت امام حسینؑ کو ڈیڑھ سو خط بھیجکر کوفہ میں بلایا تھا اور جب حضرت امام حسینؑ وہاں گئے تو وہ سب کوفی یزیدی لشکر کے ساتھ ہو گئے اور حضرت امام حسینؑ کے سامنے ہتیار لے کر لڑنے آ گئے۔ حضرت امام حسینؑ نے مجمع عام میں ان کے خطوط ان کو دکہائے تو ان سب نے خطوط لکھنے سے انکار کیا۔ اور حضرت امام حسینؑ کو ان کے بچّوں سمیت انہی شیعہ کوفیوں نے شہید کر ڈالا۔ اسی طرح ملّا عباس نے بمبئی کے اسٹیشن پر جبکہ وہ بڑے ملا صاحب کی طرف سے مجکو روانہ کرنے آئے تھے ابن سعود کا قصہ سنایا کہ ان کی موجودگی میں ابن سعود حضرت فاطمہؑ کے مزار پر کھڑا ہوا اور ناشایستہ الفاظ حضرت فاطمہؑ کی نسبت کہے۔

آج اگر ملا عباس اور ان کے بڑے ملاجی ابن سعود کے خوف سے یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حسن نظامی سے یہ نہیں کہا۔ اور حسن نظامی نے ان کے حوالہ سے جو کچھ لکھا۔ جھوٹ لکھا۔ تو کوئی نئی بات نہیں ہوئی بلکہ میرے دادا سے بھی اہل کوفہ نے یہی برتاؤ کیا تھا اور اپنی تحریروں سے انکار کر دیا تھا۔

میں نہیں جانتا کہ مولانا اسمٰعیل غزنوی کے بیان میں کہاں تک صداقت ہے۔ کیونکہ انہوں نے مجکو ملا صاحب کے خطوط دکھائے نہیں محض زبانی تذکرہ کیا۔ مگر وہ کہتے تھے کہ دہلی کے اہل حدیث کے پاس بھی ملا صاحب نے اس قسم کے خطوط بھیجے ہیں۔

میں ملا عباس سے یہ کھلا مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ خدا رسولؐ اور اہل بیت اور اپنے ائمہ کی قسم کھا کر کہیں کہ انہوں نے بمبئی کے ریلوے اسٹیشن پر ابن سعود کی مذکورہ گستاخی کا جہہ سے ذکر نہیں کیا تھا۔

## دیوان جوناگڈھ

ریاست جوناگڈھ کاٹھیاوار میں اول درجہ کی اسلامی ریاست ہے جہاں بابی افغانوں کی حکومت ہے۔

شیخ محمد بہائی نام کے ایک نوجوان اس ریاست میں دس گیارہ سال سے دیوان ہیں۔ یہ بظاہر نمازی آدمی ہیں مگر علمی لیاقت کم ہے اور دل بھی کم زور ہے۔ چونکہ ریاست مذکور میں ہندو رعایا زیادہ ہے۔ اور سومنات کا مشہور مندر اور سری کرشن جی کی آخری یادگار بھی اسی ریاست میں ہے اسواسطے دیوان مذکور قدرتی طور سے ہندوؤں کی طرف داری بہت کرتے ہیں۔ اور مجھ سے جو گفتگو انہوں نے کی تھی اس سے ظاہر ہوا کہ وہ ہندو قوم سے ڈرتے بھی ہیں اور مسلمان رعایا کے واجبی حقوق اس طور سے نہیں دیتے کہ ہندو ناراض ہو جائیں گے۔

آج کل معلوم ہوا ہے کہ دیوان مذکور علٰحدہ کر دئے گئے ہیں اور ان کی جگہ کوئی انگریز کونسل کے صدر مقرر ہوئے ہیں۔

یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ دیوان مذکور آجکل دہلی میں آئے ہوئے ہیں۔

انگریز دیوان کی نسبت جوناگڑھ کی رعایا کیا خیال رکھتی ہے مجھے معلوم نہیں ہے۔ مگر میں ہندو و مسلم رعایا کا حق سمجھتا ہوں کہ انہی میں سے لائق اشخاص جوناگڑھ کے انتظامات میں شریک کئے جائیں۔ تاکہ نواب صاحب کی تمنا بھی پوری ہو اور رعایا کا حق بھی ادا ہو جائے۔

## اخبار حقیقت لکھنؤ کی خدمات

لکھنؤ کے روزانہ اخبار حقیقت نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کے سفر لکھنؤ کے موقعہ پر جو شاندار نمبر شائع کیا اور جیسی لٹریری خدمات انجام دیں وہ گورنمنٹ سرکار عالی کی قدردانی کی مستحق ہیں۔ امید ہے کہ گورنمنٹ نظام اس پر توجہ کرے گی۔

## اخبار الخلیل کا خاص نمبر

دہلی کے مشہور اخبار الخلیل نے بھی سفر دہلی کے موقعہ پر اعلیٰ حضرت اور سلطنت کے مفاد کے لئے ایک خاص نمبر شائع کیا تھا اور یہ اخبار ہمیشہ خدمت کرتا رہتا ہے۔ گورنمنٹ حضور نظام کو اس کی بھی قدر کرنی چاہیئے۔

## درگاہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادیؒ

حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ کے شیخ طریقت حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحؒ کی درگاہ میں کوئی مقررہ آمدنی نہیں ہے اور وہاں کے سجادہ نشین جناب سید عبدالغنی جعفری کلیمی صاحب پاؤں سے معذور ہیں۔ انہوں نے سفر دہلی کے موقعہ پر ایک دعا نامہ بھی اعلیٰ سرکار کیا تھا۔ امید ہے کہ اس ضروری معروضہ پر ذات شاہانہ توجہ کر کے ایک ممتاز درگاہ کی خدمت کا ثواب حاصل کریگی۔

# حضور نظام کے سفر رامپور کا حال

## دوشنبہ ۱۲ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ

دہلی سے چلتے ہوئے میں نے دوبارہ سنا کہ حضور اقدس و اعلیٰ نے ورود دہلی کی تقریب پر دو ہزار پونڈ کا چندہ کسی خیراتی ادارہ کو عطا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ ممکن ہے کہ یہ رقم لیڈی ولنگڈن کی صوابدید پر رکھی گئی ہو۔

رام پور کو رات کے گیارہ بجے ۵۸ منٹ پر ایک اکسپرس ٹرین روانہ ہوتی ہے۔ اسی ٹرین سے ہم نے رام پور کا سفر اختیار کیا۔ بعض افسران خفیہ کوتوالی اضلاع و بلدہ و فوج وغیرہ بھی اسی ٹرین سے روانہ رام پور ولکھنؤ ہو رہے تھے۔ بعض اصحاب آج (دوشنبہ) صبح اور دن میں نکلنے والے تھے۔ رات ہی میں ایک صاحب سے ٹرین میں ملاقات ہوئی جو راجہ صاحب نانپارہ کے پرائیویٹ سکرٹری ہیں۔ اور حضور اقدس و اعلیٰ کو لکھنؤ یا نانپارہ میں منجانب راجہ صاحب دعوت دینے کو دہلی آئے تھے۔ اور یہ جواب لے کر جا رہے تھے کہ لکھنؤ میں ورود شاہانہ واقع ہونے کے بعد قبول دعوت کی نسبت غور کیا جائے گا۔ لکھنؤ کے راجاؤں میں راجہ صاحب محمود آباد اور راجہ صاحب نانپارہ ہی سارے مسلمان راجاؤں میں سر برآوردہ ہیں اور بیس بیس لاکھ روپے کے اسٹیٹوں کے مالک ہیں۔ راجہ صاحب نانپارہ کے پرائیویٹ سکرٹری (نصیر احمد رضوی) صاحب محض رام پور پر حضور اقدس و اعلیٰ کے استقبال کا نظارہ دیکھنے کے لئے مرادآباد و رام پور کے راستہ سے لکھنؤ جا رہے تھے۔ ورنہ سیدھا راستہ جو لکھنؤ جاتا ہے وہ دوسرا ہے۔

رات کے ڈیڑھ بجے حضور اقدس و اعلیٰ کا شاہی سفید اسپیشل جانب رام پور روانہ ہوا۔ دو انجن اور اکتالیس گیارتیج اس میں لگے ہوئے تھے۔ مرادآباد کے جنگشن پر صبح کے ساڑھے پانچ بجے پہونچ کر ٹھہرا۔ جبکہ ہماری ٹرین آگے کو روانہ ہوئی۔

رامپور کے اسٹیشن پر جب ہماری ٹرین پہونچی ہے تو معلوم ہوا کہ عام اسٹیشن اور عام پلیٹ فارم کے آنے کے پہلے ہی ایک عظیم الشان گنبد والی عمارت ریل کی پٹری پر بنی ہوئی ہے جو نواب اسٹیشن کہلاتی ہے۔ یہاں سے نواب صاحب رامپور سوار ہوتے اور تشریف لاتے ہیں۔

عوام کی آمد و رفت کے انتظامات آگے کے حصہ پلیٹ فارم پر بلا خلل برابر جاری رہتے ہیں۔ اس قسم کا انتظام کسی بھی بڑے سے بڑے شہر پر نہیں دیکھا گیا۔ حتیٰ کہ نئی دہلی کے اسٹیشن پر جہاں وائسرائے ہند، گورنروں دیسی رؤسا و حکام کی آمد و رفت سے کوئی دن خالی نہ جاتا ہوگا۔ یہ جداگانہ انتظام نہیں ہے۔ اگر ہمارے حیدرآبادی اسٹیشنوں پر ایسا حصۂ اسٹیشن شاہی الگ کر دیا جائے مثلاً نام پلی اسٹیشن پر باغ عامہ کے گیٹ سے آگے کی خالی پڑی ہوئی زمین کام میں لائی جائے اور کاچی گوڑہ اسٹیشن پر ٹپہ خانہ کی متصلہ زمین اس مقصد کے لئے مختص کر دی جائے تو آمد و رفت عامہ کو روکنے اور بعض بعض خاص لوکل ٹرینوں کو ملتوی کرنے اور عوام کو تکلیف میں ڈالنے کی کوئی ضرورت لاحق نہ ہونے پائے۔ یہ ایک بہت اچھی اصلاح ہوگی کہ جلیل القدر ہستیوں کا پلیٹ فارم اور اسٹیشن عوام کے اسٹیشن سے بالکل جداگانہ ہو۔

نواب اسٹیشن کی عمارت بیرقوں اور اس کی کمانیں گلابی پردوں سے اور اس کی زمین کو لال قند سے بخوبی سجایا گیا تھا۔ کثیر التعداد ڈیرے نواب اسٹیشن کے آس پاس کے وسیع و مستطیل میدان میں تان کر سرخی کوٹ کر راستے بنائے گئے تھے۔ سفید اینٹوں سے روشیں نکالی گئی تھیں۔ نواب اسٹیشن کے گنبد پر زرد پھریرا بلند تھا۔ اس کے پیچھے کوئی بیس ہاتھی ہودجوں اور نقرئی عماریوں سے سجے ہوئے کھڑے ہوئے تھے۔ فوج کا لباس سرخ تھا۔ یعنی قمیصیں لال نیلے صافے سفید پتلون گلابے موزے تھے۔ سواروں کے نیزوں کی بیرقیں لال پیلی چیروں کی چرمی کمربند کے نیچے پتلے پتلے کمروں سے بندھے ہوئے تھے۔ بلند قامت نوجوان سوار مقررہ مقامات پر متعین تھے۔ پیدل رجمنٹوں کی وردیاں بھی دیدہ زیب تھیں۔ کوتوالی کے جوان خاکی کوٹ خاکی بیانڈتج لال صافے باندھے ہوئے تھے۔ نواب اسٹیشن اور اس کے وسیع احاطہ کو اور ڈیروں کے سارے رقبہ کو زرد قناتوں سے محصور کر دیا گیا تھا اور اس رقبہ میں ایک ایک خیمہ کے اندر تار گھر ٹپہ خانہ انکوائری آفس اور سارے ضروری سررشتہ جات قائم کئے گئے تھے۔ شہزادگان والاشان کے لئے گڈس اسٹیشن کے پاس جداگانہ انتظام قایم تھا۔ چار چھوٹے خیمے اور ایک بلند دو چوبی ڈیرا تان کر سرخ پوش سپاہیوں کے پہرے لگا دئے گئے تھے۔ شہزادگان والاشان کی تشریف آوری ملتوی ہو جانے سے شہزادوں کے کیامپ میں دوسرا ضروری انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ نواب اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر سارے اعیان و عمایدِ ریاست رام پور موجود تھے۔ اور خود نواب صاحب رامپور بھی تشریف لا چکے تھے جنھوں نے محض دو چار دن کے اندر اپنے مہمان گرامی قدر کے لئے تقریباً دو لاکھ روپے کے صرف سے یہ سارا انتظام و اہتمام مہیا کر دیا تھا جو ہمارے یہاں عموماً وائسرائے ہند اور پرنس آف ویلز وغیرہ کے لئے عمل میں لایا جاتا ہے۔

حضور اقدس و اعلیٰ کی تشریف آوری رام پور کی تمنا سابق فرمانروائے رامپور سید حامد علی خاں صاحب اور ان کے والد یعنی موجودالوقت فرمانروا کے جد امجد کو بھی تھی۔ مگر آج کا دن سارے رامپور کے لئے اس تمنائے قدیم کے بر لانے کے لئے مختص تھا۔

ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے حضور اقدس و اعلیٰ اپنے سیلون سے برآمد ہوئے۔ اور سلامی کی توپیں سامنے کے مرغزار سے سر ہونے لگیں۔ نواب سید رضا علی خاں بہادر والی ریاست رامپور نے اپنے سارے عہدہ داران ریاست کو حضور اقدس و اعلیٰ کے روبرو یکے بعد دیگرے پیش کیا۔ اسپیشل ٹرین بدستور پلیٹ فارم پر ٹھہر گئی اور حضور اقدس و اعلیٰ بہ معیت نواب صاحب رامپور اسٹیشن سے نکل کر عزیمت فرمائے خاص باغ ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد مراجعت شاہانہ عمل میں آگئی۔

ریلوے لائن کے دونوں جانب اژدحام کثیر اور اسٹیشن کے باہر بھی سڑکوں پر مجامع عام دیکھے جاتے تھے۔ اور سنا کہ لوگ رائے بریلی سے مرآباد سے امروہہ سے اور متصلہ دیہات و قصبات سے بھی بہ تعداد کثیر خلایق چلی آ رہی تھی۔ اور بیرونی سڑکوں پر ہر طرف انسان ہی انسان پھیلے ہوئے اور کھڑے ہوئے اور سڑکوں کے گوشوں پر سمٹ جاتے ہوئے دیکھے جاتے تھے۔ اور سارے رام پوریوں کو عید اور عید العید سی مسرت محسوس ہو رہی تھی۔

جب خود نواب صاحب رام پور بہ نفس نفیس ایک ایک سڑک ایک ایک گوشے ایک ایک چپہ کو معائنہ فرما کے انتظامات میں دلچسپی لیتے ہوں تو کیونکر ممکن ہے کہ رعایائے رام پور کو ایسے مہمان عالیشان کے ورود رام پور کی مسرت نہ ہو۔ سڑکوں کو درست کیا گیا تھا۔ دکانات مکانات کی استر کاری کرائی گئی تھی نام کی تختیاں لگائی گئی تھیں۔ خوش آمدید کے پردے لٹکائے گئے تھے۔ باربرداری کی ہنڈیوں پر سرخ جھولیں ڈالی گئی تھیں توپخانہ کے بیلوں کی پیٹھوں کو بھی لال جھولوں سے سجایا گیا تھا۔ ساری کوٹھیوں پر باغات اور سرکاری ایوانات کی صفائی و درستی کر دی گئی تھی۔ صفائی و آب پاشی کے لئے جاروب کش اور سقے صبح سے شام تک سڑکوں کی صفائی و آب پاشی میں مصروف تھے۔ بڑی بڑی ایک ہزار گیلن کی لاریاں بار بار بڑی شاہراہوں پر پانی انڈیل رہی تھیں۔ فوجیں سرخ پوش مسلح صبح سے شام تک سڑکوں پر دو رویہ کھڑی ہوتی تھیں۔ کوتوالی والے صبح سے یکسر تمام دن مصروف ادائے خدمت ایستادہ تھے۔ سارے سررشتہ جات سرکاری کو تعطیل عام دیدی گئی تھی۔ البتہ مدارس کھلے رکھے گئے تھے۔ اب شام کے چار بج رہے ہیں۔ ڈاک خانہ آصفی ہمراہ نہیں ہے لہذا ہم اس روئداد کو انگریزی رجسٹری سے حوالہ ڈاک کرنے پر مجبور ہیں ✤ (از روزنامہ اخبار صحیفہ)

# دلی والوں کا طرزِ تحریر

## باورچن شہزادی

(حضرت خواجہ حسن نظامی نے روزنامچہ کے لئے لکھا)

مہ جبین ڈیڑھ مہینہ کی تھی۔ میں نے اسکو باورچی خانہ کے ایک کونے میں ٹاٹ کا ٹکڑا بچھا کر لٹا دیا تھا۔ اور اپنا ایک پھٹا ہوا دوپٹہ اوپر اڑھا دیا تھا۔ اور میں گوشت بگھار رہی تھی۔

باورچی خانہ اس کمرہ سے دور تھا۔ جہاں بیگم صاحبہ اپنے یک سالہ بچہ کو جھولا جھلا رہی تھیں۔

باورچی خانہ میں دھواں بہت تھا اور بگھار کی آواز میں مجھکو ایک راگ کا سا مزہ آرہا تھا اور دھوئیں کے سبب آنکھوں سے آنسو بھی بہہ رہے تھے۔ اور میں اپنی معصوم مہ جبین کو بھولی ہوئی تھی اور میرا خیال گوشت کے اندر تھا کہ تیز آنچ سے جل نہ جائے۔

یکایک نیک قدم لونڈی چیخی۔ اور اس نے "ہے ہے ماما کا بچہ" کہنا شروع کیا۔ میں بالکل نہ سمجھی کہ نیک قدم کیا کہہ رہی ہے اور کیوں چیخ رہی ہے۔ اور میں نے بیگم صاحبہ کے بچہ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ کہ شاید نیک قدم اس بچہ کی نسبت کچھ کہہ رہی ہے۔ مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد جب مجھکو اپنی بچی کے رونے کی آواز آئی تو میں نے مڑکر دیکھا کہ کھرنا بلڈاک کتا اس معصوم کا پاؤں منھ میں پکڑے گھسیٹ رہا ہے۔ اور کئی گز دور کھینچ کر لے گیا ہے۔

میں بے اوسان ہوکر دوڑی۔ دوسری طرف سے نیک قدم بھی آگئی اور ہم دونوں نے اس ڈراؤنی شکل کے کتے سے بمشکل تمام بچی کو چھڑایا۔ ننھے سے پاؤں پر کتے کے دانت گڑ گئے تھے اور خون بہہ رہا تھا۔ اور سنگین فرش پر گھسٹنے سے مہ جبین کے سر اور کمر میں بھی زخم آئے تھے؛

میں نے مہ جبین کو چھاتی سے لگا لیا اور خوب روئی۔ نیک قدم بھی ہمدردی کی صورت بنائے سامنے کھڑی کتے کو برا بھلا کہتی رہی۔ اتنے میں بیگم صاحبہ دالان سے اتر کر میرے پاس آئیں اور بچی کی حالت پوچھی۔ میری آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو رہی تھی اور بیگم صاحبہ کا پوچھنا بھی ہمدردی کے لہجہ کا نہ تھا بلکہ یونہی رسمی سوال تھا کہ زیادہ زخم تو نہیں آئے؟

میں نے کہا۔ جی نہیں۔ میرے دل کے زخموں سے زیادہ کوئی گہرا زخم نہیں ہے۔ یہ کتا آدم خور معلوم ہوتا ہے۔ حضور اس کو مار ڈالیں۔ ایسا نہ ہو ننھے میاں کو کبھی بے خبری میں صدمہ پہنچائے۔

بیگم صاحبہ میری معقول بات سے خفا ہوگئیں اور بولیں۔ خدا کی مار موئی کل جبی (منحوس زبان) پر۔ ننھے کا نام لیکر بد فالی کرتی ہے۔ چل دور ہو میرے سامنے سے۔ اب کے ایسی بات کہی تو زبان گدی کے پیچھے سے کھنچوا دوں گی۔

میں دم بخود رہ گئی - میری عمر سترہ برس کی تہی - اور مصیبت کو پورا ایک سال بہی نہ ہوا تھا - اور میں نے آج تک کبہی کسی عورت یا مرد کی زبان سے ایسی بات نہ سنی تھی -

مجھے یاد نہ رہا کہ میں آج ایک غریب نوکر اور باورچن ہوں - دہلی کے لال قلعہ کی راج دلاری شہزادی نہیں ہوں - اسلئے میں نے بہی تیز جواب دیا -

آپ خفا کیوں ہوتی ہیں - ذرا دیکھئے تو میری بچی کا پاؤں ؟ کتے نے چبا ڈالا - خون ہے کہ بہا چلا جاتا ہے - اور بچی بلبلا بلبلا کر رو رہی ہے - میں نے تو احتیاط کی بات کہی تہی - بدشگونی کی بات نہ تہی - آپ ناحق بگڑ گئیں - میں غریب مصیبت زدہ ہوں مگر آخر آدمی ہوں اور آپ کی طرح بچہ کی ماں بھی ہوں مجھے آپ کا نمک کہانے کے سبب اپنی بچی کے ساتھ ہی آپ کے بچہ کا خیال آگیا -

بیگم صاحبہ نے میری عاجزانہ باتوں کا کچھہ جواب نہ دیا اور دالان کی طرف چلی گئیں -

مہ جبین کے پاؤں کا خون برابر بہہ رہا تہا - اور وہ روتے روتے نڈھال ہوئی جاتی تھی اور میں حیران تھی کہ کیا علاج کروں کہ بچاری نیک قدم پانی کا لوٹا لائی اور کہا خون دہو کر پٹی کپڑا باندھ دو -

جلدی میں یاد نہ رہا کہ میرے ہاتھ لال مرچوں کے ہیں جونہی میں نے بچی کا پاؤں دہونا شروع کیا وہ بلبلا گئی اور اس کا سانس رکنے لگا - تب مجھے یاد آیا اور میں نے اپنے ہاتھ دہوئے پھر پٹی کپڑا باندھا - اور بہت دیر کے بعد خون رُکا -

شام سے پہلے نواب صاحب گھر میں آئے - ان کو باہر مردانہ میں کتے کا واقعہ معلوم ہو گیا ہوگا - رحم دل آدمی تھے خود باورچی خانہ میں آگئے اور مہ جبین کا حال پوچھا - میں نے دوپٹہ سے اپنا چہرہ چھپا کر کہا کہ زخم بڑا ہے مگر خون تھم گیا ہے -

نواب صاحب کی عمر ۲۵ سال سے زیادہ نہ تھی - اور ان کی بیگم بہی بیس سال کی تہیں اور بچہ بہی ان کا پہلوٹھی کا تہا - اور میری مہ جبین بہی پہلوٹھی کی تہی -

نواب صاحب نے کہا - تم کہاں کی رہنے والی ہو ؟ اور آگرہ میں کب سے ہو ؟ میں نے کہا -

میرا مکان دہلی میں تھا - تین مہینے ہوئے آگرہ میں آئی ہوں - حکیموں کے محلہ میں رہتی ہوں - اور آپ کے ہاں سات دن سے کہانا پکانے کی نوکری کی ہے -

نواب صاحب نے کہا - مجھے بہت افسوس ہے کہ میرے کتے نے تمہاری بچی کو زخمی کر دیا - میں نے جرّاح کو بلایا ہے - وہ اس کا علاج کریگا - اور بچی اچھی ہو جائے گی -

اب تم اپنے گھر جاؤ - اور جب تک بچی کے پاؤں کو آرام ہو - گھر میں رہو - تمہارے خرچ کے لئے میں کچھہ بھیجدوں گا -

میں نے کہا -

آپ کا بہت احسان کہ ہم غریب نوکروں پر اتنی عنایت کی -

نواب صاحب نے کہا -

تمہارے خاوند کیا کام کرتے ہیں ؟

میں نے کہا -

وہ تو غدر میں مارے گئے - میرے ماں باپ غدر سے پہلے مر چکے تھے - میں ان کے ساتھ دہلی کی بھاگڑ میں نکلی - راستہ میں وہ گونی کا نشانہ بن گئے اور میں دہلی کی چند عورتوں کے ساتھ یہاں آگرہ میں آگئی - اور آخر آپ کے ہاں نوکری مل گئی -

نواب صاحب نے کہا :-

دہلی میں تمہارے ماں باپ اور خاوند کیا کام کرتے تھے ؟

میں نے کہا -

لونڈی غلاموں کو اپنی اولاد کی طرح رکھنے کا کام کرتے تہے -

نواب صاحب نے کہا -

میں اس جواب کو نہیں سمجھا - یا تم میرے سوال کو نہیں سمجھیں -

بیگم صاحبہ نواب صاحب کو مجھہ سے باتیں کرتا دیکھکر خود باورچی خانہ میں آگئیں اور انہوں نے نواب صاحب سے کہا - چلو ! ماماؤں سے باتیں کرنا شان کے خلاف ہے -

نواب صاحب مسکرائے اور انہوں نے بیگم صاحبہ سے کہا - تم ناحق

بدگمانی کرتی ہو۔ میرے کتے نے اس غریب کی بچی کو زخمی کر دیا۔ اس لئے مجھے اس کا خیال کرنا ضروری معلوم ہوا۔ اور میں تو سب آدمیوں کو برابر سمجھتا ہوں۔

بیگم صاحبہ نے کہا:۔

چلو! بس سن لیا۔ گدھا گھوڑا برابر دیکھ لیا۔ اب اندر چلو۔ جراح کو بلایا ہے۔ وہ آئے گا۔ علاج ہو جائے گا۔

---

مہ جبین کا پاؤں اچھا ہو گیا تو نواب صاحب نے مجھے نیک قدم کو بھیجکر بلایا۔ میں گئی۔ تو سامنے بٹھا کر فرمایا۔ تم شریف زادی معلوم ہوتی ہو۔ بچانے کا کام نہ کرو۔ ہماری بیگم کے پاس رہا کرو۔

میں نے کہا:۔

جو حکم حضور دیں گے۔ لونڈی پورا کرے گی مگر بیگم صاحبہ مجھ سے خفا معلوم ہوتی ہیں پہلے ان کی مرضی دریافت کر لیجے۔

نواب صاحب نے نیک قدم کو اشارہ کیا اور وہ بیگم صاحبہ کے پاس سے جواب لائی کہ اگر اس عورت کو اس گھر میں رکھا گیا تو میں میکہ چلی جاؤں گی۔

نواب صاحب یہ جواب سنکر کچھ دیر چپکے رہے۔ اور پھر بولے۔ اچھا۔ ہم اس کو یہاں نہیں رکھیں گے۔

اس کے بعد مجھ سے فرمایا:۔

ماما! بتاؤ۔ تم کس خاندان کی ہو اور تم پر کیا مصیبت پڑی؟

میں نے کہا:۔

سرکار! مجھے اپنا خاندان بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ بس موجودہ حال عرض کرتی ہوں۔ کہ نہ ماں ہے۔ نہ باپ ہے۔ نہ بھائی ہے۔ نہ بہن ہے۔ بیوہ ہوں۔ مسافر ہوں۔ بے کس ہوں۔ بے بس ہوں۔

جراح انعام لینے آیا تھا اور پاس ہی کھڑا تھا اس نے کہا۔ حضور! یہ دہلی کے بادشاہ کی اولاد میں ہیں اور شہزادی ہیں۔ میں نے علاج کے زمانہ میں لوگوں سے ان کا حال سنا مگر انہوں نے خود کچھ نہ بتایا۔

یہ سنتے ہی نواب صاحب رونے لگے اور انہوں نے حکم دیا کہ ایک مکان ان کے لئے آراستہ کیا جائے۔ اور یہ وہاں آرام سے رہیں۔

چند مہینے میں اس مکان میں رہی کئی عورتیں میری خدمت کے لئے مقرر ہو گئیں۔ اور آخر بہت سے پیام سلام کے بعد مجھ سے نواب صاحب نے عقد کر لیا۔ اور اس کے بعد بیگم صاحبہ بھی رفتہ رفتہ مجھ سے مانوس ہو گئیں۔ اور میری زندگی نے پھر دنیا کی کوئی تکلیف نہ دیکھی۔

یا اللہ! تو سب کو دنیا کے انقلاب سے بچائیو۔

**حسن نظامی**

---

# لال ڈاڑھی والے مرزا صاحب

(از مولانا راشد الخیری صاحب دہلوی)

آج کی دلی نہیں۔ شہر آبادی کے چاندنی چوک اور فتحپوری کی سڑکوں کو لال ڈاڑھی والے مرزا صاحب یاد ہوں گے۔ یہ سیتا رام کے بازار میں رہتے تھے اور ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر سارے شہر کا چکر لگاتے تھے ستر برس کے قریب عمر تھی۔ سبز عمامہ سر پر۔ ہزارہ تسبیح گلے میں۔ اور دو سوا دو گز کا کمر پٹکا بندھا ہوا مقطع صورت نورانی چہرہ۔ عالم فاضل مولوی واعظ تمام شہر عزت کرتا تھا۔ دماغ میں کچھ فتور آ گیا تھا اس لئے جدھر نکلجاتے تھے لڑکے بالے اور بعض دفعہ نوجوان بے فکرے گالیاں کھانے اور فضیحتیاں سننے کو چھیڑا کرتے تھے۔ مرزا صاحب "ہاتھی آیا" سے چڑا کرتے تھے۔ جہاں کسی نے کہا۔ مرزا جی: ہاتھی آیا۔ اور مرزا صاحب نے گھوڑا چھوڑ اس کا پیچھا لیا۔ سڑک پر لکڑیاں پٹخارتے اور گالیاں دیتے چلے جا رہے ہیں اور لوگ ہاتھی آیا ہاتھی آیا کے نعرے لگا رہے ہیں۔ بڑھے لکھے آدمی صبح کی نماز پڑھکر مسجد میں وعظ کہنے بیٹھ گئے اور مخلوق آپ کی تفسیر کا لطف اٹھا رہی ہے۔ جھوم رہی ہے کہ دفعتہً طبیعت بگڑ گئی اور برابر والے آدمی کے ایک ایسا تھپڑ دیا کہ بہاڑ پڑ گئی۔ اب مرزا صاحب لکڑی پھراتے ساری مسجد میں پھر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں ملعونو! میں تمہارے باوا کا نوکر ہوں کہ میں وعظ کہوں اور تم سوؤ۔

---

فجر کی نماز سید رفاعی کی مسجد میں پڑھ رہے تھے۔ آخری رکعت کے سجدہ میں برابر والے کی پشت پر چڑھ بیٹھے اور کہنا شروع کیا "بڑھ گھوڑے بڑھ چل بیٹے ٹُوچل" ایڑیاں مار رہے ہیں اور چھپٹر لگا رہے ہیں۔

ایک روز گھر سے نکلے۔ گھوڑا ٹھہرا کر پیسے کے بونٹ لئے۔ گھوڑے کو بھی کھلائے اور خود بھی کھائے۔ بونٹ کھاتے ہوئے کشمیری مل بزاز کی دکان پر پہنچے جو موتی بازار کے باہر چاندنی چوک میں تھی۔ وہاں جھگر کپڑا خریدا۔ حساب کرنے بیٹھے تو ململ کے دام پیسہ کے دو سیر لگائے۔ خلقت جمع ہوگئی۔ مرزا صاحب گرج رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ چار پیسے کی دو سیر ململ۔ ایک شخص نے کہہ دیا کہ مرزا جی ہاتھی آیا۔ مرزا صاحب سب کچھ بھول گئے اور اس کے پیچھے ہولئے۔ دن بھر یہی سوانگ رہتا تھا چونکہ خاندانی آدمی تھے اس لئے ہر معقول آدمی عزت کیا کرتا تھا۔ رمضان شریف میں سحری کھا کر گھر سے نکلتے تھے اور بیوی سے کہدیتے تھے کہ افطار کا سامان ساتھ کردو۔ نہ معلوم روزہ کہاں کھلجائے۔

گرمی کا موسم ہے اور مرزا صاحب ٹھیک دوپہر کو چاندنی چوک میں چلے جا رہے ہیں۔ چلتے چلتے رک گئے۔ گھوڑے کو درخت سے باندھ اور کمر پٹا کھول کر سڑک پر بچھا آوازیں دیں "ارے روزہ والو! روزہ کھول لو" یہ کہکر آذان دی اور افطاری کھول کھانے بیٹھ گئے۔ مولوی نذیر الدین خاں مرحوم سے قریبی عزیز تھے۔ عید کے موقعہ پر ایک مرتبہ پتنگ بازی کا ہاتھ لگا۔ شاہ جی کے تالاب پر مقابلہ تھا۔ مرزا صاحب بھی پہنچے اپنے ہاتھ سے اڈّا بنا کر اُڑانے لگے اور فرمایا کہ دیکھو نوشیرواں گڈی اس کو کہتے ہیں۔ یہ کہہ کر پیچ لڑانے شروع کئے۔ لوگ مرزا صاحب کی طرف متوجہ ہوگئے تو پیچ کاٹ کر گڈی اتار لی تو معلوم ہوا کہ ان جیسا قابل آدمی اس فن کا بھی ایسا ماہر ہے۔

دریا کی سیر تھی بڑے بڑے تیراک اپنے کمال دکھا رہے تھے پانی خوب چڑھا ہوا تھا۔ بھنور جگہ جگہ پڑ رہے تھے۔ مرزا صاحب عمامہ اور پاجامہ سمیت بھنور میں کود پڑے۔ سب کو یقین ہوگیا کہ اب مرزا صاحب اُبھرنے والے نہیں۔ مگر مرزا صاحب نے وہیں چت اور پٹ ایسی لگائی کہ استاد بھی ایمان لے آئے۔ اور خلیفہ محمود نے تو قسم کھا کر کہا کہ کھڑی میرے استاد سے بھی اچھی لگاتے ہیں۔

ہائے دلی! تیری خاک سے کیسے کیسے باکمال اٹھے اور اپنے جلوے دکھا کر ختم ہوگئے۔ ہمیشہ رہے نام اللہ کا + (از اخبار ملت دہلی)

# ہندی زبان میں

# سیرتِ نبوی ؐ

سیرتِ نبوی ؐ کے انگریزی ترجمہ کی امداد خدا کے فضل سے اتنی ہوگئی کہ میں نے اس کو چھپنے کے لئے دیدیا۔ اور خدا نے چاہا تو انگریزی ترجمہ بہت جلد شائع ہوجائیگا۔ گجراتی زبان کا ترجمہ ایڈیٹر اخبار دین احمد آباد کے ذریعہ بیس ہزار مفت تقسیم ہوچکا ہے۔ مگر ہندوستان میں کروروں عورت مرد ہندی زبان میں لکھتے پڑھتے ہیں اور ان کے لئے سیرت نبوی ؐ کے ہندی ترجمہ کی بھی ضرورت ہے۔ لہذا ناظرین روزنامچہ اسکی ضرورت تسلیم کرتے ہوں تو تھوڑی امداد اس کارِ خیر میں بھی کریں۔ ہندی ترجمہ بھی لاکھوں کروروں ہندوستانیوں کے لئے مفید ہوگا۔

حسن نظامی

# منھ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑے اب مسوڑے نہیں رہے بلکہ تم نے اپنے منھ میں سانپ پال رکھے ہیں۔ مسوڑوں کی پیپ کو سانپ جیسے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اترتی ہے اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے اور تم نے جاہل دیہاتیوں تک سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ مگر باخبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

## واحدی صاحب کا منجن

# اکسیر دنداں

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر خرابی کو دور کر دیتا ہے۔ مسوڑوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں۔ پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا۔ منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم **محمد اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائیریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل یا پان وغیرہ کھانے لگیں۔ تو پہلے اسے مل کر دانتوں اور مسوڑوں کو صاف کر لیں۔ اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انھیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اُٹھانی پڑیگی۔ لیکن یہ زحمت ان کی اپنی بے پروائی کا نتیجہ ہے اور اسے انھیں برداشت کرنا چاہیئے۔ اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے۔ ورنہ مزید بے پروائی اس سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کر دیگی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے۔ ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کر لینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ا۔ ی۔ پائیریا نہیں ہوا ہے۔ یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو ان کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہو کر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے۔ باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے جنھیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے۔ مثلاً بادی سے مسوڑے پھول گئے ہوں۔ دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنھیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اللہ سے امید ہے کہ کبھی انھیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں۔ **ایک احتیاط** واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑوں کو صاف کرتے رہیں۔ جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں۔ پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں۔ حقیقتاً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جزو بھی مضر نہیں ہے۔ ہاں! پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہوتا ہے۔ یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ دوسرے پان کھا کر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت پان کے کھانے والے بھلا کیسے دانت صاف رکھ سکتے ہیں۔ تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائے گی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی صرف آٹھ آنہ ہے۔ علاوہ محصول ڈاک۔ محصول ایک شیشی پر ۵ ر لگتا ہے اور دو شیشیوں پر ۷ ر

ملنے کا پتہ۔ **منیجر اخبار روزنامچہ دہلی**

عمر بڑھ سکتی ہے۔ بوڑھے جوان ہوسکتے ہیں

# صورت کی تبدیلی ممکن ہے

رجسٹرڈ لقمان الملک حکیم نابینا صاحب کا لاجواب نسخہ رجسٹرڈ

## عمل جراحی کے بغیر غدودوں کا پیوند

لالہ لاجپت رائے اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کے گردوں اور جگر میں پتھری ہوگئی تھی۔ سب ڈاکٹر کہتے تھے کہ اپریشن کے سوا اس مرض کا کوئی علاج نہیں ہے۔ مگر لقمان الملک حکیم نابینا صاحب نے (جو ہز ہائی نس میر محبوب علیخاں مرحوم سابق نظام دکن کے طبیب خاص تھے اور اب دہلی میں وہ اور ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر انصاری صاحب آفتاب و ماہتاب کی طرح دنیا کو فیضیاب کر رہے ہیں) اللہ کے فضل سے دونوں لیڈروں کو عمل جراحی کے بغیر تین دن میں اچھا کر دیا۔ اور پتھریاں دوا کے اثر سے گھل گئیں۔ یہ دیکھکر لقمان الملک جناب حکیم نابینا صاحب سے یورپ کے ڈاکٹروں کی نئی ایجاد کا ذکر کیا گیا کہ وہ کمزور اور بوڑھے آدمیوں کے جسم میں عمل جراحی کے ذریعہ جانوروں کے اور تندرست انسانوں کے غدود کے پیوند لگا دیتے ہیں۔ اور ان کا دعوے ہے کہ اس سے عمر بڑھ جاتی ہے۔ اور بوڑھے جوان ہو جاتے ہیں۔ اور جسم کی ہر ظاہر و پوشیدہ کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ تو لقمان الملک حکیم نابینا صاحب نے فرمایا کہ عمل جراحی کے بغیر بھی غدودوں میں نئی زندگی پیدا ہوسکتی ہے۔ اور یونانی طب میں ایسی دوائیں موجود ہیں جو انسانی جسم کو جوان رکھنے والے غدودوں میں زندگی کی اصلی رطوبت پیدا کر دیتی ہیں۔ اگر بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے جسمانی قوت اور جوانی کے غدود از کار رفتہ ہو جائیں تو سات روز کے اندر دواؤں کے اثر سے وہ پھر تازہ دم اور نئے غدودوں کے مانند کام کر سکتے ہیں۔

مذکورہ ارشاد کے بعد لقمان الملک حکیم نابینا صاحب نے ایک خاص بیش قیمت نسخہ نکلوایا جو اب تک والیان ملک اور راجہ نوابوں کے لئے محدود و مخصوص تھا۔ عام لوگ اس بیش قیمت نسخہ سے فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ مگر لالہ داصدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ کی خواہش پر لقمان الملک حکیم نابینا صاحب نے نہایت دریا دلی کے ساتھ یہ نسخہ انہیں عطا فرما دیا۔ اور اس نسخہ کی تیاری کے تمام مخفی طریقے بھی سکھا دیئے۔ چنانچہ داصدی صاحب مولوی فاضل حکیم محمد رضاء الرحمن صاحب زبدۃ الحکماء پنجاب یونیورسٹی و سند یافتہ طبیہ کالج دہلی و مدرسہ تکمیل الطب لکھنؤ کی نگرانی میں یہ نسخہ تیار کراتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں تاکہ ہر شخص طب یونانی کے طبیب اعظم کے اس عجیب اور طلسمی نسخہ سے فائدہ اٹھا سکے اور الٹی سیدھی عام اشتہاری دواؤں سے محفوظ رہ سکے۔

## معجون مددگار غدود

نسخہ کی تیاری کے بعد اس کا نام معجون مددگار غدود رکھا گیا۔ یہ معجون اعصاب کی کمزوری اور خون کی کمی اور جسم کی ہر ظاہر و پوشیدہ ناتوانی کو سات روز میں دور کر دیتی ہے۔

اس معجون کی تاثیر سے خشک اور بیکار غدودوں میں سات دن کے اندر اصلی رطوبت پیدا ہونے لگتی ہے۔ اور سات دن میں کمزور آدمی اس معجون کے اثر کو محسوس کرنے لگتا ہے۔

## چہرے کی تبدیلی

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب کے اس قلمی نسخہ سے بنائی ہوئی معجون مددگار غدود اگر مسلسل چالیس روز تک استعمال کی جائے تو چہرے کے بڑھاپے میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔ اور جوانی کے آثار دوبارہ نمودار ہونے ممکن ہیں۔ پھر لطف یہ کہ عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے یہ دوا مفید ہے۔

## عورتوں کے حسن کی واپسی

اگر اولاد ہونے یا اور اسباب کی وجہ سے عورتوں کے حسن میں تبدیلی ہوگئی ہو تو معجون "مددگار غدود" چالیس دن کے اندر جوانی کا اصلی رنگ چہرہ پر پیدا کر سکتی ہے۔ (مگر حالت حمل میں ہرگز استعمال نہ ہو) اور مردانہ قوتوں کو از سر نو زندہ کرنے کی تو اس معجون میں عجیب و غریب تاثیر ہے۔ ایک دو روز کے اندر ہی ہر شخص محسوس کرنے لگتا ہے کہ وہ زندہ ہوگیا۔ اور اس کے ہاتھوں سے گئی ہوئی قوتیں واپس آنے لگیں۔ ترکیب استعمال اور پرہیز کا پرچہ معجون کے ساتھ بھیجا جاتا ہے (معجون کے اجزاء بالکل معتدل ہیں اس لئے یہ معجون گرمی جاڑہ برسات ہر موسم میں استعمال ہوتی ہے۔)

**سات روز کی خوراک کی قیمت چار روپے علاوہ محصول**

ملنے کا پتہ: منیجر اخبار روزنامچہ۔ دہلی

مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی کا

# روزنامچہ

۱۶/۲۴/ فروری و یکم مارچ ۱۹۳۲ء

۱۶/۲۴/ فروری و یکم مارچ ۱۹۳۲ء

جو پایۂ تخت دہلی سے ہفتہ وار شایع ہوتا ہے

سالانہ قیمت دو روپے کلدار ششماہی ایک روپیہ دو آنے

ایک پرچہ کی قیمت ایک آنہ

## اس پرچہ میں

## تین تاریخوں کے روزنامچے ہیں

ایک ۱۶ر فروری کو شائع ہونے والا۔ دوسرا ۲۴ر فروری کو شائع ہونے والا۔ تیسرا یکم مارچ کو شائع ہونے والا۔ اور ان تینوں پرچوں میں اعلیٰ حضرت حضور نظام کے سفر دہلی کے پورے حالات بھی ہیں۔ چونکہ ہفتہ وار اخبار روزنامچہ کا ایک روزانہ ضمیمہ حضور نظام کے سفر دہلی کے حالات کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ اور دفتر کا سارا عملہ روزانہ ضمیمہ کے کام میں مصروف تھا۔ اس لئے ہفتہ وار ایڈیشن کے تین پرچے شائع نہ ہو سکے۔ اور ان کو آج ایک جگہ شائع کیا جاتا ہے۔ ناظرین اپنے فائل میں درج کرلیں کہ یہ پرچہ تین پرچوں کا قایم مقام ہے۔

سید ابن عربی

اڈیٹر و منیجر اخبار روزنامچہ دہلی

# واحدی صاحب کا خضاب

سفید روئی کے گالا جیسے بالوں کو سیاہ کر لینا اور ضعیفی کی عمر میں بھی جوان بنے رہنا اچھا ہو یا بُرا۔ لیکن بہت سی مجبوریوں کی وجہ سے ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں جوانوں کی قدر اور بوڑھوں کی بے وقعتی لاکھوں آدمیوں کو اس بات پر مجبور کر دیتی ہے کہ اگر ان کے قویٰ اچھے ہوں تو خواہ مخواہ بھی صرف بالوں کے سفید ہو جانے کی وجہ سے حکام کی نظروں میں ذلیل نہ ہو جائیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عین جوانی ہی میں کسی اتفاقی سبب کی بدولت بال سفید ہو جاتے ہیں اور چونکہ طبیعت میں عمر کے لحاظ سے امنگ اور جوش موجود ہوتا ہے۔ اس لئے یہ سفید بال بہت ہی اوپری اوپری سے معلوم ہوتے ہیں اور حقیقتاً دبال جان ہو جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں جب انسان خضاب کے استعمال پر مجبور ہو جاتا ہے تو اب اسے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ خضاب کی لا تعداد قسموں میں سے جن کے اشتہار رات دن اس کی نظر سے گزرتے رہتے ہیں۔ کون سے خضاب کو اپنے لئے پسند کرے۔ کسی خضاب میں یہ عیب ہوتا ہے کہ بالوں پر قدرتی رنگ نہیں آتا۔ اور اگر کچھ بال ابھی تک سفید نہیں ہوئے ہیں تو خضاب کی بدولت ان میں ایک ہر رنگ پیوند سا لگ جاتا ہے کسی خضاب کا لگانا صندل کے گھسنے اور لگانے کی طرح اچھا خاصا ایک درد سر ہوتا ہے اور اتوار کا ایک چھٹی کا دن پورا کا پورا اسی کی نظر ہو جاتا ہے۔

کسی خضاب کے اجزا کچھ ایسے خراش دار ہوتے ہیں کہ ادھر خضاب لگایا اور ادھر تمام چہرہ اور سر سورج کے کپا سا ہو گیا۔ اور نزلہ زکام نے ناک میں دم کر دیا وہ الگ۔ بعض خضاب بڑے خوش رنگ ہوتے ہیں۔ لیکن بالوں کے ساتھ ساتھ جلد کو بھی بالکل سیاہ کر دیتے ہیں۔ اور خضاب کا لگانا صحیح معنوں میں رُوسیاہی کا مترادف ہو جاتا ہے۔ غرضکہ یہ ایک ایسا خضاب جو ان تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہو ذرا مشکل ہی سے دستیاب ہوتا ہے۔ اور مدتوں اس کی تلاش میں انسان کو سرگرداں اور پریشان رہنا پڑتا ہے۔ واحدی صاحب کے خضاب کا نام تو لاجواب نہیں ہے۔ لیکن حقیقتاً وہ خود لاجواب ضرور ہے۔ خضاب کی جن خرابیوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ ان سب سے پاک ہے۔ صرف پانچ منٹ میں انسان کی وجاہت اور صورت میں کامل انقلاب پیدا کر دیتا ہے پیری اور عصا گیری کی صبح منٹوں میں جوانی کی رات سے بدل جاتی ہے۔ اور اگر لوگ پہلے آپ کے سفید بال نہ دیکھ چکے ہوں تو ہرگز ہرگز کبھی اور کسی حالت میں بھی انہیں یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ آپ کے بالوں کا رنگ اصلی نہیں ہے۔ واحدی صاحب کے خضاب کا رنگ عمدہ ہے۔ جلد کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا۔ پانچ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لیتا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں وہ سڑی ہوئی بدبو نہیں ہوتی جو بعض خضابوں کی امتیازی خصوصیت ہے۔ واحدی صاحب کا خضاب ایک شیشی میں دو ڈھائی مہینے کے لائق ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے۔ محصول ڈاک پانچ آنے۔

ملنے کا پتہ۔ **منیجر اخبار روزنامچہ دہلی**

---

# اکسیر جریان

## عہد مغلیہ کے مشہور طبیب حکیم نصر اللہ خاں کے نسخہ سے

ان کے پڑپوتے حکیم علی رضا خاں صاحب نے تیار کی

حکیم علی رضا خاں صاحب مدرسہ طبیہ کے سند یافتہ طبیب ہیں اور تیس سال سے مطب کرتے ہیں آج کل کے طبیب عموماً حابس اور محرک دوائیں جریان کے مریضوں کو دیدیتے ہیں جو بجائے فائدہ مند ہونے کے مضر پڑتی ہیں۔ اکسیر جریان ان دونوں نقصوں سے پاک ہے۔ اس کا چند روزہ استعمال بفضلہ تعالیٰ سرعت۔ رقت احتلام جریان اور ان سے پیدا ہونے والی جملہ بیماریوں کو دور کر دیتا ہے۔ اعضائے رئیسہ (دل و دماغ۔ جگر۔ گردہ و مثانہ) کو طاقت پہنچاتا ہے۔ مادہ تولید کو گاڑھا کر کے مضبوط اور قابل اولاد بنا دیتا ہے جس سے چہرہ پر بشاشت آنکھوں میں تراوٹ۔ دل میں فرحت اور طبیعت میں جودت معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور چند ہی روز میں آدمی کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے۔ چالیس خوراکوں کی

**قیمت صرف تین روپے علاوہ محصول**

ملنے کا پتہ

**منیجر رسالہ نظام المشائخ نمبر ۳ کوچہ چیلان دہلی**

---

# ناشف

## عہد مغلیہ کے مشہور طبیب حکیم نصر اللہ خاں کے نسخہ سے

ان کے پڑپوتے حکیم علی رضا خاں صاحب نے تیار کی

حکیم علی رضا خاں صاحب مدرسہ طبیہ کے سند یافتہ طبیب ہیں اور تیس سال سے مطب کرتے ہیں بے زبان شرم و حیا کی پتلیاں عورتیں گھر کی چار دیواری میں بند رہتی ہیں اور سخت سے سخت تکلیف ہونے پر بھی مردوں سے کچھ نہیں کہتیں۔ مگر آپ یاد رکھیں جس طرح جریان سے مرد کمزور ہو جاتے ہیں اسی طرح سیلان سے عورتیں سینکڑوں قسم کے امراض کا مرکز بن جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ دق جیسے موذی مرض تک نوبت پہنچ جاتی ہے عورتوں کی طرف سے آپ کی لاپرواہی اچھی بات نہ ہو گی جس طرح وہ آپ کی خوشنودی مد نظر رکھتی ہیں آپ کا بھی فرض ہے کہ اپنی شریک زندگی کا ہر طرح خیال رکھیں۔ ہم آپ کو بتا دینا چاہتے ہیں **ناشف** عورتوں کے مرض کی مخصوص دوا ہے چند روزہ استعمال سے ہر قسم کی رطوبت بند ہو جاتی ہے۔ اور اس کے باعث پیدا ہوئی ساری خرابیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور از سر نو جسم میں طاقت و توانائی اور حمل قرار پانے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے قیمت بیس خوراک دو روپے آٹھ آنہ علاوہ محصول

ملنے کا پتہ۔ **منیجر رسالہ نظام المشائخ نمبر ۳ کوچہ چیلان دہلی**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# روزنامچہ

## حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

### ۲۳ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۰ھ پیر
### یکم فروری سنہ ۱۹۳۲ء دہلی

**ایک ہاتھ ٹوٹ گیا** عیسائی سال کے بھی بارہ ہاتھ ہوتے ہیں آج ان بارہ ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ ٹوٹ گیا یعنی جنوری کا مہینہ ختم ہوگیا۔

**خود بقلم خود** روحہ کا روزہ بدھ کا مقرر ہوا ہے۔ علی کے سب روزے پورے ہوئے۔ خدا نے چاہا علی تیس روزے پورے کرے گا۔ مگر حسین کے روزے بوجہ علالت کچھ کم ہوگئے۔ خواجہ ہوسٹل کے بچے بھی کبھی روزہ رکھتے ہیں کبھی ناغہ کر دیتے ہیں۔ جن کی عمر چھوٹی ہے ان کو خواجہ بانو روزہ رکھنے سے روکتی ہیں کیونکہ ان کے کمزور ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ خواجہ ہوسٹل میں پانچ سال کی عمر کے بچے بھی ہیں۔

**عید سے پہلے** میں چاہتا ہوں کہ عید سے پہلے روزنامچہ شائع ہو جائے کیونکہ مسلمان کاپی نویس و مسلمان چھاپنے والے اور مسلمان کلرک عید میں ایک ہفتہ کام بند رکھتے ہیں۔ عید سے دو تین

---

## قصر شاہی کی خبریں

### ۶ شوال سنہ ۱۳۵۰ ہجری اتوار

**رجواڑوں کی آمد** دہلی میں آج کل ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب نابھا اور ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب باریا وغیرہ آئے ہوئے ہیں۔ اور سڑکوں پر ان کی موٹریں دوڑتی نظر آتی ہیں۔ صبح شام کے وقت قصر شاہی حضور نظام کے اطراف میں ان رجواڑوں کی موٹریں ان کے اہلکاروں کو لیکر آتی ہیں اور وہ اہلکار قصر شاہی کے بیرونی انتظامات اور تیاریوں کو دیکھتے ہیں۔

**آگ کا مینار** قصر شاہی کے سامنے برٹش گورنمنٹ نے کئی لاکھ روپے کے خرچ سے سنگ بانسی کا ایک مینار بنوایا ہے جو مقتول فوجی سپاہیوں کی یادگار میں ہے اور اس پر انڈیا کا لفظ اور مقتول سپاہیوں کے نام کندہ کئے گئے ہیں۔

آج رات کو اور دن کو اس دروازہ کی چھت سے دھواں اور شعلے نکلتے ہیں کیونکہ خاص خاص تاریخوں میں بہت گراں خرچ سے یہ شمع روشن کی جاتی ہے یہ یورپ کا رواج ہے فرانس میں بھی اس قسم کے مینار ہیں اور آگ کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح مقتولوں کے وارثوں کے دلوں سے آہوں کا دھواں نکلتا ہے تاکہ قوم جنگ کی قربانیوں کے لئے تیار رہے۔

مگر ہندوستان میں مقتولوں کی یادگار کے لئے آگ اور دھوئیں کو بہت برا سمجھا جاتا ہے اور نامناسب الفاظ اس کی نسبت کہے جاتے ہیں۔

یہ مینار قصر شاہی حضور نظام کے بالکل سامنے ہے اور اتنا بلند ہے کہ میلوں کے فاصلے سے نظر آتا ہے۔

**فوارے** اس مینار کے دونوں طرف پتھر کے دو حوض ہیں جن میں کئی قسم کے بہت سے فوارے لگے ہوئے ہیں اور آج کل یہ سب فوارے رات دن چلتے رہتے ہیں اور قصر شاہی کے سامنے ان فواروں اور وسیع میدان کی وجہ سے بڑی رونق رہتی ہے۔

**شہزادگان کی آمد** ۱۴ فروری اتوار کی شام کو ساڑھے چار بجے شہزادہ اعظم جاہ بہادر ولی عہد دوران کی بیگم شہزادی درشہوار صاحبہ اور شہزادہ معظم جاہ بہادر دوران کی بیگم شہزادی نیلوفر صاحبہ اپنے اسٹاف کے ساتھ اسپیشل ٹرین میں تشریف لائے۔ نئی دہلی اسٹیشن پر بڑا ہجوم جمع تھا۔

**مولانا قاری محمد سلیمان صاحب** شہزادہ ولی عہد بہادر کے استاد جناب مولانا قاری محمد سلیمان صاحب اور مولانا شوکت علی صاحب اور ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب اور امام صاحب جامع مسجد اور ملا واحدی صاحب اور سید ابن عربی صاحب اور سید نثار علی صاحب اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب اپنے بچوں کے ساتھ پلیٹ فارم تک گئے۔

روزیملے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں اور پھر کئی کئی دن بعد تک واپس نہیں آتے۔

اس لئے آج میں نے بہت زیادہ کام کیا۔ صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے گھر میں سب بچے بھی اچھے ہیں۔ بارش نہیں ہوئی۔ خشک سردی نقصان دے رہی ہے۔

## ۲۴ر رمضان ۱۳۵۰ھ منگل

## ۲ فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**لاہور کا سفر** آج ہزہائی نس نواب صاحب کھمبایت کا تار آیا ہے وہ میاں سر محمد شفیع کی تعزیت کیلئے لاہور جانا چاہتے ہیں۔ میں بھی ابتک علالت کے سبب ماتم پُرسی کے لئے نہیں گیا۔ آج شام کو ان کے ساتھ لاہور جاؤں گا۔

**حور بانو کا فکر** حور بانو میری بڑی لڑکی نے سُنا کہ میں لاہور جانیوالا ہوں تو ان کو فکر ہو گیا اور کہا کہ کل تو میری لڑکی روحہ کا روزہ ہے اور آپ جا رہے ہیں۔ میں نے کہا روزہ جمعرات کو رکھوا دینا میں کل ہی شام کو روانہ ہو کر پرسوں صبح دہلی آجاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے ایک دن بدل دیا۔

آج میں شام تک نہایت پابندی سے مسلسل تحریری کام کرتا رہا۔

اب میری گردن اور کمر کے اعصاب میں درد ہونے لگتا ہے جب زیادہ تحریری کام کرتا ہوں۔ چنانچہ آج بھی ایسا ہی ہوا۔

**ریل پر** شام کو بعد افطار ریل پر گیا۔ سید ابن عربی اور سید نثار علی پہنچانے گئے۔ ریلوے انکوئری عہدہ داروں کی مہربانی سے جگہ اچھی مل گئی۔ آٹھ بجے ہزہائی نس بھی فرانٹیر میل پر آگئے۔ انہوں نے میری جگہ فرسٹ کلاس میں بدلوا دی۔ اسی ٹرین میں سر شادی لال چیف جسٹس لاہور کے لڑکے کی برات بمبئی سے آئی ہے۔ پنجاب کے بڑے بڑے آدمی برات میں ہیں۔ بڑی رونق نظر آتی ہے۔

**ڈاکٹر متھراداس** موگہ والے مشہور ڈاکٹر متھراداس صاحب بھی برات میں ہیں۔ وہ غازی آباد سے میرٹھ تک میرے درجے میں ملنے کے لئے رہے۔ خوب باتیں ہوئیں ہزہائی نس بھی ان سے ملکر خوش ہوئے۔

## ۲۵ر رمضان ۱۳۵۰ھ بدھ

## ۳ر فروری ۱۹۳۲ء لاہور

**امرتسر** سر شادی لال کی برات کے سبب امرتسر پر بہت بھیڑ تھی اور باجہ بھی تھا۔ میں نے اس مجمع سے بڑا لطف لیا۔

**لاہور** لاہور اسٹیشن پر میاں بشیر احمد صاحب بیرسٹر ایڈیٹر رسالہ ہمایوں استقبال کیلئے موجود تھے ان کے ساتھ میاں سر محمد شفیع مرحوم

---

مگر شہزادہ ولی عہد بہادر قیام گاہ کو جا چکے تھے۔ شہزادہ معظم جاہ بہادر موجود تھے۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے شہزادہ معظم جاہ بہادر کو سنہری ہار پہنایا۔ شہزادہ صاحب نے خواجہ صاحب کا شہزادی نیلوفر صاحبہ سے تعارف کرایا اور خواجہ صاحب نے ان کو بھی سنہری ہار پہنایا اور خوش آمدید کہا۔

شہزادہ ولی عہد بہادر اور شہزادی درشہوار صاحبہ کے سنہری ہار قیام گاہ پر بھیج دئے گئے۔

**شہید صاحب** شہزادہ ولی عہد بہادر کی ڈیوٹی پر سید ہادی علی شہید صاحب نہایت ذہین اور شریف نوجوان ہیں عالی شاعری شہود ہے شہید تخلص کرتے ہیں۔ اور چہرہ سے بہت فہمیدہ معلوم ہوتے ہیں۔

**نواب ناصر نواز الدولہ بہادر** نواب ناصر نواز الدولہ بہادر بھی شہزادہ ولی عہد بہادر کے ہم رکاب دہلی میں تشریف لائے ہیں جو نہایت عابد اور فقیر دوست امیر ہیں۔

**اعلیٰحضرت کی تشریف آوری** ۵ فروری ۱۹۳۲ء دوشنبہ کو دس بجے صبح اعلیٰ حضرت دہلی میں تشریف لائے تمام راستوں پر خلقت کا ہجوم تھا۔ قصر شاہی میں جانے کے بعد گیارہ بجے لارڈ ولنگڈن بہادر وائسرائے ہند سے ملاقات فرمائی۔ وائسرائے بہادر نے غیر معمولی اعزاز و اکرام اپنے مہمان عظیم کا کیا۔ اس کے بعد وائسرائے بہادر بازدید کے لئے تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت کی جانب سے بھی ان کی شان کی موافق مدارات کی گئی (اعلیٰ حضرت کیلئے ۲۲ توپوں کی سلامی بھی ہوئی تھی)

کرنل کیز بہادر ریذیڈنٹ حیدرآباد بھی تشریف لے آئے ہیں اور گوالیار ہاؤس میں ٹھہرے ہیں۔ یہ بہت اچھے انگریز ہیں۔

نواب حیدری یار جنگ بہادر صدر المہام محکمہ سیاسی بھی تشریف لائے ہیں اور قصر شاہی میں قیام ہوا ہے۔

تفصیلات کل شائع ہوں گی۔ اور اہم کیفیت اور خبریں بھی کل کی اشاعت میں درج کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

## ۷ر شوال ۱۳۵۰ہجری یوم پیر

**بازدید نہیں ہوئی** کل نامہ نگار نے حضور وائسرائے کی بازدید کا حال لکھا تھا۔ آج اطلاع دی ہے کہ کل حضور وائسرائے بازدید کے لئے نہیں آئے آج تشریف لائیں گے۔ کیونکہ لارڈ اروِن سابق وائسرائے ہند نے بھی دوسرے دن بازدید کی رسم ادا کی تھی۔

**حضرت ظل سبحانی کی صحت** خدا کے فضل سے اچھی ہے اور وہ بشرہ مبارک سے بہت بشاش معلوم ہوتے ہیں۔ حضور وائسرائے ہند کی پہلی ملاقات کے بعد جب قصر شاہی میں واپسی ہوئی تو جہاں پناہ بہت مسرور نظر آتے تھے۔

**لارڈ ولنگٹن کا اخلاق** آج قصر شاہی میں لارڈ ولنگڈن بہادر وائسرائے ہند کے حسن اخلاق کا چرچہ تھا۔ سیاسی حلقہ اور مجلسی حلقہ میں ان کے حسن اخلاق خصوصاً لیڈی ولنگڈن

کے مکان پر گیا۔ بیگم میاں سر محمد شفیع زار و قطار روتی تھیں۔ میں ان کو بہن کہتا ہوں اور وہ مجھکو بھائی کہتی ہیں۔ آخر وقت میں میاں صاحب کی زبان سے یہ دُعا نکلی۔ یا قاضی الحاجات یا دافع البلیات۔

نواب صاحب پٹودی اور میاں شاہ نواز صاحب اور میاں عبدالرشید صاحب اور نواب مولا بخش صاحب اور جہاں آرا بیگم صاحبہ اور گیتی آرا بیگم صاحبہ سے ملاقات ہوئی اور شام تک بہت اچھی مجلس رہی میاں شاہ نواز صاحب کی لڑکیاں بھی تھیں ان کی بڑی لڑکی ممتاز نے میاں سر محمد شفیع کو اپنی ایک انگریزی نظم سُنائی تھی جس کے آخر میں روح کا خدا سے ملنے کا ذکر تھا۔ اس نظم کو سُن کر میاں صاحب پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ یہ موت کی بیماری سے چند گھنٹہ پہلے کا ذکر ہے۔

تیسرے پہر نواب صاحب تو جہانگیر و نور جہاں کا مقبرہ دیکھنے گئے اور میں حکیم محمد شریف صاحب آئی ڈاکٹر سے ملنے گیا۔ وہ رفاہِ عام کے کام میں مشغول تھے۔ غربا کو دوائیں بانٹ رہے تھے۔ ان کے صاحبزادہ سے بھی ملاقات ہوئی۔

**واپسی** } رات کو آٹھ بجے لاہور سے دہلی کو واپسی ہوئی۔ حکیم محمد شریف صاحب میرے لئے عمدہ دوائیں لیکر ریل پر تشریف لائے۔ میاں شاہ نواز صاحب اور میاں بشیر احمد صاحب بھی ریل تک پہنچانے آئے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ٹرین کی روانگی میں پانچ منٹ باقی تھے۔ خان نعمت اللہ خاں صاحب داروغہ جیل بھی اتفاقاً شامل گئے مگر جلدی کے سبب بات نہ ہو سکی۔ رات کو آرام سے سویا۔ ایک فرانسیسی رفیق سفر تھے۔

## ۲۶ر رمضان ۱۳۵۰ھ جمعرات

## ۴ر فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**روحہ کا روزہ** } صبح ساڑھے سات بجے دہلی پہنچا۔ فیض محمد خاں نظامی پرائیویٹ سکریٹری اور خود ہز ہائی نس نے میرے آرام کا آنے جانے میں بہت خیال رکھا۔ خدا دونوں جہان میں ان کو آرام سے رکھے۔

سید ابن عربی اور سید نثار علی ریل پر موجود تھے ان کے ساتھ گھر پر آیا۔ بی روحہ بانو کے روزہ کی دھوم دیکھی۔ بیگم میاں سر محمد شفیع کے دئے ہوئے تحائف روحہ کو دئے سونے کی چوڑیاں تھیں کم خواب کا ایک تھان تھا۔ روحہ بہت خوش ہوئی۔ حور بانو مہمان داری میں مصروف تھیں۔

**ہز ہائی نس اسکول میں** } ایک بجے ہز ہائی نس نواب صاحب پرائیویٹ سکریٹری کے ساتھ اسکول دیکھنے آئے اور خواجہ ہوسٹل اور اسکول کو بہت توجہ سے دیکھا۔ درگاہ شریف میں بھی حاضری دی۔ ان کو آج ہی کھمبایت جانا ہے۔

آج اسکول میں آٹھ روز کی تعطیل ہوگئی۔ ماسٹر صاحبان اپنے گھروں کو چلے گئے۔

**روحہ کی شلوار** } دہلی میں شلوار کا رواج نہیں ہے۔ مگر وہ ... کا ...

---

کی خوش مزاجی کی تعریف ہو رہی تھی۔ در اصل اس میں شک نہیں کہ ذاتی محاسن کے اعتبار سے وائسرائے بہادر اور ان کی لیڈی صاحبہ برٹش قوم میں بے مثل و بے نظیر ہیں۔ اور لیڈی ولنگڈن تو یورپین سوسائٹی اور ہندوستانی سوسائٹی دونوں جگہ مقبول اور ہر دل عزیز ہیں۔

**۱۵ر فروری منگل** } آج صبح سے قصر شاہی میں حضور وائسرائے کی آمد کا انتظام ہو رہا ہے۔ یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر صدر اعظم اور نواب عثمان یلدالدولہ بہادر کمانڈر انچیف اور نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام سیاسیات اور نواب سر امین جنگ بہادر چیف سکرٹری نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر صدر المہام فینانس وغیرہ اعلیٰ عہدہ داران شاہی قصر اعظم پر حاضر ہیں۔ شہزادگان بلند اقبال بھی قصر شاہی میں حضور ظل سبحانی کے قریب موجود ہیں۔ قصر اعظم کے چاروں طرف عساکر آصف جاہی کے سپاہی مسلح کھڑے ہیں۔ جن کی وردیاں درد[illegible] کی چہرے عوام و خواص کے دلوں کو کشش کر رہے ہیں۔

انگریزی پولس کا بھی انتظام ہے اور موجودہ زمانہ کی احتیاط کے سبب مستعدی دکھائی جا رہی ہے۔

غالباً گیارہ یا بارہ بجے حضور وائسرائے قصر شاہی میں تشریف لائیں گے دربار دیدنی ... ہوگی۔

**جہاں پناہ کی مصروفیت** } اعلیٰ حضرت ابھی دو تین دن تک بہت کم فرصت ... میں گے کیونکہ ان کی دوست حکومت برطانیہ کی مراسم کا سلسلہ مبارک رہے گا اور اعلیٰ حضرت کی طرف سے بھی اسی قسم کی رسموں کا تبادلہ ہوگا۔

**کوئی اہم بات نہیں ہے** } عوام میں چرچہ ہے کہ اعلیٰ حضرت آپ کسی خاص اور اہم سیاسی کام کے لئے دہلی میں تشریف لائے ہیں مگر اس چرچہ میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت کا یہ سفر محض تفریحی ہے۔ دہلی اور لکھنؤ دونوں شہروں کو ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف آوری ہوئی ہے۔

**وائسرائے کی ذاتی دوستی** } معلوم ہوا ہے کہ حضور وائسرائے سے اعلیٰ حضرت کی قدیمی دوستی ہے لہذا سرکاری مراسم اتحاد کے علاوہ اعلیٰ حضرت کو ذاتی تعلقات کے سبب بھی حضور وائسرائے کا بہت خیال ہے۔

**نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر** } کل ۱۴ر فروری پیر کے دن گیارہ بجے صبح نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر کی تشریف آوری ہوئی۔ گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں نواب صاحب کی علمی قابلیت کا تمام یورپ و ہندوستان میں غلغلہ ہو گیا ہے۔ کسی دیسی ریاست کے نمائندے نے برٹش گورنمنٹ کے اراکین پر وہ اثر نہیں ڈالا جو سر اکبر حیدری کی اعلیٰ لیاقت کا ان لوگوں پر ہوا

حیدرآباد دکن کی ... میں اس کی کوئی مثال نہیں ہے کہ ریاست کے کسی عہدہ دار نے وزیر اعظم اور وزیر ہند سے زبانی اور تحریری ... رکھا ہو۔

کپڑے کی شلوار پہنی تو میں نے کہا۔ تمہارے دادا پردادا جس ملک سے ہندوستان میں آئے تھے وہاں شلوار کا رواج تھا۔ اور اب بھی وہاں شلوار استعمال ہوتی ہے۔ میں اسکو بہت پردہ کا لباس تصور کرتا ہوں۔ اور اس میں ایک شان بھی ہے اس لئے میں بہت خوش ہوا کہ تم نے اپنے بزرگوں کے قدیمی لباس کو اختیار کیا۔ دہلی کی عورتوں کا لباس مجھے پسند نہیں ہے۔

شام کو بچوں اور عورتوں کی دعوت کی دھوم رہی۔ میں دس بجے سویا۔ صحت اچھی ہے۔

## ۲۷ر رمضان ۱۳۵۰ھ جمعۃ الوداع

## ۵ر فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**آخری جمعہ** رمضان شریف کا آخری جمعہ آگیا۔ جن کے دل میں آخرت کی محبت ہے وہ رمضان کی وداع سے مغموم معلوم ہوتے ہیں اور جو روزہ کو ایک مصیبت تصور کرتے ہیں وہ مسرور نظر آتے ہیں میں نے جمعہ کی نماز درگاہ میں پڑھی ہمیشہ دہلی جایا کرتا تھا اب کے نہیں گیا۔

افریقہ سے خلیل الرحمن نظامی آئے ہیں جمنزل میں ٹھہرے ہیں ان کی اہلیہ اور لڑکیاں بھی ہیں۔ آج ان سب سے باتیں کیں۔ وہ شام کو واپس چلے گئے۔ ممباسہ افریقہ میں نوکر ہیں اور بہت محب سلام مرید ہیں۔

۸ر فروری کا روزنامچہ کل چار فروری کو روانہ ہوگیا۔ تاکہ عید سے پہلے مل جائے۔ کیونکہ عید کے بعد آٹھ روز تک پرچہ کی روانگی مشکل ہوگی کاپی نویس اور چھاپنے والے موجود نہ ہونگے تو میاں حسن نظامی کیونکر پرچہ بھیجیں گے۔

**نواب مسعود جنگ بہادر** یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ تین سال کے لئے نواب مسعود جنگ بہادر سرسید کے پوتے مسلم یونیورسٹی کے افسر اعلیٰ منتخب ہوئے۔ وہ تعلیمی مہمات کے لیڈر ہیں اور خدا نے ان کو اسی کام کیلئے بنایا ہے۔ اگر شیعوں کا بیان سچ ہو تو ان کے اجداد کا حق حکومت بھی دوسروں کے پاس چلا گیا تھا اور ان کا حقِ وراثت بھی مدتوں دوسروں کے پاس رہا۔ علی گڈھ کالج تو ان کے دادا کا ورثہ ہے جو انہی کے پاس رہتا تو اچھا تھا بہرحال اب حق اصلی حقدار کو مل گیا ہے۔ اور حقدار بھی کیسا؟ بہت لمبا تڑنگا۔ بہت چوڑا چکلا۔ مگر شوکت علی سے کم۔

آج رات کو میں نے تقریباً ساری رات کام کیا۔

## ۲۸ر رمضان ۱۳۵۰ھ شنبہ

## ۶ر فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**عید میں دو دن** رمضان کی ستائیسویں رات شب قدر ہوتی ہے اس لئے میں نے کل ساری رات شب قدر کے

---

حیدرآباد کو اس طرح تسلیم کرایا ہو جس طرح سرحیدری نے تسلیم کرایا۔ ہندوستان کے ہر مسلمان کے دل میں سرحیدری کی یہ خدمت نقش ہوگئی ہے جو آیندہ نسلوں تک یاد رہے گی۔

سراکبر حیدری بڑے دین دار اور پابند صوم وصلوٰۃ افسر ہیں۔

**حیدرآباد کی خفیہ پولیس** قصر شاہی کے اطراف میں گزشتہ سفر کی طرح اس دفعہ بھی حیدرآباد کی خفیہ پولیس کے عجائبات کا چرچہ سنا جاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ خفیہ گھسیاروں۔ خوانچہ والوں۔ پان سگرٹ والوں کے لباس میں ہے۔ کوئی کہتا ہے موٹر ڈرائیور سب خفیہ میں ہیں۔ کوئی کہتا ہے تانگہ والوں میں بھی حیدرآباد کی خفیہ شریک ہوگئی ہے۔

**سرصدر اعظم بہادر** ۱۴ر فروری دوشنبہ کی شام کو یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر اپنے اسٹاف کے ساتھ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے تھے عشاء کے بعد واپسی ہوئی۔

## ۸ر شوال ۱۳۵۰ھ یوم منگل

**حضور وائسرائے کی بازدید** ۱۶ر فروری یوم سہ شنبہ کو گیارہ بجے حضور وائسرائے قصر شاہی میں تشریف لائے اور آدھ گھنٹہ ٹھہرے۔ اعلیٰ حضرت سے بازدید کی رسم ادا کر کے واپس تشریف لے گئے۔

**وائسرائے بہادر کے ہاں اعلیٰ حضرت کی دعوت** ۱۶ر فروری کی رات کو حضور وائسرائے بہادر نے اعلیٰ حضرت اور شہزادگان کو کھانے کی دعوت دی تھی اور اعلیٰ حضرت تشریف لے گئے تھے۔ رات کو ایک بجے واپسی عمل میں آئی۔

**شہزادہ صلابت جاہ بہادر** اعلیٰ حضرت کے برادر گرامی قدر شہزادہ صلابت جاہ بہادر بھی تشریف لائے ہیں۔ اور نمبر ۲ بھگوان داس روڈ میں قیام ہوا ہے۔

**شہزادہ بسالت جاہ بہادر** اعلیٰ حضرت کے دوسرے بھائی شہزادہ بسالت جاہ بہادر بھی تشریف لائے ہیں اور کوٹھی مذکور میں قیام ہوا ہے۔

**یورپین استاد** ان دونوں شہزادوں کے یورپین استاد بھی آئے ہیں۔ جو اردو۔ فارسی۔ عربی کے بڑے فاضل ہیں۔ ان کا قیام موڈنس ہوٹل میں ہوا ہے۔

**نواب قدرت نواز جنگ بہادر** ولی عہد بہادر کے حقیقی ماموں

تعویذ لکھے اور آج خواجہ بانوان پر زرد ریشمی کپڑہ چڑھا رہی ہیں۔ پانسو درخواستیں اس تعویذ کی آچکی ہیں۔

اب عید میں ایک یا دو دن باقی ہیں۔ چاند شاید ۲۹ کا نہو کیونکہ دو چاند ۲۹ کے ہو چکے ہیں۔

**حکیم عبدالحی صاحب انصاری** حکیم عبدالوہاب صاحب انصاری عرف حکیم نابینا صاحب کے بڑے لڑکے حکیم حکیم عبدالحی صاحب انصاری سے ایک دوا کے مرکب نسخہ پر گفتگو ہوئی تو انہوں نے ایسی تقریر کی جس سے معلوم ہوا کہ وہ یونانی طب کے علاوہ ڈاکٹری طب کے اصول سے بھی خوب واقف ہیں۔ کیمسٹری کے فن کو بھی خوب جانتے ہیں اور اپنے شہرہ آفاق باپ کے حقیقی ولی عہد معلوم ہوتے ہیں۔

**سر محمد یعقوب صاحب** مولانا سر محمد یعقوب صاحب گول میز کانفرنس کی فرنچائز کمیٹی کے دورہ میں جا رہے ہیں اس لئے عید کی نماز کے لئے میرے ہاں نہ آسکیں گے۔ کل جمعۃ الوداع کی نماز کے لئے یہاں آئے تھے۔ منشی اظہر علی صاحب وغیرہ چند ممبران اسمبلی بھی ساتھ تھے۔ بڑے پابند وضع مسلمان ہیں۔

**خود بقلم خود** شام تک گھر میں کام کر کے واحدی صاحب کے ہاں ہفتہ کی دعوت میں گیا۔ غزالی خاں بھی تھے۔ آٹھ دن کے بعد صرف چند گھنٹہ کی راحت اس گھر میں آکر مل جاتی ہے۔

## ۲۹ر رمضان ۱۳۵۰ھ اتوار

## ۷ر فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**علی کا وزن** میرا پندرہ سالہ لڑکا علی دوسرا شوکت علی بنتا جاتا ہے اسکے جسم کا وزن میرے جسم سے بھی زیادہ ہے۔ خوب گورا۔ خوب موٹا۔ مگر اس کا جسم بادی کا ہے اور میں چاہتا تھا کہ علاج کے ذریعہ وہ دبلا ہو جائے۔ خدا کی قدرت روزہ اس کے لئے دوا بن گیا۔ آج اس کو تولا تو ایک مہینہ میں دس پونڈ وزن کم ہو گیا۔ بے شک روزہ مسلمانوں کے لئے بڑی نعمت ہے۔

میں نے اس کو بہت پیار کیا کہ تم نے پورے روزے پابندی سے رکھ کر مجکو خوش کیا۔ تم میرے معدی کرب ہو۔ میرے بھیم ہو۔ مگر تمہارے روزہ کے سبب میرا بھی بہت خرچ ہوا کیونکہ تم روز پراٹھے کھاتے تھے۔

خوب کھاؤ۔ خوب پڑھو۔ خوب محنت کرو۔ اور خوب مضبوط بنو۔ تمہارے بڑے سب ہی خوب توانا اور تنومند تھے ایک فقط تمہارا باپ بلا مریل ہو گیا ہے۔

**خود بقلم خود** آج اتوار کو بھی میں نے خوب کام کیا۔ شام کو چاند دکھائی نہ دیا۔ مطلع صاف تھا۔ رات کو ٹیلی فون کے پاس رہا۔ دس گیارہ بجے تک چاند کی حقیقت معلوم کرنے کے ٹیلی فون آتے رہے۔ کہیں سے بھی چاند نظر آنے کی خبر نہ آئی۔

صاحب نواب قدرت نواز جنگ بہادر بھی تشریف لائے ہیں۔ نظام پیلس کے قریب کوٹھی میں قیام ہوا ہے۔

نواب سر امین جنگ بہادر چیف سکرٹری بھی اسی کوٹھی میں ہیں۔ اور نواب عثمان یار الدولہ بہادر ملٹری سکرٹری و کمانڈران چیف دولت آصفیہ بھی اسی کوٹھی میں ہیں۔

**نرمی کا ناجائز فائدہ** آج دو آدمی قصر شاہی کے اندر یہ کہکر چلے گئے کہ جہاں پناہ نے یاد فرمایا ہے لیکن ان کا یہ بیان غلط تھا۔ قصر معلے کے اندرونی پہرہ داروں نے ان کو روک دیا۔ تب ان کی غلط بیانی ظاہر ہوئی۔ اور ان کو واپس کیا گیا۔ وہ کوئی تجارتی چیز دکھانی چاہتے تھے۔

چونکہ جہاں پناہ کا ارشاد ہے کہ کسی کے ساتھ سخت برتاؤ نہ ہو۔ اس لئے ان دونوں آدمیوں نے نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔

**پہرہ کی سختی** قصر شاہی کے دروازہ پر اس واقعہ کے بعد ذمہ دار افسروں نے سخت پہرہ لگا دیا ہے تاکہ کوئی سوداگر یا ہر کس و ناکس اندر نہ چلا جائے جہاں بیگمات شاہی مقیم ہیں۔

**تمام ہندوستان کی طرف سے دعوت** کونسل آف اسٹیٹ اور لیجس لیٹو اسمبلی تمام ہندوستان کے ہندو مسلمان اور امراء و عوام کی نمایندہ جماعتیں ہیں اور ان دونوں نے ارادہ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی ایک دعوت ان دونوں جماعتوں کی طرف سے ہو۔

یہ خواہش غیر سرکاری ممبران کونسل آف اسٹیٹ اور ممبران اسمبلی کی جانب سے ہوئی ہے۔ اور ۲۶ر فروری کی تاریخ مانگی گئی ہے۔ کونسل چیمبر کے مقام پر دعوت کی تجویز ہے۔

ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ حضور ظل سبحانی نے اس خواہش کا کیا جواب دیا۔ مگر غالب امید ہے کہ ہندوستان کی سب سے بڑی نمایندہ جماعت کی خواہش کو اعلیٰ حضرت قبول فرمالیں گے۔

**مقبول بادشاہ** ہندو مسلمان ممبران کی یہ مشترکہ درخواست ظاہر کرتی ہے کہ اعلیٰ حضرت تمام ہندوستان کے باشندوں میں مقبول و محبوب ہیں۔

**شیخ نجم العارفین صاحب کی اعلےٰ تجویز** دہلی کے شیخ نجم العارفین صاحب نے ایک بہت اچھی تجویز کی ہے کہ مسلمانان دہلی کی طرف سے دہلی میں ایک عثمانیہ ہال بنایا جائے۔ کیونکہ دہلی میں کوئی جگہ مسلمانوں کے دینی و قومی جلسوں کے لئے نہیں ہے۔ اور جلسے مجبوراً مسجدوں میں ہوتے ہیں۔ جہاں بعض اوقات آپس کی کشمکش ہو جانے کے سبب مسجدوں کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ اس لئے کسی ہال کا بننا بہت ضروری ہے اور اس ضرورت کو سالہا سال سے محسوس کیا جا رہا ہے۔

شیخ صاحب کا خیال ہے کہ دہلی کے مسلمان پچاس ہزار روپے اس نیک کام کے لئے جمع کریں اور اعلیٰ حضرت حضور نظام سے اجازت لے کر انکے

زید نے کہا باوا جان ہم کو دیکھئے ہم عید کے چاند ہیں۔ مینے کہا بیشک تم عید کے چاند ہو۔ آؤ تم کو دیکھوں۔

## ۳۰ر رمضان ۱۳۵۰ھ پیر

## ۸ر فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**تیس روزے** مبارک ہو میرے نور چشم علی ہلال کو کہ اس کے تیس روزے پورے ہوئے اور مبارک ہو ان سب کو جن کو خدا نے تیس روزے پورے رکھنے کی سعادت عطا فرمائی۔ علالت وسفر کے سبب میرے روزے کم ہو گئے۔ خواجہ بانو بھی چھوٹے بچہ کے سبب روزے پورے نہ کر سکیں۔

**حور بانو سسرال میں** حور بانو عید کرنے کے لئے اپنے سسرال چلی گئیں۔ جب میں اپنے ان سات بچوں کو ایک جگہ دیکھتا تھا تو دل کو بڑی فرحت ہوتی تھی۔ آج حور بانو گئیں تو مجھے گھر اکیلا سا معلوم ہونے لگا۔

**خود بقلم خود** مبارک ہو میاں قلم باز بہادر تمہاری چھٹی کا دن بھی آگیا۔ اب تم بھی عید کے طفیل دو چار دن آرام لینا۔ مگر دیکھو آرام سے غفلت طاری نہو۔ کیونکہ دنیا کی ہر راحت انسان کے حواس پر غفلت طاری کر دیتی ہے اور ہر تکلیف سے حواس میں زندگی اور حرکت اور بیداری پیدا ہوتی ہے۔

جو لوگ دکھ اور تکلیف کا راز سمجھ جاتے ہیں وہ دکھ اور تکلیف ہی سے خوش ہوتے ہیں اور راحت و آرام سے ڈرتے ہیں۔

آج دن بھر خوب کام کیا۔ شام کو چاند دیکھا۔ عید کے سلام لئے گھر کے سب چھوٹے بڑے میرے پاس آئے رات کو آج بھی تحریری کام کیا۔

## یکم شوال ۱۳۵۰ھ منگل

## ۹ر فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**مریخی عید** عید آئی مگر مریخ کے ساتھ آئی۔ منگل مریخ کا دن ہے اور مریخ بڑا خونخوار ستارہ ہے۔ منگل کا اثر از روئے نجوم خونی اثر مانا گیا ہے لیکن میں نہ نجوم کو مانوں نہ جفر کو نہ رمل کو۔ میں تو عمل کا قائل ہوں۔ نجوم رمل۔ جفر از روئے علم ٹھیک ہیں مگر جو انکے اثر کا پیرو ہو جاتا ہے اس کی عملی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور وہ ایک طرح خبط الحواس بھی بن جاتا ہے۔ اس لئے میں بحیثیت علم ان تینوں کی عزت کرتا ہوں اور بلحاظ اثر میں ان تینوں کے ٹھوکر مارتا ہوں اور اپنے عمل کو ہر ظنی اور قیاسی علم سے افضل سمجھتا ہوں۔

پس اگر عید مریخ کے دن آئی ہے تب بھی مجھے کچھ ڈر نہیں ہے۔ اور اگر کسی اور اچھے ستارہ کے دن آتی تب بھی میں اسکی پروا نہ کرتا۔

---

نام سے ہال کو منسوب کیا جائے۔ یعنی اس کا نام عثمانیہ ہال یا نظام ہال رکھا جائے۔

وہ خود بھی ایک بڑی رقم اس کار خیر میں دینا چاہتے ہیں۔ ان کی سبقت اور عمدہ تجویز کو دہلی میں بہت پسند کیا جا رہا ہے۔ اور امید ہے کہ سب مسلمان پچاس ہزار روپے جمع کرنے کی کوشش کریں گے۔

**دہلی شہر کی طرف سے پارٹی** دہلی کے ہندو مسلمانوں کا ارادہ ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کو شہر دہلی کی طرف سے ایک پارٹی دی جائے تاکہ اس محبت کا اظہار ہو جو دہلی کے ہندو مسلمانوں کو اعلیٰ حضرت سے ہے۔

مگر ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ مذکورہ خواہشات کا بارگاہ ظل سبحانی سے کیا جواب عطا ہوا۔

**درگاہ کی زیارت** معلوم ہوا کہ ۱۶ر فروری کی شام کو یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر صدر اعظم درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ اور حضرت خواجہ حسن نظامی کے بچوں نے بانفس مزارات پر پھولوں کی چادریں چڑھائی تھیں۔

**خواجہ حسن نظامی کو طعام خاصہ** ۱۶ر فروری سہ شنبہ کی شام کو قصر شاہی سے اعلیٰ حضرت نے خواجہ حسن نظامی صاحب کو طعام خاصہ کا خوان بھیجا تھا

**شہزادہ ولی عہد بہادر کی سیر** ۱۶ر فروری کو نماز ظہر کے بعد شہزادہ اعظم جاہ بہادر ولی عہد اور شہزادہ معظم جاہ بہادر دہلی شہر کی سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

**سابق سلطان ترکی کی شہزادیاں** شہزادہ ولی عہد بہادر اور شہزادہ معظم جاہ بہادر کی خواتین محترم جو سابق سلطان ترکی کی شہزادیاں ہیں یورپین مستورات کی طرح بے پردہ نہیں ہیں۔ اگرچہ یورپ میں رہنے کے سبب ان کو پردہ کی عادت نہیں ہے لیکن ہندوستان میں آنے کے بعد وہ علانیہ بے پردہ پھرنا پسند نہیں کرتیں۔ اس لئے دہلی میں بھی عوام نے ان کو سیر کے لئے باہر پھرتے ہوئے کہیں نہیں دیکھا۔

**خواجہ حسن نظامی کی یاد ہوئی** معلوم ہوا ہے کہ ۱۷ر فروری چہار شنبہ کی صبح ۹ بجے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کو قصر شاہی میں اعلیٰ حضرت نے یاد فرمایا تھا۔ ملاقات کے بعد گیارہ بجے واپسی ہوئی۔

**مسلمانان برما کی طرف سے** اطلاع ملی کہ مولانا ... کشتی ... [illegible]

**کچھ کام نہیں کیا** سالہا سال کے بعد آج کی عید ایسی عید ہے کہ میں نے کچھ کام نہیں کیا ورنہ کم ازکم روزنامچہ تو ضرور لکھ لیا کرتا تھا۔ آج میں صبح کی نماز کے بعد لحاف اوڑھ کر لیٹ گیا اور بچوں سے کہا ذرا دیکھتا ہوں کہ کام کے وقت بیکار پڑے رہنے میں کچھ مزا بھی ہے یا محض بے مزہ چیز ہے۔ ایک گھنٹہ تک لیٹا رہا۔ چھوٹے بچے آ گئے۔ لحاف کے اندر مُنہ چھپائے رکھا اور ان سے باتیں کیں مگر مجھے اس بیکاری میں کچھ بھی لطف نہیں آیا۔

**دعوت کی تیاریاں** آخر اُٹھ بیٹھا اور مہمانوں کیلئے جو فرش بچھایا گیا تھا اس کو دیکھا۔ ناشتہ کا سامان چوکیوں پر لگایا۔ میں مہمانوں کو زمین پر کھانا نہیں کھلاتا بلکہ ایک فٹ اونچی چوکی بچھا کر کھلاتا ہوں اس سے کھانے میں بہت آرام رہتا ہے۔

**نیاز** عید کے دن بھی میرے گھر میں نیاز کا دستور ہے کھانے سے پہلے نیاز ضرور دی جاتی ہے۔ چنانچہ سب چھوٹے بڑے بچے جمع ہوئے اور میں نے نیاز دی۔ بچوں کو دو وجہ سے جمع کیا جاتا ہے۔ ایک تو سلامتی کا شگون دوسرے یہ خیال کہ ان کو بھی نیاز دلوانے کی عادت ہو۔ میں نیاز کے رواج کو ہر گھر کے لئے ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اس سے اولاد کو اپنے بزرگوں سے تعلق پیدا ہوتا ہے اور جہاں نیاز کا رواج نہیں ہے انکے بزرگ بیچارے لاوارث معلوم ہوتے ہیں کہ کوئی ان کو یاد کرنے والا نہیں ہوتا۔

**اگر مجھے وہابی ہونا پڑے** اگر کسی خاص جابر شخص کی وجہ سے مجھے وہابی ہونا پڑے تو میں نذر نیاز کا حق محفوظ رکھ کر وہابی عقیدہ اختیار کروں گا۔ اور اگر مجھ سے اس عجیب شرط کا سبب دریافت کیا جائے گا تو کہدوں گا کہ جناب میں پیرزادہ ہوں۔ نذر نیاز کی عادت پڑی ہے اور اپنے ضمیر سے کہوں گا کہ بھائی میں نذر نیاز کو اس لئے اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتا ہوں کہ مرنے کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ "مر گئے مردود جنکی فاتحہ نہ درود"۔ وہابی مرنے والوں پر مجھے بڑا رحم آتا ہے جب انکے وارث ان کو بھول جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والوں کی روحیں آسمان زمین کے بیچ میں پھڑ پھڑا رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ ہمارے وارث ہم کو بھول گئے۔ خدا انکو ابن سعود کے اونٹ کی مینگنی سنگھائے۔

**مہمان** عید کی نماز سے پہلے میاں محمد رفیع صاحب خلف میاں سر محمد شفیع صاحب اور ان کے عزیز میاں عبدالرشید صاحب اور ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سی آئی ای۔ اور ان کے صاحبزادہ صاحب اور نواب علی صاحب ہوائی جہاز راں۔ اور سر عبدالرحیم صاحب ممبر اسمبلی اور منشی اظہر علی صاحب ممبر اسمبلی اور مولوی رفیع الدین احمد صاحب ممبر اسمبلی اور مولوی محمد سلیمان صاحب اگزکٹو انجنیر نئی دہلی وغیرہ بہت سے دہلوی و بیرونی احباب شریک ناشتہ ہوئے اسکے بعد درگاہ شریف میں نماز کے لئے گئے۔

**آمین کی گونج** درگاہ کی مسجد کا گنبد بہت گونجتا ہے۔ بچپن میں سُنا کرتے تھے کہ اندر سے فرشتے بولتے ہیں۔ آج حیدر آباد کی عرب فوج کے سپاہی اور افسر مسجد کے اندر بھر گئے تھے۔ ہم سب نے مسجد کے صحن میں نماز پڑھی۔ یہ سب عرب شافعی تھے اس لئے انہوں نے بہت زور سے آمین

---

کے مسلمانوں کی طرف سے اعلیٰ حضرت کے سلام کے لئے آئے ہیں۔ یہ حضرت غوث پاک رضؓ کی اولاد ہیں۔ اور برما میں اسلام کی اور مسلمانوں کی خدمت کرتے ہیں۔ چین کی سرحد تک ان کی خدمات اسلامی کا اثر پہنچا ہے۔ ہزارہا روپے خرچ کرکے مسلمانوں کی اور اسلام کی خدمت کرتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی ان کی مالی امداد اسلامی جماعتوں کو ہوتی رہتی ہے۔

مگر اب تک اعلیٰ حضرت کے ہاں سے ان کے سلام کا وقت مقرر نہیں ہوا ہے۔

**فواروں کا ملاحظہ** ۱۶ر فروری کی شام کو اعلیٰ حضرت نے قصر شاہی کے جنوبی دریچہ کے سامنے کا میدان اور اس کے فوارے ملاحظہ فرمائے جو انڈیا گیٹ کے دونوں طرف برٹش گورنمنٹ نے بنوائے ہیں۔

ظل سبحانی ایک سادہ گرم شیروانی پہنے ہوئے تھے اور دریچہ میں تنہا کھڑے ہوئے تھے۔ اور پس پشت ذرا فاصلہ پر امرائے عظام دست بستہ حاضر تھے۔

**لنچ کی دعوت** آج ممبران اسمبلی کی طرف سے آنریبل نواب حاجی سر احمد سعید خاں بہادر رئیس چھتاری وممبر اگزیکٹو کونسل گورنمنٹ ہند کو لنچ کی دعوت دی گئی تھی۔ جس میں سرکاری و غیر سرکاری بہت سے یورپین و دیسی عمائد شریک تھے۔ یمین السلطنت مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر صدر اعظم کو بھی اس لنچ میں مدعو کیا گیا تھا اور وہ اعلیٰ حضرت کی اجازت سے اس دعوت میں شریک ہوئے تھے۔ اور بھی حیدر آباد کے بلند عہدہ دار تھے۔

**حاجی صاحب کی آمد** حاجی شیخ رشید الدین صاحب صدر آل انڈیا جماعت قریش (قصاب برادری) رئیس میرٹھ دہلی میں اعلیٰ حضرت کے سلام کے لئے آئے ہیں۔ تاکہ تمام ہندوستان کی قصاب برادری کی نمایندگی میں اعلیٰ حضرت کو سلام کریں۔

**دہلی کی جامع مسجد کے محسن** حاجی صاحب ممدوح کے دادا صاحب نے دہلی کی جامع مسجد کو تین لاکھ روپے انگریزی گورنمنٹ کو دیکر فوجی ضبطی سے غدر کے زمانہ میں واگزاشت کرایا تھا۔ میرٹھ لال کرتی میں ان کا خاندان بہت مشہور ہے۔ خان بہادر شیخ وحید الدین صاحب ان کے والد اور خان بہادر شیخ بشیر الدین صاحب ان کے چچا میرٹھ کے عمائد میں ہیں اور ان کی ایک ممتاز اسٹیٹ بھی ہے۔

**شاہ جی کا چھتہ** جب دہلی میں مرہٹوں کا اثر ہو گیا تھا تو مرہٹوں کے صوبہ دار شاہ جی نے دہلی میں ایک حویلی بنائی تھی اور ایک تالاب بھی بنوایا تھا جو اب تک شاہ جی کے چھتہ او

کے نعرے لگائے اور مسجد خوب گونجی اور بڑا لطف آیا۔

مجھے آمین سے چڑ نہیں ہے۔ میں اس کو وہابیوں کی اچھی چیز سمجھتا ہوں اور میرا جی چاہا کرتا ہے کہ نماز میں زور سے آمین کہوں مگر ناسمجھ لوگوں سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ کو وہابی بنا دینگے۔

**ملنسار نظامی کا تحفہ** — صبح حسب معمول ملنسار نظامی کے ہاں سے پھلوں اور مٹھائیوں کی بہنگی آئی تھی پھول بھی آئے تھے اور نبی بخش نظامی سلیمان نے بھی پھول بھیجے تھے۔

**دہلی** — نماز کے بعد دستور کی موافق واحدی صاحب کے ہاں گیا اور سب احباب کے ساتھ واحدی صاحب کے ہاں کا کھانا کھایا۔ غزالی خاں اور ڈاکٹر محمد عمر صاحب عید ملنے آئے۔ پھر میر حسنین صاحب تحصیلدار دہلی کے مکان پر گیا۔ وہاں زیدی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جنہوں نے کپڑوں کی مشہور کمپنی جاری کی ہے۔

پھر بقائی صاحب سے عید ملنے گیا۔ پھر جناب سید ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی سے عید ملنے گیا۔ مدت کے بعد ملا تھا۔ فالج میں ڈیڑھ سال سے مبتلا ہیں۔ ان کی قدیمی اور مؤثر باتوں نے دل گداز کر دیا۔ میرے والد کے ملنے والے ہیں میرے بچپن کے دیکھنے والے ہیں۔ حضرت خواجہ میر دردؒ کی یادگار ہیں۔ اپنے مقررہ دستور کی موافق مجھے نذر بھی دی اور ایک عمدہ کتاب بھی دی جو حضرت خواجہ میر دردؒ کا تذکرہ اور بے مثل چیز ہے۔

پھر قلندر جنگ نظامی کے گھر میں گیا ان کی بیوی جگ مالا نظامی اور لڑکی جمیلہ نظامی اور بہو اور پوتے اور سب بچے ملے۔ جگ مالا نے نذر بھی دی اس غریب اور مست مرید کے گھر میں جانے سے مجھے عید کا اصلی مزا آگیا پھر منشی عبدالحمید خاں ایڈیٹر مولوی کے مکان پر گیا۔ پھر غزالی خاں کے مکان پر گیا اور ان کے بیوی بچوں سے ملا۔ وہاں جمالی صاحب کی خالہ اور بہن بھی ملیں اور ان کی خالہ کے لڑکے نے حیدرآبادی سلام کیا۔ پھر ملنسار نظامی کے مکان پر گیا۔ سامنے خاکسار صاحب کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ میں نے ملنسار نظامی کے لڑکے سے پوچھا یہ کس کی تصویر ہے وہ یہ سوال سن کر رونے لگا اور کہا دادا ابا کی ہے ملنسار نے کہا روتے کیوں ہو تمہارے دادا تو خواجہ صاحب ہیں اور وہ زندہ موجود ہیں۔ پھر شیخ محمد یعقوب صاحب کے ہاں گیا۔ وہاں سے شیخ عبدالرحمن صاحب سے ملنے پولیس لائن میں گیا۔ پھر سبزی منڈی میں حجن بوا اور ان کے شوہر خلیفہ جی کے مزار پر فاتحہ پڑھی پھر ان کے لڑکے خلیفہ محمد اسحٰق صاحب سے ملا پھر خاں صاحب حاجی غلام حسن خاں صاحب کے مکان پر گیا۔ پھر چودھری غلام محی الدین صاحب انسپکٹر تعلیمات سے ملا۔ پھر حکیم نابینا صاحب سے ملنے گیا اس سفر میں واحدی صاحب بھی حسب معمول ساتھ رہے اور غزالی خاں بھی۔

**شام کو گھر میں** — شام کو گھر میں آیا اور دادی حسین زمانی سے ملنے گیا۔ پھر بھائی مرحوم کے بچوں سے ملا۔ پھر حور بانو سے ملنے گیا۔

واپس آکر اخبار پڑھے اور تحریری کام بالکل نہ کیا۔ رات کو خوب آرام کی نیند آئی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

شاہ جی کے تالاب کے نام سے مشہور ہے۔ شاہ جی کے چھتہ کی مذکورہ حویلی خان بہادر شیخ وحید الدین صاحب کے قبضہ میں ہے۔ اور آج کل اس میں خان بہادر صاحب کے لڑکے نواب شیخ فرید الدین صاحب رہتے ہیں۔

**پندرہ ہزار روپے کا عطیہ** — اعلیٰ حضرت نے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ اور مسجد درگاہ کی مرمت کے لئے پندرہ ہزار کا جو عطیہ منظور فرمایا تھا وہ رقم عالی جناب آنریبل مسٹر جان طامسن بہادر چیف کمشنر دہلی کے ذریعہ بینک کو وصول ہو گئی ہے اور ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس کے ذریعہ یہ مرمت کرائی جائے گی۔

**جمعہ کی نماز** — گزشتہ سفر کے موقعہ پر اعلیٰ حضرت دہلی کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لائے تو باوجود ممانعت کے لوگوں نے مصافحہ کی یورش کر کے اعلیٰ حضرت کو آشفتہ خاطر کر دیا تھا۔ اس لئے اس سفر میں معلوم نہیں ہوا کہ اعلیٰ حضرت جامع مسجد میں تشریف لائیں گے یا کسی اور مسجد میں نماز ادا کرینگے۔

**مناسب تجویز** — معلوم ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی نماز جمعہ کی اطلاع پہلے نہ دی جائے اور جب وہ کسی مسجد میں نماز ادا کر لیں۔ تب اس کی کیفیت کو شائع کیا جائے تاکہ عوام کے ہجوم سے ذات شاہانہ کو تکلیف نہ ہو۔

**سماع قرآنی** — اعلیٰ حضرت کی عادت ہے کہ نماز جمعہ کے بعد کسی خوش لحن قاری سے قرآن مجید کی آیات شریف سماعت فرماتے ہیں۔ چنانچہ دہلی کی جامع مسجد میں جب نماز جمعہ ادا فرمائی تھی تو قرأت قرآن مجید کا سماع ہوا تھا اور اس دفعہ بھی جہاں کہیں نماز ادا کی جائے گی وہاں قرأت بھی ہوگی۔

**احتیاط** — دہلی کے مسلمانوں کو تاکیداً معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر اتفاق سے وہ لوگ اس مسجد میں موجود ہوں جہاں اعلیٰ حضرت جمعہ کی نماز ادا فرمائیں تو اس کا خیال رکھیں کہ مصافحہ کی کوشش نہ کریں ورنہ دوسرے ناسمجھ لوگ مصافحہ کے لئے ٹوٹ پڑیں گے اور اعلیٰ حضرت کو تکلیف ہوگی۔

**ایک ہاتھ سے آنکھ نہ ملنا** — جہاں اعلیٰ حضرت تشریف رکھتے ہوں وہاں اگر کسی کی آنکھ میں مثل سلاہٹ ہو اور وہ آنکھ کھجانا یا آنکھ ملنا چاہے تو ایک ہاتھ سے آنکھ نہ کھجائے بلکہ دونوں ہاتھوں سے آنکھ ملے اور آنکھ کھجائے۔ ورنہ اعلیٰ حضرت کو سخت ناگوار ہوگا۔

**کہیں اعلیٰ حضرت کی سواری نظر آئے** — اگر دہلی میں کہیں اعلیٰ حضرت کی سواری نظر آئے تو ہر شخص کو ہاتھ سے سلام کرنے کی اجازت ہے۔ یا اسلامی طریقہ کے[۴]

[۴] موافق سلام علیکم کہا جائے۔ اگر اعلیٰ حضرت کے کان میں سلام کی آواز جائے گی تو وہ ضرور سلام کا جواب دینگے کیونکہ وہ اسلامی سلام کا جواب فوراً دیتے ہیں اور ان کو خوشی ہوتی ہے جب کوئی ان کو اسلامی طریقہ سے سلام کرتا ہے۔

## ۲ شوال ۱۳۵۰ھ بدھ - ۱۰ فروری ۱۹۳۲ء - دہلی

**حضور نظام کی آمد** اعلیٰحضرت حضور نظام کا پروگرام یکم شوال کو حیدرآباد سے روانگی کا مقرر ہوا تھا مگر اب خبر آئی ہے کہ اعلیٰ حضرت دہلی میں ۱۵ فروری دوشنبہ کو پہنچیں گے۔

**دہلی والوں کی خواہش** آج دہلی کے کئی تعلیم یافتہ شرفا میرے پاس آئے تھے اور کہتے تھے کہ گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی دو وقتہ شائع ہونیوالا نظام گزٹ جاری کرنا چاہیئے۔

میں نے کہا بیماری - کمزوری اور کم فرصتی کے سبب اس سال میں اخبار کا بندوبست نہیں کرسکتا۔ گزشتہ سفر دہلی کے موقع پر نظام گزٹ جاری کرنے میں چار ہزار روپیہ خرچ ہوئے تھے۔ اور ایجنٹوں سے قیمتیں وصول نہ ہونیکے سبب بہت نقصان ہوا تھا۔ اسکے علاوہ اعلیٰحضرت حضور نظام نے بھی دو وقتہ اخبار اور بے شمار پوسٹر شائع کرنے کو پسند نہ کیا تھا کیونکہ اس کے سبب تمام ہندوستان کے شائقین دہلی میں آ گئے تھے اور ہجوم کی کثرت سے اعلیٰحضرت کو تکلیف ہوئی تھی۔ لہذا اس سال اخبار جاری نہ ہو اور عام چرچہ نہ کیا جائے تو اعلیٰحضرت کو ہجوم کی کش مکش سے سابقہ نہیں پڑے گا۔

**خود نقلم خود** مہاراجہ سرکشن پرشاد کے لئے بنگلہ تلاش کرنے نئی دہلی میں گیا۔ نبی بخش نظامی سلیمانی ساتھ تھے۔ محمد نبی صاحب بھی تھے۔ کئی بنگلے دیکھے۔ رات کو واپس آیا۔ گھر میں سب بچے اچھے ہیں۔ سردی زوروں پر ہے

## ۳ شوال ۱۳۵۰ھ جمعرات - ۱۱ فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**اسلامی بسنت** آج میرے ہاں درگاہ شریف میں بسنت کی تقریب ہے۔ مسلمانوں میں امیر خسروؒ نے اسکو رائج کیا ہے ورنہ دراصل یہ ہندوؤں کا موسمی تہوار ہے۔

**اخبار جاری کرنیکا اصرار** آج پھر کئی احباب حضور نظام کے لئے روزانہ اخبار جاری کرانے کے لئے آئے تھے اور اصرار سے کہتے تھے کہ اخبار ضرور جاری ہو مگر میں نے اپنی کمزوری اور بیماری کا عذر کر دیا۔

**خود نقلم خود** آج سردی کے سبب ذرا افسردہ ہوں مگر آزردہ نہیں ہوں۔ افسردگی اور آزردگی میں بڑا فرق ہے۔ یعنی میں جسم کی تکلیف کے سبب خدا کی شکایت نہیں کرتا کیونکہ ہر تکلیف خود ہمارے ہی اعمال کی وجہ سے آتی ہے خدا نے تو اس دنیا کو بہشت بنایا ہے لیکن ہم جب چاہتے ہیں اسکو دوزخ بنا لیتے ہیں۔

آج پھر مہاراجہ بہادر کے لئے مکان تلاش کرنے گیا تہا۔ دہلی کے مقررہ کام بھی کئے۔ گھر کے دفتر میں بھی کام کیا اور رات کو بھی دس بجے تک تحریری کام کرتا رہا۔ شام کو درگاہ شریف میں بسنت کی قوالی کا جلوس نکلا تہا۔ یہ جلوس میرے خاندانی قبرستان سے شروع ہو کر دونوں درگاہوں تک جاتا ہے۔ دہلی کے سب قوال شریک ہوتے ہیں۔ "عرب یار توری بسنت مناؔئی" وغیرہ اشعار گائے جاتے ہیں جو حضرت امیر خسروؒ کے ہیں۔ اور حضرت محبوب الٰہی رضہ کو مخاطب کر کے لکھے گئے ہیں۔

## ۴ شوال ۱۳۵۰ھ جمعہ - ۱۲ فروری ۱۹۳۲ء - دہلی

**روزانہ ضمیمہ** آج مختلف قسم کے تقاضوں اور طرح طرح کی دلیلوں سے مجبور ہو کر میں نے ارادہ کر لیا کہ ہفتہ وار اخبار روزنامچہ کا ایک ضمیمہ جاری کر دیا جائے۔ لہذا فوراً کاتبوں کو مہیا کیا۔ اور زرد رنگ کا کاغذ تلاش کرنے خود بازار گیا۔

# قصرِ شاہی کی خبریں

## ۹ شوال ۱۳۵۰ھ یوم بدھ

**سرکار نظام** کا ڈاکخانہ دہلی میں کھل گیا ہے۔ ہر حیدرآبادی مہمان کے مکان پر زرد رنگ کا لیٹر بکس لگا دیا گیا ہے۔ مولوی محمد احمد صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل حیدرآباد انتظام کے لئے دہلی میں آ گئے ہیں۔

**مولوی اکبر علی** روزانہ اخبار صحیفہ حیدرآباد دکن کے مالک و ایڈیٹر مولانا اکبر علی صاحب دہلی میں آ گئے ہیں۔ اُن کی ساری عمر ملک نظام کی خدمت کرتے گزر رہی ہے۔ ان کا اخبار بہت اچھا کام کر رہا ہے۔

**بڑی دعوت** اعلیٰحضرت حضور نظام نے غیر سرکاری ہندو مسلمان ممبران اسمبلی اور ممبران کونسل آف اسٹیٹ کی دعوت منظور کر لی ہے اور سر ہری سنگھ گوڑ کو اعلیٰحضرت کی منظوری کا خط مل گیا ہے۔ یہ دعوت ۲۷ فروری کی شام کو ہوگی۔

**ریزیڈنٹ بہادر** آج قصر شاہی میں ریزیڈنٹ بہادر حیدرآباد آئے تھے۔ اعلیٰحضرت سے ملاقات کرتے چلے گئے۔

**نیند پر قابو** اعلیٰحضرت نے کل رات کو ایک بجے حضور وائسرائے کی دعوت سے واپس آ کر آرام فرمایا تھا مگر حسب معمول علی الصباح بیدار ہو گئے اور دن بھر کام میں مصروف رہے۔ آپ کو نیند پر پورا قابو حاصل ہے۔

**شاہی حلوا سوہن والے** شیخ عبدالحمید شاہی حلوا سوہن والوں کی اطلاع قصر شاہی میں پیش ہو گئی ہے کہ وہ دہلی کا مشہور حلوا سوہن نذر کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اب تک کوئی حکم صادر نہیں ہوا ہے۔

## ۱۰ شوال ۱۳۵۰ھ یوم جمعرات

**ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کی باریابی** آج ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سی۔ آئی۔ ای ممبر اسمبلی کو باریابی کا شرف عطا ہوا تھا۔ اور بھی کئی ممتاز ہندو مسلمان انگریز اصحاب کو باریابی کا فخر حاصل ہوا۔

**نظام الاسلام اسکول کو عطیہ** آج حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے نظام الاسلام

مگر اچھا کاغذ سارے شہر میں نہ ملا۔ اور ملا تو اتنا کم کہ دو چار دن بھی پورا نہیں ہوگا۔ بہرحال ارادہ کرتے ہی کام شروع کر دیا۔ اور چند گھنٹہ کی محنت سے ایک اخبار تیار کرکے کاتبوں کو دے دیا تاکہ آج ہی پہلا پرچہ شائع ہو جائے۔

**خود بقلم خود** آج شام کو چار بجے روزانہ اخبار کا پہلا پرچہ شائع ہو گیا۔ اور حیدرآباد بھی بھیجدیا۔ دہلی میں اگرچہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ زرد پرچہ یکایک بازار میں آیا تھا مگر جونہی اخبار فروش بازار میں نکلے سب پرچے ہاتھوں ہاتھ مغرب تک فروخت ہو گئے اور مانگ باقی رہی۔ میں نے چونکہ آج یکایک غیر مقررہ کام کیا تھا یعنی مقررہ کاموں کے علاوہ کئی گھنٹے روزانہ اخبار کی تیاری میں خرچ کئے تھے اس لئے بہت تھک گیا اور اندیشہ ہوا کہ شاید روزانہ اخبار کی مشکلات قابو میں نہ آئینگی۔ واحدی صاحب اور سید ابن عربی بہت مدد دیتے ہیں۔ پھر بھی روزانہ اخبار کے لئے ایک وسیع مددگار عملہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

آج بواسیر کا خون بھی بہت آیا چکر آ رہے ہیں۔

## ۵ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ شنبہ ۱۳ فروری سنہ ۱۹۳۲ء دہلی

**تحریک تعظیم حضرت ابوطالب رضہ** حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت و تعظیم کی تحریک بہت مقبول ہو رہی ہے۔ ہر ڈاک میں خط آتے ہیں۔ بچوں کے نام بھی ابوطالب رکھے جا رہے ہیں میں ان سب کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ کسی پرچہ میں شائع کروں گا۔

**شہزادگان کی آمد** آج شہزادہ اعظم جاہ ولی عہد بہادر اور شہزادہ معظم جاہ بہادر اور ان کی بیگمات اسپیشل ٹرین کے ذریعہ دہلی میں آئے۔ میں بھی استقبال میں شریک ہوا اور خیر مقدم کے ہار بھی گلے میں ڈالے۔

**مہاراجہ بہادر کی آمد** مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر کل صبح دس بجے آئیں گے۔ خان بہادر مولوی عبدالرحمن صاحب وائس چانسلر دہلی یونیورسٹی کے بنگلہ میں قیام ہوگا۔

**خود بقلم خود** آج بھی حسب معمول مقررہ کام کئے۔ اور روزانہ اخبار بھی مرتب کرایا۔ میں روزانہ اخبار کے ذریعہ ان غلط بیانیوں کو بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ہندو مہاسبھا اور بھائی پرمانند جی نے سلطنت حیدرآباد کے خلاف مشہور کر دی ہیں اور جنکی بنا پر ہندو قوم میں حضور نظام اور ان کی حکومت کے خلاف جذبات بڑھ رہے ہیں۔ یہ وقت ہندو مسلمانوں کے لڑنے کا نہیں ہے۔ میں انتہائی کوشش کرونگا کہ باہمی تصادم نہو اور اگر مجھکو مجبور کیا گیا اور مسلمانوں کے خلاف اور حیدرآباد کی حکومت کے خلاف یہی رفتار رہی تو پھر میں بھی مدافعت کی تیاری کروں گا اور خدا نے چاہا ہر پیشقدمی کو روک دونگا۔

آج بھی آدھی رات تک کام کرکے سویا تھا۔

## ۶ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ یکشنبہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۳۲ء دہلی

**مہاراجہ بہادر کی آمد** آج صبح دس بجے نئی دہلی اسٹیشن پر یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر صدر اعظم حیدرآباد وارد ہوئے بہت سے عمائد دہلی استقبال کے لئے موجود تھے۔ مہاراجہ کی آمد کے ساتھ ہی ابر رحمت بھی آیا اور ہلکی ہلکی بارش بھی ہوئی جسکی ضرورت محسوس ہو رہی تھی

مڈل اسکول اور خواجہ گرل اسکول کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے اعلےٰ حضرت نے میوہ بھیجا تھا۔

**چوگان بازی** آج چوگان بازی کی سیر کے لئے حضرت اقدس اعلےٰ تشریف لے گئے تھے۔ جہاں حضور وائسرائے اور دوسرے والیان ریاست بھی تھے۔ شہزادہ اعظم جاہ بہادر ولیعہد اور شہزادہ معظم جاہ بہادر اور شہزادہ اصالت جاہ بہادر اور شہزادہ بسالت جاہ بہادر بھی تھے۔ اور یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر بھی تھے۔

**ہز ہائی نس سلطان چترال** آج چوگان بازی کے جلسہ میں ریزیڈنٹ صاحب بہادر کے ذریعہ ہز ہائی نس سلطان سر شجاع الملک فرمانروا چترال کا تعارف اعلےٰ حضرت سے ہوا۔ اعلےٰ حضرت کمال اخلاق اسلامی سے پیش آئے اور ارشاد ہوا کہ مجھ کو آپ کی تین سال پہلے کی ملاقات یاد ہے۔ اور ہز ہائی نس کے فرزند سے ارشاد ہوا کہ تمہارے والد نے عید کی نماز اجمیر شریف میں پڑھی تھی۔

اعلےٰ حضرت کی قوت حافظہ پر ہر ایک کو حیرت تھی۔

مولوی انیس احمد صاحب بی۔ اے کا سلام بھی ہوا۔ یہ پہلے بھی حیدرآباد میں باریاب ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے ایک انگریزی مضمون بھی اعلےٰ حضرت کی نسبت اخباروں میں شائع کیا تھا جس کا اقتباس ہم بھی شائع کرنے والے ہیں۔

**حکیم محمد جمیل خاں صاحب کی باریابی** حکیم مسیح الملک مرحوم کے فرزند حکیم محمد جمیل خاں صاحب بھی باریاب ہوئے اور سنا ہے کہ ان کو خاصہ بھی عطا ہوا۔

**نماز جمعہ کی تیاری** آج بارہ بجے قصر شاہی میں اعلےٰ حضرت اور ان کے اراکین حکومت نماز جمعہ کی تیاری میں مصروف تھے۔

شہزادہ ولی عہد بہادر اور دوسرے شہزادگان بھی اپنی اپنی قیام گاہوں میں نماز کی تیاریاں کر رہے تھے۔

ساڑھے بارہ بجے قصر شاہی اور دیگر مقامات سے موٹروں کی روانگی شروع ہوئی۔

اگرچہ دہلی کے مسلمانوں کو عام اطلاع نہیں تھی کہ اعلےٰ حضرت جامع مسجد میں نماز پڑھیں گے۔ پھر بھی آج جامع مسجد اندر اور باہر سے بھر گئی تھی۔ اور مسلمان شاہ عثمان کی دید کے شوق میں دیوانے بنے ہوئے تھے۔ اور ہر ایک آگے بڑھ کر اعلےٰ حضرت کو دیکھنا چاہتا تھا اور جو دیکھ لیتا تھا وہ فخریہ لہجہ میں کہتا تھا کہ میں نے بادشاہ کو دیکھ لیا۔ دیکھو کیسا سادہ لباس ہے۔ ہم کو اس بادشاہ کی تقلید کرنی چاہئے۔ اور فضول خرچی کے لباس ترک کر دینے چاہئیں۔

**اسلامی نشان** آج جامع مسجد کے منبر پر بادشاہ اسلام کی

میں بھی اپنے احباب اور بچوں کے ساتھ ریل پر گیا۔

**اسلامی تاریخ کے فلم** میں نے جو محضر مسلمانوں کے دستخط کرانے کے لئے شائع کئے تھے کہ جنکو اسلامی تاریخ کی تبلیغ بذریعہ ڈرامہ اور سینما منظور ہو وہ دستخط کرکے بھیجدے۔ اسکے جواب میں روزانہ فارم دستخطوں سے مکمل ہو کر آرہے ہیں۔ اور ابتک ایک مسلمان نے بھی اس تحریک کی مخالفت نہیں کی۔ البتہ یہ افسوس ہے کہ محکمہ تعلیم کے مسلمانوں نے ابتک توجہ نہیں کی حالانکہ سب سے پہلے ان کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے تھا۔

**خود بقلم خود** آج میں مہمانوں کی آمد میں زیادہ معروف رہا۔ تحریری کام بہت کم ہوا۔ البتہ روزانہ اخبار کی تیاری کے لئے واحدی صاحب کے دفتر میں کئی گھنٹہ ٹھہرنا پڑا۔ خدا کے فضل سے روزانہ اخبار ٹھیک وقت پر شام کے چار بجے شائع ہو جاتا ہے۔

## ۱۷ر شوال ۱۳۵۰ھ دو شنبہ ۔ ۱۵ر فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**اعلیٰ حضرت کی آمد** آج صبح دس بجے اعلیٰ حضرت حضور نظام تشریف لائے۔ مگر میں ریل پر نہیں گیا۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت اسکو پسند نہیں کرتے۔ راستوں پر بہت سے ہندو مسلمان جمع ہو گئے تھے اور شوق دید میں بیتاب معلوم ہوتے تھے۔

میں آج مہاراجہ بہادر سے ملنے گیا تھا انکے پاس ہر وقت ملاقاتیوں کا ہجوم رہتا ہے۔

**واحدی صاحب کے دفتر میں ہجوم** میں جب روزانہ ضمیمہ کی تیاری کیلئے واحدی صاحب کے ہاں جاتا ہوں تو

آمد کی خوشی میں ہلالی پھریرہ لہرا رہا تھا اور اس کو دیکھکر ہر مسلمان مست ہو رہا تھا۔

سید کشفی شاہ نظامی اور ان کے رفیقوں نے بھی جامع مسجد میں اعلےٰ حضرت کو دیکھا اور اس منظر کا ان پر بہت اثر ہوا۔

## ۱۱ر شوال ۱۳۵۰ھ یوم جمعہ

**قرآن مجید کا ایک عجیب ترجمہ** آج جہاں پناہ کی خدمت اقدس میں مولانا سید ممتاز علی صاحب مالک اخبار تہذیب نسوان لاہور کے ترجمہ قرآن کے چار حصّے پیش ہوئے۔

کتاب العقائد ۔ کتاب الاحکام
کتاب الرسالۃ ۔ کتاب المعاد

ترجمہ نہایت عمدہ ہے اور آیات کا انتخاب حسب مضامین بہت آسان اور عام فہم ہے۔ اردو زبان میں اب تک ایسی چیز تیار نہیں ہوئی تھی۔ مولانا سید ممتاز علی صاحب کی زندگی کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے۔

**حضور غوث الاعظم رضہ کی تلاوت کا قرآن مجید** شہزادہ میرزا زینت بخت تیموری ایک قدیمی قلمی قرآن شریف پیش کرنا چاہتے ہیں جس پر

کام کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ سینکڑوں آدمی مختلف قسم کی درخواستوں کو لئے جمع ہوتے ہیں اور ہر شخص ایک ہی وقت میں بولنا چاہتا ہے اور میں حاضر دماغی سے تحریری کام نہیں کر سکتا۔ اعلیٰ حضرت نے اس سفر میں درخواستیں اور عرضیاں لینے کی ممانعت فرما دی ہے میں ہر چند لوگوں کو سمجھاتا ہوں مگر کوئی نہیں سمجھتا۔ بازار کے دوکاندار بھی آتے ہیں کہ ہمارا سامان پیش کرادو۔ حالانکہ میرا یہ کام نہیں ہے مگر ہم ہندوستانی اس چیز کو جانتے ہی نہیں کہ کون آدمی کس کام کے لئے مناسب ہے۔ دن کو یہ لوگ کام نہیں کرنے دیتے تو مجبور ہو کے رات کی نیند کم کرکے تحریری کام رات کو شروع کیا ہے۔ رات کو صرف چار گھنٹہ سوتا ہوں۔ صحت اچھی ہے۔

## ۸ر شوال ۱۳۵۰ھ سہ شنبہ ۱۶ر فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**مہاراجہ بہادر کی دعوتیں** دہلی کے ہندو مسلمانوں میں مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر کی بڑی مدارات ہو رہی ہے۔ روزانہ صبح شام ہندو مسلمان عمائد دعوتیں دینے آتے ہیں۔ مہاراجہ بہادر بہت اخلاق سے ملتے ہیں۔ اور بعض کی دعوتیں بھی قبول کر لیتے ہیں۔ مہاراجہ کی ملنساری کا ہر جگہ پرچہ ہے۔ لوگوں کو حیرت ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کا صدر اعظم نہایت انکسار اور فروتنی کے ساتھ ہر خاص و عام سے مخاطب ہوتا ہے۔

**خود بقلم خود** میں نے آج دیر تک سوچا کہ برداشت کی قوت مجھ میں زیادہ ہے یا مہاراجہ سر کشن پرشاد میں۔ کیونکہ دونوں کو عجیب و غریب مطالبات سے سابقہ پڑتا ہے مگر برداشت کی قوت مہاراجہ میں زیادہ پائی گئی۔ کیونکہ وہ ان مطالبات سے کبھی نہیں گھبراتے۔ اور میں بعض اوقات پریشان ہو کر کہدیتا ہوں کہ یہ کام میرا

حضرت غوث الاعظم رضہ کے دست مبارک کی تحریر ہے کہ میں نے اس میں تلاوت کی اور مہریں بھی ہیں۔

**باریابیاں** ریزیڈنٹ بہادر آج پھر باریاب ہوئے تھے بھوپال کے ایک افسر کرنل امیر احمد بھی باریاب ہوئے تھے۔ ان کی صورت اور لباس سے یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ یہ ہندوستانی ہیں۔ نواب صاحب بھوپال کے لئے وقت مقرر کرنے آئے تھے۔

ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سی۔ آئی۔ ای ممبر اسمبلی آج دوبارہ باریابی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ مسلمانوں میں جو وقار ڈاکٹر صاحب کا ہے اور جو مہربانی برٹش گورنمنٹ کی ہے اس کا لحاظ کرکے ظل سبحانی کی بھی نظر التفات ہے۔

سنا گیا ریاست رام پور کے بھی کچھ لوگ باریاب ہوئے۔

شام کو ہز ہائی نس سر سلطان شجاع الملک بہادر فرماں روا چترال کی ملاقات ہوئی۔ ظل سبحانی کی ہز ہائی نس پر خاص نظر الطاف ہے۔

رات کو ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال تشریف لائے تھے۔ ایک لائق نوجوان فرمان روا کی ملاقات سے ذات شاہانہ کو بہت مسرت ہوئی۔

**میں عمدہ کام چاہتا ہوں** حضوری کے ایک [illegible] نے بیان کیا کہ اعلےٰ حضرت کے

نہیں کرسکتا۔ میں نے مقررہ دستور کی موافق آج بھی کام کیا دہلی بھی بارہ بجے تیار۔ کیونکہ روزنامہ اخبار کی کاپی بارہ بجے تیار ہو کر چھاپہ خانہ میں جاتی ہے اور میں اسکو دیکھکر روانہ کرتا ہوں۔ میرا لڑکا زید بھی روزانہ مہاراجہ بہادر سے ملنے جاتا ہے۔ آج مجھے پھر اسیر کا خون آیا۔ اور دوران سر کی تکلیف بھی ہوئی۔

## ۹ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ چہارشنبہ
## ۱۷ فروری سنہ ۱۹۳۲ء۔ دھلی

**صبح** آج سردی زیادہ ہے۔ پارہ کل صبح ۴۸ درجہ پر تھا۔ اور آج ۵۰ درجہ پر ہے۔ شملہ پر برف باری ہوئی ہے اس کا اثر ہے۔ میں نے درگاہ کے دفتر میں ساڑھے آٹھ بجے تک کام کیا۔ پھر ناشتہ کر کے نو بجے قصر شاہی حضور نظام میں گیا۔ رات نواب اعلیٰ حضرت حضور نظام نے آج صبح نو بجے یہاں آنے کی اطلاع بھجوائی تھی۔

**ملاقات کا خیمہ** سید زین الدین صاحب اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر اور نواب ناصر نواز الدولہ بہادر سے اس خیمہ میں ملاقات ہوئی۔ میں نے حکم قرآنی کی موجب شاہان قدیم کے حالات بیان کئے تاکہ سامعین کو عبرت ہو۔ میرے سامعین سب صاحب درد تھے۔ چشم پُرآب ہو گئے۔

**زید** میرا چار سالہ لڑکا زید بھی ساتھ تھا۔ اس کو بادشاہ کے دیکھنے کا شوق تھا۔ وہ کہتا تھا بادشاہ کیا اس گنبد سے بھی اونچے ہوتے ہیں جو حضور نظام کے محل کا ہے۔ میں مسلمان بچوں کے ذہن کی تربیت ان کی سمجھ اور دلچسپی کے موافق کرتا ہوں۔ اس لئے زید کو بادشاہ کی حقیقت سمجھائی۔

نواب قدرت نواز جنگ بہادر شہزادہ ولی عہد کے ماموں ہیں اور محب الفقراء امیر ہیں۔ میری ان سے قدیمی ملاقات ہے۔ اور نواب ناصر نواز الدولہ بہادر مرحوم حضور نظام کے امیروں میں ہیں۔ اعلیحضرت ان پر بہت مہربان ہیں۔ یہ بڑھاپے میں بھی سرخ و سفید چہرہ رکھتے ہیں نماز روزہ کے پابند ہیں۔ فقراء سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ ان کے درد دل کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ میرے پرانے دوست ہیں۔

**اعلیٰ حضرت سے ملاقات** قصر کے اندر جا کر اعلیٰ حضرت سے ملاقات کی۔ وہ بہت سادہ لباس میں تھے۔ اور یہ تو ان کی خصوصیت ہے جو تمام فضول خرچ نمائش کے شوقین والیان ریاست اور امراء کے لئے ایک عملی نصیحت ہے مگر عملی نصیحت کا اثر اس شخص پر ہوتا ہے جو ازل سے قبولیت کا مادہ لایا ہو۔ ورنہ بارش کا جو قطرہ سیپ میں موتی بنتا ہے پتھر پر بیکار جاتا ہے

ماشاء اللہ اعلیٰ حضرت کے چہرہ پر تندرستی کی سرخی دیکھی مگر کثرت کار کے سبب تکان بھی ظاہر ہوتی تھی۔

سامنے کسی نے ہندو مسلم مسئلہ کی بحث شروع کی تو ارشاد ہوا کہ:۔

"میرے ملک میں ہندو مسلم یا شیعہ سنی وغیرہ فرقوں کا امتیاز نہیں کیا جاتا۔ میں تو ہر فرقہ کے افراد کا عمدہ کام دیکھتا ہوں اور کام کی عمدگی و غیر عمدگی سے اشخاص کا امتیاز کرتا ہوں چاہے وہ کسی قوم اور کسی مذہب اور کسی فرقہ کے ہوں۔

**یاد ہوئی** معلوم ہوا کہ ۲۰ فروری یوم شنبہ کی صبح کو ۹ بجے شاہی حلوا سوہن والے اور مراد آباد ہاؤس والے تاجروں کی یاد ہوئی اور وہ اپنے سامان کے ساتھ پیش ہوئے۔

**نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر سیلون میں** معلوم ہوا کہ نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر صدر المہام فینانس دن کو اپنے صاحبزادہ کے پاس رہتے ہیں۔ اور رات کو اپنے ریلوے سیلون میں آرام کرتے ہیں جو اسٹیشن پر رہتا ہے۔

**سر ٹرنچ** کونسل باب حکومت کے مشہور ممبر اور محکمہ مال کے صدر المہام کرنل سر ٹرنچ بہادر کی نسبت معلوم ہوا کہ دہلی آنے والے ہیں۔

**سر بارٹن بہادر** آج ملاقات کی کتاب پر علاوہ دیگر معزز اشخاص کے میاں محمد رفیع صاحب خلف میاں سر محمد شفیع مرحوم اور میاں شاہ نواز صاحب ممبر اسمبلی اور کپورتھلہ کے وزیر اعظم میاں عبدالحمید صاحب کے دستخط بھی تھے۔

میاں سر محمد شفیع مرحوم کی مشہور صاحبزادی جہاں آرا بیگم صاحبہ بھی دہلی میں آئی ہیں۔ انہوں نے اور مسز میاں محمد رفیع نے شہزادہ اعظم جاہ بہادر اور شہزادہ معظم جاہ بہادر کی خواتین سے ملاقات کی۔ اور شاید قصر شاہی کی خواتین سے بھی ان کی ملاقات ہو

**اخبار الخلیل** دہلی نے اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری کے سلسلہ میں ایک خاص نمبر شائع کیا ہے مگر شہزادوں کی تصویروں پر نام غلط لکھے ہیں۔ یعنی شہزادہ اعظم جاہ کو معظم جاہ اور معظم جاہ کو اعظم جاہ لکھدیا۔

**گاما دفتری** جامع مسجد دہلی نے جو عکسی نقشا وزیر اعلیٰ حضرت اور شہزادوں کی شائع کی ہیں ان پر نام درست لکھے ہیں۔ دہلی میں یہ تصویریں بہت بک رہی ہیں۔ ہندو مسلمان دونوں اس تصویر کو خرید رہے ہیں۔

**مسلمانوں کا** زبردست اور بے لاگ روزانہ اخبار ملت دہلی قصر شاہی کی خبریں روزانہ نہایت اہتمام کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔ اور ایوان شاہی میں یہ پرچہ توجہ سے دیکھا جاتا ہے۔

**محترمہ جہاں آرا بیگم صاحبہ** بنت سر محمد شفیع اور مسز میاں محمد رفیع کی اہلیہ نے آج مہاراجہ بہادر اور ان کے ولی عہد راجہ خواجہ پرشاد بہادر اور صاحبزادیوں سے ملاقات کی۔

**محتاط تقریر** دنیا میں شاید کوئی بادشاہ ایسی محتاط تقریر نہ کرتا ہوگا جیسی اعلیٰحضرت حضور نظام کرتے ہیں۔ ان کے ہر لفظ کے اطراف میں بے شمار پہرہ دار ہوتے ہیں۔ وہ اپنے مخاطب کے دلی منشاء کی اصلیت کو اتنی جلدی سمجھ جاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ ان کے سامنے غلط بیانی کرنی قطعی ناممکن ہے۔ جس طرح کسی صاحب کشف درویش کے سامنے جھوٹ بولنا مشکل ہوتا ہے۔

**قوت فیصلہ** ایشیائی ملکوں کی غلامیت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہاں کی اقوام میں قوت فیصلہ کی قوت کم ہوگئی ہے۔ معمولی باتوں کے فیصلہ کے لئے کئی کئی دن غور کرتے ہیں۔ پھر بھی کسی نتیجہ پر نہیں پہنچتے۔

مگر اعلیٰحضرت کو یہ قوت شاید تمام ایشیا کے حصہ کی مل گئی ہے کہ ہر بات کا فیصلہ ایک سکنڈ میں کر دیتے ہیں۔ چنانچہ آج میں نے جو باتیں فیصلہ طلب پیش کیں ان کا فیصلہ فوراً دو دو الفاظ میں کر دیا گیا۔ اور فیصلہ بھی ایسا جو مہینوں کے غور و خوض سے بھی زیادہ صحیح معلوم ہوتا تھا۔

**قدردانی** اعلیٰحضرت کو دہلی و لکھنؤ کے عام و خاص باشندوں کی طرف سے جو عقیدت مندانہ دعوتوں کے پیغام بھیجے جا رہے ہیں۔ اعلیٰحضرت نے ان کی نسبت اپنی قدردانی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔

"میں ان سب کی عقیدت کی پوری قدر کرتا ہوں مگر وقت اتنا کم ہے کہ میں ان سب دعوتوں کو قبول نہیں کرسکتا۔"

**عثمانیہ ہال دہلی** میں نے مسلمانان دہلی کی اس تجویز کا ذکر کیا کہ وہ دہلی میں اسلامی جلسوں کے لئے آپ کے نام پر ایک ہال بنانا چاہتے ہیں۔ تو ارشاد ہوا۔

"میں ہال کی ضرورت کو جانتا ہوں۔ مسجدوں میں جلسے کرنے سے مسجدوں کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ اگر مسلمانان دہلی ایک معقول رقم ہال کے لئے جمع کر کے بنک میں رکھدیں گے۔ تو بقیہ رقم میری گورنمنٹ دینے پر غور کرے گی۔"

میں نے کہا مسلمان آپ کی گورنمنٹ سے کچھ بھی لینا نہیں چاہتے خود ہی سارا خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ صرف عثمانیہ ہال یا نظام ہال نام رکھنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ تو ارشاد ہوا۔

"جب رقم بنک میں جمع کر کے مجھے اطلاع دی جائے گی تو نام کے مسئلہ پر غور کر کے مطلع کروں گا۔"

**اثر** میں اعلیٰحضرت سے بارہا مل چکا ہوں مگر جب ملتا ہوں ان کی شخصیت کا مجھ پر ہمیشہ ایک خاص اور نیا اثر ہوتا ہے۔ ان کی گفتگو کنول کا پھول ہوتی ہے جو پانی کی سطح پر تیرتا نظر آتا ہے مگر اس کی جڑ پانی کی تہ کے اندر ہوتی ہے۔

یہ شخص عام انسانوں سے کچھ اونچا معلوم ہوتا ہے۔ گو بشری کیرکٹر ہے مگر حیرت افزا کیرکٹر ہے۔

## ۱۲ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ۔ یوم ہفتہ

**نواب صاحب بھوپال کی دوسری ملاقات** ۲۰ فروری کی صبح کو ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال کو دوسری مرتبہ ملاقات کا موقعہ ملا۔ ظل سبحانی کی مردم شناسی اس سے ظاہر ہوتی ہے۔

**حضور والسرائے سے ملاقات ہوئی** آج حضور ظل سبحانی گیارہ بجے حضور والسرائے بہادر سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے تھے۔ دو گھنٹہ کے بعد واپسی محل میں آئی۔ اعلیٰحضرت بہت بشاش اور مسرور نظر آتے تھے۔ اور سیاسی حلقوں میں اس شادمانی کو بہت اہمیت دی جا رہی تھی۔

**چوگان بازی** آج پھر چوگان بازی کی سیر کے لئے سواری حرکت میں آئی تھی۔ شہسوار گھوڑوں کو پسند کرتے ہیں ہندوستان کے اس شہسوار اعظم کو بھی گھوڑوں کا شوق ہے۔

**خاصہ** امام صاحب جامع مسجد دہلی کو خاصہ عطا ہوا تھا۔ اور خواجہ حسن نظامی صاحب کے پاس بھی کسی متقی مسلمان کو دینے کے لئے خاصہ بھیجا گیا تھا جو شاہ درویش پیارے شاہ کو دیا گیا۔ یہ درویش بیس سال سے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ میں رہتے ہیں۔ آنکھوں سے معذور ہیں۔ شب بیدار بزرگ ہیں۔

**نواب عبداللہ خاں صاحب** شام کو نواب عبداللہ خاں صاحب رئیس کسمنڈی کو باریابی کا شرف عطا ہوا تھا۔

**حلواسوہن کی چودہ کشتیاں** آج شیخ عبدالحمید صاحب شاہی حلواسوہن والے دہلی کو باریابی عطا ہوئی تھی۔ انہوں نے نذر بھی پیش کی اور چودہ کشتیاں حلواسوہن کی حاضر کیں۔ حضور ظل سبحانی نے ان کو قبول فرمایا۔ اور شیخ صاحب کو شرف ہم کلامی بھی حاصل ہوا۔

شیخ صاحب نے حیدرآباد میں دکان کی شاخ کھولنے کی گزارش پیش کی۔ اور بیان کیا کہ بمبئی میں ایک شاخ کھول دی ہے۔

**بلا دور ہوئی** پرسوں ظل سبحانی کی سواری جامع مسجد دہلی سے آ رہی تھی کہ راستہ میں تعمیرات کی چھوٹی ریل آگئی۔ خدا نے خیر کی۔ سرکاری موٹر حادثہ سے بچ گئی اور بلا دور ہوگئی۔

**گزشتہ حادثہ** گزشتہ سفر کے موقعہ پر بھی مناڈ پر ریل کا حادثہ پیش آیا تھا اور ایک عرب سپاہی عمر نامی نے جاں نثاری کی تھی اور اعلیٰحضرت کو بروقت دوڑ کر حادثہ سے بچا لیا اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔

**عرب فوجیوں کے نام** اعلیٰحضرت کے ساتھ جو فوج آئی ہے اس میں عرب فوج زیادہ ہے

**ضمیمہ کے الفاظ** ضمیمہ روزنامچہ کے بعض الفاظ کی نسبت بعض مخالف اشخاص نے کہا کہ ان سے خوشامد کی بو آتی ہے۔ اور میں نے ان کو جواب دیا تھا کہ میں قصیدے پڑھنے والا شاعر نہیں ہوں اور یہ الفاظ اس لئے استعمال کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے اور ہندوستان کے بچّے اپنے قدیمی لٹریچر کے ادب سے واقف ہوں۔ آج کل اخبار ایسے الفاظ میں لکھے جاتے ہیں جن میں اسلامی لٹریچر کی تہذیب نہیں ہوتی۔ نہ انگریزی لٹریچر کی بے ساختگی ہوتی ہے۔ آدھا تیتر آدھا بٹیر مضمون اردو لٹریچر کو برباد کر رہا ہے اس لئے میں اس طرز قدامت کے الفاظ کو زندہ اور رائج کرنے کے لئے استعمال کرتا ہوں اور یہ اردو ادب کی ایک خدمت ہے۔

آج اعلیٰ حضرت سے بھی میں نے برسبیل تذکرہ کہا کہ آپ مسلمان قوم اور مشرقی اقوام میں ایسی شخصیت رکھتے ہیں کہ مسلمان قوم اور مشرقی اقوام آپ کے نمونہ ذات سے اپنے اندر وحدت و اجتماع پیدا کر سکتی ہیں۔ پس میں جو کچھ آپ کی نسبت لکھتا ہوں وہ خوشامد نہیں ہے نہ آپ پر کوئی احسان ہے بلکہ اپنی قوم کو پراگندگی سے بچانے اور متحد رکھنے کی ایک خدمت ہے جسکا اجر خدا دے گا۔

**سر مہاراجہ صدر اعظم** اعلیٰ حضرت سے رخصت ہو کر یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد سے ملنے گیا۔ اور باتوں میں اعلیٰ حضرت کی صفات عظیم کا ذکر آ گیا۔

مہاراجہ نے کہا کاش! بے خبر لوگ اعلیٰ حضرت کی صفات حسنہ سے واقف ہوں اور ان پر غور کریں۔ میں نے تو اتنی زیادہ صفتوں کا آج تک کوئی بادشاہ نہیں دیکھا۔

**دہلی کا دفتر** بارہ بجے دہلی کے دفتر میں گیا۔ ملنے والے جمع تھے۔ ان سے ملا۔ دفتر کا کام کیا۔ پھر ہز ہائی نس سلطان سر شجاع الملک بہادر فرماں روا چترال سے ملنے گیا۔ ہز ہائی نس نے میرے بچہ زید کو کئی دن کے بعد دیکھا تھا اسکو گود میں اٹھا لیا اور خوب پیار کیا۔

کچھ دیر ہز ہائی نس سے باتیں کر کے دفتر میں آیا۔ رات کو صرف تین گھنٹہ سویا تھا اس لئے دھوپ میں آنکھ بند کر کے لیٹا مگر یکایک ملنے والے آ گئے۔ اٹھ بیٹھا اور نیند کو رخصت کر دیا۔

**عید کی دعوت** آج ڈاکٹر محمد عمر صاحب کے ہاں عید کی دعوت تھی۔ اپنے سب احباب کے ساتھ وہاں گیا۔ گانا بھی سُنا۔ مغرب کی نماز بھی وہیں ہوئی۔

**شام** بعد مغرب ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب ممبر اسمبلی سے ملنے گیا۔ ان سے معلوم ہوا کہ ہند. و مسلمان ممبران اسمبلی اور ممبران کونسل آف اسٹیٹ نے اعلیٰ حضرت کو کونسل چیمبر دہلی میں پارٹی دینے کی درخواست کی تھی۔ اس کو اعلیٰ حضرت نے منظور فرمایا ہے۔ ۲۷ر فروری کی شام کو یہ دعوت ہوگی۔

---

اس کے افسروں اور سپاہیوں کے نام قدیمی عربوں کی یاد تازہ کرتے ہیں اس لئے ان کو یہاں لکھا جاتا ہے۔

**جمعیۃ نظام محبوب** لفٹنٹ احمد بن جان نثار جنگ۔ حوالدار سالم بن محمد بن مسلم۔ حوالدار محمد بن علی قرموش۔ نایک علی بن حسن شرعبی۔ نایک عمر بن سلیم ملشرام (اسی نے مناڑ پر جاں نثاری کی تھی) سپاہی منصور بن صالح لیحی۔ سپاہی علی بن عبداللہ خولانی۔ سپاہی محمد بن عبداللہ ھمامی۔ سپاہی سالم بن محمد مخاشن۔ سپاہی سید عمر بن حسین العیدروس۔ سپاہی احمد بن علی باحشوان۔ نایک عبدالحبیب بن عامر بن زیاد۔

**کرنل سر ٹرینچ کی آمد** معلوم ہوا کرنل سر ٹرینچ بہادر تشریف لے آئے ہیں۔ میڈن ہوٹل میں قیام ہوا ہے۔

**مہاراجہ بہادر کی نذریں** مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر صدر اعظم کی جانب سے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضہ اور درگاہ حضرت امیر خسرو رضہ کی نذریں لے کر ا[illegible]ی کانگ سید ابوالقاسم گئے تھے۔

**لکھنؤ میں جوش عقیدت** قصر شاہی میں لکھنؤ کے ہندو مسلمانوں اور شیعہ سنی عمائد کی درخواستیں آ رہی ہیں کہ ہماری دعوت قبول کی جائے۔

**اعلیٰ حضرت کی مصروفیت** اعلیٰ حضرت رات دن ملاقاتوں اور سیاسی مہمات کے کاموں میں معروف رہتے ہیں اور آرام کا وقت کم ملتا ہے۔

**نماز کا ادب** جامع مسجد دہلی میں نماز جمعہ کے بعد جب اعلیٰ حضرت کی واپسی ہوئی تو بلند آواز سے اپنے افسروں کو حکم دیا گیا کہ "دیکھکر چلو لوگ نماز پڑھ رہے ہیں کسی کو تکلیف نہو"۔

اس حکم کا دہلی کے مسلمانوں پر بہت ہی اچھا ہوا اور آج تک اس حکم کا چرچا ہو رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے دل میں نماز کا کتنا زیادہ احترام ہے۔

**مولانا سید محمد حسین کی دعا** پرسوں نماز جمعہ کے بعد سب سے پہلے جنہوں نے دعا کا نعرہ بلند کیا تھا وہ مولانا سید محمد حسین ناظم انجمن ضیاء الاسلام دہلی تھے۔

**درگاہ کی جانب سے درخواست** درگاہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رح کے سجادہ نشین سید عبدالغنی صاحب جعفری کلیمی کی جانب سے قصر شاہی میں ایک درخواست بھیجی گئی ہے جسمیں درگاہ کی طرف اعلیٰ حضرت کو توجہ دلائی گئی ہے۔

**سردی** سردی کم ہو رہی ہے جس سے حیدر آبادی باشندوں کو بہت تکلیف تھی سردی کے انتظامات سرکار عالی کے منتظم اصحاب نے بہت اچھے کئے ہیں۔ پھر بھی خیمہ میں رہنے والوں کو سردی کی شدت سے متاثر ہونا پڑتا ہے۔

میں نے کہا۔ یہ دعوت ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے لئے گورنمنٹ ہند کے لئے اور گورنمنٹ نظام کے لئے ہر اعتبار سے مفید ہوگی۔

**کنور کپورتھلہ** ڈاکٹر صاحب سے رخصت ہوکر کنور جگجیت سنگھ صاحب آف کپورتھلہ وممبر کونسل آف اسٹیٹ سے ملنے گیا۔ انہوں نے حضور وائسرائے کی گزشتہ شب کی دعوت کے حالات سنائے۔ جو بہت دلچسپ تھے۔ کاش میں ان کو یہاں لکھ بھی سکتا۔

رات کے نو بجے گھر میں آیا۔ سید ابن عربی ساتھ تھے۔ ڈاک دیکھی۔ اعلیٰ حضرت کی پیشی کے معتمد صاحب کا خط بھی تھا۔

دس بجے سویا۔ چار بجے بیدار ہوا۔ آج پارہ (۴۷) درجہ پر ہے۔ سردی دو درجہ کم ہوئی۔

## ۱۰ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ جمعرات
## ۱۸ فروری سنہ ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**خود بقلم خود** مجھ پیکر خاک نے حکم خداوندی سے طلوع آفتاب سے پہلے اپنی انسانی حیات کے لئے سعی شروع کی۔ درگاہ کے دفتر میں گیارہ بجے تک کام کرکے دہلی کے دفتر میں گیا۔ اور اخبار ضمیمہ روزنامچہ کی لکھائی چھپائی اور تیاری کے انتظامات دیکھے۔

میں نے اخباری دنیا میں ماہوار۔ پندرہ روزہ۔ ہفتہ وار۔ روزانہ اور دو وقتہ اخبار جاری کئے اور ہر ایک کی مشکلات کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ روزانہ اخبار یا دو وقتہ اخبار چلانا بہت ہی مشکل ہے۔

سید ابن عربی اور ملا محمود واحدی صاحب کی مشترکہ امداد نہ ہوتی تو اعلیٰ حضرت حضور نظام کے سفر دہلی کے موقع پر روزانہ ضمیمہ شائع نہ ہوسکتا تھا۔ یہ اخبار محض ایک دن کی تیاری سے شائع ہوا ہے۔ اور ٹھیک پابندی کے ساتھ شام کو چار بجے شائع ہوجاتا ہے۔ دہلی میں ہر جگہ بکثرت پڑھا جاتا ہے۔ اور حیدرآباد میں بھی کئی ایجنٹ کئی کئی سو کاپیاں منگاتے ہیں اور اب تار بھیج کر نئے ایجنٹ سیکڑوں کی تعداد اور منگا رہے ہیں۔

**غیر مسلم پرورش** کے عنوان سے جو سلسلہ شائع ہو رہا ہے اس کو غیر مسلم طبقوں میں نہایت توجہ سے پڑھا جاتا ہے۔ اور بھائی پرمانند جی مشہور متعصب ہندو نے جو غلط واقعات سلطنت حضور نظام کے خلاف مشہور کئے تھے۔ خود بخود اس مضمون سے ان کی تردید ہو رہی ہے۔ کیونکہ اس مضمون میں ایسے اعداد و شمار ہیں جن کی تردید ممکن نہیں ہے۔

**حکیم مقصود علی خاں** شام کو مولانا حکیم مقصود علی خاں صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ کل صبح سفر حج کے لئے جا رہے ہیں۔ حیدرآباد دکن میں طبی محکمہ کے ایک عہدہ دار ہیں۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام ان کی علمی وعملی قابلیت کے سبب ان پر بہت

## ۱۳ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ یوم اتوار

**ولی عہد بہادر کی علالت** ۲۲ فروری سنہ ۱۹۳۲ء دوشنبہ۔ آج شہزادہ ولی عہد بہادر کی طبیعت نصیب اعداء علیل ہے۔ زکام کی شکایت ہوگئی ہے۔ ہلکا سا بخار بھی ہے۔ اور ان کی بیگم صاحبہ کا مزاج بھی کچھ ناساز ہوگیا ہے۔

**یاد ہوئی** کل قصر شاہی سے حضرت خواجہ حسن نظامی کے نام اطلاع آئی تھی کہ کل صبح گیارہ بجے سید کشفی شاہ نظامی (مسلمانان برما کے نمائندے) سلام کے لئے آسکتے ہیں۔ چنانچہ آج سید کشفی شاہ نظامی حضور ظل سبحانی کی بارگاہ اقدس میں باریاب ہوئے۔ اور برما کے مسلمانوں کا سپاسنامہ پڑھکر سنایا۔ اور نذر بھی پیش کی۔

**رات کی دعوت** کل رات کو قصر شاہی میں حضور وائسرائے کی دعوت تھی۔ تمام سرکاری افسر موجود تھے۔

**ظل سبحانی کا ارشاد** حسب مراسم انگریزی دعوت میں تقریریں بھی ہوئیں۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے فرمایا کہ اب میرے لڑکے (شہزادہ اعظم جاہ بہادر اور شہزادہ معظم جاہ بہادر) بڑے ہوگئے ہیں اور ان کو انتظام سلطنت میں حصہ لینے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

**حضور وائسرائے کی دلچسپ تقریر** حضور وائسرائے نے نہایت دلچسپ انداز سے جواب دیا اور اعلیٰ حضرت کے اس ارشاد کی تائید فرمائی۔ ان کی تقریر سے خلوص و یگانگت کا اظہار ہوتا تھا۔

**وائسرائے بہادر ولی عہد نظام کے ساتھ دوڑے** حضور وائسرائے بہادر نے شہزادگان حضور نظام کے انتظام حکومت میں حصہ دینے کی تائید میں کہا کہ میں اعلیٰحضرت کا قدیمی دوست ہوں۔ جب یہ شہزادے بہت چھوٹے بچے تھے۔ تو میں جوان تھا اور ان بچوں کے ساتھ دوڑا تھا اور ان بچوں سے آگے نکل گیا تھا۔

**اب وائسرائے بہادر شہزادوں سے آگے نہیں نکل سکتے** مگر اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور دوڑ میں شہزادوں سے آگے نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ وہ اب (ماشاء اللہ) جوان ہوگئے ہیں۔

**کامیاب دعوت** رات کو دعوت ہر لحاظ سے بہت کامیاب تھی۔

**ہوائی جہازوں کی سیر** آج جہاں پناہ ہوائی جہازوں کی دوڑ کا تماشہ دیکھنے تشریف لیگئے تھے۔

**سید کشفی شاہ پر اثر** برما کے نمائندے سید کشفی شاہ نظامی کا بیان ہے کہ ان پر اعلیٰ حضرت کی سادگی اور متانت اور شاہانہ وقار کا بہت اثر ہوا اور انہوں نے اعلیٰ حضرت کو خلفائے راشدین کا نمونہ پایا۔ کشفی شاہ کا خیال ہے کہ اعلیٰ حضرت کی سادگی اور وقت کی پابندی

مہربان ہیں ان کو حاضری کا شرف بھی دیا جاتا ہے۔

**محترمہ جہاں آرا** میاں سر محمد شفیع مرحوم کی شہرہ آفاق صاحبزادی محترمہ جہاں آرا بیگم صاحبہ آج خواجہ بانو سے ملنے آئی تھیں اور میری لڑکی روحہ کے لئے میوہ اور کپڑے بھی لائی تھیں۔ میں بھی شام کو ان کی قیام گاہ پر گیا تھا۔ ان کے شوہر میاں شاہنواز صاحب اور میاں سر محمد شفیع کے فرزند میاں محمد رفیع سکرٹری اسمبلی اور ان کی اہلیہ سے بھی ملاقات ہوئی۔

یہ خاندان عرصہ دراز سے میرے ساتھ روحانی تعلق رکھتا ہے اور میاں سر محمد شفیع کی بیگم کو تو میں بہن کہتا ہوں۔

**اعلیٰ حضرت کا عطیہ** آج اعلیٰ حضرت حضور نظام نے میرے اسکول کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے میوہ بھیجا تھا۔ سید ابن عربی نے دونوں اسکولوں میں اس کو تقسیم کرا دیا۔ اور منظور حسن صاحب نامی ایم۔ اے۔ بی ٹی علیگ نے سب لڑکوں کے سامنے اعلیٰ حضرت حضور نظام کے حالات بیان کئے اور ان کے لئے بچوں سے دعا کرائی۔

**مہاراجہ بہادر** مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ مہاراجہ بہادر کی قیام گاہ میں پڑھی۔

**اعلیٰ حضرت کو بچوں سے محبت** سر مہاراجہ بہادر نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کو اپنے بچوں سے بہت محبت ہے۔ اور حکومتوں کی تاریخ میں یہ بات بے مثال ہے۔ کیونکہ اکثر حکومتوں میں حکومت کے لئے اولاد ماں باپ کی اور ماں باپ اولاد کے مخالف ہو جاتے تھے مگر اعلیٰ حضرت حضور نظام تاریخ میں پہلے شخص ہیں جو اپنی اولاد پر بہت زیادہ مہربان ہیں اور انکو انکی بہبودی اور آسایش کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔

**بھائیوں پر شفقت** سر مہاراجہ بہادر نے یہ بھی فرمایا کہ حکومت کی تاریخ میں بھائیوں کے کشیدہ تعلقات بھی بکثرت ہیں مگر اعلیٰ حضرت حضور نظام اپنے بھائیوں پر بھی اتنی شفقت فرماتے ہیں کہ بھائی صاحبان اعلیٰ حضرت ہی کو بد رمحترم سمجھتے ہیں۔

**یہ سنت رسول اللہ ہے** سر مہاراجہ کا بیان سنکر مجھے خیال آیا کہ بچوں پر شفقت اور اولاد کی محبت اور قرابت داروں پر مہربانی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور چونکہ اعلیٰ حضرت بہت سی باتوں میں سنت کی پیروی کرتے ہیں اس لئے ان کا یہ عمل بھی پیروی سنت کے موافق ہے۔

**مولانا اکبر علی** آج روزنامہ اخبار صحیفہ حیدرآباد دکن کے مالک و ایڈیٹر مولانا اکبر علی صاحب میرے مکان پر ملنے آئے تھے۔ مگر میں موجود نہ تھا۔ ملاقات نہ ہونے کا افسوس رہا۔

**ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کے ہاں دعوت** شام کو ساڑھے سات بجے

اس قابل ہے کہ تمام مسلمانان ہند اس کی پیروی کریں اور تکلفات کی فضول خرچی ترک کردیں اور وقت کی قدر سیکھیں۔

**ولی عہد بہادر دعوت میں نہ تھے** رات کو وائسرائے کی دعوت میں بوجہ ناسازی مزاج ولی عہد بہادر اور ان کی بیگم صاحبہ کی شرکت نہ ہو سکی۔

## ۱۴ شوال ۱۳۵۴ھ پیر

**رام پور کے وزیر اعظم** صاحبزادہ عبدالصمد خاں صاحب (ابن میاں) وزیر اعظم رام پور کو آج باریابی کا فخر عطا ہوا تھا۔

**مہاراجہ پٹیالہ** ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب پٹیالہ بھی آج قصر قیصر میں تشریف لائے تھے۔ جہاں پناہ سے بہت دیر تک ہم کلامی رہی۔

**سلطان چترال** ہز ہائی نس سلطان سر شجاع الملک بہادر مظفرالملک چترال کی سواری آج بھی در دولت پر دیکھی گئی تھی۔ سنا ہے حضور ظل سبحانی نے پھر ملاقات فرمائی۔ اور اعلیٰ افسران شاہی بھی ہز ہائی نس کی خدمت میں باریاب ہوئے۔

**مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی** بدایوں شریف کے مشہور عالم مولانا عبدالقدیر صاحب قادری بھی باریاب ہوئے تھے۔

**نواب عبداللہ خاں صاحب** کسنڈی کے نواب عبداللہ خاں صاحب کو آج پھر شرف حضوری عطا ہوا تھا۔ ان پر ہمیشہ سے نظر عنایت ہے۔

**حکیم محمد جمیل خاں صاحب** حکیم محمد جمیل خاں صاحب کو آج پھر مشاہدہ خسروی کا فخر حاصل ہوا۔ اعلیٰ حضرت طب یونانی کے بڑے سرپرست اور حامی ہیں۔

**شہزادہ ولی عہد بہادر کی علالت** کل شہزادہ ولی عہد بہادر کو ایک سو تین درجہ کا بخار تھا۔ آج ایک سو دو درجہ پر آگیا ہے۔ ڈاکٹری علاج ہو رہا ہے۔ ملاقاتیں بند کردی گئی ہیں۔ شہزادہ صاحب بڑے جفاکش اور برداشت والے ہیں۔ تکلیف کی پرواہ نہیں کرتے اور مطمئن معلوم ہوتے ہیں۔

**شہزادی در شہوار** کا بخار کل ایک سو پانچ درجہ پر تھا۔ آج اطلاع ملی کہ بخار میں کمی ہے۔ دوسری شہزادی نیلوفر صاحبہ بھی علیل ہیں۔ موسمی نزلہ بخار ہے۔ خدانخواستہ اندیشہ کا مرض نہیں ہے۔ نازک طبع لوگوں کو غیر معمولی سردی سے ایسی تکلیفیں ہو جایا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل کرنے والا ہے۔

**خیرات** ولی عہد بہادر اور شہزادیوں کے لئے آج مختلف مقامات مقدس پر صحت کی دعائیں ہوئیں اور خیرات بھی تقسیم کی گئی۔

مہاراجہ بہادر کے ساتھ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سی۔آئی۔ای ممبر اسمبلی کے ہاں دعوت میں گیا۔

ہز ہائی نس سر سلطان شجاع الملک بہادر فرماں روا چترال اور ان کے صاحبزادے اور ہز اکسیلنسی یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر اور نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام سیاسیات اور میاں شاہ نواز صاحب اور سید مرتضیٰ بہادر صاحب اور مشیر حسین صاحب قدوائی اور حافظ ولایت اللہ خاں صاحب اور یامین خاں صاحب اور نواب سر عبد القیوم خاں صاحب وغیرہ ممبران اسمبلی اور حکیم محمد احمد خاں صاحب اور حکیم محمد جمیل خاں صاحب اور مولوی انیس احمد صاحب اور سید نواب علی صاحب وغیرہ اصحاب بھی تھے۔ بہت پر لطف صحبت رہی۔

**مسٹر جنگ** | آج شام کو نواب سر بلند جنگ بہادر کے حاجی اور بیرسٹر صاحبزادے مسٹر جنگ اور مسٹر علیم اللہ خاں صاحب سے ملاقات ہوئی۔ دونوں نمازی نوجوان ہیں۔ مسٹر علیم اللہ ماشاء اللہ بہت خوبصورت اور نیک سیرت ہیں ابھی ولایت سے پڑھ کر آئے ہیں۔

**واپسی** | رات کو دس بجے گھر میں واپس آیا۔ گیارہ بجے تک تازہ ڈاک دیکھی۔ پھر سو گیا۔ چار بجے بیدار ہوا۔

آج پارہ (۴۶) درجہ پر ہے۔ سردی کا زور شور ہے۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد معمولی کپڑے پہنے بیٹھے تھے۔ اور میں بہت گرم لباس میں تھا۔ میں نے کہا۔ مہاراج! سردی تو نہیں معلوم ہوتی؟ ہنس کر کہا آج کچھ زیادہ سردی تو نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ ساٹھ سے زیادہ عمر میں جوان ہیں اور میں پچپن برس کی عمر میں بڈھا ہو گیا۔

## ۱۱ شوال ۱۳۵۰ھ جمعہ
## ۱۹ فروری ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**دریائے غرض کا تلاطم** | عربی زبان کی کہاوت تھی اَلْغَرَضُ مَجْنُوْنٌ (غرض مند دیوانہ ہو جاتا ہے) مگر آج ہندوستان کی مسلمان قوم کے افراد لے معاشی اور حکومت کے اُترے ہوئے نشہ کی اعضاء شکنی میں مبتلا ہے اور غرض مندی کے متلاطم دریا میں غوطے کھا رہی ہے۔ بڑے بڑے غیور قصر شاہی حضور نظام کی طرف عرضیاں اور درخواستیں لے دوڑے ہوئے جا رہے ہیں اور مجھے ان کی حالت پر رونا آ رہا ہے۔ کہ یہ اس قوم کے افراد ہیں جن کے دروازہ پر دوسرے غرض سے کر آتے تھے۔ اور آج یہ سب اپنی غرض کے مجنون نظر آتے ہیں۔

**خود بقلم خود کی صبح** | شعاع آفتاب کی جھاڑو سردی کے کوڑے کو صاف کرنے نکلی تو میں چترالی لبادہ میں ملبوس ہو اور بستر میں آیا اور کام شروع کیا۔

# قصر شاہی کی خبریں

## بقیہ خبریں ۱۴ شوال

**قونصل جنرل افغانستان** | کل قصر شاہی میں والسرائے کی دعوت ہوئی تو نواب صاحب رام پور اور ہز اکسلنسی قونصل جنرل افغانستان بھی شریک طعام تھے۔

نواب صاحب رام پور دہلی سے روانہ ہو گئے۔ اعلیٰ حضرت رام پور میں صرف ایک دن قیام کریں گے۔ اعلیٰ حضرت کو اخوت اسلامیہ کے ترقی دینے کا جس قدر خیال ہے وہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رام پور میں ٹھہرنے کا عزم فرمایا ہے۔ جہاں بجز نواب صاحب اور سردی کے اور کچھ نہیں ہے۔ مگر نواب صاحب کی شخصیت ہی بہت اعلیٰ ہے۔

**حکیم نابینا صاحب کے ہاں دعا** | دہلی کے مشہور حکیم نابینا صاحب چونکہ سالہا سال مرحوم حضور نظام اور موجودہ اعلیٰ حضرت کے طبیب خاص رہ چکے ہیں اور قطع نظر ایشیا کے طبیب اعظم ہونے کے بڑے عابد زاہد شب بیدار درویش بھی ہیں۔ اس لئے جب ان کو اطلاع ملی کہ شہزادہ ولی عہد بہادر بیگمات کا مزاج ناساز ہے تو انہوں نے اپنے گھر میں دعا کی مجلس کی اور شہزادہ صاحب اور بیگمات کی صحت و سلامتی کی دعائیں مانگیں۔

**درگاہ شریف میں دعا** | درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ میں بھی شہزادہ ولی عہد بہادر اور بیگمات کی صحت و سلامتی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

**مسجدوں میں دعائیں** | دہلی کی بعض مسجدوں سے خبر آئی کہ وہاں بھی صحت و سلامتی کی دعائیں مانگی گئیں۔

**جہاں پناہ کا فکر** | آج جہاں پناہ کے رُخ اقدس پر اپنے نور چشم اور بہوؤں کی حالت کے سبب فکر و ملال کے آثار دیکھے گئے۔ مگر ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ایک دن کے بعد بخار اتر جائے گا۔ آرام اور سکون کی ضرورت ہے۔ سردی بھی کم ہو رہی ہے۔ گویا قدرت بھی تندرستی کی طرف متوجہ ہو گئی ہے۔

**والسرائے کی مہمان نوازی** | آج ہز ہائی نس سر سلطان شجاع الملک بہادر فرماں روا چترال دہلی جانے لگے تو حضور والسرائے نے اپنی ایک نہایت اعلیٰ تصویر سر سلطان کو دی۔

ہز اکسلنسی لیڈی ولنگڈن (والسرائے بیگم) صاحبہ نے بھی کمال درجہ کی مہربانی اپنے مہمان پر کی اور ہز ہائی نس کے ساتھ اپنی تصویر اتروائی۔ وسط میں ہز ہائی نس ہیں۔ ایک طرف والسرائے بیگم ہیں دوسری طرف آنریبل سر جان طامسن بہادر چیف کمشنر دہلی ہیں۔

ہز ہائی نس کا دہلی سے جانا اہل دہلی کو بہت شاق ہے۔ ان کی وجہ

**سید کشفی شاہ کی آمد** برمی مسلمانوں کے نمایندے سید کشفی شاہ نظامی اور سید ظہور شاہ نظامی اور محمد افضل صاحب آج صبح آئے۔ واحدی منزل میں قیام ہوا۔

**نورچشم خواجہ پرشاد** گیارہ بجے مہاراجہ بہادر کی قیامگاہ پر گیا۔ ان کے بچوں سے ملا جو کل ہی حیدرآباد سے آئے ہیں۔ نورچشم خواجہ پرشاد بھی آئے ہیں جو مہاراجہ بہادر کے ہندو لڑکے ہیں۔ مہاراجہ بہادر کی صاحبزادی بھی آئی ہیں۔

سید کشفی شاہ نظامی اور ان کے رفیقوں نے بھی مہاراجہ بہادر سے ملاقات کی۔ اور مہاراجہ کی خوش اخلاقی سے بہت خوش ہوئے۔

**نماز جمعہ** ایک بجے سید کشفی شاہ نظامی کے ساتھ جامع مسجد میں گیا۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام بھی تشریف لائے تھے۔ مسجد میں بہت زیادہ ہجوم تھا۔ اور اعلیٰ حضرت کی وجہ سے مسلمانوں میں جوش محبت بھی بہت زیادہ معلوم ہوتا تھا۔

نماز کے بعد اعلیٰ حضرت تشریف لے گئے تو میں دَرگاہ آیا اور شفی شاہ قیامگاہ پر چلے گئے۔ میرا لڑکا زید بھی چلا گیا جس کو حضور نظام کے دیکھنے کا شوق تھا۔

**دیوان کپورتھلہ** شام کو چار بجے میاں عبدالحمید صاحب دیوان کپورتھلہ سے ملنے گیا اور ان کے ہمراہ مہاراجہ بہادر کے پاس گیا۔ وہاں نواب عبداللہ خاں صاحب اور نواب سے بڑی رونق اور دینداری کا چرچا تھا۔

انہوں نے روانگی سے پہلے ہندوؤں کے ایک اور دریس خانہ کو دیکھا جہاں بچوں کو صنعت و حرفت سکھائی جاتی ہے۔ وہ ہندو قوم کی علمی و عملی مستعدی سے بہت متاثر ہوئے۔ ان کی خواہش معلوم ہوتی تھی کہ مسلمان قوم بھی ایسی ہی ہو جائے۔

---

## ۱۵ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ منگل

**وزیر اعظم میسور** آج مرزا محمد اسمٰعیل صاحب وزیر اعظم میسور کے باریاب ہونے کی خبر آئی ہے۔

**مصروفیت** آج ظل سبحانی بہت مصروف تھے۔ ملاقات کے اکثر خواستگار ناکام واپس گئے۔

**ولی عہد بہادر کی صحت** خبر آئی کہ شہزادہ ولی عہد بہادر کا بخار اُتر گیا مگر ابھی ان کو آرام کرنے کی ضرورت ہے۔

**شہزادی دُرِّشہوار صاحبہ کی صحت** معلوم ہوا شہزادی دُرِّشہوار صاحبہ ہنوز علیل ہیں مگر مرض کم ہو رہا ہے۔

**شہزادی نیلوفر صاحبہ کی صحت** اطلاع ملی ہے کہ شہزادی نیلوفر صاحبہ کا مزاج ابتک خراب ہے۔ بخار میں کمی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے تشویش ہے۔

---

سائل صاحب اور پٹنہ کے نصیر الدین خیال صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔

**دعوت** شام کو حافظ ضیاء الدین صاحب کے ہاں دعوت میں گیا۔ امیر حیدر صاحب زمیندار پنجاب سے ملاقات ہوئی اور ان کے والد سے بھی اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب سے بھی۔

**قلمی قرآن مجید** میرزا زیبندہ بخت صاحب ایک قلمی قرآن شریف دکھانے لائے تھے۔ جس پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی عربی سرخ خط میں عبارت ہے کہ میں نے اس میں تلاوت کی۔ شاہی مہریں بھی ہیں۔

**گھر** رات کو نو بجے گھر میں آیا۔ دن کا بقیہ کام پورا کرکے گیارہ بجے سویا۔ تین بجے بیدار ہوکر بقیہ کام کی تکمیل کی۔

## ۱۲ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ شنبہ
## ۲۰ فروری سنہ ۱۹۳۲ء۔ دہلی

---

**تم سنو اپنی میں کہوں اپنی** دنیا میں دوسرے جو کچھ کہتے ہیں وہ تمہارا ہی حال اپنے حال کے آئینہ میں دکھاتے ہیں۔ بس یہ جو میں اپنا اپنی قلم سے حال لکھتا ہوں وہ بھی تمہارا ہی حال ہوتا ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کا آئینہ ہیں۔

لہٰذا اگرچہ میں کہتا ہوں اپنی سرگزشت۔ مگر درحقیقت تم سنتے

**لکھنؤ کے انتظامات** آج سید زین الدین صاحب کو حکم ہوا کہ لکھنؤ جاکر سفر کے انتظامات کریں وہ رامپور بھی جائینگے۔

**ڈاکخانہ کے ٹکٹ** اعلیٰ حضرت کے ڈاکخانہ کے ٹکٹ نہایت خوبصورت ہیں۔ ایسے کہ دنیا کے کسی ملک کے ٹکٹ ایسے خوبصورت نہیں ہیں۔ یہ ٹکٹ مولوی محمد احمد صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل کے پاس دیکھے جاسکتے ہیں۔ جو نظام پیلس کے قریب خیمہ میں مقیم ہیں۔

**سرکار عالی کے نوٹ** نظام گورنمنٹ کے نوٹ بھی تمام دنیا سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ یہ بھی پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب دکھا سکتے ہیں۔

---

## ۱۶ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ بدھ

**نواب صاحب خیرپور کی دعوت** پرسوں ہز ہائی نس نواب میر علی نواز خاں بہادر فرمانروا خیرپور میرس سندھ اور ان کے اسٹاف کو اعلیٰ حضرت نے قصر شاہی میں دعوت طعام دی تھی۔

**ہز ہائی مہاراجہ صاحب پٹیالہ** کل شام کو ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو قصر شاہی میں دعوت طعام دی گئی تھی۔

...د اپنی سرگزشت

### ...لم کے ڈوبے کی ایک کشش

صبح نو بجے گھر کے دفتر کا کام پورا کر کے مہاراجہ بہادر سے ملنے ...ا سید کشفی شاہ نظامی بھی ساتھ تھے۔ پھر دہلی کے دفتر میں روزنامچہ ...انتظامات دیکھے۔ پھر مولانا سید عبد الرؤف صاحب کے ہاں دعوت ...ں گیا جہاں مہاراجہ بہادر بھی تھے۔ پھر سر سلطان چترال سے ملنے گیا۔ ...ر دہلی کے دفتر میں آیا۔ پھر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سے ملنے گیا۔ ...ر واحدی صاحب کے ہاں آکر ہفتہ کی دعوت میں شریک ہوا۔ اور ...است خیرپور کے پولیٹکل سکریٹری سے ملاقات کی۔ پھر نواب قاضی سر ...یز الدین احمد وزیر دتیا سے ملنے گیا۔ اس کے بعد قصر شاہی میں گیا اور ...نڈر انچیف سرکار آصف جاہی سے بھی ملاقات کی۔ نو بجے گھر میں واپس ...ا۔ ڈاک دیکھی۔ تحریری کام کیا۔ بارہ بجے سویا۔ چار بجے بیدار ہو کر ...ر کام شروع کیا۔

آج صبح بہت سے اصحاب ملاقات کے لئے آئے تھے۔ ایک ...ر مدی عالم امام صاحب جامع مسجد دہلی کا رقعہ لائے تھے۔ کسی مسجد کی ...رمت کی امداد چاہتے تھے۔ میں نے وجود ضرورت کی تصدیق چاہی تو ...اض ہو کر چلے گئے۔

مہاراجہ بہادر کے ہاں چودھری شیو ناتھ سنگھ جی مشہور ہندی ...رحیم دیپلشر اور مولانا عبد الواحد صاحب قادری بدایونی اور ملا عبد الصمد صاحب مقتدری اور غلام بدر الدین صاحب مصور وغیرہ سے ملاقات ہوئی تھی۔

مولانا سید عبد الرؤف صاحب کے کتب خانہ میں گیا تھا امام صاحب اور حاجی عبد الغفار صاحب اور نواب سائل صاحب اور ڈاکٹر شفیع احمد صاحب اور مولانا محمد جعفری صاحب ایڈیٹر "ملت" و علمائے اہل حدیث سے ملاقات ہوئی۔ مہاراجہ بہادر کو سپاس نامہ سنایا گیا۔ نواب سائل صاحب نے نظم پڑھی۔ پھر کھانا کھایا گیا۔ مہاراجہ بہادر کے ولی عہد راجہ خواجہ پرشاد بہادر نے نذیریہ گرل اسکول کی امداد میں ایک معقول رقم بھی دی۔

### ارواح کا لطیفہ

چونکہ فرقہ اہل حدیث تصرف ارواح کا قائل نہیں ہے اور جلسہ اہل حدیث کی طرف سے تھا اس لئے جب سپاس نامہ میں یہ لفظ پڑھا گیا کہ "روحیں پھول برساتی ہیں"۔ تو مہاراجہ بہادر نے ہنس کر مولانا سید عبد الرؤف صاحب سے فرمایا کہ کیوں مولانا! یہ ارواح کا پھول برسانا؟ کیا آپ روحوں کے تصرفات کے قائل ہو گئے؟ اور بھی پُر لطف باتیں ہوئیں۔

### ضمیمہ روزنامچہ کی قدردانی

آج سید کشفی شاہ کے ساتھ ہز ہائینس سر سلطان چترال سے ملنے گیا۔ تو روزنامچہ کا ذکر آگیا۔ ہز ہائی نس نے فرمایا کہ ضمیمہ روزنامچہ کے ذریعہ حضور نظام کے ایسے حالات معلوم ہو جاتے ہیں جو کسی دوسرے اخبار سے معلوم نہیں ہوتے اور جو بہت دلچسپ ہوتے ہیں۔

### حکیم محمد جمیل خاں کی یاد ہوئی

قصر شاہی میں کسی خاتون محترم کی علالت کے سبب حکیم مسیح الملک محمد اجمل خاں صاحب کے فرزند حکیم محمد جمیل خاں صاحب کی یاد ہوئی تھی۔

### کنور کپور تھلہ

کنور چرنجیت سنگھ صاحب ممبر کونسل آف اسٹیٹ و ممبر خاندان شاہی کپور تھلہ نے آج شہزادہ معظم جاہ بہادر کو معہ اسٹاف اپنے عالی شان مکان میں دعوت طعام دی تھی۔

### یامین خاں صاحب

مشہور ممبر اسمبلی نے مہاراجہ یمین السلطنت بہادر صدر اعظم کو مدعو کیا تھا۔ ہندو مسلمان اور سکھ ممبران و عمائد بھی شریک طعام تھے۔

### دواخانہ ہمدرد

دہلی کے مشہور دواخانہ ہمدرد میں حکیم حاجی عبد الحمید صاحب نے مہاراجہ یمین السلطنت بہادر صدر اعظم کو اپنے نو تعمیر عظیم الشان دواخانہ میں چار نوشی کے لئے مدعو کیا تھا۔ دہلی کے بہت سے ہندو مسلمان عمائد اور لیڈر و ایڈیٹر جمع ہوئے تھے۔

### حکیم محمد جمیل خاں کے ہاں عصرانہ

آج شام کو ساڑھے چار بجے حکیم محمد جمیل خاں صاحب کے ہاں شہزادگان بلند اقبال کو چار نوشی کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔

### مجلس سماع

کل شام کو بتقریب عرس حضرت امیر خسرو حضرت خواجہ حسن نظامی کے مکان پر برنادہ میرٹھ کے مشہور قوال بخشا اور دہلی کے مشہور قدیمی خاندانی قوال عبد الکریم خاں صبر کی قوالی ہوئی تھی۔ ہز اکسلنسی سر یمین السلطنت بہادر صدر اعظم اور ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سی آئی ای ممبر اسمبلی اور نواب علی صاحب ہوائی جہاز والے اور کنور چرنجیت سنگھ صاحب کپور تھلہ اور حکیم عبد الحی صاحب انصاری خلف حکیم نابینا صاحب اور میاں شاہ نواز صاحب ممبر اسمبلی اور اسمٰعیل علی خاں صاحب ممبر اسمبلی اور بقائی صاحب ایڈیٹر پیشوا وغیرہ کے علاوہ بہت سے علماء و مشائخ بھی تھے۔ حضرت سید آل رسول صاحب دیوان اجمیر شریف اور حاجی سید وزیر علی صاحب صاحبزادہ درگاہ اجمیر شریف بھی شریک تھے۔

### اسکول کا معائنہ

کل دوپہر کو ہز اکسلنسی مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر صدر اعظم نے حضرت خواجہ حسن نظامی کے نظام الاسلام ماڈل اسکول اور خواجہ ماڈل ہوسٹل کا معائنہ کیا تھا۔ اور اسکول کی امداد میں ایک رقم بھی دی تھی۔

### شہزادہ ولی عہد بہادر کی صحت

کل شہزادہ ولی عہد بہادر کا مزاج قدرے درست رہا۔ ابھی ڈاکٹر نے نقل و حرکت کا مشورہ نہیں دیا۔

### شہزادیوں کی صحت

ابھی شہزادیوں کی صحت درست نہیں ہوئی ہے۔ علاج نہایت اہتمام سے ہو رہا ہے۔

ہز ہائی نس کی قدردانی سے مجھے خوشی ہوئی۔ میرا یہ کام ایک مسلمان سلطنت کی حقیقت سے تعارف کرانے کے لئے ہے۔

**خیرپور کے پولیٹیکل سکریٹری** مسٹر رضا الحق عباسی پولیٹیکل سکریٹری خیرپور سندھ سے کئی گھنٹے باتیں کیں۔ وہ ابھی ہز ہائی نس خیرپور کے ساتھ حیدرآباد گئے تھے۔ کہتے تھے اعلیٰ حضرت حضور نظام سے تین ملاقاتیں ہوئیں اور میں نے ان کو ایسا بادشاہ دیکھا جو تمام دنیا کی سیاحت میں کسی ملک میں نہ دیکھا تھا۔ ان کا رعب۔ ان کی سمجھ۔ ان کی معاملہ فہمی ان کی ہمدردی کس کس بات کا ذکر کروں۔ وہ ہر لحاظ سے صاحب کمال ہیں۔

**ولی عہد خیرپور سے محبت** یہ بھی کہا کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے بچوں کی طرح ولی عہد خیرپور پر شفقت فرمائی۔ اور ولی عہد خیرپور پر اس شفقت کا بہت اثر ہوا۔

**ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کی رائے** ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سے ملنے گیا تو انہوں نے کہا میں یہاں اعلیٰ حضرت سے دوبار ملا اور مجھ پر یہ اثر ہوا کہ اعلیٰ حضرت کی قابلیت اور شخصیت کا ہندوستان میں ایک آدمی بھی نہیں ہے۔

**نواب قاضی سر عزیز الدین احمد کی رائے** وزیر اعظم دتیا سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے دتیا کی دعوت کے حالات سنائے اور کہا کہ اعلیٰ حضرت سے جب بھی ملاقات ہوتی ہے ان کی عظمت اور ان کے تدبر کا ایک خاص اثر دل پر ہوتا ہے۔ مسلمان قوم اور ہندوستان ان کے وجود پر جس قدر فخر کرے کم ہے۔

**ہندو مہارانی کے تحائف** قاضی صاحب نے یہ بھی کہا کہ جب شہزادگان حیدرآباد کی بیگمات یعنی دختران سلطان ترکی دتیا میں آئیں تو مہارانی صاحبہ نے ان کو نہایت محبت سے اپنے محل کے اندر بلایا۔ اور ان کو شادی کے تحائف بھی دیئے۔ اور اس سے ہندو مسلم تعلقات اور رواداری کی خوبی ظاہر ہوئی۔

**مہاراجہ صاحب دتیا کا انتخاب** ایک صاحب نے اسی سلسلہ میں کہا کہ دتیا کوئی بڑی ریاست نہیں ہے۔ حیدرآباد میں بہت سے امراء دتیا سے بڑی بڑی ریاستوں کے مالک ہیں اور اعلیٰ حضرت حضور نظام کے سامنے کئی کئی گھنٹے ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑے رہتے ہیں۔ مگر اعلیٰ حضرت نے مہاراجہ صاحب دتیا کو اپنی مہربانی کے لئے منتخب کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہاراجہ دتیا میں کوئی خاص جوہر ہے جو اس بڑے جوہری نے پرکھ لیا ہے۔

دوسرے صاحب نے کہا اس میں قاضی صاحب کی شخصیت کا

**قصر شاہی پر ہجوم** رات دن قصر شاہی پر باریاب ہونے والوں کی موٹروں کا ہجوم رہتا ہے۔ شاہی موٹریں بھی کھڑی رہتی ہیں۔

**نواب عبداللہ خاں صاحب کی باریابی** کل شام کو گنبدی کے نواب عبداللہ خاں صاحب کو پھر باریابی کا شرف عطا ہوا تھا۔

**حکیم محمد جمیل خاں کی باریابی** کل حکیم محمد جمیل خاں صاحب بھی باریاب ہوئے تھے۔ ذات شاہانہ کی ان پر خاص عنایت ہے اور نواب حکمت جنگ بہادر کی معیت میں ان سے بھی مریضوں کے علاج میں مشورہ لیا جاتا ہے۔

**اعلیٰ حضرت سے انگریزی تعلقات** برطانی گورنمنٹ اور اعلیٰ حضرت کی گورنمنٹ کے تعلقات اتنے عمدہ اور مستحکم ہو گئے ہیں جتنے پہلے کبھی نہ تھے۔

تعلقات کی ترقی حضور وائسرائے اور ریزیڈنٹ بہادر اور خود اعلیٰ حضرت کی سیاست دانی اور ذاتی خوبیوں کی وجہ سے ہوئی ہے اور اس گورنمنٹ ہند کے اعلیٰ حلقوں میں نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کی گورنمنٹ بھی ان دوستانہ تعلقات سے مسرور و مطمئن معلوم ہوتی ہے۔

**گورنمنٹ انگلستان** لندن کے انڈیا آفس میں وزیر ہند بہادر قصر شاہی دہلی اور قصر حکومت برطانی دہلی کی باہمی مراسم اتحاد کو نہایت ہی دلچسپی و پسندیدگی سے دیکھ رہے ہیں اور ان کو ہر بات کی اطلاع بذریعہ تار ہو جاتی ہے اور وہ ان تعلقات سے خوش ہوتے ہیں۔

**وائسرائے سے ملاقات** ۲۵ فروری جمعرات کو گیارہ بجے اعلیٰ حضرت نے ڈیڑھ گھنٹہ تک تخلیہ میں گفتگو فرمائی۔ اور جب اعلیٰ حضرت باہر تشریف لائے تو ان کے چہرہ پر نہایت بشاشت تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ملاقات بہت کامیاب ہوئی۔

## ۱۷ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ جمعرات

**عرس کے زائرین** آج قصر شاہی کے برابر کی سڑک سے عرس کے زائرین درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں رات بھر جاتے رہے۔ قصر مبارک کے سفید گنبد کے کلس پر جو برقی روشنی ہے وہ دور دور سے نظر آتی ہے۔ اکثر زائر جب قصر شاہی کے قریب آتے تھے اپنی سواریاں کو روک کر اس روشنی کو دیکھتے تھے۔

**زیارت کا لفظ** حیدرآباد میں زیارت کا لفظ سوئم کی نیاز کے لئے بولا جاتا ہے اور ہندوستان میں کسی قبر کو دیکھنے اور ملاقات کرنے کو زیارت کہتے ہیں۔

قصر شاہی کے مہمانوں کے سامنے جب دہلی والے ناواقفیت سے

اثر بھی ہے۔ ان کی وجہ سے دنیا تمام دنیا میں مشہور ہوگئی ہے اور والئی سرائے اور گورنر اور بڑے بڑے بادشاہ یہاں آتے ہیں۔ اور یہ سب قاضی صاحب کے حسن تدبر کا نتیجہ ہے۔ اور انکی ہردلعزیزی کی دلیل ہے۔

## نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر کی آمد

آج درگاہ شریف کی زیارت کے لئے نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر تشریف لائے تھے۔ وہ بڑے خوش اعتقاد مسلمان ہیں۔ میں گھر میں موجود نہ تھا۔

## جمال پاشا کی آمد

آج رات کو ترکی قوم کے مشہور سپہ سالار جمال پاشا مجھ سے ملنے آئے تھے مگر میں گھر میں موجود نہ تھا۔ سنا گیا ہے کہ کوئی ترکی شہزادہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ کارڈ چھوڑ کر چلے گئے۔ ان شہزادہ کا نام توحید پاشا تھا۔

## سلطان چترال کی روانگی

افسوس کے ساتھ معلوم ہوا کہ ہز ہائی نس سر سلطان شجاع الملک بہادر ۲۲ فروری کو دہلی سے پشاور چلے جائیں گے۔ آج شام کو انہوں نے میرے مکان پر مغرب کی نماز پڑھی تھی۔

## ضمیمہ کی مقبولیت

دہلی اور حیدرآباد میں روزنامچہ کا ضمیمہ بہت مقبول ہو رہا ہے۔ حیدرآباد سے روز تار آتے ہیں اور زائد تعداد ضمیموں کی منگائی جاتی ہے۔

# ۱۳ شوال ۱۳۵۰ھ۔ اتوار
# ۲۱ فروری ۱۹۳۲ء۔ دہلی

## خود بقلم خود

ساڑھے آٹھ بجے درگاہ کے دفتر کا کام پورا کرکے مہاراجہ بہادر کے پاس گیا۔ وہاں سے بارہ بجے دہلی کے دفتر میں گیا۔ اور بھائی پرمانند جی کے جلسہ کی معلومات حاصل کرنے کا بندوبست کرکے عصر کے بعد گھر میں واپس آیا۔ رات کو گیارہ بجے تک ملک لال خاں صاحب مشہور لیڈر پنجاب اور سید کشفی شاہ نظامی اور سید ظہور شاہ نظامی اور محمد افضل صاحب سے باتیں کیں۔ پھر سو گیا۔ چار بجے بیدار ہوا۔ پارہ صبح ۴۶ درجہ پر تھا۔ سردی نے پھر ترقی شروع کی۔

## کرنل سر ٹرینچ سے ملاقات

آج شام کو میڈن ہوٹل میں کرنل سر ٹرینچ سے ملنے گیا تھا۔ بہت دیر تک باتیں ہوئیں۔ وہ سرکاری کام کر رہے تھے۔ مگر انہوں نے کام چھوڑ کر مجھے وقت دیا بہت ملنسار اور خوش اخلاق انگریز ہیں۔ میرے آنے کے بعد شوکت علی صاحب ان سے ملنے گئے۔

## حضرت امیر خسروؒ کا سالانہ عرس

۱۷۔ ۱۸ شوال کو حضرت امیر خسروؒ کا سالانہ عرس ہوگا مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی ہے۔ میرے ہاں مجلس ۱۷ شوال کو ہوگی اور

---

سبب یہ کہتے ہیں کہ "میں آپ کی زیارت کا مشتاق تھا" تو ان کو یہ لفظ ناگوار ہوتا ہے۔ کئی واقعات اس دلچسپ ناگواری کے سننے میں آئے ہیں۔

## دواخانہ ہمدرد میں پارٹی

یمین السلطنت مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر صدر اعظم کونسل باب حکومت سرکار عالی کو آج شام کے ساڑھے تین بجے حاجی عبدالحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد دہلی نے بہت شاندار چاء پارٹی دی تھی۔ انتظام بہت اعلیٰ تھا۔ اس کی خبر کل کے پرچہ میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ آج نامہ نگار نے اس پارٹی کی پوری تفصیل بھیجی ہے۔ لیکن خواجہ صاحب کے روزنامچہ میں چونکہ اس پارٹی کی بعض جزئیات کی کیفیت آگئی ہے۔ اس لئے وہ تفصیل درج کرنی فضول ہے

## شاہی دعوت

کل کے پرچہ میں یہ اطلاع شائع ہوئی تھی۔ کہ حکیم محمد جمیل خاں صاحب کے مکان پر شہزادگان بلند اقبال کو چاء نوشی کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ مگر اس خبر کی تفصیل قبل از وقت تھی۔ کیونکہ کل کا اخبار پارٹی سے کئی گھنٹہ پہلے شائع ہو چکا تھا۔

آج اس پارٹی کی پوری تفصیلات آئی ہیں اور خواجہ صاحب کے روزنامچہ میں بھی اس کا ذکر ہے۔

شہزادۂ اعظم جاہ ولی عہد بہادر بوجہ ناسازی مزاج اس پارٹی میں تشریف نہ لا سکے مگر از راہ شرفا نوازی و علوم پروری اعلیٰحضرت ظل سبحانی نے مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم اور ان کے خاندان کی قدیمی آرزو خود قدم رنجہ فرما کر پوری کردی۔

اس فخر کا اثر تمام ہندوستان کے ہندو مسلمانوں پر ہوگا کیونکہ یہ خاندان تمام ہندوستان میں مشہور ہے اور ہر دل عزیز ہے۔

دہلی کے اعلیٰ حکام اور رؤسا و علماء بھی اس مکان میں باریاب ہوئے اور ہر شخص کے دل پر اخلاق سلطانی کا اثر ہوا اور توجہات شاہی سے بہت لوگ مسخر ہوئے۔

نواب حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی صدر یار جنگ بہادر بھی اس موقع پر باریاب ہوئے اور ظل سبحانی نے ان کو ہم کلامی کا شرف بھی عطا فرمایا۔ کپتان حبیب الرحمن خاں سی آئی ای بھی باریاب ہوئے اور ان کو بھی ہم کلامی کا فخر دیا گیا۔

مسٹر ایسر سٹی مجسٹریٹ دہلی۔ اور رائے بہادر ملک دیوی دیال صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ دہلی اور رائے صاحب لالہ نانک چند صاحب اور رائے بہادر انبا پرشاد صاحب اور لائق علی صاحب جج اور نواب ابوالحسن خاں صاحب اور نواب عزیز احمد خاں صاحب وغیرہ کا سلام بھی ہوا۔

دو ترک جمال پاشا اور توحید پاشا بھی وہاں تھے مگر سلطنت کے ان سے گفتگو نہیں ہوئی صرف سلام قبول ہوا۔

## پان کی پیش کش

آج کی دعوت میں حکیم محمد جمیل خاں صاحب نے حضور ظل سبحانی کے سامنے پان پیش کئے تو اعلیٰحضرت نے قبول فرمائے اور ان کی نسبت پسندیدہ الفاظ ارشاد ہوئے۔

ایک ہی مجلس ہوگی۔ یعنی ۱۷۔ ۱۸ کو قوالی نہیں ہوگی۔ درگاہ شریف میں عرس کی مراسم ۱۸ شوال کو عشاء کے وقت شروع ہوں گی۔ اور ۱۸ شوال کی شام کو عصر کے وقت ختم ہوں گی۔ مگر میرے مکان پر ایک دن پہلے مجلس ہوگی جس میں مہاراجہ بہادر وغیرہ اکابر حیدرآباد بھی شریک ہوں گے۔

## ۱۴ شوال ۱۳۵۰ھ دوشنبہ

## ۲۲ فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**اپنی عمر کا حساب** سردی بڑھی اور میرے تن زار کی امنگ گھٹی۔ سردی خون کی حرکت کو سست کرتی ہے۔ اسی واسطے کمزور رگ سردی میں افسردہ ہو جاتے ہیں۔ ٹھٹھرے ہوئے حواس کو احساس ذمہ داری نے گرمایا۔ کام شروع کر دیا۔ ساڑھے آٹھ بجے گھر سے روانہ ہوا اور گیارہ بجے تک مہاراجہ بہادر کے پاس رہا۔ سید کشفی شاہ نظامی اعلیٰ حضرت سے ملنے گئے۔

مہاراجہ بہادر کے ہاں صبح سے شام تک اہل غرض کا تانتا بندھا رہتا ہے طرح طرح کے سائل آتے ہیں اور کامیاب ہو کر جاتے ہیں۔

میراں پور کٹڑہ سے سید حامد محمود صاحب کلیمی کل مہاراج سے ملنے آئے تھے۔ عمر مجھ سے بہت کم ہے۔ مگر ڈاڑھی سفید۔ دانت شکستہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔ پہچان نہ سکا۔ آج مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی بھی مہاراج سے ملنے آئے تھے یہ مشہور عالم ہیں۔

دہلی کے دفتر میں قیمہ کے کام کو دیکھ کر ہز ہائی نس سلطان چترال سے ملنے گیا۔ سید کشفی شاہ اور ملک لال خاں صاحب رفیق سفر تھے۔ ملک صاحب پنجاب کے مشہور لیڈر ہیں۔ ان کے لڑکے محمد نذیر خاں صاحب بھی آئے ہوئے ہیں۔ جی منزل میں ٹھہرے ہیں۔ خوب ہی آزاد وضع مسلمان ہیں۔

شہزادہ ولی عہد بہادر کی بیمارپرسی کے لئے گیا۔ ان کو ایک سو دو درجہ بخار تھا۔ قونصل جنرل صاحب افغانستان سے بھی ملا۔ وہ لاہور جا رہے ہیں۔ کابل سے وزیر صاحب دربار حج کو جانے والے ہیں۔ مکہ شریف میں افغانوں کا حاجی خانہ بنانا ہے۔

**مولوی مہدی علی شہید** منتظم منشی شہزادہ ولی عہد بہادر درگاہ کی زیارت کرنے آئے تھے۔ مجھ سے بھی ملے۔ بہت خوش فہم اور خوش نظر نوجوان ہیں۔ سیرت نبوی کی تبلیغ کے لئے مجھ کو بھی بیس روپے دئیے۔ ان کی قومی وطنی دلچسپی سے خوشی ہوئی

شام کو پھر دہلی گیا۔ واحدی صاحب کے ساتھ ہز ہائی نس چترال سے رخصتی ملاقات کرنی تھی۔ کیونکہ وہ آج پشاور جا رہے ہیں۔

رات کو آٹھ بجے قصر شاہی میں آیا۔ اور دن بھر کی اطلاعات حاصل کیں۔ پھر گھر میں آ کر کھانا کھایا۔ بارہ بجے تک تحریری کام کیا۔ پھر سو گیا۔ چھ بجے بیدار ہوا۔ پارہ باون درجہ پر تھا۔ سردی کم ہو رہی ہے۔ شاید بارش ہونے والی ہے۔

**شہزادہ ولی عہد بہادر کی صحت** معلوم ہوا ہے کہ شہزادہ ولی عہد بہادر کا بخار اتر گیا ہے۔ مگر کمزوری زیادہ ہے۔ شہزادہ صاحب کو ڈاکٹر باہر تشریف لانے سے روکتے ہیں۔

**شہزادیاں** خدا کے فضل سے شہزادی درشہوار کا بخار جاتا رہا۔ مگر وہ بھی بہت کمزور ہو گئی ہیں اور باہر نہیں آ سکتیں۔

شہزادی نیلوفر صاحبہ کا بخار ابھی موجود ہے۔ مگر کمی ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر دانگرے اسٹاف ڈاکٹر کا علاج ہو رہا ہے۔

شہزادہ بسالت جاہ بہادر اور شہزادہ اصالت جاہ بہادر خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔

**التوائے سفر کا اندیشہ** قصر شاہی میں چرچا ہے کہ شہزادیوں اور ولی عہد بہادر کی علالت کے سبب شائد اعلیٰ حضرت کے سفر رام پور اور لکھنؤ میں ولی عہد بہادر اور شہزادیاں شریک نہ ہو سکیں۔ اور براہ راست حیدرآباد کا عزم فرمایا جائے۔

**۹ مارچ** حکیم محمد جمیل خاں صاحب کے مکان پر اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو ۹ مارچ تک حیدرآباد پہونچنا ضروری ہے۔ اس لئے میں رام پور اور لکھنؤ کے سفر کو اس حساب سے پورا کروں گا کہ ۹ مارچ کو حیدرآباد پہونچ سکوں۔

**حیدرآباد میں طوفان** آج قصر شاہی میں حیدرآباد سے ایک تار آیا تھا جس میں مرقوم تھا کہ حیدرآباد میں بہت تیز ہوا اور بارش کا طوفان آیا اور اس سے درختوں اور مکانوں کو نقصان بھی پہنچا۔ قصر شاہی سے تفصیلات معلوم کرنے کے تار بھیجے گئے۔ مگر جواب سے معلوم ہوا کہ طوفان اتنا شدید نہ تھا جتنا تار میں ظاہر کیا گیا تھا۔

**نماز جمعہ کی اطلاع** آج حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کو قصر شاہی سے اطلاع بھیجی گئی تھی کہ جہاں پناہ درگاہ شریف کی مسجد میں کل جمعہ کی نماز ادا فرمائیں گے۔ اور مقامات وانتظامات دیکھنے کے لئے نواب عثمان یار الدولہ بہادر کمانڈر انچیف اور دوسرے چند افسر بھی بھیجے گئے تھے۔

## ۱۸ شوال ۱۳۵۰ھ جمعہ

**۲۶ فروری جمعہ** آج صبح مزارات دہلی کی زیارت کی تیاریاں قصر شاہی میں ہو رہی تھیں۔

**درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب** دس بجے کے بعد سواری مبارک قصر شاہی سے برآمد ہوئی۔ نواب عثمان یار الدولہ بہادر اور آنریبل شہزادے جو شہزادہ اعظم جاہ بہادر اور شہزادہ معظم جاہ بہادر سے چھوٹے ہیں ہمراہ تھے۔ پہلے سواری درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب میں گئی اور سکون واطمینان سے زیارت ہوئی۔

پیرزادہ محمد بلال اور حافظ محمد اکبر صاحب نے زیارت کرائی اور تاریخی حالات سنائے۔

**قلندر جنگ نظامی کا شوق عقد ثانی**
میرے مجذوب مرید قلندر جنگ نظامی کو عقد ثانی کا شوق ہوا ہے۔ عمر ستر سے زیادہ ہے۔ پوتوں کے دادا نواسوں کے نانا۔ اور کئی بچوں کے باپ اور ایک مقبول بیوی کے شوہر ہیں۔ اخبار فروشی کرتے ہیں۔ کسی اخبار میں سولہ برس کی لڑکی کے عقد کا اشتہار تھا۔ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ محض عبارت سنکر ہزار جان سے عاشق ہو گئے ہیں۔ آج بازار میں اپنی تصویر کھچوا کر میرے پاس لائے تھے۔ میں ان کی مجذوبی اور بے ریا درویشی کا معتقد ہوں۔ مگر جنتی لوگ کتنے بھولے ہوتے ہیں۔ کہ سولہ سال کی لڑکی پر محض اشتہار سنکر طبیعت آجاتی ہے۔

ان کا عقد ثانی ہو تو دہلی کے برہنہ حافظ جی مجذوب ان کا نکاح پڑھائیں اور پھر سلام کے لئے مہاراجہ سرکشن پرشاد کے پاس جائیں کہ وہ مجذوبوں کے بڑے قدر دان ہیں۔ میاں قلندر جنگ کی اس ادا پر میں بھی مرتا ہوں۔

## ۱۵ شوال ۱۳۵۰ھ سہ شنبہ
## ۲۳ فروری ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**آج کیا ہوا؟** صبح نو بجے تک گھر میں تحریری کام ختم کیا۔ ملاقاتیوں کا ایک ہجوم حبیب منزل میں جمع تھا۔ ان سے مل کر سید کشفی شاہ نظامی اور ملک لال خاں صاحب کے ساتھ مہاراج کے پاس گیا۔ اور ساڑھے دس بجے نئی دہلی اسٹیشن پر سید جمال الدین نظامی مہتمم باغ عام حیدر آباد دکن اور ان کے بچوں کو لینے گیا۔ وہ خسرو منزل میں ٹھہرے۔ ایبٹ آباد صوبہ سرحد کے مہمان دیوان خانہ میں ٹھہرے۔ مولانا حسن الدین خاموش اڈیٹر اخبار دبدبۂ قیصر روح منزل میں ٹھہرے۔ نورالحسن شاہ صاحب نے بھی وہیں قیام کیا۔ متھرا کے مولا بخش نظامی کا قافلہ بالاخانہ میں ٹھہرا۔

واحدی صاحب کے ہاں جا کر اخباری کام کئی گھنٹہ کیا۔ پھر شہزادہ ولی عہد بہادر کی عیادت کے لئے گیا۔ چار بجے گھر میں واپس آکر صبح کا کھانا کھایا۔ اور ضروری ڈاک کا کام کیا۔ خطوط کے جواب لکھے۔

مغرب کے بعد پھر دہلی گیا۔ قصر شاہی میں کچھ دیر رہ کر مہاراجہ بہادر سے ملا۔ پھر چند ممبران اسمبلی سے ملنے گیا۔ پھر دہلی میں دواخانہ ہمدرد کو دیکھا۔ جہاں مہاراجہ بہادر جلنے والے ہیں۔ پھر مکرر قصر شاہی میں آیا رات کو دس بجے گھر پہنچا۔ کھانا نہیں کھایا۔ بارہ بجے تحریری کام ختم کر کے سو گیا۔ پانچ بجے بیدار ہوا۔ پارہ ۵۰ درجہ پر ہے۔

**قلندر جنگ نظامی** آج عبدالحمید قلندر جنگ نظامی میرے ساتھ مہاراجہ بہادر کے پاس گئے تھے۔ مجذوبانہ درخواست اپنے عقد ثانی کی بھی پیش کی تھی۔ مہاراج ان کی حرکات عجیب سے بہت مسرور ہوئے۔

**جمعہ کی نماز** معلوم ہوا کہ آج قیصر اسلام نے جمعہ کی نماز درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں سلطان علاؤ الدین خلجی کی قدیمی مسجد میں ادا فرمائی تھی۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ درگاہ شریف کی زیارت بھی کی گئی اور درگاہ کی قوالی اور خواجہ صاحب کے مکان کی مجلس سماع بھی سماعت فرمائی تھی۔

**غیبی آواز** پیرزادہ سید محمد بلال اور قاضی محمد اکبر صاحب نے تاریخی حالات کے سلسلہ میں بیان کیا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ محبوب الٰہیؒ جب اس درگاہ میں آتے تھے تو اس پتھر پر کھڑے ہو کر سلام کرتے تھے جو ادب کے سبب دروازہ کی دیوار میں لگا دیا گیا ہے۔

یہ بھی کہا کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے دل میں خطرہ گزرا کہ میرا یہاں حاضر ہونا حضرت خواجہ صاحب کو معلوم بھی ہوتا ہوگا یا نہیں یہ خیال آتے ہی حضرت نے ایک غیبی صدا میں یہ شعر سنا۔

مثم زندہ پندار چون خویشتن
من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

(مجھ کو اپنی طرح زندہ سمجھو اگر تم جسم کے ساتھ آؤگے تو میں جان کیساتھ آؤنگا)

**قلمی قرآن السعدین** معلوم ہوا کہ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں جب اعلیٰ حضرت حاضر ہوئے تو درگاہ کے پیرزادے سید صمصام الدین صاحب نے حضرت امیر خسروؒ کی مشہور تصنیف قرآن السعدین قلمی کا ایک نسخہ پیش کیا جس کو اعلیٰ حضرت قبول فرمایا۔ کسی نے ایک درخواست پیش کرنی چاہی تو پیشی کے آدمیوں نے اس کو روکا۔ اس پر زبان اقدس سے ارشاد ہوا۔ لیلو۔ لیلو اس کی درخواست لیلو۔

**نورچشم کا ملاحظہ** ساڑھے تین بجے سواری قصر شاہی سے شہزادہ ولی عہد بہادر اور شہزادیوں کے مزاج کا حال ملاحظہ کرنے کے لئے روانہ ہوئی تھی۔

**طبیہ بلڈنگ کا افتتاح** سنا ہے حکیم عبدالوہاب صاحب انصاری عرف حکیم نابینا صاحب کی بنائی ہوئی طبیہ بلڈنگ کا اعلیٰ حضرت اپنے دست مبارک سے افتتاح فرمائیں گے۔ یہ عمارت نئی دہلی کناٹ پلیس میں ابھی تیار ہوئی ہے۔ ایک لاکھ روپے کلدار کی تعمیر ہے اور جس کو حکیم صاحب نے خدمات طبی کے لئے وقف فرما دیا ہے۔

**اعلیٰ حضرت کے ہزاروں مشتاقوں کا ارادہ** چونکہ کناٹ پلیس اجمیری دروازہ کے باہر نئی دہلی میں ہے اس لئے حکیم نابینا صاحب کی نئی تعمیر طبیہ منزل کے افتتاح کے سلسلہ میں جب اعلیٰ حضرت اور شہزادگان بلند اقبال تشریف لیجائیں گے تو دہلی کے ہزاروں مشتاق ہندو مسلمان مشاہدۂ جمال کے لئے وہاں جائیں گے کیونکہ سڑک بڑی ہے اور ہزارہا آدمی آسانی سے اس منظر کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں۔ یہ تقریب ۲۸ فروری اتوار کے دن صبح نو بجے ہوگی۔ سواری مبارک ٹھیک نو بجے وہاں آجائے گی۔

**سید کشفی شاہ نظامی کی روانگی** سید کشفی شاہ نظامی کی اہلیہ کے علیل ہو جانے کا تار آیا تھا۔ اس لئے وہ حضرت امیر خسرو کے سالانہ عرس میں شریک نہ ہو سکے اور ملک لال خاں صاحب وغیرہ رفیقوں کے ہمراہ لاہور چلے گئے۔ مارچ کے پہلے ہفتہ میں برما چلے جائیں گے۔

مہاراجہ بہادر سے ان کی کئی ملاقاتیں ہوئیں اور اعلیٰ حضرت حضور نظام نے بھی ان سے مل کر اور مسلمانان برما کا سلام قبول کر کے اور سپاسنامہ سماعت فرما کر اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

کشفی شاہ نظامی نے برما کے مسلمانوں کی ایک بڑی خدمت انجام دی کہ مغل سلطنت کی یادگار تاجدار سے مسلمانان برما کا تعارف کرایا۔ اور اعلیٰ حضرت کے دل پر مسلمانان برما کی عقیدت کا اثر پیدا کیا۔

**خاموش صاحب** اخبار دلچسپ کا روزنامچہ جیسا دلچسپ ہوا کرتا ہے میں لکھ چکا ہوں سب کو معلوم ہے۔ اس کے اڈیٹر مولانا احسن الدین خاموش مدت کے بعد ملے۔ لمبی سفید ڈاڑھی ہے مگر صحت نہایت عمدہ ہے۔ آنکھوں میں جوش ایمان اور ذہانت خاص کی چمک ہے۔ بڑے محنتی اور عملی مسلمان ہیں۔

**سید جمال الدین نظامی** میرے قدیمی مخلص مرید ہیں ان کی اہلیہ ابھی ولایت سے تعلیم حاصل کر کے آئی ہیں۔ دونوں میاں بیوی بہت خوش عقیدہ ہیں۔ یہ باغبانی کے فن کے ماہر خصوصی ہیں۔

**مولانا عبد الحیٔ** آج آگرہ سے مولانا عبد الحیٔ صاحب عہدہ دار جمعیت تبلیغ بھی ملنے آئے تھے۔ قدیمی مہربان ہیں۔ رات دن خدمت اسلام میں مصروف رہتے ہیں۔

**شہزادہ ولی عہد کا عمدہ اعتقاد** آج میں شہزادہ ولی عہد بہادر کی مزاج پرسی کے لئے گیا تھا۔ ان کو علالت کے سبب ڈاکٹر نے ملاقاتوں سے منع کر دیا ہے۔ مگر ولی عہد صاحب کو میری اطلاع ہوئی تو از راہ اخلاق اسلامی انہوں نے مجھ کو اپنے پاس بلا لیا۔

میں نے دیکھا بیماری کے بادلوں سے نکلا ہوا ایک چاند تکیوں کے سہارے لیٹا ہوا مسکرا رہا ہے۔ میں سامنے گیا تو اٹھ بیٹھے اور میرے ہاتھ چومے میں پاس بیٹھ گیا۔ اور درگاہ وغیرہ کی دعاؤں کا حال بیان کیا۔ شہزادہ صاحب نے کہا۔ مجھے دعا کا پورا اعتقاد ہے۔ اور میں محسوس کرتا ہوں کہ جب آپ نے دعا شروع کی اسی وقت سے بخار میں کمی ہونے لگی۔ چنانچہ اس وقت آپ آئے تو بخار بالکل نارمل ہو گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے۔ میں نے شہزادہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر حزب البحر شریف کی چند دعائیں پڑھیں جو صحت و تندرستی کے لئے بہت مفید ہیں۔

**شہزادۂ معظم جاہ بہادر** ولی عہد بہادر سے مل کر دوسرے شہزادہ

## ۱۹ شوال سنہ ۱۳۵۵ھ ہفتہ

**حضور وائسرائے کے ہاں اعلیٰ حضرت کی دعوت** ۲۶ فروری کی شام کو جو پارٹی حضور وائسرائے نے اعلیٰ حضرت کو دی تھی معلوم ہوا اس میں سترہ سو مہمان تھے تمام سرکاری افسران یورپین و دیسی کے علاوہ لیجسلیٹو اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ کے ممبر صاحبان اور دہلی کے ہندو مسلمان عمائد اور بیرون دہلی کے بھی بکثرت ممتاز حضرات شریک تھے۔ بہت شاندار تاریخی دعوت تھی۔

**مہاراجہ بہادر کو وائسرائے کی دعوت** ۲۰ فروری یوم شنبہ کو حضور وائسرائے معہ ان کی بیگم صاحبہ نے یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر صدر اعظم کو دوپہر کے کھانے کی دعوت دی تھی۔ حضور وائسرائے اور ان کی بیگم صاحبہ نے سر مہاراجہ بہادر کے ساتھ نہایت مخلصانہ یگانگت کا برتاؤ کیا۔ سر مہاراجہ بہادر حضور وائسرائے اور ان کی بیگم صاحبہ کی نوازش خاص سے بہت مسرور معلوم ہوتے تھے۔

**مولانا قاری عبد اللہ صاحب سیفی** معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ حسن نظامی کے مکان پر جب اعلیٰ حضرت قوالی سننے تشریف لے گئے تو قوالی سے پہلے مولانا قاری محمد عبد اللہ صاحب سیفی نے اپنے مشہور طرز قرأت سے اعلیٰ حضرت کو قرآن مجید کا ایک رکوع پڑھ کر سنایا تھا جس سے اعلیٰ حضرت بہت متاثر ہوئے تھے۔

**میرزا حامد بیگ صاحب کا قطعہ** دہلی کوچہ چیلان کے رہنے والے جن میرزا حامد بیگ صاحب نے اعلیٰ حضرت کو قطعہ پیش کیا تھا اور جس کے پہلے حصہ "فتح مقصد شاہ" کا ذکر کل کے پرچہ میں ہو چکا ہے وہ میونسپل کمیٹی والے میرزا حامد بیگ نہیں بلکہ دوکاندار میرزا حامد بیگ ہیں جن کی دکان بلکش کے کمرہ کے قریب کوچہ چیلان میں ہے ان کے قطعہ کو اعلیٰ حضرت نے اس قدر پسند فرمایا کہ اپنے ساتھ موٹر میں رکھ کر لے گئے۔

**باریابی** جناب حاجی سید وزیر علی صاحب صاحبزادہ درگاہ اجمیر شریف پرسوں شہزادگان بلند اقبال کے ہاں باریاب ہوئے تھے۔ وہ درگاہ ممدوح میں اعلیٰ حضرت کے وکیل ہیں۔ اور بہت عابد و مقدس پیر زادے ہیں۔

معلوم ہوا کہ شہزادگان بلند اقبال نے نہایت ادب و احترام سے تبرکات قبول کئے اور حاجی صاحب کے ساتھ بھی بہت عزت کا برتاؤ کیا۔

**تمام ہندوستان کی طرف سے دعوت** ۲۷ فروری شنبہ کی شام کو کونسل چیمبر میں اعلیٰ حضرت کو ممبران اسمبلی اور ممبران کونسل آف اسٹیٹ کی طرف سے ایک شاندار گارڈن پارٹی دی گئی تھی جس میں دو ہزار کے قریب مہمان شریک ہوئے تھے۔ جن میں ہر درجہ کے یورپین اور دیسی اصحاب تھے۔ یہ پارٹی تمام ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کی طرف سے اس لئے بھی جاتی ہے کہ تمام ہندوستان کے نمایندوں نے دی تھی۔ اس لئے اس کو ایک تاریخی پارٹی خیال کیا جاتا ہے۔

معظم جاہ بہادر سے ملاقات کی۔ وہ خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہیں۔ مگر ان کی بیگم صاحبہ بہت علیل ہیں۔ وہ باہر جا رہے تھے۔ مگر انہوں نے خواہش کی کہ میں ان کی بیگم صاحبہ پر بھی دعائیں دم کر دوں۔ چنانچہ میں دعا دینے گیا۔ مگر شہزادی صاحبہ آرام میں تھیں۔ اس لئے واپس چلا آیا۔

**شہزادگان کا اسٹاف** دونوں شہزادوں کے اسٹاف میں جو آدمی ہیں وہ بہت شریف خوش عقیدہ اور تعلیم یافتہ اور وفادار معلوم ہوتے ہیں۔ امراکے پاس رہنے والے عموماً فرعون صفت مغرور اور بدخلق ہو جایا کرتے ہیں۔ مگر یہاں معاملہ برعکس ہے ان کے عمدہ اخلاق کا مجھ پر بہت اچھا اثر ہوا۔

**مرزا چپاتی** تیموریہ خاندان کے اُمّی شاعر مرزا چپاتی آج اپنا قصیدہ لیکر میرے پاس آئے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

**نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر** آج نئی دہلی اسٹیشن کے سیلون میں نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر سے ملنے گیا تھا۔ مگر وہ موجود نہ تھے۔

**اعلیٰ حضرت کی نماز جمعہ** آج اعلیٰ حضرت نے ایک عنایت نامہ بھیجا تھا جس میں آئندہ نماز جمعہ پڑھنے کی اطلاع تھی۔ یہ جمعہ دہلی کی جامع مسجد میں نہیں بلکہ ایک اور مسجد میں ہوگا۔ میں نے انتظامات کر دئے ہیں۔

**تین پمفلٹ** بھائی پرمانند جی کی پارٹی نے حیدرآباد کی رعایا کے فرضی نام سے تین انگریزی پمفلٹ تقسیم کئے ہیں جن میں نظام گورنمنٹ کے خلاف ہندو رعایا کو اشتعال دلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور بالکل بے سروپا باتیں درج ہوئی ہیں۔

پرسوں کے ضمیمہ میں جس جلسہ کی اطلاع شائع ہوئی تھی یہ اس کا عمل ہے۔ اس کا ترجمہ شائع کیا جائے گا۔ اور اسکا جواب بھی لکھوں گا۔ مسلمان بھی غور کر رہے ہیں کہ ان کو اس کے جواب میں ہندو ریاستوں کی مسلمان رعایا کے لئے کس طریقہ سے کام شروع کرنا چاہیئے۔

مگر بالفعل میں دونوں کا تماشہ دیکھنا چاہتا ہوں جب ضرورت ہوگی میں بھی مسلمانوں کے ساتھ کام شروع کر دوں گا۔

## ۱۶ شوال ۱۳۵۰ھ بدھ
## ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**آج کے کام** مرض کے دورہ شدید کے سبب آج میری حالت بہت خراب ہے۔ چلتا ہوں تو چکر آتے ہیں۔ بادی سے زیادہ خون بواسیر کے سبب آیا۔ اس نے بہت ناتوان کر دیا۔ صبح ایک پیالی اوولٹین کی پی کر کام شروع کیا تھا۔ شام کو چار بجے تک کچھ نہ کھایا۔ کاموں سے فارغ ہو کر دفتر میں ایک چپاتی کھائی۔ اس کی قوت کو

# قصر شاہی کی خبریں
## بقیہ ۱۹ شوال ۱۳۵۰ھ ہفتہ

**اختلاف کرنے والے بھی شریک تھے** چار پانچ ہندو ممبران نے اس پارٹی سے اختلاف بھی کیا تھا مگر بعد میں وہ بھی سب پارٹی میں شریک ہوئے البتہ اختلاف کرنیوالی پارٹی کے لیڈر بھائی پرمانند جی کو وہاں نہیں دیکھا گیا۔

اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ کی یہ پارٹی ایسی کامیاب ہوئی کہ اس سے پہلے کونسل چیمبر میں کوئی پارٹی اتنی شاندار اور کامیاب نہیں ہوئی تھی۔

**اعلےٰ حضرت کا اخلاق** قیصر اسلام حضور نظام نے پارٹی کے یورپین اور ہندو اور مسلمان مہمانوں سے فرداً فرداً مصافحہ کیا۔ سب لوگ ایک بہت بڑا حلقہ بنا کر کھڑے ہو گئے اور اعلےٰ حضرت نے ایک رخ سے مصافحے کرنے شروع کئے اور تمام حلقہ کا گشت کر کے سب کو مصافحہ اور سلام سے سرفراز فرمایا۔ اور بعض کو ہم کلامی کا شرف بھی عطا ہوا۔ اعلےٰ حضرت کے چہرہ مبارک پر آثار تبسم تھے اور اس طرح مل رہے تھے گویا اپنے گھر میں اپنے قریبی عزیزوں سے کوئی ملتا ہے۔

**خاصہ عطا ہوا** ۲۷ فروری شنبہ کی رات کو حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کو خاصہ بھیجا گیا تھا کہ کسی مستحق درویش کو دیا جائے۔ پیارے شاہ صاحب پشاوری مقیم درگاہ شریف کو دیا گیا۔

**سر مہاراجہ بہادر کی دعوت** ۲۷ فروری شنبہ کی رات کو کنور جگجیت سنگھ صاحب آف کپورتھلہ نے سر مہاراجہ بہادر کو کھانے کی دعوت دی تھی۔ اور بھی ہندو مسلمان سکھ عائد شریک تھے۔ قوالی بھی ہوئی تھی۔ گیارہ بجے تک مجلس رہی۔ کنور صاحب کے خلوص و محبت سے سر مہاراجہ بہت متاثر ہوئے۔ کنور صاحب کونسل آف اسٹیٹ کے ممبر ہیں۔

**ولی عہد بہادر کے ہاں** ۲۷ فروری شنبہ کی شام کو حضرت خواجہ حسن نظامی شہزادہ ولی عہد بہادر اور شہزادہ معظم جاہ بہادر سے ملنے گئے تھے۔ معلوم ہوا۔ شہزادہ معظم جاہ بہادر نے دونوں شہزادیوں کو بھی دکھایا اور سابق سلطان ترکی کی اہلیہ صاحبہ سے بھی جو وہاں موجود تھیں ملایا۔ خواجہ صاحب نے شہزادیوں اور ولی عہد صاحب پر دعائیں پڑھ کر دم کیں۔

**سید کاظم حسین صاحب** اعلےٰ حضرت کی پیشی کے معتمد سید کاظم حسین صاحب ہیں۔ نواب اکبر جنگ مرحوم پہلے کام کا انتظام نواب لطیف یار جنگ بہادر کرتے ہیں سید کاظم حسین صاحب نہیں کرتے۔ مولوی سید کاظم حسین صاحب بہت نیک دیانتدار محنتی اور وفادار افسر ہیں اعلےٰ حضرت کی ان پر خاص شفقت کی نظر ہے۔

جسم میں دیکھا۔ مگر نہیں اصلی قوت کسی اور وجہ سے ہے۔

صبح ساڑھے نو بجے مولانا حسن الدین صاحب خاموش ایڈیٹر اخبار دلچسپ اور مشاہد الحسن خاں صاحب کے ہمراہ مہاراجہ بہادر سے ملنے گیا۔ پھر مہاراجہ بہادر کے ہمراہ درگاہ میں آیا۔ مہاراجہ بہادر نے خواجہ ماڈل ہوسٹل کو دیکھا۔ مرزا منزل کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ بچوں کی رہائش اور طریق تربیت کو بھی دیکھا اور

**ڈہائی سو برس کی سالم میت کی قبر** بھی دیکھی جو چونسٹھ کھمبہ مرزا عزیز کوکلتاش کے قریب ہے۔ اور جو مرمت کے وقت کھل گئی تھی تو میں نے بچشم خود ایک میت دیکھی تھی۔ جس کے چہرہ کی کھال درست تھی۔ اور سفید ڈاڑھی بھی قایم تھی۔ اور سفید کفن بھی تھا۔ مگر کفن کا کپڑا گل کر خاک ہو گیا تھا۔ اور میری اطلاع کے سبب آنریبل سرجان طامسن بہادر چیف کمشنر دہلی نے خاص اہتمام سے اس کی مرمت کرا دی تھی۔ مہاراجہ بہادر نے اس مزار پر بنہایت ادب کے ساتھ فاتحہ پڑھی۔ اور مولانا سید عبدالرؤف صاحب اہل حدیث سے اس واقعہ کی نسبت گفتگو بھی کی۔

**جی منزل** خان بہادر ڈاکٹر ولی محمد نظامی ممبر کونسل برما کی اہلیہ کی یادگار مکان جی منزل بھی دیکھا اور میں نے خان بہادر صاحب اور ان کے بھائی خان بہادر ملک ابراہیم حسن نظامی کی خدمات کا ذکر کیا۔ مہاراجہ بہادر نے احمد آباد منزل کو بھی دیکھا جو جماعت نظامیہ احمد آباد کی تعمیر کردہ ہے۔

**خواجہ پرشاد منزل** سرمہاراجہ بہادر کے ولی عہد راجہ خواجہ پرشاد بہادر کے خرچ سے بنا ہوا درویش خانہ بھی دیکھا جس میں آج کل نظام الاسلام مڈل اسکول قایم ہے۔ مہاراجہ بہادر ہر جماعت میں تشریف لے گئے اور تعلیم کے طریقہ کو ملاحظہ فرمایا اور کچھ سوالات بھی کئے۔

پشاور کے پانچ سالہ بدر ڈاکٹر عزیز الحسن سے دریافت کیا۔ وطن کہاں ہے بالا پشاور۔ بچے نے کہا پشاور۔ پھر اس کے بڑے بھائی بشیر الحسن سے دریافت کیا تو اس نے کہا جہاں میں رہتا ہوں وہی اچھی جگہ ہے۔ مہاراجہ بہادر ان جوابات سے بہت خوش ہوئے۔

**میری تقریر** بڑے ہال میں سب بچوں کو جمع کر کے میں نے ایک تقریر کی۔ اور مہاراجہ بہادر کا بچوں سے تعارف کرایا اور بتایا کہ مہاراجہ بہادر مشہور و معروف ٹوڈرمل کی اولاد میں ہیں جو شہنشاہ اکبر کے وزیر مال تھے۔

عبدالقدوس نظامی اور خورشید احمد نظامی نے میرے سوالات کے بہت اچھے جوابات دیئے۔ اور مہاراجہ بہادر ان جوابات سے خوش ہوئے۔

**مزارات کے کتبے** اسکول سے واپس ہو کر مہاراجہ بہادر نے ان قدیمی بزرگوں کے مزارات کی زیارت کی جہاں میں نے کتبے لگائے ہیں۔

**لنگر کی روٹی** جب مہاراجہ بہادر کے لئے عرس شریف کے لنگر کی

**طیبہ منزل کا افتتاح** ۲۸ر فروری یکشنبہ کی صبح دس بجے حکیم عبدالوہاب صاحب انصاری عرف حکیم نابینا صاحب کی نئی عمارت طیبہ منزل کے افتتاح کے لئے اعلیٰ حضرت تشریف لیگئے تھے جہاں دہلی کے بہت سے ہندو مسلمان سکھ عیسائی عمائد بھی جمع تھے۔

اعلیٰ حضرت نے چاندی کی کنجی سے چاندی کا قفل کھول کر عمارت کو کھولا۔ اس کے بعد جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ اور حکیم عبدالحی صاحب انصاری نے سپاس نامہ پڑھکر سنایا۔ اور اس کو چاندی کے بکس میں رکھ کر پیش کیا اور سنہری ہار بھی نذر کیا۔ اس کے بعد واپسی عمل میں آئی۔

**یاد ہوئی** ۲۸ر فروری۔ یکشنبہ۔ آج صبح دس بجے قصر شاہی میں خواجہ حسن نظامی کی یاد ہوئی تھی۔

**اسباب کی روانگی** آج قصر شاہی سے اسباب لاریوں میں ریل پر روانہ ہو رہا ہے۔ اور منتظم لوگ بہت مصروف نظر آتے ہیں۔

**ولی عہد بہادر سے ملاقات** ۲۸ فروری۔ یکشنبہ۔ آج گیارہ بجے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب شہزادہ ولی عہد بہادر اور شہزادہ معظم جاہ بہادر سے ملنے گئے۔ ایک گھنٹہ تک وہاں تک رہے۔ خواجہ صاحب کا لڑکا نذیر بھی ساتھ تھا۔ ولی عہد بہادر نے اس کو گود میں بٹھا لیا۔ اور بہت محبت سے پیش آئے۔ سنت رسول اللہ پر عمل کرنے والے سب مسلمان بچوں پر مہربان ہوتے ہیں۔

شہزادہ معظم جاہ بہادر اور شہزادہ اعظم جاہ بہادر کے خیالات کی نسبت خواجہ صاحب سے معلوم ہوا کہ آج بھی ان دونوں نے بچے اور حق پرست اور حق شناس مسلمانوں کی طرح بہت ہی عمدہ باتیں کیں۔

**صحت** یہ بھی معلوم ہوا کہ شہزادہ ولی عہد بہادر کو اب بخار نہیں ہے البتہ کمزوری بہت ہے۔ وہ ہر وقت لیٹے رہتے ہیں اور قبض اور ہول کا بخار بھی دور ہو گیا ہے مگر وہ دونوں بھی بہت کم۔ دور ہو گئی ہیں۔ یہ پارٹی یکم مارچ منگل کے دن دہلی سے حیدرآباد روانہ ہوگی۔

**خاصہ اور باریابی** سید غلام معین الدین صاحب پیرزادہ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے پاس کا خاصہ بھیجوایا گیا تھا اور ۲۸ر فروری یکشنبہ کو باریابی کا شرف بھی عطا ہوا تھا۔ انہوں نے درگاہ کے تبرکات بھی پیش کئے تھے۔

**قصر شاہی میں پارٹی** ۲۸ر فروری یکشنبہ کی شام کو ساڑھے چار بجے قصر شاہی کے چمن میں اعلیٰ حضرت نے دہلی کے سرکاری و غیر سرکاری عمائد کو چار پارٹی دی تھی۔ بکثرت مہمان آئے تھے۔ علماء و مشائخ و رؤسا و لیڈران بھی تھے۔ حسب ذیل اخبار نویسوں کو بھی دعوت دی گئی تھی۔

(۱) مسٹر سری کرشن نمائندہ ایسوشی ایٹڈ پریس (۲) مسٹر سابقی اڈیٹر ہندوستان ٹائمز (۳) اڈیٹر صاحب اخبار تیج (۴) سردار دیوان سنگھ صاحب اڈیٹر اخبار ریاست (۵) اڈیٹر صاحب اخبار الجمعیۃ (۶) شیخ

رو دی گئی تو مہاراجہ بہادر بہ تعظیم کے لئے صوفہ سے نیچے اتر آئے اور حاضرین پر اس کا بہت اثر ہوا۔

**لنگر کا ٹکڑا دکن کا تاج** حیدرآباد دکن کی پہلی اسلامی حکومت بہمنیہ کے بانی حسن خاں کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے اپنے لنگر کی روٹی کا ایک ٹکڑا عنایت کر کے فرمایا تھا کہ یہ دکن کی حکومت کا تاج ہے۔ اس وقت حسن خاں ایک غریب اور فاقہ کش لڑکا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد دکن کا بادشاہ ہو گیا۔

**حاجی وجیہ الدین احمد** مہاراجہ بہادر قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور میں دہلی گیا۔ خان بہادر حاجی وجیہ الدین احمد صاحب ممبر اسمبلی ملنے آئے۔ اور مسئلہ تفریق یعنی مسلمان عورتوں کے حق خلع کا قانون بنانے کی نسبت گفتگو ہوئی ان کو میری گذشتہ تحریر روزنامچہ سے اس کا خیال ہوا۔ وہ بڑے خیر خواہ اسلام اور مستعد ممبر ہیں۔

دہلی کے دفتر میں کئی گھنٹے کام کیا۔ مہاراجہ بہادر نے ایک خاص قاصد کے ہاتھ اسکول کی تعریف میں ایک خط بھیجا اور امدادی رقم بھی بھیجی۔

حکیم محمد جمیل خاں صاحب ملنے آئے اور دیوان صاحب اجمیر شریف اور حاجی سید وزیر علی صاحب اور حکیم محمد عاقل خاں صاحب بھی ملنے آئے۔ مرزا چپاتی بھی ملنے آئے۔ آغا خانی مشنری عزیز بھائی صاحب بھی ملنے آئے۔

**واپسی** آج میرے اسکول کی آٹھویں جماعت کے لڑکوں کا امتحان تھا لڑکے آئے تھے۔ شام کو چار بجے میں ان کے ساتھ گھر میں واپس آیا اور صبح کا کھانا چار بجے کھایا۔

**مہمان** پریمی گنگاہی ایڈیٹر اخبار دین اور سیٹھ ملا صاحب احمد آباد سے آگئے۔ آج مہاراجہ بہادر سے بھی ان کی ملاقات ہوئی تھی ایمان خانہ میں قیام ہوا۔

صوفی حبیب اللہ صاحب بھی آگئے۔ احمد آباد منزل میں ٹھہرے جوشلہ کے قوال بھی آگئے۔ درویش خانہ میں ٹھہرے۔

**محفل سماع** حسین خانہ میں نماز مغرب کے بعد قوالی ہوئی۔ مہاراجہ بہادر اور دیوان صاحب اجمیر شریف وغیرہ بہت سے نامور و ممتاز اصحاب شریک تھے۔

**مہاراجہ کے نواسہ کا کیف** مہاراجہ بہادر کے سولہ مہینے کے نواسہ رتن گوپال پر ایک کیف طاری تھا یہ بچہ مجلس میں جھومتا تھا اور نانا سے روپے لیکر قوالوں کو دیتا تھا۔ انگریزی تعلیم یافتہ حاضرین پر اس واقعہ کا بہت زیادہ اثر ہوا۔

آٹھ بجے قوالی ختم ہوئی اور میں مہاراجہ بہادر کے ساتھ یامین خاں صاحب ممبر اسمبلی کے ہاں دعوت میں گیا۔ بہت پر لطف مجمع تھا۔ ہندو مسلمان سکھ ممبران اسمبلی بھی تھے۔ رات کو دس بجے کے بعد واپس آیا۔

**مانگرول کے حضور اسسٹنٹ** محمد حسین صاحب حضور اسسٹنٹ

زبیر حسن صاحب مالک اخبار الخلیل (۷) شوکت صاحب فہمی ایڈیٹر اخبار طاقت (۸) محمد افتخار صاحب ہاشمی ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا (۹) منشی عبد الحمید خاں صاحب ایڈیٹر رسالہ مولوی (۱۰) ملا محمد واحدی صاحب اڈیٹر رسالہ نظام المشائخ (۱۱) بقائی صاحب اڈیٹر رسالہ پیشوا (۱۲) عبد الرشید خاں صاحب منیجر رسالہ درویش (۱۳) شیخ احسان الحق صاحب اڈیٹر رسالہ اسوہ حسنہ (۱۴) محمد دین صاحب ملنسار اڈیٹر رسالہ گرو سیوک (۱۵) خاکسار سید ابن عربی اڈیٹر اخبار روزنامچہ۔

**وزیر اعظم میسور** آج کی پارٹی میں اکثر مہمانوں کو شرف ہمکلامی عطا کیا گیا۔ جناب مرزا اسمٰعیل صاحب وزیر اعظم ریاست میسور سے بھی دیر تک گفتگو فرمائی۔

**الخلیل کا خاص نمبر** آج قصر شاہی کی پارٹی میں دہلی کے مشہور اخبار الخلیل کا خاص بالتصویر نمبر جو اعلیٰ حضرت کے لئے مخصوص تھا تقسیم ہوا تھا۔ جس میں اعلیٰ حضرت اور شہزادوں اور شہزادیوں اور عہدہ داروں اور مہاراجہ بہادر کی تصویریں تھیں۔ اور جس کو مولوی شریف احمد صاحب مرتو ایڈیٹر نے نہایت عمدہ مضامین سے آراستہ کیا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے تمام بڑے بڑے عہدہ داروں نے اس کو حاصل کیا اور پسندیدگی ظاہر کی۔

**صدر جمعیت قریش کا سلام** آل انڈیا جمعیت قریش کے صدر جناب شیخ رشید الدین صاحب بھی آج پارٹی کے موقع پر باریاب ہوئے اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے

بھی ملاقات کی گئی۔

**ولی عہد بہادر کی سرکار میں** آج شیخ عبد الحمید صاحب نے شاہی ملو اسر بھی شہزادہ ولی عہد بہادر کی سرکار میں بھی نذر گذرانا تھا۔

**روانگی** ۲۸ فروری یک شنبہ آج رات کو بارہ بجے کے بعد حضور ظل سبحانی کی اسپیشل رام پور کی طرف روانہ ہوئی۔ سر مہاراجہ بہادر اور شہزادگان بلند اقبال ہمراہ نہیں گئے۔

**درگاہوں کی نذریں** بعض درگاہ والوں کو غلط فہمی ہوئی تھی کہ درگاہوں کی نذریں حسب معمول سابق بھیجی گئی ہیں۔ قصر شاہی میں تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ کسی درگاہ کو اس سفر میں نذر نہیں دی گئی۔

**شہزادہ ولی عہد بہادر کا غسل صحت** ۲۹ فروری دوشنبہ آج شہزادہ ولی عہد بہادر نے غسل صحت فرمایا۔ اور سب سے پہلے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں سلام کے لئے تشریف لائے۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے مکان پر بھی تشریف لے گئے۔

**اسکول کا معائنہ** ۲۹ فروری دوشنبہ آج شہزادہ ولی عہد بہادر نے خواجہ حسن نظامی کے نظام الاسلام مڈل اسکول اور خواجہ اڈل ہوسٹل کا معائنہ فرمایا اور پسندیدگی ظاہر کی۔ طلبا نے شہزادہ اعظم و ولی عہد بہادر زندہ باد کے نعرے لگائے۔

ماگروں کی جانب اور بہادر سے اسی جگہ ملاقات ہوئی۔

**بقیہ کام** جماعت کو بارہ بجے تک دن کا بقیہ کام پورا کیا۔ دہلی سے عزیز علی خاں اور قلندر جنگ نظامی اور خلیل احمد نظامی اور محمد سعید خاں نظامی سید محمد یامین نظامی وغیرہ بھائی آ گئے تھے۔ ملاقات کرکے چلے گئے۔ قلندر جنگ سمجھتے تھے آپ نے مجھکو جنتی لکھ دیا اس بشارت سے مجھکو بہت خوشی ہوئی۔

مولانا سید عبدالرؤف صاحب اہل حدیث بھی آ گئے تھے مگر قوالی کی مجلس سے باہر رہے مولانا قاری محمد سلیمان صاحب استاد ولی عہد حضور نظام اور مولانا سید محمد حسین صاحب اور انجمن تعلیم القرآن کے علما شریک سماع ہوئے۔ میں بارہ بجے سے چار بجے بیدار رہا۔ پارہ ۵۲ درجہ پر ہے۔

## ۱۷ شوال ۱۳۵۰ھ جمعرات
## ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء دہلی

**خواجہ نظام است و نظامی منم** آج جن کا عرس ہے ان کا نام امیر خسرو تھا اور وہ ہندوستان کے سب سے بڑے شاعر تھے۔ جن کی قابلیت شاعری کو ایران و توران میں بھی مانا جاتا تھا۔ اور جو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے نہایت مقبول و محبوب مرید تھے۔

انہوں نے اپنے نظامی ہونے کا ایک شعر میں جو فخر کیا تھا اس کا ایک مصرع یہ ہے کہ خواجہ نظام است و نظامی منم (میرا خواجہ نظام ہے اس لئے میں نظامی ہوں) پس میں بھی آج تمام دنیا کے سر پر اپنے دونوں پاؤں کے پنجے ٹیک کر بلند آواز سے کہتا ہوں خواجہ نظام است و نظامی منم۔

**مہمان** پانی پت کے جنگلی شاہ۔ لاہور کے صوفی خدا بخش علی پور سیداں کے عبداللہ نظامی ریاست بڑودہ کے غضنفر بھائی نظامی مانا ودر کاٹھیاواڑ کے ولی الحق عباسی نظامی اجمیر شریف کے جلال محمد فاروقی نظامی وغیرہ بھائی بھی آ گئے ہیں۔ اور عرس کے مقررہ مہمان بھی آ رہے ہیں۔ جاورہ والے بنے میاں صاحب بھی آ گئے ہیں۔ وہ درویش خانہ میں ٹھہرے ہیں۔ قلندر جنگ نظامی بھی پوتے کے ساتھ آ گئے ہیں۔

**سر مہاراجہ بہادر** دس بجے درگاہ کے دفتری کام سے فارغ ہو کر قصر شاہی میں گیا۔ اور چند احباب سے مل کر سر مہاراجہ بہادر سے ملنے گیا۔ وہاں اور بھی بہت سے ہندو مسلمان عیسائی عمائد سے ملاقات ہوئی۔ اس کھتری زادہ کو شاید جادو آتا ہے کہ اس کے پاس ہر قوم و مذہب کا آدمی خود بخود کھنچا چلا آتا ہے۔ جب جاتا ہوں ایک بھیڑ لگی ہوئی دیکھتا ہوں۔

**دہلی کے دفتر میں** بارہ بجے دہلی کے دفتر میں آیا اور تین بجے تک روزنامہ ضمیمہ کے کام کو درست کرایا۔

---

**ولی عہد بہادر کا اسٹاف** شہزادگان بلند اقبال کے اسٹاف میں حسب ذیل اصحاب ہیں جو سب کے سب نہایت شریف خاندان اور تعلیم یافتہ اور شائستہ اور دیندار ہیں (۱) نواب ناصر نواز الدولہ بہادر۔ (۲) مولوی سید مہدی علی صاحب شہید معتمد پیشی (۳) ڈاکٹر واگہرے اسٹاف سرجن۔ (۴) رسالدار میجر غلام مرتضےٰ صاحب اے ڈی سی۔ (۵) بشیر الدین صاحب اے ڈی سی۔ (۶) میرزا حامد بیگ صاحب اے ڈی سی۔

## شہزادوں اور شہزادیوں کا
## اللہ تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ

ہندوستان کے خدا پرست باشندے یہ معلوم کرکے خوش ہوں گے اور ان کے ایمان میں تازگی پیدا ہوگی کہ اعلیٰ حضرت قیصر اسلام حضور نظام کے ولی عہد شہزادہ اعظم جاہ بہادر اور دوسرے شہزادہ معظم جاہ بہادر اور ان کی بیگمات شہزادی دُر شہوار صاحبہ اور شہزادی نیلوفر صاحبہ کا اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل و کرم و رحم پر پورا بھروسہ ہے اور وہ اپنی موجودہ موسمی علالت کے ایام میں اپنے خالق کی رحمت اور اس کے دست قدرت کی شفا کے امیدوار رہے۔ اور اب بھی ہیں۔

چنانچہ میں جب کبھی ان سب پر دعائیں اور کلام الٰہی دم کرنے گیا تو ان کی زبان سے اعتماد علی اللہ کے مؤثر الفاظ سن کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت قیصر اسلام حضور نظام کو ایسی خدا پرست اور دیندار اولاد دی ہے۔ اور شہزادوں کے پاس رہنے والے بھی سب دیندار ہیں

لہذا میں دنیا کے دولت مند اور حکمران طبقہ کے افراد کو تبلیغ کرتا ہوں کہ وہ اپنی بیماریوں اور دنیاوی تکلیفوں میں ہمیشہ خدا تعالیٰ سے دعا کیا کریں اور ہر کام میں اللہ کے فضل پر بھروسہ رکھا کریں۔ جیسے کہ ہندوستان کے سب سے بڑے والیٔ ریاست حکمران کی اولاد خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھتی ہیں۔

یاد رکھو اے دولت مند لوگو
اپنے خدا کو ہر وقت یاد رکھو

حسن نظامی

---

## خاقان افغانستان
## کے
## وزیر دربار کا سفر حجاز

تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو اس اطلاع سے مسرت ہوگی کہ خاقان افغانستان اعلیٰ حضرت غازی نادر شاہ کے وزیر دربار ۲۷ فروری یوم شنبہ کی صبح کو دہلی سے گزر کر بمبئی تشریف لے گئے۔ جہاں سے وہ سفر حجاز کے لئے روانہ ہوں گے۔ اور حج و زیارت کی سعادت حاصل کریں گے۔

کیونکہ کل حضرت امیر خسرو کے عرس کے سبب میرے سب دفتر بند رہیں گے۔ اور چھاپے خانے والے اور کاپی نویس بھی کام نہیں کریں گے۔ اس لئے پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ جو کچھ کام کرنا ہے آج ہی کرنا ہے۔ اس لئے میں کل کا کام بھی تقسیم کر رہا ہوں۔

## دواخانہ ہمدرد کا جلسہ

آج یمین السلطنت مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر صدر اعظم کو دہلی کے مشہور دواخانہ ہمدرد میں چاء کی دعوت دی گئی ہے۔ اور تمام دہلی کے مشہور ہندو مسلمان عمائد کو رقعے تقسیم ہوئے ہیں۔ ساڑھے تین بجے میں بھی دواخانہ میں گیا۔ لال کنویں بازار کے سب راستے بند تھے۔ کیونکہ ہزارہا ہندو مسلمان مہاراجہ بہادر کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔

مہاراجہ بہادر نے پہلے دواخانہ ہمدرد کی دوکان کو دیکھا جو لب سڑک ہے۔ اس کے بعد دواخانہ کی زیر تعمیر شاندار عمارت میں تشریف لے گئے۔ جو ابھی ڈیڑھ لاکھ کے صرفے سے تیار ہوئی ہے اور جہاں دواخانہ کے گودام اور دفتر ہیں۔ اس کے وسیع صحن میں نہایت عمدگی سے میزیں اور کرسیاں آراستہ کی گئی تھیں۔ محمد حسین صاحب خادم مالک مسلم ہوٹل شاہ مسلم ہوٹل ریلوے اسٹیشن دہلی کے انتظامات کی خوبیاں ظاہر ہو رہی تھیں۔ دہلی کے بہت سے ممتاز ہندو مسلمان عمائد جمع تھے تمام سڑکوں پر لال قالین بچھایا گیا تھا۔ ہز ہائی نس نواب صاحب لوہارو اور نواب سائل صاحب بھی تھے اور مولانا مخفی واحدی و ایڈیٹران بھی تھے۔ پہلے نواب سائل صاحب نے نہایت ہی عمدہ قصیدہ مہاراجہ بہادر کی شان میں پڑھا۔ اس کے بعد میں نے حاضرین سے مہاراجہ بہادر کا تعارف کرایا۔ اور دہلی کے ہندو مسلمان ایڈیٹروں کو مخاطب کرکے کہا کہ مہاراجہ کی ایک صفت خاص طور سے نوٹ کرنے کے لائق ہے۔ کہ وہ موجودہ انقلابی وبا کا سب سے اچھا نسخہ ہیں۔ ان کے جد اعلیٰ راجہ ٹوڈرمل بہادر بھی وہ تھے کہ مشہور صلح کل شہنشاہ اکبر کے نورتن میں تھے۔ اور اکبر کی کامیابی اور ہر دل عزیزی اور اس کے ملک کا امن و امان ان جیسے صلاح کاروں کے سبب تھا۔ اور مہاراجہ سر کشن پرشاد بھی ۹۰ فی صدی ہندوؤں کے اسلامی ملک میں صدر اعظم ہیں۔ اور انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کا ایک عملی نمونہ ملک حضور نظام میں قائم کر رکھا ہے۔ پس اگر کوئی شخص ہندو مسلم کشیدگی دور کرنے کا نسخہ معلوم کرنا چاہتا ہے۔ تو اس پیکر خاک کے عمل سے معلوم کرے۔ جو آپ کے سامنے موجود ہے۔ اس پر حاضرین جلسہ نے خوب چیرز دئے۔

اس کے بعد دواخانہ ہمدرد کا تعارف کرایا اور کہا یہ دواخانہ ۱۹۰۶ء میں دو سو روپے کے سرمایہ سے حافظ عبد المجید صاحب مرحوم نے قائم کیا تھا۔ مرحوم کے لڑکے حاجی عبد الحمید صاحب اور ان کے منیجر کی محنت و دیانت کا یہ ثمرہ ہے کہ آج یہ دواخانہ لاکھوں روپے کی جائداد کا مالک ہے۔ اور اس کی دوائیں تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ اور ان کی خوبی ہر جگہ تسلیم کی جاتی ہے۔

دہلی کے اسٹیشن پر مسلمان عمائد دہلی کا بہت بڑا مجمع استقبال و خیر مقدم کے لئے موجود تھا۔ وزیر صاحب کو ہار پہنائے گئے۔ اور میں نے اہل دہلی کی طرف سے جناب وزیر صاحب دربار کو پیغام خیر مقدم پہنچایا۔

جس کے جواب میں جناب وزیر صاحب نے شکریہ کی ایک نہایت عمدہ اور اخوت اسلام سے لبریز تقریر فرمائی۔ اور اعلیٰ حضرت خاقان افغانستان کی صحت و سلامتی کا مژدہ سنایا۔ اور یہ اطلاع بھی دی کہ افغانستان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سرعت کے ساتھ ترقی کے زینہ پر چڑھ رہا ہے اور موجودہ زمانہ میں جو باتیں خوش حالی اور ترقی حیات انسانی کا ذریعہ اور وسیلہ سمجھی جاتی ہیں اور جن کی ضرورت ہر متمدن انسان محسوس کرتا ہے غازی نادر شاہ کی محنت شاقہ سے مسلسل افغان قوم کو حاصل ہو رہی ہیں۔

یہ بھی فرمایا کہ اس وقت افغانستان میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پورا امن امان ہے۔ اور افغان قوم علمی اور صنعت و تجارت کے کاموں میں مصروف و مشغول ہے۔ استقبال کرنے والے مسلمانوں کو یہ تقریر سنکر بہت مسرت ہوئی اور انہوں نے وزیر صاحب کے سفر کی کامیابی کے لئے اور افغانستان کی ترقی کے لئے دعائیں کیں۔ معلوم ہوا ہے کہ مکہ معظمہ میں اعلیٰ حضرت غازی نادر شاہ افغان حاجیوں کے لئے ایک شاندار اور آرام دینے والا حاجی خانہ بنوانا چاہتے ہیں جو جناب وزیر صاحب دربار کے ذریعہ بنے گا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ افغانستان اور حجاز کی حکومتوں میں سیاسی عہدنامہ بھی وزیر صاحب کے ذریعہ مکمل ہوگا۔

حسن نظامی

# نواب سر محمد مزمل اللہ خاں بہادر نے ہندو یونیورسٹی کو دس ہزار روپے دئے

کمال مسرت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ آنریبل نواب سر محمد مزمل اللہ خاں بہادر ہوم سکرٹری گورنمنٹ یو پی نے ہندو یونیورسٹی بنارس کو دس ہزار روپے عنایت فرمائے۔

نواب صاحب کی بے تعصبی اور علمی فیاضی تمام ہندوستان میں شہرۂ آفاق ہے۔ اور سب تعلیم یافتہ اس سے واقف ہیں۔

ہندوستان میں ایک رئیس بھی ایسا نہیں ہے جس نے اپنی بساط سے بڑھکر لاکھوں روپے تعلیمی کام میں خرچ کئے ہوں۔ تعلیم کی ترقی و تبلیغ کے لئے ان کے ہاتھوں سے دولت کی گنگا ہمیشہ بہتی رہتی ہے۔

"زندہ باد مزمل اللہ خاں"

حسن نظامی

نواب صاحب لہارو نے مہاراجہ بہادر سے فرمایا کہ دواخانہ کی یہ تعریف بالکل سچی تعریف ہے۔ میں ذاتی تجربہ کی بنا پر اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ نواب صاحب لہارو نے ضمیمہ روزنامچہ کی دلچسپی اور ملاحظہ کرنے کا ذکر بھی کیا۔ اور دعائے حزب البحر شریف کے اعمال کا تذکرہ بھی فرمایا۔

آخر میں مہاراجہ بہادر نے ایک مختصر مگر نہایت جامع تقریر فرمائی اور ارشاد کیا کہ میں اس دواخانہ کی کامیابی کے علم سے بہت مسرور ہوا۔ اور مجھے اس کی کامیابی کا ہمیشہ خیال رہے گا۔

آخر میں مہاراجہ بہادر اور ان کے ولی عہد راجہ خواجہ پرشاد بہادر کو سنہری ہار پہنائے گئے۔ اور حاجی عبدالحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد نے پانچ اشرفیاں مہاراجہ کی خدمت میں نذر پیش کیں جن کو مہاراجہ بہادر نے ہاتھ رکھ کر واپس کر دیا۔

ہمدرد دواخانہ کا جلسہ ہر اعتبار سے نہایت کامیاب جلسہ ہوا۔ واپسی کے وقت ہزار ہا ہندو مسلمان باشندگان دہلی نے مہاراجہ زندہ باد کے نعرے لگائے۔ اور مہاراجہ روانہ ہو گئے۔

## میر انوار احمد صاحب اشرفی کے دواخانہ میں

یہاں سے رخصت ہو کر مہاراجہ بہادر میرے اور ملا واحدی صاحب کے ہمراہ میر انوار احمد صاحب اشرفی کے دواخانہ میں تشریف لے گئے۔

جو ہندوستانی دواخانہ دہلی کے شہرہ آفاق دواساز ہیں۔ میر صاحب نے بھی فواکہات کا انتظام کیا تھا جو ہر دن کے بار بھی بند ہو گئے۔ مہاراج ان سے مل کر بہت خوش ہوئے۔

## حکیم محمد جمیل خاں صاحب کے مکان پر

آج حکیم محمد جمیل خاں خلف جناب مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم کے مکان پر شہزادہ ولی عہد بہادر اور شہزادہ معظم جاہ بہادر کی دعوت چائے نوشی تھی۔ مگر ولی عہد بہادر کی علالت کے سبب ان کی تشریف آوری نہ ہو سکی۔ معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے تشریف لانے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔

حکیم صاحب کے مکان پر ان کے بھائی حکیم محمد احمد خاں صاحب اور حکیم محمد مظفر خاں صاحب اور حکیم غلام کبریا خاں صاحب اور دہلی کے ہندو مسلمان عمائد اور حکام بھی موجود تھے۔ اعلیٰ حضرت کے امراء اور عہدہ دار بھی تشریف لائے تھے۔

نواب صدر یار جنگ بہادر بھی تھے۔ اور روزنامہ اخبار صحیفہ حیدرآباد کے ایڈیٹر و مالک مولانا اکبر علی صاحب بھی تھے۔ انہوں نے نئی دہلی اسٹیشن کے قریب ایک نو تعمیر سرکاری سرائے کا ذکر کیا اور اس کی بہت تعریف کی۔ میں نے کہا حیدرآباد کے ایڈیٹر دہلی کے ایڈیٹر سے بڑھ گئے۔ ان کی معلومات ہماری معلومات سے فائق ہو گئی۔ میں نے تو آج تک اس سرائے کا نام بھی نہ سنا تھا۔

# خان بہادر نواب محمد ابوبکر خاں صاحب کا زندہ مدرسہ

آنریبل نواب سر محمد مزمل اللہ خاں بہادر کے قرابت دار خان بہادر نواب محمد ابوبکر خاں صاحب رئیس داددوں نے ایک بہت بڑا وقف کیا ہے جس کے ایک حصہ سے ایک بہت اچھی دینی تعلیم کا مدرسہ چل رہا ہے۔ اس کو زندہ مدرسہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس کی تعلیمی خوبیاں اور انتظامی خوبیاں زندہ اور متحرک درسگاہوں کی طرح ہیں۔

نواب صاحب بڑے فقیر دوست اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ فاخریہ میں مرید ہیں اور ان کی زندگی فضول خرچ اور غلط خرچ رئیسوں کے لئے ایک نمونہ ہے اگر اس کی تقلید کی جائے۔

حسن نظامی

# میر علی نواز بہادر تاجدار سندھ

سندھ وہ مقام ہے جہاں سب سے پہلے اسلام کی حکومت قائم ہوئی۔ اور جہاں کی ہندو مسلمان اقوام کا رسم خط اب تک عربی ہے۔ اور جہاں کی زبان میں بکثرت عربی الفاظ ہیں۔ اور جہاں کی تمدنی روایات ہنوز عربی حکومت کو یاد دلاتی ہیں۔

اس سندھ کے تاجدار ہز ہائی نس میر علی نواز خاں بہادر سچے مسلمانوں کا سا صاف اور فیاض دل رکھتے ہیں۔ اور آج کل دہلی میں آئے ہوئے ہیں۔ ان کے ولی عہد کی شادی حیدرآباد کے مشہور امیر نواب معین الدولہ بہادر کی لڑکی سے ہوئی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت حضور نظام میر صاحب کو اپنے بھائیوں اور ان کے ولی عہد کو اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتے ہیں۔ قصر شاہی دہلی میں اعلیٰ حضرت نے ان کو دعوت دے کر تمام مسلمانان ہند کو ممنون فرمایا۔

کیونکہ

سب مسلمان سندھ کے صوبہ سے تاریخی تعلق اور محبت رکھتے ہیں۔

حسن نظامی

## اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری

۷ بجے اعلیٰ حضرت حضور نظام تشریف لائے۔ بازار میں تکبیر کے نعرے بلند کئے گئے۔ جمعیت قریش کے رضا کاروں کی خوبصورت وردیاں بہار دکھا رہی تھیں۔ رضا کاروں کا جرنیل اعلیٰ حضرت کے سامنے شمشیر برہنہ کندھے پر رکھ کر فوجی ادب سے کھڑا ہوا تو حضور ظل سبحانی نے اس کے حالات دریافت فرمائے اور اس کو ہمکلامی کا شرف بھی عطا فرمایا۔

**عمائد کا سلام** حکیم محمد جمیل خاں صاحب نے عمائد و حکام دہلی کا اعلیٰ حضرت سے تعارف کرایا۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی مصروفیت اور سفر لکھنؤ کا ذکر کیا۔ اور اشارۃً ظاہر فرمایا کہ بے شمار دعوتوں کو قبول نہ کر سکنے کی وجہ کم فرصتی ہے۔ ورنہ اعلیٰ حضرت عام و خاص کی اس سچی محبت کی دل سے قدر فرماتے ہیں۔

**شکریہ** آخر میں میں نے اعلیٰ حضرت کے شکریہ کی مختصر الفاظ میں تقریر کی اور کہا کہ حکیم محمد جمیل خاں صاحب کی طرف سے آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں ان کے والد حکیم محمد اجمل خاں صاحب کی تمام عمر یہ تمنا رہی کہ اعلیٰ حضرت ان کے مکان پر تشریف لائیں۔ آج ان کی روح مسرور ہو رہی ہوگی کہ ان کے فرزند کو یہ فخر حاصل ہوا۔

**واپسی کے وقت دعائیہ نعرے** جب اعلیٰ حضرت اور شہزادہ معظم جاہ بہادر واپس تشریف لے جانے لگے تو اہل دہلی نے اس قدر جوش مسرت کا اظہار کیا کہ تمام بازار دیر تک تکبیر کے نعروں اور دعائیہ نعروں سے گونجتے رہے۔

مہاراجہ بہادر بھی جلسہ میں آخر تک اعلیٰ حضرت کے ساتھ رہے۔ اور نواب سر امین جنگ بہادر اور نواب ناصر نواز الدولہ بہادر اور نواب عثمان یار الدولہ بہادر اور نواب لطیف یار جنگ بہادر اور نواب صدر یار جنگ بہادر اور مولوی محمد احمد صاحب وغیرہ بھی۔

میں آٹھ بجے رات کو گھر میں واپس آیا۔ عرس شریف کی رات ہے۔ ہزارہا عورت مرد دور دور سے آئے ہیں۔ میرے ہاں بھی مہمان جوق جوق چلے آتے ہیں۔ رات کے گیارہ بجے تک ان سے باتیں کیں اور ان کے ٹھہرنے کا انتظام کراتا رہا۔

بارہ بجے رات تک تھوڑی کام کیا۔ پھر سو گیا۔ اور چھ بجے تک آرام سے سویا۔ آج بھی بہت زیادہ خون بواسیر کا آیا۔ نیند پوری نہ ہو تو جگر کی حرارت بڑھ جاتی ہے۔ اور جگر میں گرمی بڑھے تو بواسیر کا خون آنے لگتا ہے۔ میں کئی رات سے پوری نیند نہیں سو سکا۔ کام کی کثرت کے سبب۔ اس لئے یہ دورہ ہوا ہے۔ مگر انسان کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور مرض جاندار کے لئے مخلوق ہوا ہے۔ پس اگر میں جاندار ہونے کا دعویدار ہوں تو مجھ کو ہر دکھ اور ہر تکلیف کے لئے ہر وقت بسر و چشم آمادہ اور تیار رہنا چاہیئے۔

# اعلیٰ حضرت قیصر اسلام حضور نظام کو
# دہلی کا رخصتی سلام

آج اعلیٰ حضرت ظل سبحانی دہلی سے روانہ ہو کر بلارام پور اور لکھنؤ کا سفر شروع کرتے ہیں لہٰذا دہلی کا رخصتی سلام پیش کیا جاتا ہے۔ خدا حافظ۔ اے بیکسوں کو سہارا دینے والے۔ فی امان اللہ۔ اے رعایا کے امن و اطمینان کیلئے طلب آرام ہو کر رات دن کام کرنے والے۔ سلام۔ رخصتی سلام۔ دہلی کے ہر باشندہ کا سلام۔ دہلی کے ذرہ ذرہ کا سلام۔

دہلی میں وہ مہمان آیا تھا جس کے بزرگ دہلی کے رہنے والے تھے۔ دہلی سے وہ رخصت ہوتا ہے جو دہلی کے جذبات عقیدت کا دلی قدردان ہے اور جس کے دل میں بلا لحاظ مذہب و ملت ہر شخص کے اظہار محبت کا اعتراف ہے اور جو بہت بڑا سچا مسلمان ہے۔

اے انسان سارے بندۂ خدا سے وہ جو خدا کے سامنے سر جھکانا اپنی نجات کا باعث تسلیم کرتا ہے ایک غریب شہر کا رخصتی سلام قبول کر۔ دہلی کو تیری تشریف آوری ہمیشہ یاد رہے گی۔ اور دہلی تیری روانگی کے بعد بھی دعا کرتی رہے گی کہ تو اپنی لطف اور رعایا کی سب تمناؤں میں کامیاب ہو۔ اور تیرا اقبال بلند رہے۔ آمین

حسن نظامی

# اکبری نورتن کی یادگار
# راجہ ٹوڈرمل عقل کل کی نشانی
# مہاراجہ سر کشن پرشاد جیشی

آج دہلی شہر کئی صدیوں کی عینک لگا کر جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ دہلی کے نورتن کے ایک رتن راجہ ٹوڈرمل عقل کل کی نسل یمین السلطنت (یعنی سلطنت آصفیہ کے داہنے ہاتھ) مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر صدر اعظم باب حکومت ملک حضور نظام کو دیکھتی ہے اور ان کا سچے خلوص و جذبات خاص سے خیر مقدم کرتی ہے۔

آج دہلی شہر میں ایک تاریخی انسان کا ورود ہوا۔ وہ انسان جس نے اصلی انسانیت کے جوہر اپنی پوری زندگی کے طرز عمل سے ہندوستان پر ظاہر کر دئے اور جس نے ملامت عام کے خوف اور طعن بازی کے بے ہنگام غل شور میں بھی اپنے مسلک صلح کل کے سلوک کو جاری رکھا اور دنیا کو دکھا دیا کہ کسی قوم اور کسی مذہب اور کسی فرقہ سے عناد و نفرت کئے بغیر بھی انسان اپنی قومیت اور اپنے عقائد کی حفاظت کر سکتا ہے۔

مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر راجہ ٹوڈرمل عقل کل کی اولاد میں جو شہرہ آفاق

موجودہ مصروفیت اور جاگنا عارضی ہے اور اور عارضہ بھی عارضی ہوتا ہے۔ اس لئے اسکو عارضہ کہتے ہیں۔ اور مجھ کو دنیا کا ہر جاندار کسی نہ کسی عارضہ میں مبتلا نظر آتا ہے۔ پھر میں اپنی تکلیف کا اندیشہ کیوں کروں۔

## ۱۸ شوال ۱۳۵۰ھ۔ جمعہ
## ۲۶ فروری ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**عرس شریف کی دہوم** آج درگاہ شریف میں عرس کی بڑی دہوم ہے۔ میرے مکانات بھی مہمانوں سے بھر گئے ہیں۔ اسکول کے مکانات میں بھی مہمان ٹھہرے ہیں۔ بھتیا فقیر عشقی اور عشقی بانو بھی آئی ہیں۔ ڈاکٹر بانو بھی آئی ہیں اور بھی بہت سی عورتیں مہمان ہیں۔

**اعلےٰ حضرت کی تشریف آوری** کل نواب عثمان یار الدولہ بہادر کمانڈر انچیف شاہی حکم سے میرے پاس آئے تھے اور میں نے نماز پڑھنے کی جگہ اور سب راستے انکو دکھا دئے تھے۔ آج اعلےٰ حضرت کی عرب فوج کے افسر اور سپاہی مذکورہ مقامات پر آگئے۔ انگریزی پولیس کے یورپین افسر اور دیسی افسر بھی صبح سے ایک بڑی جمعیت پولیس کے ساتھ انتظام میں مصروف ہیں۔ میرے آدمی بھی راستہ کی کیچڑ اور میلہ کی گندگی کو دور کرانے میں رات سے کام کر رہے تھے۔

**مہاراجہ بہادر کی آمد** دس بجے سر مہاراجہ بہادر اور کنور چرن جیت سنگھ صاحب اور کنور روپ جیت سنگھ صاحب و مشایخ و علماء و مہمان حسین خانہ میں جمع ہوئے اور قوالی شروع ہوئی۔ جھنڈلہ والے قوالوں اور عبد الکریم خاں صبر دہلوی قوال جو تان رس خاں قوال (؟) کی اولاد ہیں اور برناوہ کے بھنتا قوال کا گانا ہوا۔ شہزادہ میرزا فیروز شاہ صاحب کو بہت وجد ہوا۔ قلندر جنگ نظامی کو بھی حال آیا۔ بنے میاں صاحب کو بھی کیف ہوا۔ جن کا حال ریاست جاورہ کے ذکر میں پہلے لکھا جا چکا ہے۔

یہ تینوں قوال بہت مشہور اور بہت عمدہ گانے والے ہیں۔ مہاراجہ بہادر کو جھنڈلہ والے قوالوں کے گانے میں کیف ہوا۔ اور تمام حاضرین پر مہاراج کے کیف سے ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی۔

ساڑہے بارہ بجے جمعہ کی وجہ سے مجلس ختم ہو گئی اور مہاراجہ بہادر اور کنور صاحبان اور مشایخ و علماء مجلس سے چلے گئے۔ میں اعلےٰ حضرت کے استقبال کے لئے موٹر خانہ تک گیا۔ ہزارہا ہندو مسلمان عورت مرد دونوں طرف جمع تھے۔ سرکار عالی کی فوج اور انگریزی پولیس کے سپاہی صف بندی کئے کھڑے تھے اور بیچ میں ایک راستہ بنا دیا گیا تھا۔

**شہزادہ بسالت جاہ بہادر** پہلے تشریف لائے جو اعلےٰ حضرت کے بھائی ہیں۔ چھوٹا قد۔ گورا رنگ۔ نہایت متین و شایستہ اور نہایت خوش اعتقاد شہزادہ ہیں۔ میری

اکبر اعظم کے منتخب امرا میں تھے اور جن کو اکبری نورتن کی شرکت کا فخر حاصل تھا۔ اور اب انہوں نے صدیوں کے بعد اپنے جد امجد کے صلح کل مشرب کو دنیا سے روشناس کرایا ہے۔

مہاراجہ بہادر ہندو قوم میں پیدا ہوئے کھتری نسل اور خون اپنے جسم میں لائے۔ مگر انہوں نے اس طرح زندگی بسر کی کہ ہندو نے کہا ہندو ہیں۔ مسلمان نے کہا مسلمان ہیں۔ سکھ نے کہا سکھ ہیں۔ عاشق نے کہا یہ نہ ہندو ہیں نہ مسلمان نہ سکھ نہ عیسائی یہ تو عشق باز ہیں۔ باہوش نے آواز دی یہ پتلا ہوش و خرد کا مجسمہ ہے بے ہوش بولا۔ دیوانے ہوئے ہو یہ تو ہم مدہوش خود فراموش لوگوں کے زمرے میں ہے سالک نے جواب دیا۔ سنو بھائی صاحب یہ آدمی نہ گورا ہے کالوں سے نفرت کرنیوالا نہ کالا ہے آپس میں لڑنے والا۔ نہ ہندو ہے مسلمان پر شبہ کرنے والا نہ مسلمان ہے ہندو سے گردن موڑنے والا اگر اس کو مذہبی کہنا چاہتے ہو تو یہ وحدہٗ لاشریک کا بندہ ہے اور اگر اس کو لامذہب کہنا چاہتے ہو تو یہ وہ صوفی ہے جس کے لئے

**الصوفی لا مذھب لہٗ** مشہور ہے

سالک کی بے لاگ بات سنی تو عاقل نے نکتہ چینی کی زبان کھولی۔ سالک نے کہا اگر آپ سچ مچ عاقل ہیں تو پہلے اپنے عقائد اپنی قومیت اپنے فرقہ اور اپنے حالات پر توجہ فرمائیے۔ دوسروں کی تحقیقات میں وقت نہ گنوائیے۔

سچ تو یہ ہے کہ مہاراجہ سر کشن پرشاد قومیت کے اعتبار سے پکے ہندو ہیں اور خیالات اور عمل کے لحاظ سے ہر قوم اور ہر مذہب کے محاسن کے شیفتہ و فریفتہ ہیں۔ اسلامی حکومت میں پیدا ہوئے۔ اسلامی حکومت میں پرورش پائی مسلمان

بادشاہوں کی خدمت میں رہے۔ اقتدار اسلام کی اطاعت میں زندگی گزاری اس لئے اصلی اور سچے مسلمانوں کی خوبیاں اختیار کر لیں۔

ان کے نانا مہاراجہ چندو لال کو کون نہیں جانتا ہندو تھے مگر اب تک ان کا عرس ہوتا ہے ان کے عقائد پر بحث کرنا اپنے وقت کو ضائع کرنا ہے دیکھنا یہ چاہئے کہ وہ اگر ہندو ہیں تو غیر ہندو کو آدمی سمجھتے ہیں یا جانور۔ اور ہندو نہیں ہیں تو ہندو کو انسان سمجھتے ہیں یا فرشتہ۔

ان کی زندگی کے عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بارہ برس مرحوم حضور نظام کی وزارت میں بسر کئے اور اب سالہا سال سے موجودہ حضور نظام کی حکومت کی کونسل کے صدر اعظم ہیں مگر حالت یہ ہے کہ ان سے ہندو بھی خوش ہیں اور مسلمان بھی۔ سکھ بھی تعریف کرتے ہیں اور عیسائی بھی۔ پارسی بھی مداح ہیں اور موسائی بھی۔ کالے بھی دھن دھن مہاراج کہتے ہیں اور گورے بھی ویری گڈ مین (بہت اچھا آدمی) کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔

دہلی کی جوہر شناسی نابود نہیں ہوئی ہے اور وہ سر یمین السلطنت کو ہندوستان کا اور مغل تہذیب و تمدن کا اور مشرقی اوصاف و فضائل کا ایک درخشندہ ستارہ تصور کرتی ہے اور اس کو ان کی آمد سے اتنی ہی خوشی ہے جتنی ایک قدر شناس شہر کو ایک قابل قدر مہمان کی آمد سے ہو سکتی ہے۔

اعلےٰ حضرت حضور نظام کی سیاست دانی اور مردم شناسی کا غلغلہ تمام یورپ و امریکہ افریقہ و ایشیا میں بلند ہو رہا ہے اور اس غلغلہ کی تائید درکار ہو تو اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ مہاراجہ سر کشن پرشاد جیسا مشرقی مدبران کے کمٹ کا پایہ

اور دست حکومت کا حصہ ہے اور وہ جس جاں نثاری اور صادقانہ اطاعت سے اپنی خدمات اور فرائض کو انجام دیتا ہے وہ مذہب و قومیت کے مروجہ اعتبارات سے بہت بالاتر ہے۔

ان سے بہت دیر تک باتیں ہوئیں۔

پھر شہزادہ معظم جاہ بہادر تشریف لائے۔ دعائیہ نعرے بلند ہوئے۔ وہ بھی اعلیٰحضرت کے انتظار میں اسی جگہ ٹھہر گئے۔ اور میں نے ان کو اور شہزادہ بسالت جاہ بہادر کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اور حضرت امیر خسرو رضی کے باہمی محبانہ تعلقات کے حالات سنائے جس سے یہ سب متاثر ہوئے۔

ایک بجے اعلیٰحضرت تشریف لائے اور ہزارہا حاضرین نے جو دور تک صف بندی کئے کھڑے تھے دعائیہ نعرے بلند کئے اور تکبیر کے نعرے بھی لگائے۔ درگاہ شریف اور اس کے راستوں پر ایک لاکھ ہندو مسلمان جمع تھے اور ان میں اعلیٰحضرت کی دید کے جوش نے ایک عجیب ولولہ پیدا کر دیا تھا۔

اعلیٰحضرت نہایت سادہ لباس میں تھے اور اس کا حاضرین پر بہت اچھا اثر ہو رہا تھا۔

**جمعہ کی نماز** اگرچہ درگاہ شریف کی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کی خبر مخفی رکھی گئی تھی۔ پھر بھی ہزارہا مسلمان دہلی اور دور دور کے محض اعلیٰحضرت کے ساتھ نماز پڑھنے اور اعلیٰحضرت کو دیکھنے کے لئے درگاہ شریف میں آ گئے تھے اور عرس شریف کے مقررہ پچاس ہزار کے ہجوم میں دوگنا بلکہ تگنا اضافہ ہو گیا تھا۔

اعلیٰحضرت ایک ایسے راستہ سے نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ جہاں عوام کا ہجوم نہ تھا۔ نماز کی جگہ کا انتظام پہلے سے تھا۔ اعلیحضرت کے آتے ہی خطبہ شروع ہو گیا۔ پھر نماز ہوئی۔

نماز کے بعد اعلیٰحضرت درگاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ جگہ جگہ ہزاروں آدمی کھڑے ہوئے تکبیر اور دعا کے نعرے لگا رہے تھے۔

میں نے سر محمد رفیق مرحوم کی قبر دکھائی جو میرے مکان ایمان خانہ کے دروازہ پر ہے۔ ارشاد ہوا کہ گزشتہ سفر میں یہ مجھ سے ملنے آئے تھے۔

پہلے درگاہ امیر خسرو رضی میں حاضری ہوئی۔ اس کے بعد درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی میں حاضری دی گئی اور رسمِ درگاہ میں [illegible] تبرکات دئے گئے اور زرد دستار اعلیٰحضرت کے سر پر باندھی گئی۔ سید غلام [illegible] معین الدین صاحب نے یہ تبرکات دئے اور درگاہ کی طرف سے تبرک علیحدہ دیا گیا۔

**چوکھٹ کا پھول** جب اعلیٰحضرت روضہ شریف کے باہر آنے لگے تو چوکھٹ مبارک پر اعلیٰحضرت کو گیندے کا ایک بڑا زرد پھول نظر آیا۔ اعلیٰحضرت نے خود دست مبارک سے اس کو اٹھا لیا میں نے کہا۔ مبارک ہو۔ یہ پھول دستار مبارک میں رکھ لیجے۔ یہ اشارہ ہے کہ آپ کا خاندان اور آپ ہمیشہ گل و گلزار رہیں گے۔ آپ کے جد اعلیٰ آصف جاہ اول کو بھی اس درگاہ سے ایک زرد چادر اور ایک روٹی عطا ہوئی تھی اور اسی بنا پر آپ کا درباری رنگ زرد ہے۔ اور آپ کو بھی چوکھٹ مبارک سے غیبی پھول عطا ہوا ہے جو زرد ہے۔

اعلیٰحضرت نے وہ پھول دستار مبارک میں نہایت ادب سے رکھ لیا۔

**قوالی** درگاہ سے رخصت ہو کر اعلیٰحضرت میرے مکان پر تشریف لائے۔ سید ابن عربی کی یاد ہوئی۔ اور انہوں نے حاضر ہو کر سلام کیا۔ میرے داماد سید نثار علی کا سلام بھی لیا۔ اور میرے بڑے لڑکوں حسین اور علی کا سلام بھی قبول کیا گیا۔

**زید کی یاد** میں نے اپنے تیسرے چار سالہ لڑکے زید کا ذکر کیا تھا کہ اس کو مسلمان بادشاہ کے دیکھنے کا شوق ہے۔ ارشاد ہوا وہ بچہ کہاں ہے۔ زید حاضر ہوا اور سلام کر کے ادب سے قریب بیٹھ گیا۔ اعلیٰحضرت نے اس کو ملاحظہ کر کے تبسم فرمایا۔

**ایک اجنبی بچہ** کہیں سے ایک اجنبی بچہ بھی وہاں آ گیا تھا اس نے کوئی بات گزارش کی۔ اعلیٰحضرت نے تبسم کے بعد ارشاد کیا یہ کیا کہتا ہے۔ اور اس کے بعد اس کی بات سماعت فرمائی۔

شہزادہ میرزا چپاتی دہلوی نے اپنے قصیدہ کے چند اشعار پڑھ کر سنائے اور قوالوں کو قوالی شروع کرنے کی اجازت ملی۔ بختا قوال نے نہایت عمدگی سے دو غزلیں گائیں۔ ایک حضرت جامی رضی کی فارسی اور دوسری ہندی کی غزل تھی جو حضرت امیر خسرو رضی کی تھی۔

اعلیٰحضرت نے بختا قوال کے گانے کو پسند کر کے اس کے احوال دریافت کئے میں نے سب کیفیت بیان کی۔

**واپسی** پون گھنٹہ کے قیام کے بعد اعلیٰحضرت تشریف لے گئے۔ روانگی کے وقت میرزا احامد بیگ صاحب دہلوی نے ایک قطعہ عمدہ لکھا ہوا پیش کیا جس کے پہلے مصرعہ میں فتح مفصل شاہ کا لفظ بھی تھا۔ میں نے یہ لفظ دیکھا تو مجھ پر بہت اثر ہوا اور میں نے عرض کی کہ یہ دوسری بشارت ملاحظہ ہو۔ یہ سنکر تبسم فرمایا۔

واپسی کے وقت بھی بے شمار خلقت راستوں میں جمع تھی اور اس زور سے نعرے لگائے جا رہے تھے کہ بات نہ ہو سکتی تھی اور جب کوئی ارشاد ہوتا تھا تو مجھکو گردن قریب لیجا کر اور جھک کر سننا پڑتا تھا۔

**اثر سادگی** آج لاکھ ڈیڑھ لاکھ ہندو مسلمانوں کے مجمع میں اعلیٰحضرت کے سادہ لباس کا بہت ہی اچھا اثر ہوا۔ اور چونکہ انتظام اچھا تھا اس لئے لوگوں نے اعلیٰحضرت کو اطمینان کے ساتھ دیکھ لیا۔ تشریف لے جانے کے بعد ہر جگہ یہی چرچا ہونے لگا کہ دیکھو اتنے بڑے بادشاہ کا لباس کتنا سادہ تھا۔

**شام تک** اعلیٰحضرت کے تشریف لے جانے کے بعد میں حبیب منزل میں آیا اور عرس کے زائرین اور مہمانوں سے باتیں کیں۔ صبح کا کھانا بھی چار بجے شام کو کھایا۔ مغرب کی نماز بھی حبیب منزل میں جماعت سے پڑھی۔ مستری عشقی نظامی کے بھائی اور بچے بھی عرس میں شرکت کے لئے آئے ہیں۔

**ایک عجیب قبلہ نما** منشی احمد علی صاحب فائن پینٹنگ ورکس کٹرہ [illegible] دہلی نے ایک عجیب قبلہ نما ایجاد کیا ہے۔ اس کو اعلیٰحضرت کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے میرے پاس آئے تھے۔ مگر قبلہ نما ان کے پاس نہ تھا ورنہ پیش ہو سکتا تھا

# میرے خوش حال ہونے کا راز

میں غریب ماں باپ کا لڑکا تھا۔ جب تعلیم سے فارغ ہوا تو کتابوں اور عمارتوں کی تصویروں کی تجارت شروع کی۔ اس وقت مجھکو اور میری پہلی بیوی کو فاقے بھی ہو جاتے تھے مگر میں نے عہد کر لیا تھا کہ قرض نہ لونگا۔

اب اگرچہ کاروباری ضرورتوں کے سبب قرضہ لیتا ہوں مگر شروع میں قرض نہ لینے کی عادت نہ ڈالنے کے سبب میں خوش حال ہو گیا۔

میں آمدنی سے خرچ کو نہ بڑھنے دیتا تھا اور ڈاک خانہ کے بنک میں اپنی آمدنی جمع کرتا تھا۔

میں نے اپنا بیمہ بھی اسی لئے کرایا تھا تاکہ بیمہ کی قسط دینے کے فکر سے مجھکو کچھ بچانے کا خیال رہے۔

خانگی ضرورت اور تجارتی ضرورت کی چیزیں خود بازار جاکر اور کئی دکانوں پر پھر کر نرخ اور بھاؤ معلوم کر کے سامان خریدتا تھا۔ نوکروں کے ذریعہ کام نہ کراتا تھا کیونکہ کوئی نوکر ایسا ہمدرد اور دیانت دار نہیں ہوتا جو اپنی ذات کی طرح اپنے پیسہ کا درد جانتا ہو۔ اور کرتا ہو۔

مجھکو حساب بالکل نہیں آتا۔ یہاں تک کہ پورے ہندسے بھی نہیں جانتا مگر اس کے باوجود میں اپنی آمدنی اور خرچ کو روز دیکھ لیتا تھا اور انگلیوں پر گن کر جوڑتا تھا کہ خرچ آمدنی سے بڑھ جاتا تو نہیں۔

بنک اور بیمہ سے تعلق محض میں نے اپنے آپ کو کفایت بنانے کے لئے پیدا کیا تھا اور اس کا مجھے بہت فائدہ ہوا

میں نے اپنے بچوں کا بھی سیونگ بنک میں حساب جاری کرا دیا تاکہ وہ بھی کفایت شعار ہو جائیں اور بچت کرنے عادت ان میں پیدا ہو جائے

میں نے ابھی حال میں اپنے اسکول کے اندر ایک چھوٹا سا بنک کھولا ہے جسکا نام "خواجہ بنک" ہے۔ یہ بنک اسکول کے لڑکوں کو کاروباری تجربہ سکھائیگا اور حساب رکھنے کا عادی بنائیگا اور بچوں میں کفایت شعاری کی عادت پیدا ہو جائیگی

بہرحال میری خوش حالی کا راز کفایت شعاری ہے اور اس کا راز بنک اور بیمہ اور حساب ہے۔

حسن نظامی

# مسلمانوں کو
# کفایت شعار بنانے کے طریقے

زبان سے سب کہتے ہیں۔ قلم سے ہر شخص لکھتا ہے کہ مسلمان قوم فضول خرچ ہے اسکو کفایت شعار بنانا چاہیئے مگر عملی طریقے کفایت شعاری کے کوئی نہیں بتاتا۔ اسلیئے میں چاہتا ہوں کہ روزنامچہ کے ذریعہ کبھی کبھی عملی طریقے لکھا کروں جو میرے تجربہ میں آئے۔

**فضول خرچی کی عادت کے اسباب** فضول خرچی عورتوں اور بچوں کی عادت سے شروع ہوتی ہے اسلیئے پہلے عورتوں اور بچوں کو حساب کی تعلیم دینی چاہیئے۔ اور ان کو ایک مقررہ رقم دیکر کفایت شعاری سے خرچ کرنے کا امتحان لینا چاہیئے۔ جو عورت اور بچہ مقررہ رقم کو کم خرچ کرے اور کام چلالے اُس کو انعام دینا چاہیئے۔

بچوں اور عورتوں کو جیب خرچ ہرگز نہ دینا چاہیئے۔ ہاں اگر وہ کفایت شعار ہوں تو امتحان کے لئے خرچ دینے میں مضائقہ نہیں ہے۔

اپنی جیب میں رقم نہ رکھنی چاہیئے۔ اور جب کسی ضرورت سے بازار جانا ہو تو اتنی ہی رقم رکھنی چاہیئے جو اس ضرورت کے لیئے کافی ہو تاکہ بازار میں نئی ضرورت پیدا کرنے کا شوق نہو۔

ہر چیز کی خریداری سے پہلے بہت دیر تک غور کرنا چاہیئے کہ اس چیز کے بغیر کام چل سکتا ہے یا نہیں اگر کام چل سکتا ہو تو وہ چیز نہ خریدنی چاہیئے۔

**اگر گھر کی** عورتیں کفایت شعار اور سلیقہ مند نہوں تو گھر کے لیئے ایسی کوئی چیز نہ خریدنی چاہیئے جسکو وہ برتنا نہ جانتی ہوں۔

**بچوں** کو بازار کی مٹھائیاں اور کھانے کی چیزیں روزمرہ خریدنے سے روکنا چاہیئے۔ آٹھ دن میں ایک دفعہ خود بازار سے بچوں کے لیئے کوئی اچھی چیز لاکر ان کو کھلادی جائے۔ یہ نہو کہ دروازہ پر ہر روز سودے والے آئیں اور بچے دو چار پیسے روزانہ ضائع کریں۔

**خود اپنے اندر** کفایت شعاری اور بچت کی عادت پیدا کرنے کے لئے ڈاکخانہ کے بنک میں روپیہ جمع کرنا چاہیئے یا اپنا بیمہ کرالینا چاہیئے۔

**حسن نظامی**

**افغانستان کے وزیر دربار** خبر آئی کہ وزیر صاحب دربار دولت افغانستان کل صبح دہلی سے گزر کر بمبئی جائیں گے۔ کابل میں انہی کے مکان پر صدر اعظم صاحب نے میری دعوت کی تھی جہاں اور بھی سب وزرا موجود تھے۔ بڑے دین دار اور دانش مند و منتظم عہدہ دار ہیں اور خاقان افغانستان کی ان پر خاص عنایت ہے۔ مکہ معظمہ جا رہے ہیں۔

**یعقوب ٹمو قوال** آج جس وقت اعلےٰ حضرت درگاہ شریف میں حاضر ہوئے تو یعقوب اور ٹمو قوالوں کا گانا درگاہ شریف میں ہو رہا تھا۔ یہ دونوں دہلی کے اچھے قوال مانے جاتے ہیں۔

**رات کی قوالی** رات کو میرے مکان میں پھر قوالی ہوئی۔ نواب سرامین جنگ بہادر صدر المہام پیشی مبارک اور مولوی سید کاظم حسین صاحب معتمد پیشی مبارک اور مولوی سید محمد مہدی صاحب معتمد کونسل باب حکومت بھی شریک تھے بختا قوال اور جونڈ لہ والے قوالوں کا گانا ہوا۔ ساڑھے بارہ بجے مجلس ختم ہوئی۔ اور یہ سب حضرات واپس تشریف لے گئے۔

یہ مجلس چونکہ تخلیہ اور اطمینان کے وقت کی تھی اس لئے بہت لطف آیا۔ منشی محمد فردوس نظامی بھی اس مجلس کے لئے دہلی سے آئے تھے۔ اور بہت فقیر عشقی صاحب اور مستری عشقی نظامی اور ملنسار صاحب نظامی اور غزالی خاں صاحب اور سید ابن عربی اور سید نثار علی وغیرہ نے بہت عمدگی سے مجلسوں اور اعلےٰ حضرت کی تشریف آوری انتظامات کئے اور ہر کام نہایت عمدگی سے پورا ہو گیا۔

ایک بجے سویا۔ پانچ بجے بیدار ہوا۔

## ۱۹ شوال ۱۳۵۰ھ ۔ شنبہ
## ۲۷ فروری ۱۹۳۲ء ۔ دہلی

**عرس کے مہمان** آگرہ کے ہوٹل والے عبدالصمد صاحب اور تبلیغی رفیق عالمگیر خاں صاحب مالک عالمگیر بوٹ کمپنی بھی عرس شریف میں حسب معمول آئے تھے۔ مجلسوں میں بھی شریک ہوئے تھے۔ کل ہی واپس چلے گئے اور بھی عرس کے بہت سے مہمان جا رہے ہیں اور کچھ ٹھہرے ہوئے ہیں خان بہادر مولوی بشیر الدین احمد صاحب بانی ہائی اسکول اٹاوہ بھی تھوڑی دیر کے لئے عرس میں آئے تھے۔ تشریف لے گئے۔

میں آج صبح سے شام تک گھر سے باہر رہا۔ عرس کے مہمانوں سے بات نہ کر سکا کیونکہ آج شام کو جو پارٹی کونسل چیمبر میں ممبران اسمبلی اور ممبران کونسل آف اسٹیٹ کی طرف سے اعلےٰ حضرت کے لئے ہونے والی ہے اس کی نسبت بھائی پرمانند جی کی پارٹی نے بعض ہندو ممبران کے خیالات میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے میں آج دن بھر اس کام میں مصروف رہا کہ پارٹی میں کسی قسم کی بے لطفی نہ ہونے پائے چنانچہ خدا کے فضل سے پارٹی بہت کامیاب ہوئی اور کوئی نامناسب واقعہ پیش نہ آیا۔

آج صبح ریل پر گیا۔ اور وزیر صاحب دربار سلطنت افغانستان کے استقبال میں شریک ہوا۔ وزیر صاحب مکہ معظمہ جا رہے ہیں۔ ریلوے پر دہلی کے بہت سے علماء جمع تھے جو استقبال کے لئے گئے تھے۔

شام کو اپنے احباب کے ساتھ کونسل چیمبر کی پارٹی میں بھی گیا تھا۔ رات کو گھر میں واپس آیا اور بارہ بجے تک تحریری کام ختم کر کے سویا اور ساڑھے تین بجے رات کو بیدار ہو کر صبح تک بقیہ کام پورے کئے۔ کل شام سے مرض کی تکلیف درپیش ہے۔

## ۲۰ شوال ۱۳۵۰ھ ۔ یک شنبہ
## ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء ۔ دہلی

**آخری دن** آج رات کو اعلےٰ حضرت حضور نظام دہلی سے رام پور اور لکھنؤ تشریف لے جائیں گے۔ دہلی میں تازہ سفر کا آج آخری دن ہے۔ میں بھی بہت زیادہ مصروف ہوں۔ عرس شریف کے مہمانوں سے مختصر بات چیت کر لیتا ہوں پھر اپنا کام شروع کر دیتا ہوں۔ معمول کے موافق مہاراجہ بہادر سے بھی ملنے گیا تھا۔ اور حکیم نابینا صاحب کی طبیہ منزل کے افتتاح کی تقریب میں بھی شریک ہوا تھا جہاں اعلےٰ حضرت تشریف لائے تھے اور شہزادگان بلند اقبال سے بھی ملنے گیا تھا اور دہلی کے دفتر میں بھی کام کیا تھا۔

ملنسار نظامی کے برادر نسبتی کی آج شادی تھی۔ سید ابن عربی اور میرے دونوں لڑکے شرکت کے لئے گئے تھے مگر میں خود بوجہ مصروفیت باوجود ارادہ کے نہ جا سکا۔ شام کو قصر شاہی میں اعلےٰ حضرت کی طرف سے دہلی والوں کو پارٹی دی گئی تھی۔ میں بھی اپنے احباب کے ساتھ اس میں شریک ہوا تھا۔ اور وہاں اعلےٰ حضرت سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ رات کو کنور چرن جیت سنگھ صاحب ممبر کونسل آف اسٹیٹ کے ہاں مہاراجہ بہادر کی دعوت تھی میرے دونوں لڑکے اور سید ابن عربی بھی مدعو تھے۔ قوالی بھی تھی بارہ بجے رات کو واپس آئے۔ سردی کم ہو گئی۔ رات کو ساڑھے بارہ بجے اعلےٰ حضرت دہلی سے رام پور کی طرف روانہ ہو گئے۔ شہزادگان بلند اقبال اور مہاراجہ بہادر ابھی دہلی میں ہیں۔

چار بجے بیدار ہو کر روزانہ اخبار کا بقیہ کام پورا کیا۔ کل آخری پرچہ نکلے گا۔ اس کے بعد روزانہ ضمیمہ بند کر دیا جائے گا کیونکہ یہ محض اعلےٰ حضرت کے لئے نکالا گیا تھا۔ مولانا اکبر علی صاحب ایڈیٹر روزانہ اخبار صحیفہ سے آج دیر تک باتیں ہوئی تھیں۔ وہ لکھنؤ کے سفر میں بھی ساتھ جائیں گے۔ انہوں نے دہلی کے سفر میں اپنے اخبار کے لئے بڑے دلچسپ حالات جمع کئے ہیں۔

## ۲۱ شوال ۱۳۵۰ھ - دوشنبہ
## ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء - دہلی

**آخری پرچہ** آج روزانہ ضمیمہ کا آخری پرچہ شائع ہوا تو دہلی کے رخصتی سلام کی تمام شہر میں دہوم ہو گئی۔ اس سلام کو ہر جگہ پڑھا گیا۔ اور عام و خاص پر اس کا بہت اثر ہوا۔

**ولی عہد بہادر** آج شہزادہ ولی عہد بہادر نے غسل صحت فرمایا۔ اور درگاہ شریف کی زیارت کے لئے بھی تشریف لائے اور میرے اسکول اور خواجہ ماڈل ہوسٹل کا بھی ملاحظہ ہوا۔ وہ کل دس بجے دہلی سے حیدر آباد روانہ ہو جائیں گے۔ بیماری کے سبب بہت کم زور ہو گئے ہیں۔ ان کے چہرہ کے حسن پر بیماری کی افسردگی نے ایک نقاب ڈال دی ہے تاہم خدا کے فضل سے بشاش نظر آتے تھے۔

آج راجہ خواجہ پرشاد بہادر بھی درگاہ کی زیارت کیلئے آئے تھے۔

**دعوت** آج رات کو کنور جگجیت سنگھ صاحب نے شہزادگان بلند اقبال کو اپنے مکان پر مدعو کیا تہا۔ اور مہاراجہ بہادر نے بھی دہلی اور اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ کے ممتاز اصحاب کو رات کے کہانے کی دعوت دی تہی۔ میں رات کو بارہ بجے اس دعوت سے واپس آیا۔ اور آج بھی صرف تین گھنٹے سویا کیونکہ بہت سے جواب طلب فروری تار اور خطوط جمع تھے۔ صبح تک ان کا کام کرتا رہا۔

**زید کی بسم اللہ** کل منگل کی شام کو میرے لڑکے زید کی بسم اللہ کی تقریب قرار پائی ہے۔ بوا کرنیا انتظام میں مصروف ہیں۔ جنہوں نے زید کو بیٹا بنا رکھا ہے اور زید ان کو منا کہتا ہے مگر زید کو شادی کی خوشی نہیں ہے اس کو تو ہوائی جہاز اور بندوق اخبار دنیا کی ہر خوشی سے زیادہ ہے۔

جو لوگ دنیا کی رسموں سے خوشی حاصل کرتے ہیں مجھ کو اور زید کو ان لوگوں کی طبیعت سے علیحدہ ایک اور قسم کی طبیعت دی گئی ہے۔

## ۲۲ شوال ۱۳۵۰ھ سہ شنبہ
## یکم مارچ ۱۹۳۲ء دہلی

**قصر شاہی کی خاموشی** اعلیٰ حضرت کے تشریف لے جانے کے بعد آج جب میں قصر شاہی کے قریب سے گذرا تو اس کی خاموشی کے منظر سے مجھ پر ایک خاص اثر ہوا۔ سفید گنبد کی چوٹی پر زرد جھنڈا لہرایا کرتا تھا اور قصر کے چاروں طرف موٹروں اور پیدل چلنے والوں کا ہجوم رہتا تھا۔ مگر آج دیکھا کہ وہاں کوئی شخص بھی نظر نہ آتا تھا۔ بس ایک ذات شاہانہ کے تشریف رکھنے سے اس قصر کی رونق تھی۔ وہ لکھنؤ تشریف لے گئے تو یہ محل سنسان ہو گیا۔

آج پھر ابر آیا ہے بادلوں نے بھی اعلیٰ حضرت کی جدائی میں اشک باری کا سامان اُفق پر جمایا ہے۔ خدا کرے بارش ہو۔

دس بجے شہزادگان بلند اقبال سے ریل پر ملنے گیا۔ اسپیشل تیار تھی۔ دونوں شہزادوں سے ملاقات ہوئی اور ان کو خدا حافظ کہہ کر مہاراجہ کے پاس آیا اور پھر دفتر میں گیا۔ شام تک دفتری ضروریات سے فارغ ہو کر مہاراجہ کے پاس گیا۔ پھر گھر میں آ گیا تازہ ڈاک پڑہی۔ عرس کے جو مہمان باقی تھے ان کو رخصت کیا۔

**تین سو آدمیوں کا محضر نامہ** آج اسلامی تاریخ ڈرامہ اور سینما کے ذریعہ دکہانے کی تائید میں تین سو مسلمانوں کے دستخطوں کا ایک محضر نامہ وصول ہوا ہے۔ مگر آج تک ایک خط بھی اس تحریک کی مخالفت میں نہیں آیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام مسلمان قوم اس تحریک کی حامی ہے۔

**دنیا کا جغرافیہ بطرز جدید** نظام الاسلام مڈل سکول کے ماسٹر چودہری علی نواز خاں صاحب نے بچوں کی تعلیم کے لئے ایک سو اٹھائیس صفحہ کی ایک کتاب لکہی ہے جس میں نئے طریقہ سے تمام دنیا کا جغرافیہ نقشوں سمیت بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اسکول کے طلباء کے لئے بہت مفید معلوم ہوتی ہے۔ اور کتاب کے پڑہنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی ترتیب اور تیاری میں چودہری علی نواز خاں صاحب نے بہت محنت کی ہے۔ قیمت بارہ آنے مقرر ہوئی۔ کارکن حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی سے بھی مل سکتی ہے۔

**بے نمک روزنامچہ** جب میں روزنامچہ لکھ رہا تھا تو ایک دوست نے کہا کہ روزانہ اخبار کی مصروفیت اور اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری کی وجہ سے تین ہفتہ سے اخبار روزنامچہ شائع نہیں ہوا۔ اور اب اتنے دنوں کے روزنامچوں کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ سب بے نمک ہیں۔ اور ان میں آپ کی تحریر کی خصوصیات بہت کم ہیں۔ میں نے کاپی نویس کے پاس سب قلمی مسودے دیکھ لئے۔

میں نے جواب دیا کہ بیماری کے زمانہ میں ڈاکٹر اور حکیم بھی بے مزہ کہانا دیا کرتے ہیں۔ اس لئے میں بھی تین ہفتہ کا بے نمک روزنامچہ دیتا ہوں۔ تاکہ پڑہنے والوں کو نمکین اور بے نمک لٹریچر کا فرق معلوم ہو جائے۔

**استاد کی وفات** کاندھلہ ضلع مظفر نگر سے افسوسناک خبر آئی کہ عید کے دن میرے استاد مولانا حکیم رضی الحسن صاحب نے وفات پائی۔ کسی قسم کی بیماری نہ تھی انتقال کے وقت تک اچھے خاصے تھے۔ باتیں کرتے کرتے ایک گہرا سانس لیا۔ قلب کی حرکت رک گئی اور ختم ہو گئے۔

# آمدنی کا نیا راستہ

ٹراپیکل بیمہ کمپنی کے قواعد کی آسان تشریح تو آئندہ پرچہ میں لکھوں گا اس وقت میں آمدنی کا نیا راستہ بتانا چاہتا ہوں تاکہ اس راستہ پر چل کر مسلمان خوش حال ہو جائیں

میرا خیال ہے کہ کمانے سے زیادہ خرچ کرنا مشکل ہے۔ جو خرچ کرنا جانتا ہے اُس کو ہمیشہ آمدنی رہتی ہے۔ یعنی جو سلیقہ اور کفایت سے خرچ کرنے کا ہنر جانتا ہے اُس کو آمدنی کا ایک نیا راستہ معلوم ہو جاتا ہے۔

**خرچ کا حساب** } لکھو تمہارے گھر میں خوراک اور لباس پر ہر مہینہ کیا خرچ ہوتا ہے۔ دواؤں میں کتنا۔ مہمانوں میں کتنا۔ قرض دینے اور دوستوں کی مدد میں کتنا۔ قرابتداروں کی مدد میں کتنا۔ جب یہ حساب کروگے تو معلوم ہوگا کہ مثلاً

**آمدنی ایک سو روپے ماہوار** } ہے۔ کھانے میں بیس روپے۔ کپڑوں میں پانچ روپے۔ دواؤں میں دو روپے مہمانوں میں دس روپے۔ خیرات میں دو روپے۔ تفریح میں پانچ روپے۔ قرض دینے میں دس روپے۔ قرابتداروں کی مدد میں پچاس روپے خرچ ہوتے ہیں تو اس طرح ایک سو چار روپے ماہوار خرچ ہو جائیں گے یعنی آمدنی سے چار روپے بڑھ جائینگے۔ اس وقت تم اپنے سب اخراجات پر غور کرکے حسب ذیل اصلاح کرو۔

(۱) کھانے میں بیس روپے خرچ ہوتے ہیں اور بہت سادہ کھانا کھایا جاتا ہے مگر ایندھن زیادہ جلتا ہے اسلئے چولھا آٹھویں دن درست کراؤ تاکہ ایندھن کم خرچ ہو۔ خوراک کی جنس مہینہ بھر کی خریدو۔ وزن کرکے پکاؤ۔ ضرورت سے زیادہ نہ پکاؤ۔ اور کسی طرح دو روپے ماہوار کھانے کے بجٹ سے بچاؤ۔

(۲) کپڑہ کا حساب گرمی اور سردی کا الگ الگ کرو۔ بے ضرورت زیادہ کپڑے نہ بناؤ۔ اور آٹھ آنے ماہوار اس مد سے بچاؤ۔

(۳) ورزش سادہ غذا روزانہ غسل وقت کی پابندی ہوگی تو بیماریاں کم ہونگی اور دواؤں کی عادت بھی ڈالو تاکہ آٹھ آنے اس مد سے بھی بچ جائیں (یونانی دوائیں سستی ہوتی ہیں)

(۴) مفت خورے مہمانوں سے بچو اور فضول مہمانداری سے احتیاط کرکے اس مد سے بھی پانچ روپے بچاؤ۔

(۵) خیرات پیشہ ور فقیروں کو نہ دو بلکہ اشاعت تعلیم کے لئے دو۔ اور دو روپے بڑھاکر پانچ روپے ماہوار کا بجٹ بنالو یعنی اضافہ کردو۔

(۶) ہر قسم کی تفریح جس میں خرچ ہو بند کردو۔ مہینہ میں چار بار آٹھ آنہ کے درجہ میں سینما دیکھو اس طرح تفریح کے تین روپے بچ جائینگے۔

(۷) قرض دینا بند کردو۔ اور جب اچھی طرح یقین ہو جائے کہ قرض دینے سے کسی انسان کی زندگی بچتی ہے تو پانچ روپے ماہوار سے زیادہ قرض نہ دو۔

(۸) قرابتداروں میں جو خود کام کر سکتے ہوں اُن کو امداد دیکر بیکار نہ بناؤ اور اپنے خوراک کے خرچ کی موافق پچیس روپے کا بجٹ بناؤ۔ اس طرح اکتالیس روپے ماہوار کی بچت ہوگی اور تین روپے اضافہ خیرات کے منہا کرکے روپے ماہوار بچ جایا کریں گے۔ حسن نظامی

# میں سُود خوار یہودی نہیں ہوں

بنک اور بیمہ اور کفایت شعاری کی احتیاط نے مجکو فارغ البال خوش حال اور مطمئن بنا دیا۔ مگر سود خوار یہودی نہیں بنایا۔ کیونکہ میں ضرورت کی جگہ خوب جی کھول کر خرچ کرتا ہوں اور آرائش ونمائش کے لئے نہیں بلکہ آسائش کے لئے خرچ کرنے میں سود خوار یہودیوں کی طرح میرا دل نہیں دُکھتا۔

حکیم اجمل خاں اور ڈاکٹر انصاری اور پنڈت موتی لال نہرو نے جو عظیم الشان بیمہ کمپنی بنائی تھی اور جس کا نام "ٹراپیکل بیمہ کمپنی" ہے اور جس کے مطبوعہ کاغذات کمپنی مذکور نے ابھی حال میں روزنامچہ کے خریداروں کو بھیجے تھے۔ محض ہندوستانیوں کو خوش حال اور فارغ البال اور کفایت شعار بنانے کی نیت سے بنائی تھی جس میں ان کو بہت کامیابی ہوئی اور اس بیمہ کمپنی کے ذریعہ سیکڑوں مسلمان اور ہزاروں ہندوستانی خوش حال ہوگئے۔ کیونکہ بیمہ کرانے کے اس کی قسط ادا کرنے کا فکر ہو جاتا ہے اور انسان مجبورًا کفایت شعاری کر کے قسط کی رقم جمع کرتا ہے۔

ٹراپیکل بیمہ کمپنی کے قواعد اور بیمہ کرانے کے طریقے جس نے منگا کر پڑھے ہونگے اُس کو خیال ہوا ہوگا کہ یہ قواعد تو سمجھ میں نہیں آتے۔ کیونکہ مسلمان لوگ حساب کی باتوں کے عادی نہیں ہیں اور حساب کی باتیں ان کی سمجھ میں بہت مشکل سے آتی ہیں۔ اس لئے میں ان قواعد کو عام فہم انداز سے لکھتا ہوں تاکہ ہر شخص بیمہ کے ذریعہ کفایت شعار بننے کی کوشش کرسکے۔

چونکہ میں نے حساب نہیں سیکھا اس لئے میں یہ دعویٰ تو نہیں کرسکتا کہ میں نے ٹراپیکل بیمہ کمپنی کے قواعد کی پوری عام فہم تشریح کردی البتہ جو کچھ میری سمجھ میں آیا اُس کو آسان طریقہ سے لکھ دوں گا۔

ممکن ہے کہ مجھ سے زیادہ آسان لکھنے والے ہندوستانی بھی ہوں لیکن اس وقت میرے علم میں صرف میں ہی ایک ایسا آسان نویس ہوں جو غیر حساب داں لوگوں کو بیمہ کے مفید طریقے سمجھا سکوں۔ اور جب ہندوستانی خصوصًا مسلمان بیمہ کے قواعد سمجھ لیں تو بیمہ کرا کر کفایت شعار اور بچت کرنے والے بن جائیں۔

حسن نظامی

میں ارادہ کر رہا تھا کہ اپنے وعدہ کے موافق رُس کی کھیر کھانے کے ہاں جاؤں گا۔ مگر کیسے بے وفا تھے کہ میرا انتظار بھی نہ کیا اور سالش میں دنیا چھوڑ دی۔ ان کی عنایتیں اور شفقتیں میرے ل پر نقش ہیں۔ دہلی آتے تھے تو مجھ سے ہمیشہ ملتے تھے۔ اور وہی تاؤ کرتے تھے جو ایک محبت کرنے والے استاد کو شاگرد کے ساتھ نا چاہیئے۔ جنت میں جاؤں گا تو اصول شاشی کا آخری سبق پھر ن سے پڑھوں گا۔ اب تو مجلس ختم ہو گئی۔ وہ وہاں چلے گئے۔ ہم ہاں رہ گئے۔

**عود بقلم خود** آج زید کی تسمیہ خانی کا انتظام ہے۔ گھر میں عورت مرد مہمان آ رہے ہیں۔ اور میں بھی بہ حیثیت ایک ہمان کے اپنے حجرہ کے اندر تیاریوں کی خبریں سن رہا ہوں۔

دس بجے حسب معمول مہاراجہ بہادر سے ملنے گیا۔ پھر دہلی کے فتر میں گیا۔ تین بجے واپس آیا۔ ساڑھے چار بجے دہلی کے سب حباب اور مہمان جمع ہو گئے۔ مہاراجہ بہادر بھی تشریف لائے اور ن کی صاحبزادیاں اور صاحبزادہ بھی

زید نے نئے کپڑے پہننے سے انکار کیا اور رونے لگا۔ سہرا بھی نہ باندھا معمولی روزمرہ کے کپڑے پہن کر بسم اللہ پڑھی۔ قوالوں نے تہنیت گائی۔ مہاراجہ اور ان کے بچوں کے ساتھ میرا اور میرے بچوں کا فوٹو بھی لیا گیا۔ مغرب سے پہلے سب مہمان رخصت ہو گئے۔ زید کا ریشمی کپڑے پہننے سے انکار کرنا مجھکو بہت اچھا معلوم ہوا۔

**دعوت** رات کو آٹھ بجے مہاراجہ بہادر کی ساتھ رائے صاحب لالہ نانک چند کے ہاں دعوت میں گیا۔ لالہ نانک چند صاحب نے بہت شاندار اہتمام کیا تھا۔ ہندو مسلمان سکھ عیسائی پارسی ہر قوم کے ممتاز اور بڑے درجہ کے اصحاب مدعو تھے۔ آرائش بھی بہت زیادہ تھی۔ کھلانے کی جگہ انگریزی مگر کھانے کی سب چیزیں دیسی تھیں۔ حضرت اکبر الہ آبادی نے فرمایا تھا "پیتے ہیں شراب آب زم زم کے ساتھ" آج دیکھا کہ کھاتے ہیں پلاؤ قورمہ چھری کانٹے کے ساتھ۔ رائے صاحب دہلی کے نامی رئیسوں میں ہیں۔ اور ہمیشہ والیان ریاست اور ممتاز لوگوں کی دعوتیں کرتے رہتے ہیں۔ کھانے کے علاوہ گانا بھی ہر قسم کا تھا۔ ایک رقص وسرود کو سنکر میں نے کہا کہ یہ گناہ بے لذت نہیں ہے۔ گانے والی کا نام مجید ا تھا۔ میں نے کہا تمہارا نام مدت سے سنتا تھا کہ تم دہلی میں بہت اچھا گاتی ہو۔ اور مجید نام پانچوں وقت کی نماز میں بھی پڑھا کرتا تھا۔ مگر آج تم کو دیکھ بھی لیا۔ غالب نے سچ کہا تھا۔ مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیئے۔

**واپسی** رات کو بارہ بجے دعوت سے واپس ہو کر نئی دہلی اسٹیشن پر آیا مہاراجہ بہادر اپنے سیلون میں تشریف لے گئے جو صبح پونے سات بجے دہلی سے متھرا کی طرف روانہ ہوگا۔ ایک بجے رات کو گھر میں آکر سویا۔ رات کو ڈہائی بجے مہاراجہ بہادر کا ایک سوار خط لیکر آیا۔ اس کا جواب لکھا۔ پھر صبح تک نیند نہ آئی۔ گویا آج رات کو صرف ڈیڑھ گھنٹہ سویا۔

**مہاراجہ بہادر کی علم دوستی** مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر دہلی کے قیام میں علاوہ مشہور درگاہوں کی زیارتوں کے حکیم محمد اجمل خاں صاحب کے مزار پر بھی گئے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبد القادر اور حضرت شاہ عبد الرحیم وغیرہ کے مزارات پر بھی گئے۔ اور غالب کا مزار بھی دیکھا اور مولانا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کے مزار پر بھی گئے۔

ان کی علم دوستی کا ہر جگہ چرچا ہے۔ وہ آثار قدیم سے بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔ مشہور شاعر حضرت خواجہ حسن علاء سنجری کے مزار مبارک پر خلد آباد میں انہوں نے کتبہ بھی لگایا ہے۔ اور بیدر میں محمود گاواں وزیر دکن کے مزار پر بھی ان کی طرف سے کتبہ لگایا گیا ہے۔

**شہزادہ ولی عہد بہادر** مرزا غالب کے مزار پر شہزادہ ولی عہد بہادر بھی تشریف لے گئے تھے۔ جس سے ان کے لٹریری ذوق کا اظہار ہوتا تھا۔ انہوں نے غالب کی نسبت بہت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔

خاندان آصفیہ کی علمی سرپرستی تو تمام دنیا میں مشہور ہے۔ شہزادہ کے والد ماجد کو سلطان العلوم کا خطاب رعایا نے دیا تھا اور بالکل ٹھیک دیا تھا۔ کیونکہ وہ علوم کے پورے سرپرست ہیں۔

## ۲۳ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ چہار شنبہ
## ۲ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء - دہلی

**سید کاظم حسین صاحب** آج مولوی سید کاظم حسین صاحب معتمد پیشی اعلیٰحضرت حضور نظام ملنے آئے تھے۔ لکھنؤ چلے گئے۔ ان کے اہل و عیال دہلی میں ہیں۔ ان کی نیکی اور فرض شناسی اور اپنے بادشاہ کی وفاداری کا میرے دل پر بہت ہی اچھا اثر ہے۔ اعلیٰحضرت کی پیشی میں جیسے مستعد اور فرض شناس افسر کی ضرورت ہے وہ سب صفات مولوی صاحب میں موجود ہیں۔ ان کی بہن جو ابھی ولایت سے تعلیم حاصل کر کے آئی ہیں اپنے شوہر سید جمال الدین نظامی کے ساتھ خسرو منزل میں ٹھہری ہیں۔ آج بنارس گئی ہیں۔ تین دن میں واپسی ہوگی۔ مولوی سید کاظم حسین صاحب شاید لکھنؤ سے دہلی آئیں۔

**سید محمد مہدی صاحب** صبح دس بجے اپنے احباب کے ساتھ سید محمد مہدی صاحب معتمد مہاراجہ بہادر سے ملنے گیا اور کچھ دیر ان کی فلسفیانہ باتیں سنیں۔ میرے ذی علم احباب پر مہدی صاحب کی مخلصانہ اور دانشمندانہ باتوں کا بہت اچھا اثر ہوا اور انہوں نے ان کی سب باتوں سے اتفاق کیا۔ وہ بہت ہونہار نوجوان ہیں۔

**سر ٹرنچ بہادر** دو بجے میڈن ہوٹل میں کرنل سر ٹرنچ بہادر صدر المہام محکمہ مال حضور نظام سے ملنے گیا۔ اس کے بعد گھر میں واپس آگیا۔ سر ٹرنچ صاحب ۵ مارچ کو درگاہ میں آئینگے۔

**کشمیر کمیٹی کا جلسہ** شام کو پانچ بجے سوئس ہوٹل میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے جلسہ میں شریک ہوا سب ممبران موجود تھے۔ رات کو آٹھ بجے واپس آیا۔ نو بجے سویا اور چھ بجے تک مسلسل نو گھنٹہ سوتا رہا۔ کئی دن کی نیند پوری ہو گئی۔

عمر بڑھ سکتی ہے۔ بوڑھے جوان ہو سکتے ہیں

# صورت کی تبدیلی ممکن ہے

## لقمان الملک حکیم نابینا صاحب کا لاجواب نسخہ

## عمل جراحی کے بغیر غدودوں کا پیوند

لالہ لاجپت رائے اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کے گردوں اور جگر میں پتھری ہو گئی تھی۔ سب ڈاکٹر کہتے تھے کہ اپریشن کے سوا اس مرض کا کوئی علاج نہیں ہے۔ مگر لقمان الملک حکیم نابینا صاحب نے (جو ہز ہائی نس میر محبوب علی خاں مرحوم سابق نظام دکن کے طبیب خاص تھے اور اب دہلی میں وہ اور ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر انصاری صاحب آفتاب اور ماہتاب کی طرح دنیا کو فیضیاب کر رہے ہیں) اللہ کے فضل سے دونوں لیڈروں کو عمل جراحی کے بغیر تین دن میں اچھا کر دیا۔ اور پتھریاں دوا کے اثر سے گھل گئیں۔[1] یہ دیکھ کر لقمان الملک جناب حکیم نابینا صاحب سے یورپ کے ڈاکٹروں کی نئی ایجاد کا ذکر کیا گیا کہ وہ کمزور اور بوڑھے آدمیوں کے جسم میں عمل جراحی کے ذریعہ جانوروں کے اور تندرست انسانوں کے غدودوں کے پیوند لگا دیتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ اس سے عمر بڑھ جاتی ہے اور بوڑھے جوان ہو جاتے ہیں۔ اور جسم کی ہر ظاہر و پوشیدہ کمزوری دور ہو جاتی ہے تو جناب لقمان الملک حکیم نابینا صاحب نے فرمایا کہ عمل جراحی کے بغیر بھی غدودوں میں نئی زندگی پیدا ہو سکتی ہے اور یونانی طب میں ایسی دوائیں موجود ہیں جو انسانی جسم کو جوان رکھنے والے غدودوں میں زندگی کی اصلی رطوبت پیدا کر دیتی ہیں۔ اگر بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے جسمانی قوت اور جوانی کے غدود از کار رفتہ ہو جائیں تو سات روز کے اندر دواؤں کے اثر سے وہ پھر تازہ دم اور نئے غدودوں کے مانند کام کر سکتے ہیں۔

مذکورہ ارشاد کے بعد لقمان الملک حکیم نابینا صاحب نے ایک خاص بیش قیمت نسخہ نکلوایا جو ابتک والیان ملک اور راجہ نوابوں کے لئے محدود و مخصوص تھا عام لوگ اس بیش قیمت نسخہ سے فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ مگر واحدی صاحب اڈیٹر نظام المشائخ کی خواہش پر لقمان الملک حکیم نابینا صاحب نے نہایت دریا دلی کیساتھ یہ نسخہ انہیں عطا فرما دیا۔ اور اس نسخہ کی تیاری کے تمام مخفی طریقے بھی سکھا دئے چنانچہ واحدی صاحب حکیم محمد ضیاء الرحمٰن صاحب زبدۃ الحکما پنجاب یونیورسٹی و سندیافتہ طبیہ کالج دہلی و مدرسہ تکمیل الطب لکھنؤ کی نگرانی میں یہ نسخہ تیار کراتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں۔ تاکہ ہر شخص طب یونانی کے طبیب اعظم کے اس عجیب و طلسمی نسخہ سے فائدہ اٹھا سکے۔ اور الٹی سیدھی عام اشتہاری دواؤں سے محفوظ رہ سکے۔

### معجون مددگار غدود

نسخہ کی تیاری کے بعد اس کا نام معجون مددگار غدود رکھا گیا۔ یہ معجون اعصاب کی کمزوری اور خون کی کمی اور جسم کی ہر ظاہر و پوشیدہ ناتوانی کو سات روز میں دور کر دیتی ہے

اس معجون کی تاثیر سے خشک اور بیکار غدودوں میں سات دن کے اندر اصلی رطوبت پیدا ہونے لگتی ہے اور سات دن میں کمزور آدمی اس معجون کے اثر کو محسوس کرنے لگتا ہے۔

### چہرے کی تبدیلی

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب کے اس قلمی نسخہ سے بنائی ہوئی معجون مددگار غدود اگر مسلسل چالیس روز تک استعمال کی جائے تو چہرے کے بڑھاپے میں تبدیلی ہو سکتی ہے اور جوانی کے آثار دوبارہ نمودار ہونے ممکن ہیں۔ پھر لطف یہ کہ عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے یہ دوا مفید ہے۔

### عورتوں کے حسن کی واپسی

اگر اولاد ہونے یا اور اسباب کی وجہ سے عورتوں کے حسن میں تبدیلی ہو گئی ہو تو معجون مددگار غدود چالیس دن کے اندر جوانی کا اصلی رنگ چہرہ پر پیدا کر سکتی ہے (مگر حالت حمل میں ہرگز استعمال نہ ہو) اور مردانہ قوتوں کو از سر نو زندہ کر دینے کی تو اس معجون میں عجیب و غریب تاثیر ہے۔ ایک دو روز کے اندر ہی ہر شخص محسوس کرنے لگتا ہے کہ وہ زندہ ہو گیا۔ اور اس کے ہاتھوں سے گئی ہوئی قوتیں واپس آنے لگیں۔ ترکیب استعمال اور پرہیز کا پرچہ معجون کے ساتھ بھیجا جاتا ہے۔

**سات روز کی خوراک کی قیمت چار روپے علاوہ محصول**

ملنے کا پتہ۔ **منیجر اخبار روزنامچہ دہلی**

[1] لالہ لاجپت رائے اس کے بعد ایک مدت تک زندہ رہے۔ اور انھیں پھر پتھری کی تکلیف نہیں ہوئی۔

# منھ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے ہیں۔ بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں۔ مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اُترتی ہے۔ اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے۔ اور تم نے جاہل دیہاتیوں تک سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ مگر باخبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

## واحدی صاحب کا منجن

# اکسیر دنداں

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر ہر خرابی کو دُور کر دیتا ہے۔ مسوڑوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں۔ پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا۔ منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم **محمد اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائیریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل یا پان وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اُسے مل کر دانتوں اور مسوڑوں کو صاف کرلیں۔ اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انھیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اُٹھانی پڑے گی۔ لیکن یہ زحمت ان کی اپنی بے پرواہی کا نتیجہ ہے۔ اور اُسے انھیں برداشت کرنا چاہیئے۔ اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے۔ ورنہ مزید بے پرواہی اس سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کر دے گی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے۔ ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کرلینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائیریا نہیں ہوا ہے۔ یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی۔ البتہ خون نکلتا ہے تو ان کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہو کر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے۔ باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے۔ تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جنھیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے۔ مثلاً بلاوجہ مسوڑے پھول گئے ہوں۔ دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کرسکتے ہیں۔ اور جنھیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے۔ وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں۔ اللہ سے امید ہے کہ کبھی انھیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں۔ ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں۔ خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑوں کو صاف کرتے رہیں۔ جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں۔ پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں۔ حقیقتاً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جزو بھی مضر نہیں ہے۔ ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہوتا ہے۔ یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ دوسرے پان کھا کر لوگ دانت صاف نہیں کرتے۔ اور ہر وقت کے پان کھانے والے بھلا کیسے دانت صاف رکھ سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائے گی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہے۔

قیمت فی شیشی صرف آٹھ آنہ ہے۔ علاوہ محصولڈاک محصول ایک شیشی پر پانچ آنے لگتا ہے اور دو شیشیوں پر آٹھ آنے

ملنے کا پتہ

## مینجر اخبار روزنامچہ دھلی

(سید ابن عربی اڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)

مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی کا

# روزنامچہ

جو پایہ تخت دہلی سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت دو روپے کلدار ششماہی ایک روپیہ دو آنے

ایک پرچہ کی قیمت ایک آنہ

۱۴ اپریل ۱۹۳۲ء

## کہیں جانا نہیں ہے

آج گیارہ اپریل کو میں یہ تحریر لکھ رہا ہوں جو سولہ اپریل کے پرچہ میں شائع ہوگی۔ آئندہ ہفتہ کی نسبت مجھ یہ اطلاع دینی ہے کہ کئی جگہ سے میرے بلاوے آئے ہیں مگر میں کہیں جاتا نہیں چاہتا۔ کیونکہ ابھی کمزوری کے سبب سفر کے قابل نہیں ہوا۔

## عید مبارک

سب ناظرین کو عید مبارک ہو۔ احباب اور اخوان طریقت سے درخواست ہے کہ وہ قربانیوں کی کھالیں فروخت کرکے اور عید کے دن چندہ جمع کرکے نظام الاسلام مڈل اسکول درگاہ شریف اور حکومہ گرل اسکول درگاہ شریف کی امداد کے لئے بھیجیں جہاں سادات کے لڑکے اور لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ اس کا بہت بڑا اجر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عطا ہوگا اور قربانیاں مکمل قربانیاں ہو جائیں گی۔

میں کوشش کر رہا ہوں کہ سولہ اپریل کا پرچہ جلد سے جلد شائع ہو جائے تاکہ بقرعید سے پہلے سب کو پہونچ سکے اور ناظرین مذکورہ اسکولوں کی امداد کے لئے کوشش کر سکیں۔

اللہ کے فضل سے اب میری صحت اچھی ہے اور آرام کرنے کا تھوڑا بہت مفید اثر معلوم ہو رہا ہے۔

طبی کمپنی کے اشتہاروں کی تقسیم میں جن احباب نے مدد کی اور حصہ لیا۔ اور جو احباب دواؤں کی فروخت کے سلسلہ میں اپنے علاقوں میں کوشش کر رہے ہیں ان کا میں ذاتی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے نام بھی طبی کمپنی کی آئندہ بڑی با تصویر فہرست میں شائع کئے جائیں گے۔ طبی کمپنی کا کام میری ذاتی معاش کا کام ہے اس کی مدد کرنا میری ذات پر احسان کرنا ہے۔

حسن نظامی

# سو برس کے بڈھوں کی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ملا واحدی صاحب ایڈیٹر رسالہ نظام المشائخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرما رکھا ہے۔ اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے۔ تا دم مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قائم و برقرار رہے ہر روز۔ ۔ ۔ سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت میں بجز تین چار۔ ۔ ۔ کے طبیعت کو قرار نہ ہوگا۔ یہ نسخہ بہ سلسلۂ خاندان حکیم سید عبد اللہ خاں دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار مولینا حکیم سید فخر الدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو بطور یادگار پسماندگان و سح ہذا کیا۔ یہ نسخہ حقیقی و درست و صحیح میری اوائل عمر میں ایک وقت تیار ہوا تھا۔ راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام و اکرام نسخہ ہذا کی بدولت ملا تھا اور نواب سالار جنگ اول نے بھی چار خوراک معجون ہذا کا استعمال فرما کے جائداد منصب ڈیڑھ سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے۔ یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ کا ہے۔ پسماندگان کو اس کا پورا علم ہے۔

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام معجون مددگار غدود ہے۔ جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں (علاوہ محصول ڈاک) لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے سات خوراکوں کے صرف تین روپے لوں گا اور محصول بھی اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجدوں گا۔ شرط فقط یہ ہے کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلادیں۔ سو برس نہ سہی لگ بھگ سہی۔

**نوٹ**۔ جنھیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار غدود نہ منگائیں کیونکہ معجون مددگار غدود صرف قوت کی دوا ہے جریان کے مریضوں کے لئے معجون کایا پلٹ مفید ہوگی۔ قیمت بیس خوراک ڈھائی روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

منگانے کا پتہ۔ **مینیجر اخبار روزنامچہ۔ دہلی**

# قرآن مجید کا سب سے اعلیٰ

# اردو ترجمہ

## جو حضرت خواجہ حسن نظامی کا کیا ہوا ہے

اردو زبان میں قرآن مجید کے بارہ تیرہ ترجمے شائع ہو چکے ہیں مگر ماہرین اردو کی رائے ہے کہ زبان کی عمدگی اور فہم مطالب کی آسانی نقطہ حضرت خواجہ حسن نظامی کے ترجمہ میں ہے جو عام فہم تفسیر کے نام سے شائع ہوا ہے یہ ترجمہ سب ترجموں سے نرالی قسم کا ہے کہ ترجمہ بھی ہے اور تفسیر بھی ہے۔ یعنی ایسے انداز سے ترجمہ کیا گیا ہے کہ لفظی ترجمہ بھی موجود ہے اور محاورہ کا ترجمہ بھی، اور مطلب سمجھانے کے لئے عام فہم تفسیر بھی۔ ایک ایک پارہ الگ الگ شائع ہوا ہے اور ایک پارہ آٹھ آنے کو دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی پورے قرآن مجید کے پارون کی جلدیں لینی چاہے تو دس دس پاروں کی ایک ایک جلد بندہی ہوئی تین جلدیں **بارہ روپیہ میں دیدی جائیگی** اور محصول ڈاک ایک روپیہ سات آنہ الگ ہوگا۔

یہ ترجمہ یعنی عام فہم تفسیر لڑکیوں اور لڑکوں کو پڑہایئے۔ خود اپنی تلاوت میں شریک کیجیے۔ نادار لوگوں کو تقسیم کرکے ثواب اپنے مرنے والوں کو پہنچایئے۔ اور خود بھی ثواب حاصل کیجیے۔

اگر آپ قرآن مجید کے سب اردو ترجموں کو سامنے رکھہ کر حضرت خواجہ صاحب کا ترجمہ قرآن مجید ملاحظہ کریں گے تو آپ خود تسلیم کرلیں گے کہ حضرت خواجہ صاحب کا ترجمہ ہر قدیم و جدید ترجمہ سے زیادہ عام فہم آسان اور عمدہ ہے۔ اس وقت آپ کو خواجہ صاحب کی اس خدمت اسلام کی قدر اور اہمیت معلوم ہوگی اور آپ ارادہ کرلیں گے کہ اس ترجمہ کو ہر مسلمان گھر میں پہنچانا بڑے ثواب کا کام ہے۔ لہٰذا اس اعلان کی اطلاع ہر مسلمان کو دیدیجیے۔ تاکہ آپ کو تبلیغ کا اجر مل جائے۔

## حلقہ مشائخ بکڈپو دہلی سے منگایئے

# رسول اللہ صلعم کی مجلس میں آؤ اور ان کی زبانی باتیں سنو

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور اپنی امت کی باتیں سنتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ ہم بھی رسول اللہ کی باتیں سن سکتے ہیں کیونکہ جب ہم ان کی حدیث پڑھتے ہیں یا حدیث کا ترجمہ پڑھتے اور سنتے ہیں تو گویا رسول اللہ کی مجلس میں پہونچ جاتے ہیں اور خود ان ہی کی زبان مبارک سے ان کی مجلس میں بیٹھکر ان کی باتیں سنتے ہیں۔ کیونکہ **حدیث** رسول اللہ کی بات کو کہتے ہیں۔ **حدیث** کی سب کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب **بخاری شریف** ہے اور حضرت خواجہ حسن نظامی نے قرآن مجید کی طرح بخاری شریف کا بھی بہت عام فہم انداز سے اردو ترجمہ کر دیا ہے جس کے آٹھ پارے چھپ کر شائع ہو گئے ہیں۔ پس جو لوگ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھیں ان کو حدیث شریف کا ترجمہ بھی پڑھنا چاہیے تاکہ ان کو مجلس رسولؐ میں شرکت کا لطف آجائے اور خود رسول اللہ کی زبان مبارک سے باتیں سننے کا فخر بھی حاصل ہو جائے۔

بخاری شریف میں دین و دنیا کی سب تعلیمیں موجود ہیں۔ جن کی ہر ایک مسلمان کو ضرورت پیش آتی ہے لہٰذا مسلمان مردوں اور عورتوں کو **خواجہ حسن نظامی کا ترجمہ قرآن مجید اور ترجمہ بخاری شریف** روزانہ صبح کے وقت پڑھنا چاہیے جس کی زبان بہت صاف ہے اور آسان ہے اور ترجمہ کے ذریعہ قرآن شریف اور حدیث شریف کا مطلب ہر ایک کے سمجھ میں آسکتا ہے۔ ہر پارہ کا ہدیہ ایک روپیہ

**حلقہ مشائخ بکڈپو دہلی سے منگائیے**

ہر انسان کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنے بچوں سے محبت کرتا ہے اور مسلمان بھی انسان ہیں ان کو اپنے بچوں کی محبت کا دعویٰ ہے مگر وہ محبت کرنی نہیں جانتے کیونکہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ماں باپ اولاد کو راحت و آسائش عزت اور ترقی کے راستہ پر چلائیں اور اصلی راحت و عزت اور ترقی جب ہوتی ہے کہ **بچوں کی تعلیم** مذہبی بنیاد پر ہو۔ مگر آج لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو اپنے بچوں کو شروع سے انگریزی تعلیم میں ڈال دیتے ہیں۔ مذہبی تعلیم کی پرواہ نہیں کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کے بچوں کی مذہبی تعلیم برباد ہو جاتی ہے اور ان کو دین اور دنیا کی کوئی راحت اور خوشی حاصل نہیں ہوتی اور وہ محض نام کے مسلمان رہجاتے ہیں۔ حضرت **خواجہ حسن نظامی** نے مسلمانوں کی اس بہت بڑی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی اور قرآنی تعلیم کا ایک کورس تیار کیا ہے جو قرآنی تعلیم کے نام سے مشہور ہے اور جو صدہا مکاتب میں رائج ہے۔

**قرآنی تعلیم کے چھ حصے ہیں اور ہر حصہ کا ہدیہ ایک آنہ ہے**

قرآنی تعلیم کے مذکورہ نصاب تعلیم کے علاوہ اردو تعلیم کا بھی ایک کورس ہے جس کے پہلے حصہ کا نام آسان قاعدہ قیمت دو آنے دوسرے حصہ کا نام تعلیم القرآن قیمت آٹھ آنے۔ تیسرے حصہ کا نام اردو سبق با تصویر قیمت آٹھ آنے مقرر ہے۔

**قرآنی تعلیم کے چھ حصے اور اردو تعلیم کے تین حصے**

**حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی سے منگایئے**

# دہلی میں بلوہ

## تلواروں اور بندوقوں کی لڑائی

## توپوں کی گولہ باری

۱۸۵۷ء میں انگریزی فوج نے باغی ہو کر دہلی میں بلوہ کیا۔ تلواریں چلیں۔ بندوقیں چلیں۔ توپوں نے گولہ باری کی اور دہلی کے شہنشاہ اور بڑے بڑے امرا زیر و زبر ہو گئے۔ ان سب واقعات کی تفصیلی تاریخ حضرت خواجہ حسن نظامی کی کتاب

**غدر دہلی کی تاریخ میں ہے جو بارہ حصوں میں شائع ہوئی ہے**

پہلا حصہ بیگمات کے آنسو۔ دوسرا حصہ انگریزوں کی بپتا۔ تیسرا حصہ محاصرۂ دہلی کے خطوط۔ چوتھا بہادر شاہ کا مقدمہ پانچواں گرفتار شدہ خطوط۔ چھٹا غدر دہلی کے اخبار۔ ساتواں غالب کا روزنامچہ غدر۔ آٹھواں دہلی کی جاں کنی۔ نواں دہلی کا آخری سانس۔ دسواں غدر کی صبح شام۔ گیارہواں دہلی کی آخری شمع۔ بارہواں غدر کا نتیجہ۔

ان سب حصوں کی مجموعی قیمت بارہ روپے ہے۔ الگ خریدنے میں حسب ذیل قیمت ہے

حصہ اول۔ دوم۔ سوئم۔ چہارم۔ پنجم۔ ششم۔ ہفتم۔ ہشتم۔ نہم۔ دہم۔ یازدہم۔ دوازدہم۔ اس تاریخ کا طرز بیان نہایت موثر ہے زبان بہت اعلیٰ ہے نتائج نہایت عبرت خیز ہیں حالات بہت معتبر اور سچے ہیں اور یہ کتاب تاریخ کی کتابوں میں ایسی کتاب ہے جس کے ترجمے ہندوستان کی بہت سی زبانوں میں ہو چکے ہیں ہندی اور گجراتی زبانوں میں تو بعض حصوں کے ترجمے کئی کئی ہوئے ہیں اور سب ہی ترجمے مقبول عام و خاص ہیں۔

**ملنے کا پتہ۔ حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی**

ہندوستان میں جو لوگ یزید کی امت ہیں وہ یہ اشتہار نہ پڑہیں اور جو بنی ہاشم اور بنی فاطمہؓ کے حریف ہیں وہ بھی اس اعلان کو نہ دیکھیں۔ صرف وہ لوگ جو اہل بیت اور آلِ رسولؐ کے فدائی اور جاں نثار ہیں وہ محرم کے خیر مقدم کے لئے تیار ہو جائیں اور اپنے گھروں کے اوپر اور امام باڑوں کے اندر اور مجلس گاہوں کی دیواروں پر حسب ذیل عبارتوں کے ریشمی اور سوتی عَلَم آویزاں کریں۔

پہلے عَلَم کی عبارت۔ درود شریف اور روضۂ حضرت امام حسینؑ کی تصویر ہے۔ اور نیچے یہ عبارت ہے۔

آلِ نبیؐ اولادِ علیؑ بنی فاطمہؓ

دوسرا عَلَم۔ آیت تطہیر اور نقشہ روضۂ امام حسینؑ اس کے بعد حسب ذیل رباعی۔

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ
سر داد و نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

تیسرا عَلَم۔ اپنا اور اپنے بچوں کا آزادی کے لئے سر کٹانے والے حسینؑ شہید کربلا نوجوان عشاق آزادی کے امام ہیں

ریشمی عَلَم کی قیمت ایک روپیہ۔ سوتی عَلَم قیمت چھ آنے۔

کتابیں

محرم نامہ۔ محرم کی مجلسوں میں پڑہنے کی مشہور کتاب ہے۔ حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی۔ بارہ اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ شیعہ سنی میں مقبول کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

سیرت حسینؑ۔ یہ کتاب حضرت خواجہ حسن نظامی نے محض نئے زمانے کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے لکھی ہے اعتقادی نہیں بلکہ خالص تاریخی کتاب ہے۔ قیمت چار آنے۔

یہ سب چیزیں کارکن حلقہ مشائخ دہلی سے منگائیے

# حکیموں ڈاکٹروں کا بائیکاٹ

جو لوگ حکیموں اور ڈاکٹروں کے خرچ سے بچنا چاہتے ہوں یعنی ان کی فیسوں اور دواؤں کی قیمت کو بائیکاٹ کرنا ہو تو اُن کو طبی کمپنی دہلی کی بنائی ہوئی **قبض کشا** دوا اپنے گھر میں منگا کر رکھ لینی چاہیئے اور آٹھویں دن گھر کے سب چھوٹے بڑے رات کو سوتے وقت ایک پڑیہ پانی سے پھانک کر سو جایا کریں۔ صبح اُن کو مکمل اجابت ہو جائے گی اور آئندہ آٹھ دن تک کوئی بیماری اُس گھر میں نہیں آنے پائے گی کیونکہ حکیم و ڈاکٹر اور وید سب اس بات کو مانتے ہیں کہ ہر قسم کی بیماریاں **قبض** سے اور معدہ کی خرابی سے پیدا ہوتی ہیں اور طبی کمپنی دہلی کی قبض کشا دوا قبض کو بھی دور کرتی ہے اور معدہ کی سب خرابیوں کو بھی اچھا کر دیتی ہے اور قبض کشا دواؤں میں جو مروڑ اور پیچ ہوا کرتا ہے وہ اس دوا سے نہیں ہوتا۔ اس واسطے طبی کمپنی کی قبض کشا دوا تمام ہندوستان کی قبض کشا دواؤں سے اچھی اور سب سے زیادہ سستی مانی گئی ہے کیونکہ ایک پڑیہ دو پیسہ کو بکتی ہے۔

آپ بھی اس دوا کا تجربہ کیجئے اور اپنے دوستوں کو بھی مشورہ دیجئے کہ وہ طبی کمپنی دہلی کی قبض کشا استعمال کیا کریں۔ آپ کو خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ طبی کمپنی کی قبض کشا دوا کس قدر مفید ہے۔ اور کیسی بے ضرر ہے اور اس سے معدہ کی تکلیفوں کا کتنی جلدی ازالہ ہو جاتا ہے۔ میٹھی ہے مزہ دار ہے۔ بچے بھی آسانی سے کھا لیتے ہیں۔

**احتیاط**۔ مگر یہ احتیاط کیجئے کہ قبض کشا دوا روزانہ استعمال نہ کی جائے کیونکہ روزمرہ اس قسم کی دوائیں استعمال کرنے سے بعض لوگوں کو نقصان بھی ہو جاتا ہے لہذا آٹھویں دن استعمال کرنا کافی ہے۔

**طبی کمپنی ڈاک خانہ جنگ پورہ دہلی**

اور اس کے ایجنٹوں سے خریدیئے

# لقمان الملک حکیم نابینا صاحب کا

# خاص عطیہ

طبی کمپنی دہلی نے دانتوں اور مسوڑھوں کی بیماریوں کے لئے کلی غرارہ کی جو دوا ایجاد کی ہے اس کی نسبت ہر مقام سے تعریف آرہی ہے کہ یہ دوا نہایت ہی مفید ثابت ہوئی ہے۔ دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ میل صاف ہوجاتا ہے۔ پیپ اور خون اور پائریا کا زہریلا مادہ بھی دور ہوجاتا ہے۔

لیکن ابھی حال میں لقمان الملک جناب مولانا حکیم عبدالوہاب صاحب انصاری عرف حکیم نابینا صاحب مدظلہ العالی نے طبی کمپنی کو ایک ایسی دوا بتائی ہے جو دانتوں کے امراض کے لئے اکسیر ثابت ہوچکی ہے۔ یہ مفرد دوا ہے اور اس کا کشتہ بنایا جاتا ہے اور کشتہ بنانے کی حکمت بھی ایک خاص راز ہے جو عالیجناب حکیم صاحب موصوف نے رفاہ عام کی نیت سے طبی کمپنی کو بتا دیا ہے اور طبی کمپنی نے وہ کشتہ تیار کرکے کلی غرارہ کی دوا میں ملا دیا ہے اور اب کلی غرارہ کی دوا اس قدر کارآمد اور موثر ہوگئی ہے کہ سات روز میں دانتوں کی اور مسوڑوں کی سب بیماریاں دور ہوجاتی ہیں۔ اگر رات دن میں سات دفعہ انکا استعمال کیا جائے۔ ایک صبح کے وقت، دوسرے ناشتہ کرنیسے پہلے تیسرے ناشتہ کرنیکے بعد۔ چوتھے دوپہر کے کھانیسے پہلے پانچویں دوپہر کے کھانیکے بعد۔ چھٹے رات کے کھانے سے پہلے اور ساتویں رات کے کھانے کے بعد۔

حکیم نابینا صاحب کی دوا کا یہ کمال ہے کہ دانتوں کے روزنوں میں بھرے ہوئے غذا کے ذرے بھی صاف ہوجاتے ہیں اور باوجود اس اضافہ کے طبی کمپنی نے قیمت میں اضافہ نہیں کیا۔ پہلے بھی سات پڑیوں کا لفافہ سات پیسے میں دیا جاتا تھا اور اب بھی سات پیسوں میں دیا جاتا ہے۔ **طبی کمپنی ڈاک خانہ جنگ پورہ دہلی یا اس کے ایجنٹوں سے خریدیئے**

# کیا آپ کے گھر میں مچھر ہیں؟

اور کیا آپ ان مچھروں سے نجات حاصل کرنی چاہتے ہیں؟ اور کیا آپ کو معلوم ہے؟ کہ مچھروں کے کاٹنے سے ملیریا بخار پیدا ہوتا ہے۔ چھوٹے بچوں میں چیچک کا مرض پھیلتا ہے۔ موتی جھرے کی بیماری اور طاعونی وبا بھی مچھروں کے ذریعہ پھیل جاتی ہے اور چھوٹے بچے اور بڑی عمر کے عورت مرد سب رات بھر مچھروں کی یورش کی سبب سُکھ نیند نہیں سو سکتے۔

اگر ایسا ہے تو آپ طبی کمپنی دہلی کی بنائی ہوئی **مچھر دھونی** استعمال کیجے۔ بہت سستی ہے۔ بہت خوشبودار ہے۔ اور گھروں کی زہریلی ہواؤں کو پاک صاف کرنے والی ہے۔ ہندوستان کی بنی ہوئی ہے۔ بالکل بے ضرر ہے۔ **ایک ڈبیہ چار آنہ کو بکتی ہے** اور چھوٹی ڈبیہ بطور نمونہ کے دو پیسے کو دی جاتی ہے۔ جو لوگ لفافہ میں دو پیسے کا ٹکٹ بھیجدیں گے ان کو نمونہ کی ایک ڈبیہ مفت بھیجدی جائے گی۔ یا اپنے مقامی دوکانداروں سے پوچھئے۔ وہاں سے نمونہ ملجائے گا۔

مچھر دھونی کی قیمت اس خیال سے کم رکھی گئی ہے کہ غریب ہندوستانی بھی فائدہ اُٹھا سکیں جو **فلٹ** جیسی مہنگی چیز کو نہیں خرید سکتے کیونکہ ہزاروں لاکھوں ہندوستانی مچھروں اور گھروں کی زہریلی بدبو کے سبب بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں اور ان لوگوں کو بیماریوں سے بچانا اُسی وقت ممکن ہے کہ سستی دوائیں ان کو دی جائیں۔

## منیجر طبی کمپنی ڈاکخانہ جنگ پورہ دہلی

اور اس کے ایجنٹوں سے خریدئے جو ہر بڑے شہر میں موجود ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# روزنامچہ

## حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

### ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۰ھ ہجری ۔ منگل
### ۵ اپریل ۱۹۳۲ء ۔ دہلی

**قریشی صاحب** صبح سات بجے حبیب منزل کے دفتر میں آیا ۔ اور تین بجے تک کام کرتا رہا ۔ کمزوری کی حالت یہ ہے کہ دس منٹ نظر جما کر کام کرتا ہوں تو چکر آنے لگتے ہیں ۔ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آجاتا ہے ۔ کچھ دیر سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہوں ۔ پھر کام شروع کرتا ہوں ۔ معلوم نہیں کمزوری اتنی کیوں بڑھ گئی ہے ۔ بھوک لگتی ہے ۔ نیند آتی ہے ۔ چہل قدمی بھی کرتا ہوں پھر بھی نقاہت اعتدال پر نہیں آتی ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بہت وزنی چیز کسی اونچے مقام سے پھینکی گئی ہے اور اب تک زمین پر نہیں گری ۔ راستے میں ہے ۔

نو بجے درگاہ شریف سے اطلاع آئی کہ مسٹر مقبول حسن قریشی ایم ۔ اے ۔ ال ۔ ال ۔ بی منسٹر ریاست بھاول پور درگاہ شریف میں آئے ہیں ۔ میں ان کی نیک دلی اور خوش اعتقادی کے چرچے سنکر ملنے کا مشتاق تھا اور ان سے معذرت بھی کرنی تھی کہ جب افغانستان سے واپسی ہوئی تو قندہار سے میں نے ان کو تار دیا تھا کہ فلاں تاریخ بھاول پور میں قیام کروں گا ۔ مگر جب بھاول پور کے اسٹیشن پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ آجکل یہاں نواب صاحب کی سالگرہ کا جشن ہے اور بہت سے لوگ مانگنے کے لئے آئے ہوئے ہیں ۔ مجھے شرم آئی کہ میرا شمار بھی انھیں سائلوں میں ہو جائے گا ۔ اس واسطے میں بھاول پور نہیں ٹھہرا اور ملتان چلا گیا ۔ بعد میں سنا کہ قریشی صاحب نے بہت انتظار کیا اور اپنا ہرج بھی کیا ۔

اس واسطے مجھے اُن سے عُذر کرنا تھا کہ بھاول پور نہ ٹھہرنے کی یہ وجہ ہوئی ۔ مگر کمزوری کی وجہ سے درگاہ میں نہ جا سکا ۔ ممکن ہوا تو شام کو ان کی قیام گاہ پر جا کر مل لوں گا ۔

تین بجے دہلی گیا ۔ کچھ دیر واحدی صاحب کے ہاں رہا ۔ پھر پانچ بجے میاں سر فضل حسین صاحب کے ہاں پارٹی میں گیا ۔ جو انھوں نے سر فرینک نائس کو دی تھی ۔ وہاں بہت سے احباب سے ملاقات ہوئی ۔ پادری اینڈریوز صاحب بھی تھے جن کو کئی سال کے بعد آج دیکھا ۔

**پادری اینڈریوز** انگریز ہیں ۔ لمبا قد ہے ۔ لمبی ڈاڑھی ہے ۔

میری ان کی بیس سال کی ملاقات ہے - پہلے مشن کالج دہلی میں
پروفیسر تھے - میں نے ۱۹۰۸ء میں نظام المشائخ رسالہ جاری کیا -
اور اس کا پہلا رسول نمبر شائع ہوا تو پادری اینڈریوز صاحب
نے بھی اس میں مضمون لکھا تھا - جو مسلمانوں میں بہت پسند
کیا گیا تھا - اس کے بعد پادری صاحب سیاسی تحریک میں شامل ہوگئے -
اور جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی امداد کے لئے گئے - اور
وہاں سے واپس آکر انہوں نے ہندوستان میں بیان شائع کیا کہ میں نے
جنوبی افریقہ میں ایک ہندوستانی کو دیکھا جن کا نام موہن داس گاندھی
ہے - ان کی شخصیت کا مجھ پر بہت اثر ہوا - گویا پادری اینڈریوز
صاحب گاندھی جی کی بشارت دینے والوں حضرت یوحنا
سمجھے جا سکتے ہیں - جنھوں نے حضرت عیسےٰؑ کے ظہور سے پہلے
یہودیوں کو حضرت عیسےٰؑ کی بشارت دی تھی -

جب گاندھی جی افریقہ سے ہندوستان میں آئے تو پادری
اینڈریوز ٹیگور صاحب کے پاس بنگال میں تھے اور ان کے شانتی
نکیتن میں کام کرتے تھے - گاندھی جی کی سیاسی تحریک کا چرچا بڑھا
تو پادری صاحب شانتی نکیتن کو چھوڑ کر گاندھی جی کے پاس آگئے -
اور کھدر کا لباس پہن لیا اور اس دن سے آج تک گاندھی جی کے
ساتھ ہیں - اور انھوں نے ہندوستان کی بڑی بڑی خدمتیں انجام
دی ہیں - گاندھی جی بھی ان پر بہت بھروسہ رکھتے ہیں - ایک
دفعہ گاندھی جی کے ساتھ میرے مکان پر آئے تو جوتیاں اتارنے کی
جگہ بیٹھ گئے - میں اس وقت زنانہ میں تھا - باہر آیا تو ان سے اور
گاندھی جی سے اصرار کیا کہ وہ جوتیوں کی جگہ سے اٹھ کر اچھی جگہ بیٹھ
جائیں مگر یہ دونوں نہ مانے اور از راہ انکسار وہیں بیٹھے رہے -

آج میں نے پارٹی میں دور سے اُن کو دیکھا اور انھوں نے
مجھ کو دیکھا - میں ان کی طرف بڑھا اور وہ میری طرف بڑھے - مگر
یکایک میاں سر فضل حسین سامنے سے آگئے اور پادری صاحب
سے علیحدگی میں باتیں کرنے لگے اور میں بھی دوسرے دوستوں سے
باتیں کرتا ہوا ایک اور سمت چلا گیا - اس کے بعد پادری صاحب
کو ہر جگہ ڈھونڈھا مگر وہ کہیں نہ ملے - اور مجھ کو ان سے نہ ملنے کا بہت
ہی افسوس ہوا -

گاندھی جی پر عیسائی تعلیم اور خیالات کا بہت زیادہ اثر
ہے اور عیسائی طبقہ میں گاندھی جی کو ایک سچا عیسائی سمجھا جاتا ہے
اور یہ سب پادری اینڈریوز کی صحبت کا اثر ہے - بعض صفات
کے لحاظ سے میں پادری اینڈریوز کو گاندھی جی سے بھی اچھا سمجھتا
ہوں - ایک دفعہ وہ لارڈ چیمسفورڈ سے ملنے گئے اور چند ہندوستانیوں
کی حمایت میں ان سے گفتگو کی جنھوں نے کسی یوروپین پر حملہ کیا تھا -
لارڈ چیمسفورڈ نے کہا کہ تم یوروپین ہو کر کالوں کی حمایت کرتے ہو -
مجھ کو گورے آدمی کی جان بہت سے کالے آدمیوں کے مقابلہ میں
زیادہ عزیز ہے - تو پادری اینڈریوز نے کہا تھا کہ :-

**خدا کے نزدیک تو گورے اور کالے سب برابر ہیں -**

اور میں حق اور انصاف کی حمایت کرتا ہوں - انسانوں کے
رنگ کو نہیں دیکھتا -

## مسٹر بھاول پوری

شام کو چھ بجے کے بعد پارٹی سے واپس آکر مسٹر مقبول حسن قریشی - ایم - اے -
ال - ال - بی سے ملاقات کی - وہ آج بھاول پور جا رہے ہیں -
اخبار ریاست دہلی میں ان کی تصویر دیکھی تھی مگر خود کبھی ان کو نہ
دیکھا تھا - بہت اخلاق سے ملے - اور جب میں نے بھاول پور
میں نہ ٹھہرنے کی ان سے معذرت کی تو انہوں نے کہا - جب آپ
بھاول پور سے ملتان اور ملتان سے لاہور گئے - تو میں لاہور
سے دہلی تک آپ ہی کی ٹرین میں تھا اور آپ کو جانتا بھی تھا -
مگر چونکہ آپ سے ملاقات نہ تھی - اس واسطے میں نے ملنے کی جرات نہ کی
قریشی صاحب چہرہ سے بھی بہت اچھے معلوم ہوئے -
قیافہ نے کہا - ان کا دل بہت وسیع ہے اور ان کے عزم بہت
بلند ہیں اور وہ دنیا میں دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے آئے ہیں -
اس دُنیا میں جو شخص کسی بڑے درجہ پر پہنچ کر صرف اپنے ہی

فائدہ کو دیکھتا ہے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا نہیں چاہتا۔ وہ بڑھئی کا بسولہ ہے جو لکڑی چھیل چھیل کر اپنے ہی آگے ڈالتا ہے۔ اور جو اپنے اقتدار اور رسوخ سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ بڑھئی کی آری ہے جو آدھا برادہ اپنے آگے ڈالتی ہے اور آدھا برادہ دوسری طرف پھینکتی ہے۔ میں نے حیدرآباد میں بعض افسروں کو دیکھا کہ وہ اپنی پوزیشن قائم رکھنے کے لئے کسی دوسرے کے لئے کلمۂ خیر زبان سے نہیں نکالتے۔ مگر نواب اظہر جنگ مرحوم اور نواب نذیر جنگ بہادر کو دیکھا کہ وہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ انگریزی حکومت میں بھی میاں سر محمد شفیع مرحوم کو دیکھا کہ وہ ہر وقت اپنے رسوخ سے دوسروں کی مدد کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ میں ایک مظلوم مسلمان کو ان کے پاس لے گیا جس کی قسمت کا فیصلہ ایک انگریز افسر کے ہاتھ میں تھا اور فیصلہ میں صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تھا۔ میاں سر محمد شفیع نے کہا۔ میں دفتر جا رہا ہوں اور اتنا وقت نہیں ہے کہ میں اس انگریز سے سفارش کروں۔ (میاں صاحب اس زمانہ میں وائسرائے کے ساتھ دہلی میں تھے۔) میں نے کہا۔ سنو میاں صاحب! خدا نے یہ عروج دیا ہے اور مسلمانوں کی محبت بھی دی ہے تو اس کی زکوٰۃ تم پر فرض ہے۔ اگر دفتر جانے میں تھوڑی سی دیر ہو جائے گی تو تم سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یہ مسلمان بڑی توقع لے کر دور سے آیا ہے اگر اس کے خلاف فیصلہ ہو گیا تو اس کی ساری زندگی تباہ ہو جائے گی۔ یہ سنتے ہی میاں صاحب مجھے اس مسلمان کو لے کر خود انگریز افسر کے پاس چلے گئے اور پانچ منٹ میں اس مسلمان کا کام پورا ہو گیا۔ لیکن اسی دہلی میں ایک دوسرے مسلمان عہدہ دار کے پاس میں ایک شخص کی سفارش کے لئے گیا۔ تو انھوں نے صاف انکار کر دیا۔ ان مسلمان کا عہدہ بھی میاں سر محمد شفیع کے قریب قریب بڑا عہدہ تھا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ ان مسلمان صاحب نے کبھی کسی کو فائدہ پہنچایا ہو۔ وہ ہمیشہ اپنے ہی فائدہ کو پیش نظر رکھتے تھے۔ اگرچہ میل جول میں وہ بہت ہی خلیق اور ملنسار معلوم ہوتے تھے۔ اب ان کی جگہ ایک دوسرے مسلمان عہدہ دار مقرر ہوتے ہیں اور وہ ان سے زیادہ بے فیض ہیں۔ پہلے مسلمان عہدہ دار کی بات چیت تو اچھی تھی مگر یہ حضرت تو پورے صاحب بہادر ہیں۔ کسی سے سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتے۔ ان کا قیافہ ایسا ہے کہ میرا لڑکا نید ان کو دیکھے تو آنکھیں بند کر لے۔ اور میں ان کی دماغی بناوٹ کو دیکھوں تو ایک سو ستر دفعہ لاحول پڑھوں۔

**رات** گھر میں آ کر کھانا کھایا۔ تازہ اخبار پڑھے۔ لکھنے کی کوشش کی تو مچھروں کی یورش نے کام نہ کرنے دیا۔ نو بجے سو گیا۔ تین بجے بیدار ہوا۔ سامنے کی املی پر اُلو بول رہا تھا۔ مجھ پر اس کی آواز کا بہت برا اثر ہوا۔ ایسی وحشت ناک آواز ہوتی ہے کہ دل ہل جاتا ہے۔ سامنے احمد ایاز تلنگی کا گنبد نظر آ رہا تھا جو تلنگانہ دکن کا ایک ہندو تھا اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رضہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت نے اس کا نام احمد ایاز رکھا تھا۔ اور وہ ترقی کرتے کرتے شہنشاہ ہندوستان کا وزیراعظم ہو گیا تھا۔ اس کا مزار اس بستی کے اندر ہے جہاں میرے خاندان کے لوگ رہتے ہیں اور اس کا بلند گنبد میری خوابگاہ سے نظر آتا ہے۔ چار بجے اٹھ کر ختم پورے کئے۔ پھر تحریری کام شروع کیا۔

**ابن باقر صاحب آگئے** آج شام کو یوسف ابن باقر صاحب الہ آباد سے آ گئے۔ جن کا ذکر پچھلے روزنامچہ میں آ چکا ہے۔ میں نے ابن باقر کے لفظ سے خیال کیا تھا کہ وہ سید ہیں مگر ان سے معلوم ہوا کہ وہ سید نہیں ہیں بلکہ شیخ ہیں۔

مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ انھوں نے پردیس میں آ کر سید بننے کی کوشش نہیں کی اور سچائی سے اپنا نسب ظاہر کر دیا۔ حالانکہ آج کل کے زمانہ میں لوگوں کو سید بننے کا شوق اتنا زیادہ ہے کہ شاعر کو ان کے لئے لکھنا پڑا تھا

سال اول شیخ بودند سال دوم میرزا
غلہ چوں ارزاں شود فی الفور سید می شوند

میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ خدا کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو زیادہ متقی ہو۔ تاہم میں اپنی سید برادری سے محبت کرتا قدر رکھتا بہت ضروری سمجھتا ہوں۔

بہرحال ابن باقر نام بہت اچھا ہے۔ ترکیب بھی عربی اور قدیمی ہے۔ اور ایک امام کے نام سے نسبت بھی ہے۔

## ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۵۰ھ ہجری۔ بدھ
## ۶ اپریل ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**اماں کی نیاز** ۶ ذیقعدہ کو میری اماں کا سالانہ دن تھا۔ میں بھی ان کی نیاز بھول گیا اور خواجہ بانو بھی۔ میں نے کہا ساس بہو کی لڑائیاں ہر جگہ مشہور ہیں۔ تم نے مرنے کے بعد بھی اپنی ساس سے لڑائی لڑی اور ان کی نیاز کو یاد نہ رکھا۔ خواجہ بانو نے کہا۔ میری ساس تو اللہ کی ولی تھیں۔ وہ زندہ ہوتیں تو میں تو ان کے پاؤں دھو دھو کر پیتی۔ البتہ آج کل کے زمانہ کی اولاد ماں باپ کو بہت کم یاد رکھتی ہے۔ کوئی کہہ سکتا تو تم سے کہتا کہ تم اُن کی نیاز کو بھول گئے۔ سترہ تاریخ کو نیاز دلوانے کا ذکر روزنامچہ میں لکھا تھا۔ اُس دن اجمیر شریف چلے گئے۔ میں نے تو آج ان کی نیاز کا انتظام کیا ہے۔

میں نے کہا۔ اماں کی قبر سامنے موجود ہے۔ ذرا جا کر ان سے پوچھ لو۔ پلاؤ زردہ کھائیں گی؟ مچھلی کھائیں گی؟ قورمہ چپاتی کھائیں گی؟ یا اور کسی چیز کو جی چاہتا ہے؟ جب زندہ تھیں تو جس دن چقندر پکاتی تھیں۔ میں تکیہ کے اوپر منہ رکھکر اوندھا لیٹ جاتا تھا اور کہتا تھا۔ ہم تو چقندر نہیں کھاتے اور وہ گھنٹوں بیٹھی منایا کرتی تھیں۔ کبھی کہتیں گھی شکر کھائے گا۔ کبھی کہتیں آلو کا بھرتہ بنا دوں۔ کبھی کہتیں کھچڑی پکا دوں مگر میں کسی طرح نہ منتا۔ اور اُٹھکر بھاگتا۔ وہ میرے پیچھے دوڑتیں کہ مجھ کو پکڑ کر بٹھائیں۔ اور کچھ کھلائیں اور میں دالان کے ستون کے چاروں طرف دوڑتا۔ وہ بے چاری ہمیشہ بیمار رہنے والی اور بڑھاپا دوڑ کے دوڑتے ہانپ جاتیں اور تھک کر بیٹھ جاتیں اور کہتیں۔ دیکھ علی حسن۔ شرارت نہ کر۔ اپنی ماں کو ستانا اچھا نہیں ہوتا۔

تو بس جب وہ مجھ سے طرح طرح کے کھانوں کا نام پوچھتی تھیں تو مجھکو بھی اُن سے دریافت کر لینا چاہئیے کہ کس کھانے پر اُن کی نیاز دلوائی جائے۔ یہ ہنسی کی باتیں ختم ہوئیں تو خواجہ بانو نے ان کی نیاز کے کھانے پکوانے کا انتظام شروع کیا۔

**خود بقلم خود** باوجود کم زوری کے آج بھی میں نے دفتر میں کچھ دیر کام کیا۔ خان بہادر حاجی وجیہہ الدین احمد صاحب رفیق المسلم ممبر اسمبلی ملنے آئے تھے۔ قرآن مجید کے ایک ایسے ترجمہ کی نسبت گفتگو تھی جو مسلمان فرقوں کو تسلیم ہو۔ اور جو سب کو ایک مرکز پر جمع کر دے۔ میں حاجی صاحب کو شہزادہ ولی عہد ریاست مانگرول کے پاس لے گیا اور ہم دونوں نے شہزادہ ولی عہد مانگرول سے اس مسئلہ کی نسبت مشورہ کیا۔ شہزادہ ولی عہد نے اس علمی اور نہایت اہم دینی معاملہ کی بابت ایسی لاجواب تقریر کی اور ایسی اچھی باتیں بتائیں کہ حاجی صاحب حیران ہو گئے۔ اور انھوں نے کہا مجھے امید نہ تھی کہ کوئی والی ریاست بھی معاملات دین کی اتنی زیادہ واقفیت رکھتا ہوگا۔

**جانماز** حاجی رفیق المسلم نے ظہر کی نماز نہ پڑھی تھی شہزادہ ولیعہد نے اپنے ایڈی کانگ۔ سید علی سے کہا دیکھو میرے کمرہ میں شاید کوئی جانماز ہو وہ دے دو۔ حاجی صاحب اسی کمرہ میں نماز پڑھ لیں گے۔

جب حاجی صاحب نماز پڑھ کر باہر آئے تو انہوں نے ہنس کر کہا۔ ولی عہد صاحب کے اس فقرہ سے کہ دیکھو شاید وہاں کوئی جانماز ہو۔ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید بطور فیشن کے وہاں جانماز بھی ہو گی مگر جب میں نے جانماز کو دیکھا تو اس پر

ماتھے کے سجدہ اور ہاتھوں کے سجدے اور گھٹنوں کے سجدے کے ایسے نشان ہیں کہ جانماز پرشاید پانچ نمازوں کے علاوہ بھی نمازیں پڑھی جاتی ہوں گی۔

شہزادہ ولی عہد نے بات ٹال کر حاجی صاحب کی اس بات کو سنی ان سُنی کرنا چاہا۔ مگر مجھے ایسی خوشی ہوئی کہ کئی چلو خون بڑھ گیا۔ کہ خدا نے مسلمان قوم میں ایسے رئیس بھی پیدا کئے ہیں۔ جو اس جوانی میں جو دیوانی ہوتی ہے اور اس حکومت میں جو شیطنت ہوتی ہے۔ اور اس آزادی میں جو نفس کی غلامی ہوتی ہے ایسے عبادت گزار بندے بھی باقی رکھے ہیں۔

میں نے آج دفتر کا کام بھی کیا۔ اور واحدی صاحب کے ہاں بھی کام کیا۔ اور ملنے والوں سے بھی ملا۔ اخبار زمیندار کے ایڈیٹر اور مالک منشی اختر علی خاں صاحب اور رسالہ ادبی دنیا کے ایڈیٹر مولانا تاجور صاحب اور ڈاکٹر ایف ڈی محمود صاحب اور ایک ترک صاحب اور ایک عراقی سیاح صاحب ملنے آئے تھے۔

رات کو گھر میں آیا۔ نیند اچھی آئی مگر ابھی موسم کی خنکی کم نہیں ہوئی ہے۔ دن کو گرمی بڑھ جاتی ہے۔

## ۲۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۰ ہجری جمعرات
## ۷ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**ریل پر** صبح سات بجے ریل پر گیا۔ ہز ہائی نس نواب صاحب کھمبایت لاہور سے آئے اور بمبئی چلے گئے۔ بہت دیر باتیں رہیں۔ وہ لاہور کی مدارات سے بہت خوش تھے۔ ان کی بہن نے کہا میاں سر محمد شفیع کے خاندان کا ہر شخص ایسا اچھا ہے کہ تعریف کرسکنی مشکل ہے۔

۹ بجے ریل سے واپس ہو کر بازار کے کام گئے۔ آج روزنامچہ ۸ اپریل کا شائع ہوگیا۔ بارہ بجے گھر میں آیا۔ نور الحق صاحب مالک اخبار مسلم آؤٹ لک ملنے آئے۔ شہزادہ عبدالخالق صاحب ولی عہد ریاست مانگرول بھی ملنے آئے۔ وہ سب ملاقات کرکے واپس گئے تو میں نے تین بجے تک ابن باقر صاحب کی امداد سے کام کیا۔ پھر دہلی گیا۔ واحدی صاحب کے ہاں مولانا عبداللہ سیفی سے باتیں کیں۔ اور کہا کہ آج ہم آرام کے پہلے دروازہ میں داخل ہوئے۔

شام کو ہندو کالج گراؤنڈ میں شہزادہ ولی عہد مانگرول کی پارٹی میں گیا۔ پھر شہزادہ صاحب کے ساتھ حکیم نابینا صاحب سے ملنے گیا۔ لالہ دولت رام صاحب جوہری دہلوی بھی آئے تھے جو بہت مخلص اور خلیق آدمی ہیں۔ شہزادہ صاحب مجھ کو پہنچانے درگاہ تک آئے اور فوراً واپس چلے گئے۔

**سر عبداللہ سہروردی** گھر میں آیا۔ مولانا سر عبداللہ سہروردی صاحب ممبر اسمبلی اپنی اہلیہ کے ساتھ تشریف لائے۔ ان کی اہلیہ خواجہ بانو سے ملنے گئیں اور سر سہروردی زید منزل کے صحن میں میرے پاس بیٹھے۔ پیارے شاہ صاحب سے باتیں ہوئیں۔

**دو بھائیوں کی جان کے لئے** سر عبداللہ سہروردی کے بھائی حسن سہروردی صاحب نے گورنر بنگال کی جان بچائی تھی جبکہ گورنر پر ایک ہندو لڑکی نے پستول سے حملہ کیا تھا۔ گورنر نے انعام دینا چاہا تو حسن سہروردی نے کہا اُن دو پنجابی مسلمانوں کو رہا کردیا جائے جن کو ہندو بنگالیوں کے قتل کے الزام میں پھانسی کا حکم ہوا ہے۔ گورنر بنگال پر ایک مسلمان کی اخوت اسلامی کا بڑا اثر ہوا ہوگا کہ وہ اپنی ذات کے لئے انعام نہیں چاہتا بلکہ اپنی قوم کے دو بھائیوں کی جان بچانی چاہتا ہے مگر خدا از کام عطا کرے مسٹر کر سابق ہوم ممبر کو کہ انہوں نے کسی طرح ان دونوں مسلمانوں کی جان بخشی منظور نہ کی اور حسن سہروردی کو سر کا خطاب دے دیا گیا۔ اور بس زیادہ ہوس۔

حسن سہروردی نے ایک جان بچائی تو سر کا خطاب ملا۔ اور دو جانیں بچانے کا خیال کیا تو خدا کے دربار سے پیارے بندہ کا خطاب ملا۔ اور یاد رکھے حسن سہروردی کہ خدا کا خطاب

گورنمنٹ کے خطاب سے بہت اعلٰے ہوتا ہے۔ اور ہم دل کی آنکھوں سے خدا کے خطاب کی شان دکھا سکتے ہیں۔

رات کو آٹھ بجے سر عبداللہ سہروردی اپنے قیام گاہ پر واپس گئے اور میں نے کھانا کھا کر اخبار پڑھے اور نو بجے عشا کے بعد سو گیا۔ آج مجھے بہت شدت کا نزلہ ہوا ہے۔ رات بھر تکلیف رہی۔ ہلکا ہلکا بخار بھی تھا۔ سچ کہا ہے بزرگوں نے کہ نزلہ بھی کمزور پر حملہ کرتا ہے

**مچھر کی دھونی** میں عرصہ سے طبی کمپنی کے حصہ داروں کے ساتھ اس کوشش میں مصروف تھا کہ مچھر دور کرنے کی کوئی دوا تیار کی جائے۔ بہت سی دواؤں کے تجربے کرنے کے بعد آج ایک دھونی کا تجربہ کیا گیا۔ اور سب سے پہلے میرے حجرہ میں دھونی استعمال کی گئی جہاں مچھروں کی یورش میرے خیالات کی یورش سے بھی زیادہ رہتی ہے۔ مچھر اپنی داشتہ یعنی ناجائز آشنا بھنبیریوں کے ساتھ میرے اوپر حملہ کرتے رہتے ہیں مگر دھونی دیتے ہی ایسے غائب ہوئے جیسے بالشویک روسیوں سے خدا پرستی کا عقیدہ۔ اور صبح تک میرے حجرہ میں کسی مچھر اور کسی بھنبیری کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ مجھکو اس کامیابی سے اتنی خوشی ہوئی جتنی مسٹر ایڈیسن کو بائیسکوپ ایجاد کرنے سے ہوئی ہوگی۔ اگرچہ رات بھر نزلہ اور بخار کی تکلیف بھی رہی۔ اور سب طرح خیریت ہے اور آپ کی خیریت مطلوب۔

## یکم ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ ہجری۔ جمعہ۔

## ۸ اپریل ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**حج کا چاند** عربی زبان میں اس مہینہ کو ذی الحج کہتے ہیں۔ ہندوستانی مسلمان بقر عید کا مہینہ کہتے ہیں۔ میں اس کو حج کا چاند کہتا ہوں۔ کل جمعرات کی شام کو چاند ہوا اور آج جمعہ کو پہلی تاریخ ہے۔ ۹ تاریخ کو عرفات کے میدان میں حج ہوگا۔ اور اس کی خوشی میں ۱۰ تاریخ کو تمام اسلامی دنیا میں عید منائی جائیگی

**عید مبارک ہو** اے ہندوستان کے مجنوں۔ اور اے لمبی ٹانگوں کے گڑ۔ اور اے اونٹ کی طرح عجیب الخلقت حسن نظامی تجھ کو بھی عید قربان مبارک ہو اور تیرے اہل و عیال کو بھی۔ اور تیرے احباب کو بھی۔ اور تیرے اخوان طریقت کو بھی۔ اور تیرے سب سے چھوٹے لڑکے ہز مجسٹی لالہ حسن جبرئیل الہطاب کو بھی جس کی مسکراہٹ تیری روح کو تن بے جان میں زندہ کرتی ہے۔ اور جس کے دو ننھے ننھے دانت جو تازہ پیدا ہوا رہے ہیں تجھ کو دنیا کی ہر خوبصورت چیز سے اعلٰے معلوم ہوتے ہیں اور عید مبارک ہو تیری بڑی لڑکی حور بانو کو جو تیری طرح بیمار رہتی ہے اور جو تیری پہلی صابرہ و شاکر بیوی حبیب بانو مرحومہ کی اکلوتی یادگار ہے۔ اور جس کا دل تجھ کو باپ بھی سمجھتا ہے اور ماں بھی۔ اور جو تیرے دوسرے بچوں سے ایسی محبت کرتی ہے کہ سوتیلے کا فرق دنیا سے نابود ہو گیا ہے۔

**خود بقلم خود** آج تیرے آرام و راحت کے ہفتہ کا دوسرا دن ہے۔ تو چھ بجے حبیب منزل کے دفتر میں آیا۔ اور ایک نرم مخملی برانکی بنی ہوئی مسند پر بیٹھا۔ ریشمی غلاف چڑھے ہوئے تکیے کمر سے لگائے اور پورے عیش کے سامان کے ساتھ نشست مہیا کر کے تو نے کہا لکھو اور قلم نے تیرے حکم کی تعمیل کی۔ یہاں تک کہ جمعہ کا وقت آ گیا۔ اور جب تو نے چھ گھنٹے کی مسلسل نشست کے بعد اٹھنا چاہا۔ تو تیرے دونوں پاؤں باغی ہو گئے۔ تو جنبش کرتا تھا مگر پاؤں جنبش نہ کرتے تھے وہ شل تھے۔ کانپتے تھے اور اپنی بے چارگی کی دوہائی دیتے تھے۔ سسٹر عشقی نظامی نے تجھ کو سہارا دیا اور اٹھایا اور تیرے پاؤں دبائے اور جب ان میں خون کی حرکت پیدا ہوئی تو تیری رفتار ایک عرب گھوڑے کی طرح تیز ہو گئی اور تو ایسا چلا جیسے پنڈت جواہر لال نہرو۔

جمعہ کے بعد تو اپنے بچوں کے ساتھ دہلی گیا۔ تیرے بچوں نے سینما دیکھا اور تو واحدی صاحب کے ساتھ بازار کے تجارتی سامان کی خریداری میں مصروف رہا۔ پانچ بجے کے بعد

تو سیسل ہوٹل میں گیا اور شہزادہ عبدالخالق ولی عہد یمین الدولہ ہز ہائی نس نواب صدیق الزمان بہادر فرماں روا ریاست مانگرول سے ملا۔ اور ان کے ساتھ آب زنجبیل (جنجر) کا ایک گلاس پیا اور مولویوں کی ڈکار سے منکر ہو کر ذکر خفی کی طرح ایک نامعلوم ڈکار بھی لی۔ پھر تو خوش جمال نیک خصال شاہزادہ ولی عہد مانگرول کے ساتھ روشن آرا باغ میں گیا۔ اور خوبصورت باغ کی خوب سیرت ہوا سے معانقہ کیا۔ ہاکی کا کھیل بھی دیکھا۔ پھر تجھ کو شہزادہ ولی عہد نے واحدی صاحب کے مکان پر پہنچایا۔ اور تو نے واحدی صاحب اور بقائی صاحب اور مولانا راشد الخیری صاحب کی مجلس احباب سے تفریح حاصل کی۔ اس کے بعد تو میرزا محبوب بیگ صاحب مالک محبوب المطابع برقی پریس کے مکان پر گیا جو نیا بنا ہے اور جو اتنا خوبصورت ہے کہ گورنمنٹ ہاؤس نئی دہلی کی خوبصورتی اس کو دیکھ کر شرماتی ہے۔ تو نے دیکھا کہ اس مکان میں دہلی کے بہت سے ممتاز مسلمان جمع ہیں۔ کیونکہ آج مرزا صاحب کی لڑکی کی نسبت ہونے والی ہے اور جب شادی کے مراسم پر فریقین نے گفتگو شروع کی تو اس وقت تو چینی کی دیوار سے تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ تیرے جسم سے ایک طاقتور آواز نکلی اور تو نے کہا۔ چھوڑ دو۔ چھوڑ دو۔ اے مسلمانو! فضول خرچی کی بے کار رسموں کو چھوڑ دو۔ جن کی وجہ سے تم غیر قوموں کے مقروض بن رہے ہو۔ تیری اس فریاد کو سب ہی چھوٹے بڑوں نے کان لگا کر سنا اور فضول خرچی کی رسموں کو چھوڑ دینے کا اسی وقت فریقین نے اقرار کیا۔ اس کے بعد میرزا محبوب بیگ صاحب نے تیرے ہاتھوں سے اپنے ہونے والے داماد کو دو سو روپے سلامی کے دلوائے۔ پھر تو نے سب کے ساتھ پلاؤ زردہ اور قورمہ شیرمال پر ہاتھ چلایا۔ کون کہتا تھا کہ تو بیمار ہے۔ تو نے تو تندرست جوانوں سے بھی زیادہ کھانا کھایا۔ پھر رات کو گیارہ بجے کے قریب اپنے گھر میں آیا۔ خواجہ بانو بیدار تھیں۔ انھوں نے آج سب کے پلنگ صحن میں نکلوائے تھے اور تیرا پلنگ بھی حجرہ سے باہر حسین خانہ کے برآمدہ میں آیا تھا۔ تو نے اخبار پڑھے اور بارہ بجے کے قریب سو گیا۔ نزلہ کی تکلیف رات بھر رہی مگر نیند میں کچھ خرابی نہ ہوئی۔ بس سن چکا۔ یہ تھی تیری آج کی سرگزشت۔ یہ بھی سن۔ کہ خواجہ ماڈل ہوسٹل سے مانگرول کے لڑکے چھٹی چلے گئے۔ اور شفیق احمد گل نواز اور عبدالقدوس نظامی اور خورشید احمد نظامی بھی اپنے گھروں کو چلے گئے اور اصغر علی کو تو نے ہوسٹل سے ایمان خانہ میں بلا لیا تاکہ ہوسٹل میں وہ اکیلا نہ رہے۔ اور سید یامین نظامی دہلوی تیرے لیے مٹھائی لائے تھے۔ اور دہوراجی کے مسلمان گاندھی بھی روزانہ ملنے آتے ہیں۔

## ۲؍ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۰ ہجری۔ شنبہ
## ۹؍ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**حافظہ لٹریچر کی کنجی ہے** انشاپردازی اور ادبی قوت ہر انسان کو ملتی ہے مگر اس پر قفل لگا رہتا ہے اس قفل کی کئی کنجیاں ہوتی ہیں۔ جن میں ایک تصور و تخیل ہے۔ اور دوسری کنجی حافظہ ہے۔ اور بواسیر کی بیماری اور معدہ و جگر کی خرابی حافظہ کی دشمن ہے، اسلئے آج کل میرا حافظہ ایسا خراب ہو گیا ہے کہ اپنے بچوں کے نام بھی بھول جاتا ہوں اس لئے میری ادبی قابلیت کی ایک کنجی گم ہو گئی ہے۔

**سرگزشت** آج میں صبح سے تین بجے تک دفتر میں لیٹا رہا۔ اور زبانی کام لیتا رہا۔ خطوط کے جواب بھی زبانی لکھوائے۔ زیادہ محنت اور تکان کا کوئی کام نہیں کیا۔ شام کو دہلی گیا۔ واحدی صاحب کے ہاں بقائی صاحب اور ملنسار نظامی اور مولانا عبداللہ سیفی وغیرہ احباب سے ملاقات ہوئی۔ ہفتہ کی دعوت میں بھی شریک ہوا۔

**جامعہ کا جلسہ** بعد مغرب جامعہ ملیہ کے اردو اکاڈمی کے

جلسہ میں گیا۔ مولانا اسلم جیراج پوری نے ڈیڑھ گھنٹہ میں ایک مضمون سنایا۔ جس میں مصر کی تاریخ تھی اور اسلامی تمدن کے اثر کا بیان تھا۔ مضمون نہایت عالمانہ اور دلچسپ تھا۔ دس بجے کے قریب واپس چلا آیا اور افسوس رہا کہ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب پرنسپل جامعہ اور غلام السیدین صاحب خلف خواجہ غلام الثقلین صاحب کے مباحثہ کو نہ سن سکا۔ جو موجودہ طریق تعلیم کے حسن و قبح کی نسبت تھا۔ کیونکہ زیادہ جاگنا میرے لئے مضر تھا۔

خدا کے فضل سے صحت بحال ہو رہی ہے۔ حکیم محمد شریف صاحب نے لاہور سے اور دوائیں بھی بھیجی ہیں۔

## ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ ہجری۔ اتوار
## ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**آخری مہینہ** ہجری سال کا آخری مہینہ آگیا۔ اور آتے ہی جانا بھی شروع کر دیا۔ اگر وقت خدا ہے جیسا کہ حدیث قدسی سے معلوم ہوتا ہے تو کیا خدا ہر وقت آتا رہتا ہے اور ہر وقت جاتا رہتا ہے؟ ہم اُس کا حساب شمسی رکھیں یا قمری۔ اس کو اس کی پروا نہیں۔

**سرگزشت** صبح سات بجے ایک شادی کی شرکت کے لئے دہلی گیا۔ اور ٹھیک آٹھ بجے شیخ چاند کے کٹرہ میں شادی کے مکان پر پہنچ گیا۔ کیونکہ رقعہ میں آٹھ بجے کا بلاوا تھا۔ مگر وہاں کوئی شخص بھی موجود نہ تھا۔ دس بجے تک اکیلا بیکار بیٹھا رہا اور ہندوستانیوں کی شادیوں اور وقت کی بربادی اور عدم پابندی کو سوچتا رہا۔ دس بجے کے بعد برات کے ساتھ دُلہن کے مکان پر گیا۔ بارہ بجے تقریب نکاح سے فرصت ملی۔ حاجی غلام حسن خاں صاحب پشاوری سے سیاحت یورپ و افریقہ کی خوب باتیں ہوئیں۔ اس کے بعد واحدی صاحب کے ہاں گیا۔ تین بجے امام صاحب جامع مسجد کے مکان پر درگاہ آثار شریف کے خدام کے باہمی تصفیہ کی مجلس میں شریک ہوا۔ جناب شاہ کرامت حسین صاحب سجادہ نشین خانقاہ صابریہ اور جناب شاہ عبدالصمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ چشتیہ نظامیہ فخریہ اور امام صاحب جامع مسجد اور واحدی صاحب بھی مصالحت کی گفتگو میں شریک ہوئے۔ مگر ایک فریق نے مصالحت کو منظور نہ کیا اور کہا ہم اس شرط پر آپ کو ثالث تسلیم کریں گے کہ آپ ہمارے حق میں فیصلہ کرنے کا وعدہ کر لیں۔ یہ ایسا عجیب مطالبہ تھا کہ سب ہی حاضرین کو تعجب ہوا۔ اور ہنسی آئی۔ درگاہوں کے پیرزادوں کی عقل مفت خوری کی عادت کے سبب عجیب و غریب ہو جاتی ہے۔ اب یہ جھگڑا کچہری میں جائے گا اور دونوں فریق برباد ہوں گے۔

عصر کے بعد گھر میں واپس آکر کھانا کھایا۔ عمر امحل کی تعمیر کا کام دیکھا۔ چھت پٹ گئی۔ مستری عشقی نظامی دن بھر تعمیر کے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ لاہور سے چھوٹے نظامی ایک رفیق کے ساتھ آئے ہیں۔ خسرو منزل میں ٹھہرے ہیں۔ بھاگل پور سے نیکی شاہ نظامی کے قرابت دار مولوی رؤف اعلےٰ صاحب علی گڑھ میں بی۔اے کا امتحان دیکر آئے ہیں وہ بھی خسرو منزل میں ٹھہرے ہیں۔

**کلیمی شاہ صاحب کا انتقال** میراں پور کٹرہ ضلع شاہجہانپور سے سید حامد محمود صاحب کلیمی کی اطلاع آئی ہے کہ ان کے والد حضرت سید قاسم علی شاہ صاحب کلیمی کا انتقال ہو گیا۔ اس خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ عرصہ سے علیل تھے۔ آخر زمانہ کے فقرا میں ان کا علم اور عمل بہت اچھا مانا جاتا تھا۔ صادق شہید سے ان کا خاص تعلق تھا۔ مجھ پر بھی بیس پچیس برس سے مہربان تھے۔ ان کے صاحبزادہ سید حامد محمود کلیمی مجھ کو اپنے بچوں کی طرح عزیز ہیں اور میرے سامنے چھوٹے سے بڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اب ان کی ڈاڑھی سفید ہو گئی ہے۔ اس خبر کو تمام طبقۂ صوفیہ میں ایک بڑا حادثہ سمجھا جائے گا۔ میرے فرقہ میں اب بہت کم فقرا اس علم و قابلیت کے پائے جاتے ہیں۔

**مچھر دھونی** خدا کے فضل سے مچھر دھونی ہر جگہ کامیاب ہو رہی ہے۔

اور جو لوگ اسکے نمونے لے گئے تھے سب اس کی تعریف کر رہے ہیں کہ دھوتی دیتے ہی مچھر غائب ہو گئے۔

رات کو نیند اچھی نہیں آئی۔ معلوم نہیں کیا بے چینی تھی۔ محرم کی دوسری قریب آ رہی ہے جو میری پیدائش کا دن ہے اور غالباً موت بھی دوسری محرم کو آئے گی۔ یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کون سا محرم ہوگا۔ لیکن غالب خیال یہ ہے کہ وہ محرم آٹھ برس کے بعد آئے گا اور جب میری عمر تریسٹھ سال کی ہوگی۔ اس وقت میں مر جاؤں گا کیونکہ بحالت خواب حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ "تیری عمر میری عمر ہے" اس لحاظ سے سمجھتا ہوں کہ تریسٹھ برس کی عمر میں مروں گا۔ لیکن یہ سب خیالات ہیں۔ غیب کا علم سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں ہے۔ پارہ صبح ۸۵ درجہ پر تھا۔ رات کو خنکی ہوتی ہے اور دن کو گرمی۔ آج حور بانو کو بخار ہے اور ان کو دورہ بھی ہوا۔ صبح انہوں نے ایک وظیفہ کی اجازت لینی چاہی تھی اور میں نے کہا تھا کہ تم بیمار معلوم ہوتی ہو۔ تم سے یہ وظیفہ نہ ہو سکے گا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ میرے کہتے ہی وہ بیمار ہو جائیں گی۔ یہ لڑکی دس بارہ سال سے بیمار رہتی ہے۔

لڑکی تو زندہ رہ۔ تو خوش رہ کہ تیرا باپ تجھ کو خوش دیکھنے سے خوش ہوتا ہے۔ خدا تجھ کو ناخوش رہنے کی بے عقلی سے بچائے رکھے۔

## ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ ہجری۔ دوشنبہ
## ۱۱ اپریل ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**اپنی قابلیت کا غلط اندازہ** } ہندوستان میں انگریز محض اس لئے حکومت کرتے ہیں کہ ان کو اپنی قابلیت کا صحیح اندازہ کرنا آتا ہے اور ہندو مسلمانوں کی حکومت ہندوستان سے اسی لئے چلی گئی کہ یہ سب کے سب اپنی قابلیت کا غلط اندازہ کرتے ہیں۔

ہندوستان میں ہر شخص کو شاعر ہونے کا دعوےٰ ہے۔ خوش آواز ہونے کا فخر ہے۔ خوبصورت ہونے کا وہم ہے۔ عقلمند اور تجربہ کار ہونے کا غرور بھی ہے۔ جو لوگ دوسرے کے شعر کو موزوں پڑھنا بھی نہیں جانتے وہ غالب اور ذوق سے زیادہ لائق اپنے آپ کو سمجھتے ہیں اور جن کو قدرت نے نہایت موٹا اور نہایت بھدا جسم دیا ہے وہ سمجھتے ہیں۔ کہ قدرت نے ان کو بہت نازنین اور نازک بدن بنایا ہے۔ اور جن کی آواز گدھے کی آواز سے مشابہ ہے وہ بہت ہی خوش لحن ہونے کے دعویدار ہیں۔

میرے روزنامچہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ میں اپنے نقائص کا اس روزنامچہ میں ہمیشہ اقرار کرتا رہتا ہوں۔ میں نے اقرار کیا کہ میں شاعر نہیں ہوں اور شعر فہمی تو مجھ میں مطلق نہیں ہے۔ میرا جسم بھی بہت بدصورت ہے۔ میں حساب بالکل نہیں جانتا۔ اور سوائے مضمون لکھنے کے دوسری قسم کی عقل بھی مجھ میں کم ہے مگر میرے ان اقراروں کا دوسرے ہندوستانیوں پر یہاں تک کہ میرے مریدوں پر بھی اثر نہیں پڑتا۔ وہ اب تک اپنی لیاقت اور اپنی حیثیت کا غلط اندازہ کئے جاتے ہیں۔

مگر انگریز چونکہ اپنی لیاقت کا صحیح اندازہ کرتے ہیں اس واسطے حکمران ہیں اور کامیاب ہیں۔ اور ہندوستانی اپنی لیاقت اور حیثیت کا غلط اندازہ کرنے کے سبب محکوم ہیں اور ناکام ہیں۔

**آپ بیتی** } خدا کے فضل سے میری صحت اچھی ہے۔ طاقت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ آج بھی میں نے صبح سے تین بجے تک خطوط کے جواب کا کام کیا۔ اور کچھ مضامین بھی لکھوائے۔ ایسے جن کا بوجھ دماغ پر نہ پڑے۔ اس کے بعد دہلی گیا۔ اور دو گھنٹہ واحدی صاحب کے ہاں بیٹھا۔

جمالی صاحب ایک مہینہ کی رخصت لے کر آئے ہیں۔ وہ بھی ملنے آئے تھے۔ جامعہ ملیہ سے بھی ایک صاحب ملنے آئے تھے۔ مغرب سے پہلے گھر میں واپس آگیا۔ بیکانیر ہاؤس سے مدار بخش صاحب نے میرا اور سب نوکروں کا کھانا بھیجا تھا۔ آج ان کے بچہ کا عقیقہ ہوا تھا۔ رات کو نیند میں بے چینی رہی۔ سنگھیا کی خشکی کا کبھی کبھی اثر ہو جاتا ہے۔ حکیم محمد شریف صاحب آئی ڈاکٹر کی بھیجی ہوئی دوا استعمال کر رہا ہوں۔ جس سے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ روزنامچہ کے لئے بہت سے خطوط اور بہت سی اطلاعیں جمع ہو گئی ہیں۔ تعطیل کا ہفتہ ختم ہونے کے بعد ان سب کو درج کرنا شروع کروں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

## ۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۰ ہجری۔ منگل

## ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**اصلی درویش** ڈاکٹر سراج الدین صاحب جراح حویلی حسام الدین حیدر بلیماران دہلی میں رہتے ہیں۔ میری ان کی پچیس تیس سال سے دوستی ہے۔ حالانکہ وہ اہل حدیث ہیں اور میں دل پرست ہوں مگر ان کو باوجود غیر مقلد ہونے کے خدمت خلق اللہ کے سبب اصلی درویش مانتا ہوں۔ انہوں نے بچپن سے بڑھاپے تک لاکھوں بندگان خدا کا مفت علاج کیا۔ مفت دوائیں بانٹیں اور ہزاروں زخمیوں کو اچھا کر دیا اور اب تک یہ فیضان جاری ہے۔

ختنہ کرنے میں ان کی برابر شاید ہندوستان میں کوئی نہ ہوگا۔ چند سکنڈ میں ختنہ کر دیتے ہیں اور بڑے بڑے سول سرجن جن کو اپنی سرجری کا غرہ ہے دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ میرے دوستوں میں ایک غیر مقلد درویش بھی ہیں۔

**خدا کعبہ میں قید نہیں ہے** حج میں چار دن رہ گئے تو میں نے کہا کعبہ کا حج کرنا تو خود مسلمانوں کے ذاتی فائدہ کے لئے اور حکم خدا کی ایک تعمیل ہے ورنہ خدا کعبہ کے پتھریلے مکان میں قید نہیں ہے۔ نہ وہ عرش اعظم پر نظر بند ہے۔ اور نہ کسی مسجد میں مقید ہے۔ وہ تو ہر وقت ہر انسان کے دل میں رہتا ہے مگر یہاں بھی محدود نہیں ہے بلکہ ایسا ہے جیسے آسمان پر چمکنے والے سورج کی دھوپ میری حبیب منزل میں۔ یا جیسے چاند کی چاندنی میرے صحن میں۔ پس میں کعبہ کی عزت سمت سجدہ ہونے کے سبب کرتا ہوں ورنہ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھکو تو اپنے ہی دل کے اندر اس کو دیکھنا اور اسی کو مخاطب کرکے دعا کرنی ہے۔

**خود بقلم خود** صبح مقبرہ ہمایوں میں ہواخوری کے لئے گیا۔ حسین اور علی بھی ساتھ تھے۔ پھر تین بجے تک خطوط کے جواب لکھوائے۔ پھر دہلی گیا۔ واحدی صاحب کے ہاں احباب سے ملا۔ غزالی خان بھی بمبئی سے آگئے۔ سید ابن عربی اور حسین کے ساتھ سینما میں گیا۔ الف لیلہ کے قصہ قمر الزمان کا ڈرامہ دیکھا۔ بہت دل چسپ اور بہت عمدہ تھا۔ مشرقی قصوں کی برابری مغربی قصے بحیثیت قصہ کے نہیں کر سکتے۔ نو بجے رات کو واپس آکر کھانا کھایا۔ اخبار پڑھے۔ ابو طالب حسن جبرئیل کو اور زید کو بخار ہو گیا ہے۔ باہر صحن میں سونے کی وجہ سے۔ مجھ کو اکسیر نزلہ اور جوشاندہ استعمال کرنے سے نزلہ کی تکلیف نہیں رہی۔ تین روز میں آرام ہو گیا۔ دیسی دوائیں انگریزی دواؤں سے اس لئے اچھی ہوتی ہیں کہ وہ ہم دیسیوں کے مزاج کے موافق ہوتی ہیں۔ اور سستی بھی ہوتی ہیں۔ اور مزہ دار بھی۔

رات کو چار بجے بیدار ہوا۔

# قلم کے فلم

## بے اعتقاد بھوپال — خوش اعتقاد بہاول پور

ہز ہائی نس نواب حمید اللہ خاں بہادر کو حکومت ان کی محبت کرنے والی والدہ نے دلوائی۔ حالانکہ نواب صاحب کا حق نہ تھا۔ مرحوم حبیب اللہ حقیقی پوتا موجود تھا۔ مگر مرحومہ بیگم صاحبہ نے یتیم پوتے سے بیٹے کو زیادہ حقدار تصور کیا۔ حبیب اللہ خاں مرحوم اگر حکمراں ہوتے تو کیسے ہوتے؟ یہ سوال ہر دل میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر مرحوم جب پونہ میں جا کر رہے تو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے چچا سے اچھے حکمراں نہ ہوتے کیونکہ ان کی زندگی ایسے مشاغل میں گذری جو پسندیدہ نہ تھے۔

اور ہز ہائی نس حمید اللہ خاں نے حکومت حاصل کرنے کے بعد جیسا عمدہ چال چلن اختیار کیا اس کی ہر جگہ تعریف ہے اور کسی قسم کی صحیح نکتہ چینی ان کے چال چلن پر نہیں ہو سکتی۔

البتہ ہز ہائی نس نواب حمید اللہ خاں کا عقیدہ اچھا نہیں ہے۔ یعنی وہ اولیا اللہ سے ویسا عقیدہ نہیں رکھتے۔ جیسا اعتقاد ان کی مرحومہ والدہ کو تھا۔ ان کی والدہ مرحومہ جب دہلی آتی تھیں تو قیام گاہ پر جانے سے پہلے ریل سے اتر کر سیدھی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں حاضر ہوتی تھیں اور کئی کئی گھنٹے یہاں بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتی تھیں۔

مجھ سے بیگم میاں سر محمد شفیع نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے بیگم صاحبہ بھوپال کو کھانے کے لئے مدعو کیا مگر وہ ریل سے اتر کر درگاہ شریف چلی گئیں اور دعوت کے مقررہ وقت کے بعد میرے ہاں آئیں درگاہ کی حاضری کو سب سے مقدم جانا۔

ہز ہائی نس نواب حمید اللہ خاں کے ایک مصاحب خاص نے بیان کیا کہ مرحومہ بیگم صاحبہ ہمیشہ اس بات کی آرزو مند رہتی تھیں کہ ان کے محبوب بیٹے بھی درگاہ شریف میں حاضر ہوا کریں مگر ہز ہائی نس نواب حمید اللہ خاں نے صرف ایک دفعہ ان کی تمنا پوری کی۔ اور کھڑے کھڑے درگاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد پھر کبھی نہ گئے۔ اور بیگم صاحبہ کو ان کی اس بے اعتقادی کا بہت سخت صدمہ رہتا تھا اور وہ کہا کرتی تھیں کہ یہ پولو میں تو اتنا وقت خرچ کرتے ہیں جن کی توجہ اور برکت سے حکومت ملی ہے ان کے مزار پر نہیں جاتے۔

اور جب سے بیگم صاحبہ جنت کو سدھاریں ہز ہائی نس حمید اللہ خاں بالکل آزاد ہو گئے۔ اب تو وہ دہلی میں آتے ہیں اور ہفتوں قیام کرتے ہیں مگر کبھی بھی ان کو درگاہ میں حاضر ہونے کا خیال نہیں آتا۔ کیونکہ ان کو اولیا اللہ سے عقیدت ہی نہیں ہے۔ اور وہ جانتے ہی نہیں کہ ان کو یہ حکومت [illegible] تصرف سے ملی ہے بلکہ وہ اس حکومت کو پرنس آف ویلز اور کوئن میری اور لارڈ برکن ہیڈ کی مہربانیوں کا ثمرہ تصور کرتے ہیں۔

## تاجدار بہاول پور

لیکن ہز ہائی نس نواب صاحب بہاولپور بڑے خوش عقیدہ ہیں۔ جب دہلی آتے ہیں درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں ہمیشہ حاضری دیتے ہیں۔ اور تازہ سفر دہلی میں تو وہ دو دفعہ درگاہ میں حاضر ہوئے۔ ہز ہائی نس بھوپال خیال کرتے ہوں گے کہ درگاہوں میں جانا عقلمندی کے خلاف ہے۔ وہ بے اعتقاد ہیں اس لئے تمام رؤسائے ہند کے سر تاج ہیں اور جو خوش اعتقاد ہیں انکو طرح طرح کی مشکلات کا سامنا رہتا ہے۔

مگر یہ خیال درست نہیں ہے۔ عقیدہ کی درستی اور روحانی تصرفات کا یقین عارضی مشکلات کے غیبی حل پیدا کر دیتا ہے اور بے اعتقادی چند روزہ خوش حالی کے بعد ایک دن تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ یعنی خوش اعتقادی کا انجام اچھا ہے اور بے اعتقادی کا انجام برا ہے۔

**سعادت مندوارث** ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر بہاول پور اپنے باپ دادا کے سعادت مند وارث ہیں۔ ان کے والد بھی بڑے خوش عقیدہ تھے۔ اور ان کے دادا تو سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں مرید بھی تھے۔ اور درویشوں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ میں نے خود بہاول پور میں انکی درویشانہ حالت دیکھی تھی۔

**قریشی صاحب** ہز ہائی نس بہاول پور کی خوش اعتقادی کا اثر ان کے اہل کاروں پر بھی ہے چنانچہ ان کے ایک وزیر لفٹنٹ کرنل مقبول حسن قریشی ایم اے ایل ایل بی بھی بڑے خوش عقیدہ اور محب الفقرا عہدہ دار ہیں۔ جب دہلی میں آتے ہیں تو ہر جمعرات کو درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں بھی حاضری دیتے ہیں اور فقرا کی خدمت کرتے ہیں۔

علمیت و قابلیت میں وہ بھوپال کے کسی بڑے سے بڑے افسر سے کم نہیں ہیں۔ اور روحانی ذوق اور خدمت خلق اور فیض رسانی میں وہ اپنے تاجدار بہاول پور کے قدم بقدم ہیں۔ اور بھوپال کا کوئی عہدہ دار ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اور یہی روحانی پاکیزگی ہے جس نے ان کو اپنے آقا نواب صاحب کا اصلی خیر خواہ بنا دیا ہے۔ ورنہ جو عہدہ دار ذوق روحانیت سے خالی اور عقل مادی کے اسیر ہوتے ہیں ان کے اندر اپنے افسر اور مالک کی ہمدردی اور خیر خواہی بہت کم ہوتی ہے اور وہ ہمہ تن اپنی ہی تن پروری میں مصروف رہتے ہیں۔ اور ہر وقت اپنی ذات کے فائدہ میں غلطاں پیچاں نظر آتے ہیں۔

**نواب صاحب کھمبائت کی نسبت** ۲ اپریل کو لاہور میں میاں سر محمد شفیع مرحوم کی نواسی نسیم جہاں بیگم سے نجم الدولہ ممتاز الملک نواب حسین یاور خاں بہادر فرمانروا ریاست کھمبائت صوبہ گجرات کی نسبت قرار پائی۔ شادی آئندہ سردی کے موسم میں ہوگی۔ نسبت کی رسم کے وقت لاہور کے اور سر شفیع مرحوم کے خاندان کے ممتاز اراکین عورت مرد موجود تھے۔ ہز ہائی نس کی بہنیں اور سید صادق شاہ بہنوئی بھی موجود تھے۔

کھمبایت بمبئی اور احمد آباد کے بیچ میں سمندر کے کنارے ایک قدیمی ریاست ہے۔ سالانہ دس لاکھ روپیہ کی آمدنی ہے۔ کھمبایت کا بندرگاہ ایک تاریخی پورٹ ہے۔ ہندوستان کے حاجی پہلے کھمبایت کے بندرگاہ سے حجاز کو جاتے تھے۔ اُس کے بعد سورت کا بندرگاہ استعمال ہونے لگا۔ کھمبایت ریاست کے تاریخی حالات بہت دلچسپ اور بہت وسیع ہیں۔ آخر زمانہ میں مغل سلطنت کے بہت بڑے محسن اور شہنشاہ ہمایوں کے سپہ سالار اور شہنشاہ اکبر کے اتالیق بیرم خاں خانخاناں بھی اسی ریاست میں قتل ہوئے تھے۔

اب ہندوستان میں مغلوں کی ریاستیں صرف تین ہیں۔ لوہارو اور کھمبائت اور چترال۔

نواب صاحب کھمبائت کی عمر بائیس سال کی ہے۔ لمبا قد ہے اکہرا بدن ہے۔ گورا رنگ ہے۔ مغل چہرہ ہے۔ مگر مزاج میں مغلوں کا جوش و خروش نہیں ہے بلکہ نہایت منکسر مزاج اور متین و سنجیدہ ہیں۔ مذہب شیعہ رکھتے ہیں۔

صوبہ گجرات اور صوبہ پنجاب کا یہ رشتہ مسلم قوم کے باہمی تعلقات اور سوشل اتحاد کے لئے بہت مفید رشتہ سمجھا جا رہا ہے۔ دوسری خوبی اس رشتہ میں یہ پائی جاتی ہے کہ ایک فریق شیعہ ہے اور ایک فریق سنی ہے۔ مسلمانوں میں فرقہ بندی کی وبا نے بہت تباہی پھیلائی ہے۔ اور ضرورت ہے کہ اب فرقوں کا اختلاف اس قسم کی رشتہ داریوں سے دور کیا جائے۔ یوپی میں شیعہ سنی کی رشتہ داریاں بہت کامیاب ثابت ہوئیں۔ حضرت اکبر الٰہ آبادی پکے سنی تھے۔ اور ان کی اہلیہ پکی شیعہ تھیں مگر دونوں کی زندگی

نہایت اخلاص و محبت سے گزری تھی۔ ایسے ہی حضرت اکبر الہ آبادی کے صاحبزادے سید عشرت حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر کچے سنی ہیں اور انکی اہلیہ خوش اعتقاد شیعہ ہیں اور ان میں بھی بہت اچھا سلوک ہے۔ کوئی فریق دوسرے کے مذہبی عقاید میں دخل نہیں دیتا۔ اور ہر ایک اپنے اپنے عقائد میں آزاد ہے۔ امید ہے کہ کھبائٹ اور لاہور کا یہ رشتہ بھی ایسا ہی کامیاب ثابت ہوگا کیونکہ دونوں خاندان تعلیم یافتہ اور تنظیم و اتحاد کی ضرورت کو سمجھنے والے ہیں۔

میاں سر محمد شفیع مرحوم کے خاندان نے اور خود میاں سر محمد شفیع مرحوم نے ہندوستان کی اور مسلمان قوم کی جیسی شاندار خدمات انجام دی ہیں اور جو تعلق تمام مسلمانان ہند کو سر محمد شفیع کے خاندان سے رہا ہے اور ہے اس کی بنا پر یہ رشتہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں خاص توجہ اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائے گا۔

اور یہ چرچا بالکل صحیح ہے کہ ہز ہائی نس نواب صاحب کھبایت بڑے خوش نصیب رئیس ہیں کہ ان کا تعلق ہندوستان کے اتنے بڑے اور ہر دلعزیز خاندان سے ہو گیا جو ان کی ذاتی راحت و مسرت کے علاوہ مسلمان قوم کے سوشل تعلقات کو بھی مستحکم کرنے والا ہوگا۔

## بھوپال کے اعلیٰ حضرت

معلوم ہوا ہے کہ ہز ہائی نس نواب حمید اللہ خاں بہادر فرماں روا ریاست بھوپال کو اعلیٰ حضرت لفظ استعمال کرانے کا شوق ہو گیا ہے اور وہ اپنے عہدہ داروں سے اپنی ذات کو اعلیٰ حضرت کہوا کر بہت خوش ہوتے ہیں۔

ہندوستانی ریاستوں میں موجودہ انقلابات کی وجہ سے القاب و خطابات بالکل بے اثر و بے نتیجہ ہو گئے ہیں اور جو رئیس محض القاب کے الفاظ پر جان دیتے ہیں وہ زمانہ شناسی سے بے بہرہ سمجھے جاتے ہیں۔ ہز ہائی نس بھوپال اپنی عمدہ صفات اور عمدہ اعمال اور عمدہ طرز حکومت کی وجہ سے محبوب اور مقبول اور معزز ہو سکتے ہیں۔ ان کو ان الفاظ کی حرص نہ کرنی چاہیئے جو ان سے بڑے تاجداروں کے لئے مخصوص ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا لفظ ہندوستان میں حضور نظام کے لئے مخصوص ہے اور گورنمنٹ نے بھی ان کو جو خطاب دیا ہے اس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت ہی کیا جاتا ہے۔ گویا ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال اعلیٰ حضرت کے لفظ کو اپنے لئے استعمال کرا کے برٹش گورنمنٹ کے دئے ہوئے خطاب ”ہز اگزالٹڈ ہائینس“ (اعلیٰ حضرت) میں گستاخانہ جرات سے شریک ہونا چاہتے ہیں۔ حالانکہ نواب صاحب بھوپال جیسے بہت سے امیر اعلیٰ حضرت حضور نظام کے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ اس لئے اعلیٰ حضرت کا لفظ نواب صاحب بھوپال کے لئے کسی طرح بھی موزوں و مناسب نہیں ہے۔ بہت ہی اچھا ہو اگر نواب صاحب بھوپال اپنے لئے جناب عالی کا لفظ استعمال کرائیں جو مصر کے خدیو کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

میں یہ بات مسلمانوں کی عام خواہش سے متاثر ہو کر لکھ رہا ہوں۔ جو اعلیٰ حضرت حضور نظام کو قیصر اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا تاجدار سمجھتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ کوئی دوسرا رئیس ان القاب کو استعمال کرے جو اعلیٰ حضرت قیصر اسلام کے لئے مخصوص ہیں

## عبدالماجد صاحب کا معاملہ

دریاباد ضلع بارہ بنکی کے رہنے والے عبدالماجد صاحب بی اے ایڈیٹر اخبار سچ کی نسبت گزشتہ پرچہ میں جو کچھ لکھا گیا تھا اس کو پڑھ کر بہت سے خط میرے پاس آئے ہیں اور دہلی کے اخبارات و رسائل نے بھی اس واقعہ کے متعلق مضامین شائع کئے ہیں۔ اور عبدالماجد صاحب کا ایک خط بھی میرے پاس آیا ہے۔ میں انشاء اللہ آئندہ پرچہ میں سب مضامین پڑھکر اور مشورے معلوم کر کے اس معاملہ کی نسبت کچھ لکھوں گا۔ کیونکہ یہ معاملہ جلد بازی کا نہیں ہے۔

## مظلوم عورت کا خط

حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی کے پاس اس مظلوم عورت کا خط بھی آیا ہے جس کو عبدالماجد صاحب نے طلاق

دی تھی۔ لقائی صاحب نے وہ خط مجھکو بھی دکھایا۔ اور مجھ پر مطلبیہ کے اس خط کو دیکھنے سے بہت اثر ہوا۔ حالانکہ کہا جاتا تھا کہ اس عورت کو لکھنا ہی نہیں آتا۔ اور پمفلٹ اس کے علم کے بغیر کسی اور شخص نے شائع کر دیا ہے۔

**شریعت اسلام کا تحفظ** دہلی کے جن اخباروں اور رسالوں نے عبدالماجد صاحب کے واقعہ طلاق کے خلاف قلم فرسائی کی ہے ان سب کا ایک ہی اصول ہے اور وہ یہ کہ عبدالماجد صاحب اپنے اس ذاتی فعل کو شریعت اسلام سے منسوب کر رہے ہیں۔ یعنی بے ضرورت نکاح کرنا اور بے سبب طلاق دیدینا شریعت اسلام سے جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ شریعت اسلام نے عورتوں پر ظلم کرنے کی کہیں اجازت نہیں دی۔ اور اس طرح بے سبب طلاق دینا اسلامی تعلیم سے ثابت نہیں ہے۔ لہذا مخالفین اسلام کی نظروں میں شریعت اسلام کو بے وقعتی سے بچانے کے لئے اس واقعہ کی نسبت لکھا جا رہا ہے۔ عبدالماجد صاحب کی مخالفت مدنظر نہیں ہے۔

**بھوپال کی ویران مسجد** بھوپال میں موجودہ نواب صاحب کی نانی صاحبہ نواب شاہجہان بیگم نے ایک نہایت شاندار مسجد تعمیر کرائی تھی جو مالوہ اور گجرات اور صوبہ بمبئی میں سب سے بڑی مسجد مانی جا سکتی تھی اگر مکمل ہو جاتی۔ لیکن افسوس ہے کہ بیگم صاحبہ کا انتقال ہو گیا اور مسجد پوری نہ ہو سکی۔ اگرچہ بہت تھوڑا ہی کام باقی تھا لیکن ان کی جانشین یعنی موجودہ نواب صاحب کی والدہ اپنی والدہ سے ناراض تھیں اس لئے انہوں نے ان کی بنائی ہوئی مسجد کو پورا نہ کیا۔ بلکہ اس کے ویران کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ اب چونکہ بیگم صاحبہ دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے ان کے فرزند ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال کو چاہیئے کہ اپنی نانی کی اس اسلامی یادگار کو مکمل کرا دیں۔ اور مسجد کو ویرانی سے بچا لیں۔ جس میں اسلامی ملک کے لاکھوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

**ڈاکٹر انصاری کے دانت** جناب ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری ہندوستان میں مشہور ڈاکٹر ہیں۔ اور سیاسی اسباب کی بنا پر آج کل جیل میں ہیں۔ وہاں کچھ بیمار ہوئے اور انہوں نے اپنے سب دانت نکلوا دیے۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ دانت نکلوانے سے کوئی خاص فائدہ ڈاکٹر صاحب کو نہیں ہوا۔

دانت نکلوانے کا ایک مالیخولیا آج کل کے ڈاکٹروں کو ہو گیا ہے اور مجھے تعجب ہے کہ ڈاکٹر انصاری جیسے لائق اور تجربہ کار اور مشرقی مزاج رکھنے والے ڈاکٹر بھی اس مالیخولیا کا شکار ہو گئے۔ دانت نکلوانے سے مسوڑھوں کی بیماری دور نہیں ہو سکتی۔ پائیریا کے کیڑے مسوڑھوں اور منہ کے لعاب میں رہتے ہیں۔ جو دواؤں کے ذریعہ سے دور ہو سکتے ہیں۔ یونانی دواؤں میں بے شمار دوائیں ایسی موجود ہیں جو پائیریا کو دور کر سکتی ہیں۔ اور انگریزی دواؤں میں بھی پائیریا شکن ادویات موجود ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ جناب ڈاکٹر انصاری صاحب نے قدرت کے بنائے ہوئے نہایت خوبصورت دانت کیوں برباد کر دیے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ حکیم کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ مگر دانت نکلوانے کی حکمت میری سمجھ میں نہیں آتی۔ مجھ سے بھی بہت سے ڈاکٹروں نے کہا کہ میں اپنے چار دانت نکلوا دوں جن کے مسوڑھوں میں کچھ تکلیف تھی مگر میں نے اس مالیخولیا کی شرکت سے انکار کر دیا اور میری تکلیف واحدی صاحب کے منجن سے دور ہو گئی اور طبی کمپنی کی گلی عزارہ کی دوا سے تو بہت ہی زیادہ فائدہ مجھکو ہوا جس کو میں خود اور میری بیوی اور میرے بچے روزانہ استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے میں ڈاکٹر انصاری صاحب کے خوبصورت دانتوں کی شہادت کا مرثیہ پڑھ کر ہندوستانیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ دانت تڑوانے کے جنون سے اپنے آپ کو بچائیں کہ دانت تڑوانا ایک طرح سے خدا کی قدرت کا مقابلہ کرنا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ "واحدی صاحب کا منجن" اور طبی کمپنی دہلی کی "انٹی پائیریا دوا" اور "گلی غرارہ" کی دوا بہت ہی مفید ہے۔ اگر چالیس روز تک باقاعدہ استعمال ہو تو دانتوں اور مسوڑھوں کی سب بیماریاں جاتی رہیں گی اور پائیریا بھی

یقیناً دور ہو جائے گا۔

**تازہ مسواک** دانتوں پر مسواک کرنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی مقبول سنت ہے کہ وفات کے وقت بھی حضرت اپنے دانتوں پر مسواک کر رہے تھے۔ اگر ہندوستانی لوگ کیکر کی مسواک روزانہ استعمال کریں تو پھر ان کو کسی دوا کی ضرورت ہی نہ رہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مسواک ہر روز تازہ ہونی چاہئیے باسی مسواک کرنا نہایت خطرناک ہے۔ جس سے ہر تندرست آدمی کو پائیریا کا مرض ہو جاتا ہے۔ جن علاقوں میں کیکر کا درخت نہ ہو وہ پیلو اور جال کی مسواک کریں۔ اور ہر روز مسواک بدل دیں یا یا کم سے کم مسواک کرنے کے بعد اس کا سر کاٹ دیں اور دوسرے دن کے لئے نیا سر بنائیں۔ ایک دفعہ کی استعمال کی ہوئی مسواک دوسری دفعہ ہرگز ہرگز استعمال نہ کریں۔

میں نے طبی کمپنی کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے خریداروں کے لئے مسواکوں کا انتظام کرے۔ یعنی جو خریدار انٹی پائیریا کا بکس خریدیں ان کو سات مسواکیں بلا قیمت بھیجے۔ بشرطیکہ خریدار ایسے علاقہ میں رہتے ہوں جہاں پیلو یا جال کی مسواکیں یا کیکر کی مسواکیں میسر نہ آتی ہوں۔

**برش کا نقصان** انٹی پائیریا بکس میں ایک نہایت خوبصورت ولائتی برش بھی خریداروں کو بھیجا جاتا ہے۔ لیکن بعض ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ برش کا استعمال بھی باسی مسواک کی طرح نہایت خطرناک ہے اور امریکہ کے ملک میں تو جس طرح شراب کے خلاف زور دیا جا رہا ہے۔ اسی طرح برش استعمال کرنے کے خلاف بھی ہر امریکن میں جوش ہے اور برش کو سب امریکن ترک کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ برش کے بال بھی مشتبہ ہوتے ہیں اس لئے طبی کمپنی نے ارادہ کیا ہے کہ اگر اس کے خریدار چاہیں تو برش ملتوی کر دیا جائے اور انٹی پائریا بکس کی قیمت سے برش کی قیمت منہا کر دی جائے۔

**خلال اور کلی** ناظرین کو معلوم ہے کہ یورپ اور امریکہ کے باشندے کھانا کھانے کے بعد کلی نہیں کرتے اور اسی وجہ سے ان کے دانت ہمیشہ خراب رہتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ہندوستان کے فیشن ایبل باشندے بھی یورپ کی تقلید میں کھانے کے بعد کلی کرنے کے دستور کو ترک کر رہے ہیں۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ میں اپنے ہموطن لوگوں کو نصیحت کروں کہ ان کی تندرستی کا دارومدار دانتوں کی صفائی پر ہے اور کھانے کے بعد اچھی طرح خلال کر کے کلی نہ کرنا دانتوں اور مسوڑھوں کو طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

**عام غفلت** مجھے یہ بھی کہنا چاہئیے کہ جو ہندوستانی کھانے کے بعد کلی کرتے ہیں وہ بھی دانتوں کی صفائی کا حق ادا نہیں کرتے۔ دانتوں کی صفائی خلال کئے بغیر ہرگز نہیں ہو سکتی۔ انسان چاہے سیکڑوں کلیاں کرلے مگر دانتوں کے روزنوں میں غذا کے ذرے گھس کر جم جاتے ہیں اور وہ خلال کے بغیر نہیں نکلتے۔ لہٰذا حسب ذیل طریقہ استعمال کرنا چاہئیے۔

کھانا کھانے سے پہلے صابن سے ہاتھ دھوئے جائیں اور اس کے بعد کلی کی جائے اور مسوڑھوں کو انگلی سے دبا کر اچھی طرح مواد نکال دیا جائے اور پھر پانچ کلیاں کی جائیں تاکہ دانتوں کا زہریلا مادہ صاف ہو جائے اور غذا کے ساتھ پیٹ میں نہ جائے۔ اور جب کھانا کھا چکیں تو صابون سے ہاتھ دھو کر کلی کریں اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو اچھی طرح صاف کریں اور پانچ کلیاں کرنے کے بعد خلال کریں۔ اور دانتوں کے سب روزنوں سے غذا کے ذرے نکالیں۔ اور اس کے بعد پانی اچھی طرح منہ میں بھر کر دیر تک ہلائیں اور اس طرح سات کلیاں اور کریں تاکہ غذا کے سب ریزے بالکل صاف ہو جائیں۔ اگر اس نصیحت پر عمل کیا جائے تو پھر کسی دوا کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اور دانتوں کے ڈاکٹر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیکار بیٹھے رہیں گے۔

## حکیم محمد شریف صاحب آئی ڈاکٹر لاہور کا خط

میرے سرکار! پیر ملک التجار۔

السلام علیکم۔ آپ کا نوازشنامہ پہنچکر باعث افتخار ہوا۔ واللہ مجھے آپ سے اسی واسطے محبت ہے کہ آپ ایک عجیب لاجواب ہستی ہیں۔ جن کے کارناموں کی ابھی دنیا میں قدر نہیں ہوئی۔ سیکڑوں برس بعد قدر ہوگی۔ اور روزنامچہ ایک بڑی کتاب کی صورت میں چھپے گا۔ اور دنیا کی لائبریریاں اس سے مزین ہوں گی۔ آپ کی لائف سے ہزاروں لاکھوں لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔ آپ کی متفرق تحریریں سب جمع ہوجاویں گی۔ اور اہل قلم اس سے سبق لیا کریں گے۔

جیسے عمر خیام کو مرے ہوئے سیکڑوں برس ہو گئے اب ولایت میں عمر خیام کلب قائم ہو رہے ہیں۔ اسی طرح آپ کی لکھی ہوئی کتابوں کا ترجمہ انگریزی۔ فرانسیسی۔ جرمنی زبانوں میں ہوجاوے گا۔ ہم ہندوستانیوں نے ان کتابوں سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا لیکن وہ لوگ آپ کے پاکیزہ خیالات کی دل سے قدر کریں گے۔ سعدی۔ حافظ۔ عمر خیام کی طرح آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ افسوس کہ اُس زمانہ میں یہ آپ کا جان نثار نہیں ہوگا۔ مگر میری روح مولانا محمد علی صاحب مرحوم مغفور کی روح سے مل کر ضرور رہے گی۔ کیوں حضرت اب فرمایئے کیا فرماتے ہو۔

امید کہ جناب دھونی لے رہے ہونگے۔ انشاءاللہ وہ مفید ثابت ہوگی۔

آپ کا جان نثار خادم حکیم محمد شریف۔

## یوپی کی ایک نامور خاتون کا خط

مولانا عبدالماجد صاحب دریاآبادی کا عقد ثانی۔ چونکہ یہ معاملہ پبلک کے سامنے پیش ہوگیا ہے۔ لہذا میں بھی اس کے متعلق اپنی ناچیز رائے لکھتی ہوں۔

مجھے ذاتیات سے کوئی بحث نہیں صرف اسلامی نکتہ نظر سے اس کے پہلوؤں کو دیکھنا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں مطلق تکلف نہیں کہ میری ساری ہمدردی زوجہ ثانی کے ساتھ ہے۔ مولانا صاحب نے اسلامی قانون کا حوالہ دے کر اپنے فعل کو جائز قرار دیا ہے۔ مجھے اس میں بحث نہیں۔ افسوس صرف اس کا ہے کہ اسلام کے دشمنوں کے لئے اسلام کے قانون پر ہنسنے کا اچھا موقع پیدا کردیا۔ مولانا عبدالماجد صاحب کی قابلیت میں کوئی شک نہیں۔ ان کی عمر بھی اب زمانہ شباب سے تجاوز کر گئی ہے۔ کہنے والے کہیں گے کہ مولانا صاحب کو عقد ثانی کرنے سے پہلے ہر نشیب و فراز کو پورے طور پر سوچ سمجھ لینا چاہئے تھا۔ اور یہ دلیل کہ مولانا صاحب کی والدہ اور دیگر عزیزوں کی مخالفت کی وجہ سے طلاق دینا پڑا کسی طرح مقبول نہ ہوگی۔ وہ لوگ کہیں گے کہ یہ وجہ ہرگز کافی نہ تھی۔ اور اگر اسلامی قانون میں طلاق اس قدر آسان ہے تو اسلامی قانون میں نقص ہے۔ یا کم از کم مسلمانوں کی اخلاقی حالت اب اس قدر خراب ہوگئی ہے کہ وہ اسلامی قوانین کے اصولوں کو نہ ٹھیک سمجھتے ہیں اور نہ ان پر ان کا ٹھیک عمل ہے۔ جس خیال سے مولانا صاحب نے ایک بیوہ سے عقد کیا وہ نہایت قابل تحسین تھا۔ لیکن بعد کو طلاق دے دینا شدید کمزوری کی دلیل ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس مثال پر اور لوگ عمل نہ کریں گے ورنہ ہزاروں عورتوں کی مٹی برباد و خراب ہوجائیگی مجھے اندیشہ ہے کہ جس خیال سے ابتداءً مولانا صاحب نے ایک بیوہ سے عقد کیا اسکو اس فعل سے بہت نقصان پہنچیگا۔ اگر مرد مولانا صاحب کی پیروی کرکے بیواؤں سے عقد پہ تیار بھی ہوجائینگے تو بیوائیں پہلے سے بھی زیادہ عقد کرنے سے گریز کرینگی۔ افسوس ہے کہ اس کا کوئی علاج ذہن میں نہیں آتا۔

# تکلیف سے بچنے کی دنیا میں صرف ایک ترکیب ہے

## اپنی روح اور اپنے جسم کو غیر جنس سے بچایئے

بہت ناجنس عذاب ہے تسلیم کیا آپ نے کبھی نہیں سنا! روحانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کسی ناجنس شے کا روح پر تسلط ہو جاتا ہے اور
جسمانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کوئی ناجنس چیز جسم کے اندر دخل پا لیتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو دانتوں اور مسوڑھوں کی تکلیفوں
سے نجات مل جائے تو ہندوستانی جڑی بوٹی کا بنا ہوا

## واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

استعمال کیجیے۔ اس منجن کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں مرحوم نے ۱۹۱۲ء میں بتایا تھا جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے
ایڈیٹر تھے۔ یہ منجن ہندوستانیوں کے لئے ہندوستان سے باہر کے منجنوں کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ مفید ہے کیونکہ ناجنس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے ہر ملک کے رہنے والوں کی تکلیفوں کا علاج انکے اپنے ملک میں پیدا کیا ہے۔ دوسرے ملکوں کا محتاج نہیں رکھا۔ پہاڑوں کی بچھو بوٹی جس کے
چھو جانے سے ایسی جلن پیدا ہوتی ہے جیسے بچھو نے کاٹ لیا۔ اس کا تریاق دریاؤں میں نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ نے وہیں پہاڑ پر بچھو بوٹی کے
ہر درخت کے قریب ایک درخت اور لازمی طور سے لگایا ہے جس کا پتا بچھو بوٹی کی جلن کو آناً فاناً دور کر دیتا ہے۔ لہٰذا فیشن پرستی کو چھوڑیئے
اور اپنے ملک کا منجن استعمال کیا کیجیے۔

## واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

دانتوں اور مسوڑھوں کی ان تمام تکلیفوں کا تریاق ہے جو کسی ہندوستانی کو ہونی ممکن ہیں۔ ہندوستان میں رہ پڑنے والے انگریزوں کو بھی
جنکی دو ایک نسلیں ہندوستان میں گزر چکی ہوں واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں فائدہ دیتا ہے۔ مسوڑھوں کا پھولنا اور مسوڑھوں کا درد
تو اللہ کے فضل سے واحدی صاحب کے منجن کے سامنے دو منٹ بھی نہیں ٹھہرتا۔ مسوڑھوں سے خون آتا ہو اور مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہو جسے
پائیوریا کہتے ہیں اس کی بھی یہ بہترین دوا ہے۔ دانتوں نے جڑیں نہ چھوڑ دی ہوں تو دانت جڑ جاتے ہیں۔ غرض عجیب نسخہ ہے۔ ایک دفعہ
منگا کر تجربہ کر لیجیے۔ پھر اس کے سوائے آپ کو کوئی منجن اچھا نہیں معلوم ہوگا۔ کیونکہ جن منجنوں کا اب تک آپ نے استعمال کیا ہے وہ آپ کے
لئے ناجنس تھے اور یہ قدرت کی طرف سے خاص آپکے لئے مہیا کیا گیا ہے۔

رنگت بھی اسکی آپ پسند کریں گے اور اسے بھیجا بھی حتی المقدور سلیقہ سے جاتا ہے یعنی پیکنگ وغیرہ خوبصورت ہے۔ ایک شیشی کی قیمت
آٹھ آنے ہے۔ محصول ایک شیشی پر پانچ آنہ لگتا ہے۔ دو یا تین شیشیاں اکٹھی منگائی جائیں تو سات آنے کے ٹکٹ کافی ہوجاتے

## منیجر اخبار سفرنامہ دہلی سے منگایئے

[illegible]

مصورِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی

# روزنامچہ

۱۴ مئی ۱۹۳۲ء — ۲۱ مئی ۱۹۳۲ء

جو پایۂ تخت دہلی سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت دو روپے کلدار ششماہی ایک روپیہ دو آنے

ایک پرچہ کی قیمت ایک آنہ

## محمدی لشکر کی بھرتی

### شروع کردو

عید میلاد کے لئے ابھی سے محمدی لشکر کی بھرتی شروع کردو۔ مرد بھی بھرتی ہوں۔ عورتیں بھی بچے بھی۔ بوڑھے بھی۔ بارہ سپاہیوں پر ایک افسر ہو۔ اور بارہ افسروں پر ایک سپہ سالار ہو۔ اور رضاکار زیادہ ہوں تو چند سپہ سالاروں پر آخری افسر اعلےٰ سپہ سالار اعظم ہو۔

رضاکاروں کے لئے ریشمی چھپے ہوئے بلے تیار ہیں۔ صرف ایک پیسہ کو ایک بلہ دیا جاتا ہے۔ عورتوں کے بلے بھی ہیں ان بلوں پر رضاکاروں کے کام اور مقصد بھی چھپے ہوئے ہیں۔

عورتیں بھی زنانہ جلسوں کے لئے محمدی سپاہی بننے کی برکت و سعادت حاصل کرنے کے واسطے اپنے نام درج کرائیں مجھ کو نام بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے اپنے علاقہ میں خود ہی انتظام کر لیا جائے اور مجھ سے بلے منگا لئے جائیں۔ البتہ عید میلاد کمیٹی کو اپنے علاقہ کی بھرتی اور سپاہ کی تعداد ضرور بھیج دی جائے تاکہ ان کا اعلان تمام ملک میں کر دیا جائے۔

دیر ہرگز نہو۔ پچھلے اعلان کے جوابوں سے اندازہ ہوا کہ مسلمانوں میں ابھی عام حرکت پیدا نہیں ہوئی ہے غیر قوموں کے سامنے بڑی ندامت ہوگی اگر غفلت کی گئی۔

حسن نظامی

آنریری سکرٹری عید میلاد کمیٹی دہلی

# سو برس کے بڈھوں کی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ملا واحدی صاحب ایڈیٹر رسالہ نظام المشائخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرما رکھا ہے۔ اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے۔ تادم مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قائم و برقرار رہے ہر روز..... سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت میں بجز تین چار.... کے طبیعت کو قرار نہ ہوگا۔ یہ نسخہ بہ سلسلۂ خاندان حکیم سید عبداللہ خاں دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار مولینا حکیم سید فخر الدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو بطور یادگار پس ماندگان درج ہذا کیا۔ یہ نسخہ حقیقی و درست و صحیح میری اوائل عمر میں ایک وقت تیار ہوا تھا۔ راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام واکرام نسخہ ہذا کی بدولت ملا تھا اور نواب سالار جنگ اول نے بھی چار خوراک معجون ہذا کا استعمال فرماکے جائداد منصب ڈیڑھ سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے۔ یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ کا ہے پسماندگان کو اسکا پورا علم ہے۔

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام **معجون مددگار غدود** ہے جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں (علاوہ محصولڈاک) لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے سات خوراکوں کے صرف تین روپے لوں گا اور محصول بھی اپنے پاس سے لگاکر معجون بھیجدوں گا۔ شرط فقط یہ ہے کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلادیں۔ سو برس نہ سہی لگ بھگ سہی۔

**نوٹ**:- جنہیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار غدود نہ منگائیں کیونکہ معجون مددگار غدود صرف قوت کی دوا ہے۔ جریان کے مریضوں کے لئے معجون کایا پلٹ مفید ہوگی۔ قیمت دس خوراک ڈھائی روپے۔ علاوہ محصولڈاک۔

منگانے کا پتہ:-

**منیجر اخبار روزنامچہ دہلی**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# روزنامچہ

## حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

**۲۸/ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۰ھ پنجشنبہ**

**۰۰/ مئی سنہ ۱۹۳۲ء دہلی**

**بھائیوں کا روزنامچہ** وعدہ کرتے کرتے مدت گزر گئی مگر بھائیوں کے خطوط اور حالات کا ذکر درج نہ کر سکا۔ کیونکہ میں ان سب کو امانت کے خطوط سے چھانٹ رہا تھا۔ اب وہ ایک قاعدہ کے اندر مرتب ہو گئے تو آج سے ان کا سلسلہ شروع ہوتا ہے چونکہ وہ خطوط اور حالات بہت زیادہ ہیں اور روزنامچہ میں جگہ کم ہے اس لئے بہت ہی اختصار سے کام لیا جائے گا

**۱** مسٹر منظور حسن نامی ایم اے ہیڈ ماسٹر نظام الاسلام مڈل سکول نے میری شان میں ایک بہت ہی عمدہ قصیدہ لکھا ہے۔ اگر شان کسی مارکٹ میں بکتی ہوئی مل جاتی تو میں خرید لاتا اور اس قصیدہ کو اس خریدی ہوئی شان کے سامنے آویزاں کر دیتا مگر جب شان نہیں ہے تو نامی صاحب کے اس قصیدہ کو کس جگہ رکھوں۔

**۲۔ قاضی صاحب کا خواب** نواب قاضی سر عزیز الدین احمد صاحب وزیر اعظم دتیا نے اپنا ایک خواب بھیجا ہے۔ کہ انہوں نے میرے مکان میں وائسرائے ہندوستان کو دیکھا کہ رات کی دعوت میں آئے ہیں اور وائسرائے کے ساتھ اور بھی بہت سے انگریز جمع ہیں اور کھانا فرش پر بٹھا کر کھلایا جا رہا ہے۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے خواب ہی میں تعجب ہوا کہ خواجہ صاحب نے وائسرائے کو کیوں دعوت دی ہے۔ اور یہ کیا تقریب ہے۔

**تعبیر** میرے خیال میں قاضی صاحب کے اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آئندہ ہندوستان کا کوئی ہندوستانی وائسرائے ہوگا اور اس کو میں اپنے گھر میں بلا کر فرش پر بٹھا کر کھانا کھلاؤں گا اور اس کے ساتھ انگریز عہدہ دار بھی زمین پر بیٹھ کر کھانا کھا لیں گے (ورنہ انگریز وائسرائے میرے ہاں کیوں آنے لگے)۔

میں عالم رویا کے موکلوں کا ممنون ہوں کہ انہوں نے قاضی صاحب کو یہ خواب دکھایا اور مجھ کو موقعہ دیا کہ میں آئندہ کسی وائسرائے کو اپنے مکان پر مدعو کرنے کا خیال رکھوں گا۔

**واحدی صاحب کے منجن کا عروج** قاضی صاحب نے اسی خط میں واحدی صاحب کے منجن کی تعریف بھی لکھی ہے۔ اور یورپ کے سفر میں ساتھ

# رضاکاری کا مقصد

انگریزی زبان میں ایک لفظ والنٹیر ہے جس کا ترجمہ رضاکار کیا جاتا ہے یعنی اپنی مرضی سے بغیر کسی معاوضہ کی خواہش کے کوئی ملکی یا قومی یا مذہبی کام کرنے کو رضاکاری کہتے ہیں۔ عیسائیوں میں لاکھوں عورت مرد بڑے بڑے امیر گھرانوں کے عیسائی مذہب کی تبلیغ اور خدمت خلق کے لئے رضاکاروں میں شریک ہو کر نہایت عسرت اور تکلیف کی زندگی بسر کرتے ہیں اور دنیا کے بڑے بڑے خوفناک اور تکلیف دہ ملکوں میں جاتے ہیں۔ ہندوؤں میں بھی سیوا سمتی وغیرہ ناموں سے بے شمار رضاکار سیاسی و مجلسی کام کرتے ہیں۔

مسلمانوں میں بھی سیاسی اور قومی کاموں کے لئے رضاکار بنتے ہیں اور قومی جلسوں کے لئے وقتی رضاکار بھرتی ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک عارضی مقصد کے لئے محدود رہتے ہیں ان کے اندر مستقل اور پائدار رضاکارانہ امنگ پیدا نہیں ہوتی اور اس کی کئی وجہ ہیں ایک تو کسی عمدہ اور اعلیٰ اور مشترکہ قومی مقصد کا نہ ہونا۔ دوسرے کام لینے والوں کی خود غرضی اور غیر مستعدی تیسرے مسلمانوں کی عام مفلسی اور بے اطمینانی

میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں میں بھی عیسائیوں اور ہندوؤں سے زیادہ رضاکارانہ امنگ پیدا ہو۔ آگے کے صفحات میں میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ میرے اس ارادہ کی تشریح ہے۔ حسن نظامی

لے جانے کے لئے اس کی چند شیشیاں منگائی ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ واحدی صاحب کا منجن ایسا خوش رنگ اور اچھا ہے کہ میں نے اس کی بہت سے انگریزوں اور میموں سے تعریف کی اور میں سفر یورپ میں بھی اس کو ساتھ لے جاؤں گا۔

مجھ سے تو واحدی صاحب کا منجن اچھا جو قاضی صاحب کے ساتھ رہے گا۔

(۳) میرے ہم جدی بھائی سید نادر شاہ صاحب پاک پٹن شریف سے لکھتے ہیں کہ اسلامی تاریخ کے سینما سے پہلے میں متفق نہ تھا مگر جب آپ کے روزنامچہ میں "مسلمان فیروں کی نظر میں" دیکھا تو اب میرا یہ خیال ہے کہ ضرور بالضرور سینما کو جلد از جلد شروع کر دیجئے۔ موجودہ زمانہ میں اس سے بہتر طریق مسلمانوں کی اصلاح اور غیروں کے اعتراضوں کے جواب کا نہیں ہو سکتا۔

بھائی سید نادر شاہ نے سچے سیدوں کی طرح اپنے نانا کی امت کی بہتری کے خیال سے یہ رائے بدلی ہے۔ خدا کرے سب مسلمان اسی طرح اس بڑی ضرورت کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

(۴) برکت علی نظامی ضلع جالندھر سے لکھتے ہیں کہ نواب یمین الدولہ صدیق الزماں بہادر فرماں روا ریاست مانگرول کو میں نے مبارکباد کے یہ الفاظ لکھے ہیں "خدا کا ہزار ہزار شکر کہ اس نے اپنے حبیب کے یار غار (صدیق اکبرؓ) کی اتباع کا فخر آپ کو عطا فرمایا۔ اور اس کی وجہ سے مسلمان قوم نے آپ کو صدیق الزماں کا لقب دیا۔

برکت علی نظامی نے بہت اچھے الفاظ میں مبارکباد دی ہیں اس عمدہ مختصر نویسی سے خوش ہوا میرے جو مرید عمدہ الفاظ میں مختصر نویسی کرتے ہیں وہ میرے لٹریچر کے مقلد ہیں۔ اور قائم مقام ہیں۔ اور آئندہ تاریخ کے ہیرو ہیں۔

(۵) مودودی سید اور میرے پیرزادہ اور مرید بدر الدین راحتی نظامی احمد آباد سے لکھتے ہیں کہ اخبار مدینہ میں عبدالماجد صاحب دریابادی کا حال پڑھا کہ انہوں نے اپنی نئی اور دوسری بیوی کو بے سبب طلاق دیدی۔ اس سے مجھے بہت ہی غصہ آیا۔ اور مولینا حسین احمد پر بھی غصہ آیا کہ انہوں نے اپنے مرید ماجد کی مجبوری کو تو اہمیت دی۔ مگر ایک پردہ نشین بے زبان عورت کے حق کو فراموش کر دیا۔

بدر راحتی نے یہ بھی لکھا ہے کہ عبدالماجد صاحب کا یہ گناہ ان پر خدا کا ایک عذاب ہے اور میں نے ان کو اس عذاب سے بہت عرصہ پہلے آگاہ کر دیا تھا کہ تم پر ایک عذاب آنے والا ہے۔ اور میرے اس خط کو عبدالماجد صاحب نے اپنے اخبار سچ میں شائع بھی کر دیا تھا۔

(۶) نظام الاسلام مڈل اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت امیر خسروؒ کے گذشتہ عرس کے زمانے میں سکول کے سٹاف اور لڑکوں نے زائرین کی بہت خدمت کی۔ پانی کی سبیلیں لگائیں۔ گم شدہ بچوں کو تلاش کر کے وارثوں کے سپرد کیا۔ ڈاک خانے کی ضرورتوں کو پورا کرایا۔ سواریوں کے انتظامات کئے۔ سائیکلوں کی بلا معاوضہ حفاظت کی اور غریبوں کو کرایہ بھی تقسیم کیا۔

مجھے اپنے اسکول کے سٹاف اور بچوں کی ان خدمات کا حال سنکر بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ میری اطلاع اور خواہش کے بغیر انہوں نے یہ کام کیا۔

اصلی درویش اور اصلی انسان وہی ہے جو خلق خدا کی خدمت کرتا ہے۔

(۷) الور سے سید شبیر حسین صاحب اختر نے ایک مفصل کیفیت بھیجی ہے۔ جس میں الور کے مسلمانوں کی موجودہ مشکلات کا تذکرہ ہے۔

میں سید شبیر حسین صاحب اختر سے ذاتی واقفیت رکھتا ہوں اس واسطے مجھے ان کی تحریر اور ان کی انجمن خادم الاسلام الور کی مساعی پر اعتماد ہے۔ ورنہ میں ناسمجھ۔ جوشیلے۔ جلد باز مسلمانوں کی اطلاعوں پر جلدی بھروسہ نہیں کیا کرتا کیونکہ بعض لوگ جلد بازی کے سبب غیر مسلم لوگوں کے خلاف غلط فیصلہ کر لیا کرتے ہیں۔ الور کی نسبت بھی میں نے ایک مشہور میواتی عالم کو جب خان بہادر رفیق المسلم حاجی وجیہہ الدین احمد صاحب ممبر اسمبلی سے ملایا تو کاغذات دیکھنے اور واقعات پر جرح کرنے کے بعد صفائی سے کہدیا تھا کہ آپ کا معاملہ کمزور معلوم ہوتا ہے۔ اور الور کی ریاست حق پر

# محمدی فوج کی بھرتی

عید میلاد کے لئے محمدی فوج کی بھرتی شروع ہو گئی۔ ہر عمر کا مسلمان اس لشکر میں شریک ہو سکتا ہے۔ رضاکاروں کے لئے بازو پر باندھنے۔ سینہ پر لگانے یا ٹوپی پر یا عمامہ پر ٹانکنے کے لئے ریشمی کپڑہ کے بلّے "بیج" تیار ہو گئے ہیں۔ جن پر حسب ذیل عبارت ہے۔

"تاجدار مدینہ کا خدمتی۔ رضاکار عید میلاد۔ میں امتی ہوں۔ میں خدمتی ہوں۔ میرا کام ہر مخلوق کی خدمت۔ جلسہ و جلوس کا انتظام۔ عید میلاد کی دعوت و تبلیغ"

سات رنگ کے ریشمی کپڑہ پر یہ بلہ چھاپا گیا ہے اور قیمت فقط دو پیسے رکھی گئی ہے۔ ۳۲ بلّوں سے کم روانہ نہیں ہوں گے۔ قیمت پیشگی بھیجنی ہوگی ۳۲ کی قیمت ایک روپیہ کلدار جس رنگ کے مطلوب ہوں وہ بھی لکھنا چاہئے۔

افسروں کے بلّے علیحدہ ہیں جن پر مذکورہ عبارت کے علاوہ لفظ افسر بھی لکھا گیا ہے۔ قیمت وہی دو پیسے۔

دفتر عید میلاد کمیٹی دہلی سے منگائیے

نظر آتی ہے۔ لہذا خاص اس معاملہ میں میں آپ کی تائید نہیں کروں گا اور الور کی حکومت کو برسرِ حق سمجھوں گا۔

**۸** امرتسر میں سید محمد زاہد نظامی خزانچی رالی برادرس بہت گلی مرید ہیں۔ انہوں نے اسلامی تاریخ کے سینما بنانے کی تائید میں بہت سے دستخط بھجوائے ہیں۔

میں سید محمد زاہد نظامی کو دو وجہ سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ ایک تو اس لئے کہ وہ سید ہیں۔ اور دوسرے اس لئے کہ ان کے اندر سچے سیدوں کی طرح عملی خدمت مسلمین کا جوش پایا جاتا ہے۔

**۹** ماڈرن انجینیرنگ کمپنی چاندنی چوک دہلی کی نسبت ایک دوست نے لکھا ہے کہ یہ کمپنی بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ اگر کوئی شخص کم سے کم لاگت اور تھوڑی سے تھوڑی جگہ میں جلد سے جلد اور بہتر سے بہتر عمارت بنوانی چاہے تو یہ فرم پہلی مرتبہ مفت مشورہ دیتی ہے۔

مجھے اس اطلاع سے بہت خوشی ہوئی۔ اگر مفت مشورہ کا ذکر نہ ہوتا تو میں اس خط کو بھی ایک اشتہار سمجھتا۔ میری عادت مفت خوری کی نہیں ہے۔ لیکن ایک دفعہ میں بھی مفت کے ان صلاح کاروں کو آزماؤں گا اور اگر تجربہ سے ان کا مشورہ ٹھیک معلوم ہوا تو روزنامچہ کے اونچے مینار پر کھڑا ہو کر ان کے نام کی جھنڈی ہلاؤں گا کہ "اے لوگو اگر کسی کو کوئی اچھا مکان بنوانا ہو اور خرچ کم کرنا ہو تو وہ ماڈرن انجینیرنگ کمپنی چاندنی چوک دہلی سے یہ کام کرائے"۔

**۱۰** اخبار پانیر میں چھپا ہوا ایک کٹنگ آیا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ خواجہ حسن نظامی دہلی کے مشہور لیڈر الہ آباد آنے والے ہیں۔ اور کئی دن الہ آباد میں ٹھہریں گے۔

غالباً میرے گذشتہ سفرِ الہ آباد کے موقعہ پر اخبار پانیر نے یہ اطلاع شائع کی ہوگی۔ مگر کئی روز ٹھہرنے کی خبر معلوم نہیں اس نے کیوں لکھ دی۔ بہرحال میں بڑا ہی خوش نصیب ہوں کہ پانیر جیسے اخبار میں میرا ذکر شائع ہوا۔ حضرت اکبر الہ آبادی نے ایک دفعہ ایک شعر لکھا تھا کہ ہر شخص پانیر کے دروازہ پر کھڑا ہے کہ اللہ مجھے بھی کہیں چھاپ دیجے آج بارہ اور بارہ چوبیس برس کے بعد پانیر کے دروازے پر جلنے بغیر میں بھی اس اخبار میں چھپ گیا۔ مگر کہتے ہیں جس کا ذکر پانیر میں چھپے وہ مرتے وقت انگریزی بولتا ہے۔ اور اگر میں نے مرتے وقت انگریزی بولی تو میرے سب مرید مجھ سے برگشتہ ہو جائیں گے اور مرنے کے بعد کوئی بھی میرا سالانہ عرس نہیں کرے گا اور میں قبر میں قوالی سننے سے محروم ہو جاؤں گا اور مجبوراً منکر نکیر سے کہوں گا کہ بھائی تمہارے سوالوں کا جواب تو میں نے دیدیا۔ اب مہربانی کر کے کسی انگریز بیلا بجانے والے کو قبر میں میرے پاس بھیج دو۔ یہاں اکیلے پڑے پڑے جی گھبراتا ہے۔ وہ باجہ بجائے اور میں حال کھیلوں۔

**آپ بیتی** بدھ ختم ہوا۔ جمعرات نمودار ہوئی۔ میں نے آج بھی اسی طرح رات دن گزارے جس طرح کل گزارے تھے کہ تین بجے تک حبیب منزل کے دفتر میں کام کیا۔ اس کے بعد شام تک جمعرات کے آنے والوں سے باتیں کیں۔ جن میں ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی۔ عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ رات تک ملنے والے آتے رہے۔ آج رات کو حوضِ کوثر کے قریب باہر صحن میں پلنگ بچھا کر سویا۔ پلنگ بہت چھوٹا تھا۔ پاؤں پھیلاتا تھا تو پلنگ سے باہر نکل جاتے تھے۔ اور آنکھ کھل جاتی تھی۔ ساری رات ہی تکلیف رہی۔ خدا کی شان ہے ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے کہ میں نے تسخیر ہمزاد کا چلہ کیا تو سوا گز مربع جگہ کے حجرہ میں چالیس راتیں گزاری تھیں۔ ثابت ہوا کہ عادت اور ضرورت بڑی چیز ہے۔ اس وقت تکلیف اٹھانے کی ضرورت معلوم ہوتی تھی۔ اور آج تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہ تھی۔ محض نوکروں کو تکلیف سے بچانے کے لئے میں نے بڑا پلنگ صحن میں نہیں منگوایا تھا۔ کہتے ہیں لمبا آدمی احمق ہوتا ہے۔ آج مجھے معلوم ہوا کہ لمبا آدمی احمق ہو یا نہ ہو لیکن قد سے چھوٹے پلنگ پر لیٹے آرام ضرور رہتا ہے رات کی خنکی اب تک موجود ہے۔ دن کو دھوپ میں گرمی بڑھ جاتی

# رضا کاروں کی وردیاں

مسلمان قوم اگرچہ عام طور سے غریب اور مفلس قوم ہے اور اپنے رضا کاروں کی وردیاں اچھی نہیں بنا سکتی لیکن مسلمانوں کا دل ہر قوم سے بڑا ہے اور جب مسلمانوں میں کسی بات کا احساس پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اپنے عمل میں ہر قوم سے آگے بڑھ جاتے ہیں لہذا مناسب ہے کہ عید میلاد کے رضا کاروں کی تحریک میں سب سے پہلے وردیوں کی تحریک پیش کرلی چاہئے۔ وردیاں ایسی ہوں جو تمام ہندوستان میں یکساں بنائی جائیں اور اس لباس کو دیکھتے ہی ہر شخص سمجھ لے کہ یہ عید میلاد کے رضا کار ہیں۔ میں نے عید میلاد کے جلسوں میں ایک مشترکہ اعلان پڑھنے کے لئے ناظرین روزنامچہ سے طلب کیا تھا۔ مگر کسی شخص کا جواب نہیں آیا۔ اس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ رضا کاروں کی وردیوں کی تحریک بھی شاید کامیاب نہیں ہوگی اور لوگ ادھر توجہ نہیں کریں گے لیکن میں برابر کہتا رہوں گا۔ کیونکہ عید میلاد کے عظیم الشان کام کی تکمیل رضا کاروں کی تیاری کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی لہذا ضرورت ہے کہ ہر علاقہ کے مسلمان پہلے رضا کاروں کے مسئلہ پر غور کریں اور جب وہ اس خیال کو قبول کرلیں تو پھر دوسرا قدم وردیوں کے مسئلہ کی طرف بڑھائیں۔

حسن نظامی

ہے۔ مگر ابھی لوشروع نہیں ہوئی ہے۔

آج خسرو شاہ نظامی میرے بچوں کے لئے کھلونے لائے تھے۔ اور سب بچوں میں ایسی دہوم تھی جیسی والسرائے کے ہاں کسی بڑے ڈانس کی دہوم ہوتی ہے۔

زید گھبرایا گھبرایا پھرتا تھا۔ اور ہر ایک کو اپنی ریل دکھاتا تھا

**گم نام عطیہ** کسی مخلص نے ایک گمنام خط میں ایک نہایت ہی عمدہ نسخہ بھیجا ہے جو مردانہ طاقت کے لئے اکسیر ہے۔

میں نے آج جناب حکیم نابینا صاحب کو ٹیلی فون میں یہ نسخہ سنایا۔ انہوں نے فرمایا یہ بہت ہی اچھا نسخہ ہے اور جو تعریف اس تحفہ کی لکھی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔

میں ان گمنام صاحب کا بہت ہی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایسی عمدہ چیز مجھے عنایت کی۔ سچے مخلص ایسے ہی ہوتے ہیں جو نام ظاہر کئے بغیر احسان کرتے ہیں میں اس نسخہ کو بناؤں گا اور فروخت کروں گا اور اس سے جو روپیہ مجھے اور میرے بچوں کو حاصل ہوگی اس کو گمنام صاحب کی دعوت خیال کرتا ہوں گا۔ گمنام صاحب نے ایک ایسے شخص پر احسان کیا جو احسان کی قدر کرنی جانتا ہے۔ اور خدا نے چاہا ہمیشہ قدر کرے گا۔

اب گمنام صاحب وہ چیز بھی عنایت کریں جو اس نسخہ کی رسید روزنامچہ میں شائع ہونے کے بعد وہ مجھے دینی چاہتے ہیں۔

## ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ جمعہ
## ۶ مئی ۱۹۳۲ء دہلی

**اخوان کا روزنامچہ**

شیخ عبدالرحمن گورکھا نظامی کوئٹہ بلوچستان سے لکھتے ہیں کہ میں نے حضور رسول اللہ کو خواب میں دیکھا کہ دہلی کی اردو زبان میں اپنے اصحاب سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ پھر کچھ روز کے بعد سمندر کا ایک بڑا جہاز دیکھا جس کی نسبت ایک سید کہتے کہہ رہے ہیں کہ یہ جہاز رسول اللہ نے ایسا بنوایا ہے کہ کبھی نہیں ڈوبے گا۔ پھر میں نے آپ (حسن نظامی) کو دیکھا۔ اور آپ کی لمبی زلفیں کندھوں پر پڑی ہوئی مجھ کو بہت ہی اچھی معلوم ہوئیں۔ میں نے کہا اب پیر کا تصور آسان ہو جائے گا۔ میں آپ کا بتایا ہوا درود شریف اب زیادہ تعداد میں پڑھنے لگا ہوں۔

**جواب** پہلے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم کو سنت رسولؐ کی پیروی کسی اردو تحریر کے ذریعہ سے نصیب ہوگی۔ دوسرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں کسی دینی مشکل میں کسی سید کے ذریعہ کامیابی حاصل ہوگی۔ تیسرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم کوئٹہ میں مجھ کو اپنے گھر پر دیکھو گے۔

**۲** حکیم خسرو شاہ نظامی نے بقر عید کے دن ایک خط حیدرآباد سے لکھا تھا کہ آج میں نے یہ دعا مانگی کہ میرا خون میرے مرشد پاک کے قدموں میں بچھا رہے۔ اور ان کی عمر میں ترقی ہو۔

حکیم خسرو شاہ نظامی کی محبت سے مجھے بہت خوشی ہوئی مگر انہوں نے یہ نہیں سنا کہ ان کا خون میرا خون اور میرا خون ان کا خون ہے۔

**۳** ڈاکٹر بہیم سین صاحب حوض قاضی دہلی سے لکھتے ہیں۔ ۱۶ مارچ کے روزنامچہ میں ہندو مسلم فقرا کی یکجہتی کا جو نیک و مفید خیال آپ نے ظاہر فرمایا ہے وہ مجھے بہت پسند آیا یقیناً جو کام ملک کے تمام سیاسی لیڈر مل کر نہیں کر سکتے وہ فقراء کر سکتے ہیں۔

آپ نے میرے مرشد صاحب جی مہاراج کی نسبت محبت اور خلوص کے جذبات کا اظہار کر کے ان کے ایک لاکھ عقیدت مندوں کے دلوں کو مسخر کر لیا ہے۔

**جواب** ڈاکٹر بہیم سین صاحب اپنے گرو کے سچے پریمی ہیں

# وردیوں کی نسبت میری رائے

یہ ہے کہ ہر مقام کے رضاکار خاکی زین کا کرتہ پتلون پہنیں اور ترکی ٹوپی اوڑھیں پتلون سے مراد انگریزی پتلون نہیں ہے بلکہ تنگ موری کا پاجامہ ہے جو آسانی سے پہنا جا سکے اور جس کی موری ٹخنہ تک ہو۔ خاکی نواڑ کی ایک پٹی کمر میں باندھی جائے کیونکہ چمڑے کی پیٹی میں حرچ زیادہ ہوگا۔ اور کوٹ بہت نیچا نہ ہو بلکہ کمر سے تھوڑا ہی نیچا ہو۔ گلے میں سپاہیانہ خاکی تھیلا ہو اور ہاتھ میں بانس کی ایک لکڑی ہو جو کندھے تک آتی ہو۔

خاکی زین سستا ہے۔ میل خورا ہے۔ اور مضبوط ہے۔ اور مدت تک چل سکتا ہے۔

**وردیوں کا خرچ** جو لوگ رضاکاروں میں شریک ہونا چاہیں ان کو اپنی وردی خود بنوانی چاہئے۔ اور جو رضاکار اتنے غریب ہوں کہ اپنی وردی نہ بنوا سکیں ان کے لئے دوسرے خوش حال رضاکار چندہ کر کے وردیاں بنوا دیں۔ مذکورہ ساخت کے علاوہ اگر کوئی اور تجویز کسی شخص کے خیال میں ہو تو وہ مجھے مطلع کر دے۔ گرمی کے موسم میں دھوپ سے بچنے کے لئے اگر رضاکار چھجے دار ٹوپیاں خاکی زین کی بنا لیں تو اچھا ہوگا۔ اور جوتہ انگریزی پہنیں مگر دیسی بنا ہوا ہو۔ کیونکہ انگریزی جوتہ سے چلنے پھرنے کی مستعدی رہتی ہے۔

(حسن نظامی)

اور میرے بھی بہت پرانے مخلص ہیں۔ خدا نے چاہا ہندو مسلم اتحاد کے لئے ان کے گرد صاحب اور دوسرے ہندو مسلم فقرا مل کر بہت مفید کام کر سکتے ہیں۔ اور میں بھی ان سب کے ساتھ خدمت کے لئے حاضر ہوں۔

ڈاکٹر بھیم سین صاحب نے میرے لڑکے زید کے اس فقرہ پر کہ اللہ تو نور کا ڈلا ہے کئی صفحے کا ایک اور نہایت عمدہ خط بھیجا ہے۔ جس میں زید کے اس فقرہ کی بہت ہی تعریف کی گئی ہے۔ اور وید کے حوالوں سے بھی زید کی تائید میں بہت کچھ لکھا ہے۔

میں ڈاکٹر بھیم سین صاحب کا اپنے خدا شناس بیٹے زید کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے امید نہیں ہے کہ زید کبھی ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کر سکے گا۔ کیونکہ وہ تعلیم حاصل کرنے سے انکار کرتا ہے اور ان پڑھ عالم بننا چاہتا ہے۔

**۴ مئی** جناب نظیر حسن صاحب یزدانی سکرٹری نظامیہ دار المطالعہ بہار شریف سے لکھتے ہیں کہ آپ کے کاموں کی تبلیغ اور یادگار میں نظامیہ دار المطالعہ کے نام سے اردو لائبریری قائم کی گئی ہے۔ جو احسن انصاری صاحب نظامی کی نگرانی میں ہے۔ حلقہ نظامیہ کے متوسلین سے درخواست ہے کہ وہ اس لائبریری کی مالی مدد کریں۔ اور مسلمان اخباروں اور رسالوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پرچے اس لائبریری میں مفت بھیجیں۔

مجھے بہار شریف میں اردو لائبریری کے قائم ہونے سے بہت خوشی ہوئی اور امید کرتا ہوں کہ سلسلہ کے بھائی اس لائبریری کی امداد بھی کریں گے۔ مگر دو باتیں مجھے کہنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ لائبریری میں آنے والے کتنے ہیں؟۔ اور دوسری بات یہ کہ لائبریری کو اپنے قومی اخباروں کی مدد کرنی چاہئے نہ کہ ان سے مفت پرچے مانگے جائیں۔ میرے پاس روزانہ مفت مانگنے والوں کے خط آتے رہتے ہیں۔ اور میں اس کو بہت ہی برا سمجھتا ہوں کیونکہ قومی اخبار اور رسالے آج کل ہر جگہ مالی پریشانی میں مبتلا ہیں۔

وہ کہاں سے مفت کی تقسیم جاری رکھ سکتے ہیں۔

**۵ مئی** اللہ تعالےٰ نے پرنس محمد صادق خلف نواب یمین الدولہ صدیق الزماں بہادر فرمانروا ریاست مانگرول کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ میں نے بچے کی دادی وزیر النساء نظامی کو مانگرول کاٹھیاواڑ میں اور بچے کے والد پرنس محمد صادق کو انگلستان میں مبارکبادی کے خطوں کے ساتھ اطلاع دی ہے کہ میں نے بچے کا نام ابو طالب رکھا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے یمین الدولہ نواب صدیق الزماں بہادر کو دولت ایمان بھی دی۔ حکومت بھی دی۔ اور دنیا کی دولت بھی دی اور نیک فرمانبردار تعلیمیافتہ اولاد کی دولت بھی دی۔ ان کے بڑے صاحبزادے پرنس عبد الخالق صاحب ولی عہد مانگرول بھی کئی ہونہار بچوں کے باپ ہیں۔ اور دوسرے صاحبزادے پرنس محمد بدر الدین نظامی بی اے علیگ کو بھی خدا نے کئی لڑکے اور لڑکیاں عنایت فرمائی ہیں اور تیسرے صاحبزادے پرنس عبد العزیز صاحب کو بھی اولاد عطا فرمائی ہے۔ اور چوتھے صاحبزادے پرنس محمد صادق کو یہ دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو دین دنیا کے مقاصد میں شاد کام رکھے۔

**آپ بیتی** صبح سے جمعہ تک حبیب منزل میں کام کیا۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف میں پڑھی اس کے بعد دہلی گیا۔ پشاور والے مسٹر اسیر سینما کمپنی کے ڈائرکٹر انتظار میں بیٹھے تھے۔ ان سے باتیں کیں۔ حکیم خسرو شاہ نظامی سے بھی باتیں کیں۔ پھر واحدی صاحب کے ساتھ ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کے جلسے میں شریک ہوا۔ پانچ بجے جلسے سے فارغ ہو کر بازار سے کچھ سامان خریدا پھر مسٹر اسیر کو ریل پر پہونچانے گیا اس کے بعد بھیا کے ساتھ گھر میں آیا اور رات کو دیر تک بھیا اور پیارے میاں وغیرہ سے باتیں کیں۔ بھائی سید نور احمد سے میں نے پوچھا کہ آپ کی عمر کتنی ہے۔ انہوں نے کہا جب درگاہ میں حیدر آباد والوں نے خیمہ چڑھایا تھا تو میں بارہ سال کا تھا۔ میں نے کہا اس خیمہ پر سنہ ۱۲۹۵

## مستقل رضاکار

یہ رضاکار اگرچہ عید میلاد کی تقریب کے لئے بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ لیکن ان کو عارضی نہ رہنا چاہئے۔ بلکہ پہلے سے مستقل رضاکار بننے کا ارادہ کر لینا چاہئے صبح نماز کے بعد کوئی پنشنر فوجی مسلمان یا اسکاؤٹ کا کام جاننے والے مسلمان ان رضاکاروں کو قواعد بھی سکھایا کریں تاکہ ان کی رفتار میں چستی اور یکجہتی پیدا ہو اور ان کے اندر کام کرنے کا سلیقہ بھی آ جائے۔

ہر صوبہ میں ایک مرکزی عید میلاد کمیٹی ہو اور اس کے ماتحت قصبات اور دیہات میں ماتحت کمیٹیاں ہوں جو اپنے اپنے علاقہ سے رضاکار بھرتی کریں اور ان کی وردیوں اور قواعد کا بندوبست کیا جائے۔ عید میلاد کے جلسے ختم ہونے کے بعد ان رضاکاروں سے دوسرے قومی و ملکی کام لئے جائیں۔ لیکن سیاسی جھگڑوں سے اگر ان کو علیحدہ رکھا جائے تو مناسب ہے ورنہ پولس ان کی مزاحمت کرے گی اور ان کے دوسرے مذہبی اور قومی مفید کاموں کو نقصان پہونچ جائے گا۔ اگرچہ میں سیاسی کاموں کو بھی بہت ضروری سمجھتا ہوں اور رضاکاروں میں اصلی زندگی سیاسی قربانیوں ہی سے پیدا ہوتی ہے لیکن ابھی میرے خیال میں اس کا وقت نہیں آیا ہے۔ اس وقت تو مستقل رضاکار بھرتی کرنے کا فیصلہ کر لینا چاہئے۔

حسن نظامی

لکھے ہیں گویا میری پیدائش سے ایک سال پہلے یہ خیمہ آیا تھا تو اب بتائیے آپ کی عمر کتنی ہوئی کیونکہ آپ حساب دانی میں ہماری ساری بستی سے بڑھے ہوئے ہیں۔ بھائی نور احمد نے حساب کرکے کہا میری عمر ساٹھ برس کی ہوئی۔ میں بہت ہنسا اور کہا کہ آپ سات اوپر ساٹھ (۶۷) برس کے ہیں۔

انسان بڑی عمر ہوجانے کے بعد کوشش کرتا ہے کہ کمسن مشہور ہو۔ میں بھی اگر شوکت علی صاحب کے نکاح سے پہلے مسز رائٹن سے ملتا اور ان سے اپنی شادی کی درخواست کرتا اور وہ میری عمر دریافت کرتیں تو میں اپنی ڈاڑھی کو کھجا کر کچھ دیر سوچتا اور کہتا کہ میری عمر تیئیس ۲۳ سال سے کچھ زیادہ ہے۔ کیونکہ کچھ زیادہ کے لفظ میں اتنی گنجائش ہے کہ مسز رائٹن کے موجودہ شوہر مسٹر شوکت علی کی سڑسٹھ سالہ عمر بھی اس میں سما سکتی۔ اور میری ۵۶ سالہ عمر بھی۔

دس بجے سویا۔ سوا پانچ بجے بیدار ہوا۔ رات کو بڑا پلنگ تھا خوب پاؤں پھیلائے۔

آج رات کو شیر کوٹ والے مولانا مظہر الدین صاحب کا اخبار الامان مجھے دکھایا گیا جس میں شوکت علی صاحب کی حمایت اور میری مخالفت کی گئی ہے۔ چونکہ حضرت مولنا مظہر الدین صاحب عفر لہٗ رنگریز قوم کے ہیں اس واسطے وہ ہمیشہ نئے نئے رنگ کے کپڑے رنگتے رہتے ہیں۔ شوکت علی صاحب نے رسول اللہؐ کی برابری کی اور ان کو غیر قوموں میں بدنام کرنے کے لئے یہ کہا کہ میری طرح رسول اللہؐ نے بھی بڑھاپے میں شادی کی تھی اور مظہر الدین صاحب ان کی حمایت کر رہے ہیں۔ محض اس واسطے کہ حسن نظامی نے شوکت علی صاحب سے اختلاف کیا ہے۔

آج صبح ریاست بہاول پور کے منسٹر مولوی مقبول حسن صاحب حبیب منزل میں ملاقات کے لئے آئے تھے۔ وہ نواب صاحب کے ساتھ یورپ جا رہے ہیں۔

## ۳۰ر ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ شنبہ

## ۷ر مئی ۱۹۳۲ء دہلی

**جاؤ خدا کو سونپا ۱۳۵۰ھ** ایک برس تک ہم آغوش رہنے والا ۱۳۵۰ھ آج مجھ سے اور ساری دنیا سے جدا ہوتا ہے۔ اور میں کہتا ہوں جاؤ میاں خدا حافظ تم کو خدا کی امان۔ تمہارا اللہ بیلی۔

**حساب** آج میں نے پورے سال کے اہم واقعات کا اپنے دل اور حافظہ کی کتاب میں پڑھ کر حساب کیا۔ گناہوں کی خدا سے معافی چاہی اور اچھے کاموں کا شکرانہ ادا کیا۔

آج بھی حسب معمول درگاہ کے دفتر کے کام سے فارغ ہوکر ۳ بجے دہلی گیا۔ اور شام کو واحدی صاحب کے ہاں کھانے میں شریک ہوا۔ یہ سال ایسے وقت جا رہا ہے کہ خدا کے فضل سے میری صحت بالکل اچھی ہے۔ چنانچہ آج واحدی صاحب کے ہاں میں نے مرچیں بھی کھائیں اور گرم غذائیں بھی۔ مگر سوائے اس کے کہ نیند بے چین رہی اور کوئی تکلیف بواسیر وغیرہ کی نہیں ہوئی۔

**انگریزی سیرت نبویؐ** میری سیرت نبویؐ کا ایک ترجمہ حیدر آباد کے ایک بی اے طالب علم صاحب نے بھیجا تھا اور ایک ترجمہ میں نے دہلی میں ایک ایم اے سے کرایا تھا مگر انگریزی کے اعلےٰ مبصرین کی رائے میں دونو ترجمے ناقص ہیں اور شائع کرنے کے لائق نہیں ہیں اس لئے میں نئے ترجمہ کی فکر میں ہوں۔

رات کو آٹھ بجے دہلی سے آیا تھا۔ نیند صاف نہیں آئی مرچوں کی چادر حائل رہی۔

**جیل خانہ کی دعوت** آج رات کو آٹھ بجے دہلی کے جیل خانہ

## غلام کی سرداری

جس آقا کی یادگار میں میلاد کمیٹیاں قائم کی جاتی ہیں انہوں نے اپنے خاندان کے اور عرب کے دوسرے بڑے بڑے سرداروں پر ایک غلام کو سردار بنا کر جہاد کے لئے بھیجا تو سرداروں کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی لیکن حضرتؐ اپنے فیصلہ پر قائم رہے اس لئے مجبوراً سب سرداروں نے غلام کی اطاعت کرلی اور رفتہ رفتہ دلوں سے غلامی اور آقائی کا امتیاز اُٹھ گیا۔ اور مسلمان ایک متحد قوم بن گئے۔

میں بھی اس سنت کی پیروی میں بڑے چھوٹے کا امتیاز اور مشہور اور غیر مشہور کا فرق دور کرنے کے لئے یہ تجویز کرتا ہوں کہ میلاد کمیٹیوں کے صدر محض نام کیلئے وہ لوگ مقرر کئے جائیں جو معمولی درجہ کے ادنیٰ سمجھے جاتے ہوں لیکن کام کرنیوالے سب تعلیمیافتہ اور سمجھدار ہونے چاہئیں۔ ہر کام کرنے والے کو پہلے اپنے ضمیر کے سامنے یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ وہ بیرونی شہرت کی کبھی بھی خواہش نہیں کرے گا اور اس بات کا فیصلہ کرے کہ جو لوگ صدر مقرر کئے جائیں وہ تعلیمیافتہ اور عاقل ہوں یا نہ ہوں لیکن کام کرنیوالے ان کی پوری طرح اطاعت کریں گے۔ پہلے اپنے کاموں کا ایک پروگرام بنا لیا جائے اور اس کے بعد اس پروگرام سے صدر کو آگاہ کر دیا جائے تاکہ ان کا کام ضابطہ اور قاعدہ کے اندر رہے۔ کام کرنے والوں کے کام کی قدر بغیر کسی شہرت کی خواہش کے خود بخود ہو جائے گی۔ مقامی باشندے خود سمجھ لیں گے کہ کس نے ہمارے لئے کتنا کام کیا اور ان کے کام کی قدر کریں گے۔ لہٰذا ہر مقام کے مسلمان بھائی فوراً اپنے اپنے علاقہ میں مستقل میلاد کمیٹیاں اور مستقل رضا کار قائم کریں۔ جو ہمیشہ قومی اور دینی کاموں میں مسلمانوں کی خدمت انجام دیتے ہیں۔

حسن نظامی

میں گیا تھا۔ میرے محب عبد الرحیم خاں صاحب داروغہ جیل نے چند خاص احباب کو کھانے کی دعوت دی تھی۔ جن میں سابق بادشاہ افغانستان امیر ایوب خاں مرحوم کے صاحبزادے سردار عبد الصمد خاں صاحب سٹی مجسٹریٹ دہلی وغیرہ عمائد و افسران بھی تھے۔ میں واحدی صاحب کے ہاں کھانا کھا چکا تھا اس لئے فقط پھل کھانے البتہ کھانے کی میز پر شریک رہا۔ اور میز کی دلچسپ باتوں سے لطف اٹھایا۔ عبد الرحیم خاں صاحب کی شادی افغانستان کے سابقہ شاہی خاندان میں ہوئی ہے۔ اور وہ اپنے فرائض ایسی عمدگی سے ادا کرتے ہیں کہ گورنمنٹ بھی اُن سے خوش رہتی ہے۔ اور قیدی بھی خوش رہتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں ہزارہا سیاسی قیدی ان کے انتظام میں رہے مگر ایک قیدی سے بھی عبد الرحیم خاں صاحب کی کسی بدسلوکی کا شکوہ نہیں سُنا۔

## یکم محرم الحرام سنہ ۱۳۵۱ھ یک شنبہ

## ۸ مئی سنہ ۱۹۳۲ء دہلی

**آؤ تم کو گلے لگاؤں** — تم خدا نہیں ہو مگر خدا نے حدیث قدسی میں کہا ہے۔ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ اَنَا الدَّهْرُ وقت کو بُرا نہ کہو میں خود وقت ہوں۔ اس لئے میں بھی تمہاری عزت کے لئے مجبور رہوں اور تم جو دنیا کے نئے بادشاہ بن کر آئے ہو اس لئے اپنے پاس گلے لگانے کے لئے بلاتا ہوں۔ تم سنہ ۱۳۵۱ھ ہو۔ ہجری صدی کے پچاس سال گزر گئے۔ دوسرے پچاس کا دور تمہارے قدم سے شروع ہوا۔

**چاند تیس کا ہوا** — اب تک کہیں سے ۲۹ کے چاند کی خبر نہیں آئی۔ اس لئے چاند ۳۰ کا مانا گیا ہے اور اس حساب سے آج پہلی ہے۔

**فروٹ پارٹی** — آج صبح ۶ بجے احباب کے ساتھ شیخ نذیر الحق صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس ریاست جے پور کے دہلی مکان پر گیا تھا ان کے لڑکوں نے جو لمبی لمبی ڈاڑھیوں کے مولوی نما لوگ ہیں فروٹ پارٹی دی ہے۔ انگریز۔ ہندو سکھ اور مسلمان بہت سے مہمان آئے ہیں۔

پہلے کچھ دیر شیخ صاحب کے مکان پر بیٹھا اور سب کے ساتھ دہی کی لسی پی۔ اس کے بعد سبزی منڈی کے ایک قدیمی باغ میں گیا جہاں شیخ صاحب کے سب مہمان جمع ہوئے تھے۔ نو بجے تک وہاں رہا۔ پھر قبرستان کے جلسہ میں آیا۔ واحدی صاحب اور بقائی صاحب اور غزالی خاں اور جمالی صاحب بھی ساتھ تھے۔

**ایک بڑا جلسہ** — خان صاحب حاجی غلام حسن صاحب آرمی کنٹراکٹر دہلی نے سبزی منڈی میں آج ایک بڑے جلسہ کا بند وبست کیا تھا۔ حاجی صاحب پہلے بھی پٹنہ اور کراچی وغیرہ شہروں میں ہزارہا روپیہ کے خرچ سے قبرستانوں اور مسجدوں کی تعمیر کا کام کر چکے ہیں۔ دہلی میں بھی ایسے نیک خیال آدمی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ انہوں نے سبزی منڈی کے قبرستان میں جہاں انکی اہلیہ کا مزار بھی بنا ہے بہت روپیہ خرچ کرکے قبروں کی تعمیر کرائی ہے اور مسجد بھی بنائی ہے اور آج اسی سلسلہ میں ایک بہت بڑا جلسہ بھی کیا ہے۔ جس میں دہلی کے مسلمان حکام اور شہر کے علماء و مشائخ اور عمائد بکثرت شریک ہوئے ہیں جلسہ میری صدارت میں ہوا۔ پہلے مولانا عبد العزیز صاحب نے جو مولانا کرامت اللہ خاں صاحب کی مسجد میں امام ہیں۔ وعظ کہا اور ایسی عمدہ آواز سے مثنوی پڑھی کہ تمام حاضرین متاثر ہوئے اس کے بعد ایک یتیم خانہ کے نابینا لڑکے نے قرأت سنائی اور نظم سنائی پھر اور بچوں کی نعت خوانوں نے نعت پڑھی۔ پھر مولانا سید مغفور شاہ صاحب افغانی نے ایک نہایت موثر تقریر کی۔ اس کے بعد آدھ گھنٹہ تک میں نے صدارتی تقریر کی اور چندہ کی اپیل بھی کی جس کے جواب میں حسب ذیل چندہ کا اعلان کیا گیا جس کا ایک حصہ نقد وصول ہو گیا۔

خان بہادر حاجی فتح محمد خاں صاحب ایم بی ای آنریری مجسٹریٹ میونسپل کمشنر کوئٹہ بلوچستان ایک سو روپیہ

# مستقل میلاد کمیٹیاں

مسلم لیگ۔ مسلم کانفرنس۔ خلافت کمیٹی۔ جمعیۃ العلماء وغیرہ بہت سی جماعتیں ہندوستان میں ایسی ہیں جن کے پاس رضا کار بھی ہیں مگر انکے کام اور مقاصد بھی عارضی اور غیر مستقل رہتے ہیں۔ اس واسطے میں رضا کاروں کی تحریک کے لئے میلاد کمیٹیوں کو اور میلاد کمیٹیوں کے لئے رضا کاروں کو مستقل اور پائدار رکھنا چاہتا ہوں۔ بڑی انجمنوں کو عہدوں کی تقسیم کی وجہ سے نقصان پہونچتا ہے اور باہمی کشمکش پیدا ہوتی ہے۔ اس واسطے میری رائے یہ ہے کہ جہاں جہاں مستقل میلاد کمیٹیاں قائم ہوں وہاں کسی غیر معروف اور معمولی مسلمان کو صدر بنا دیا جائے تاکہ بڑے درجہ کے مسلمان ایک دوسرے کے مخالف نہ بنیں اور اس صدر کے ماتحت کام کرنے والے چند ممبر منتخب ہو جائیں مگر نام صدر کا ہو۔ اور کام کرنے والوں کا نام اخباروں میں شائع نہ ہو میں جانتا ہوں کہ اس طرح بہت تھوڑے کام کرنے والے ملیں گے کیونکہ اکثر آدمی محض نام نمود کے لئے کام کرتے ہیں۔ لیکن مجھے فخر ہے کہ مسلمان قوم میں بے شمار مخلص بھی ہیں۔ اس لئے وہ لوگ نام نمود کی خواہش نہیں کریں گے اور ہر جگہ کام کرنے والی جماعتیں نمودار ہو جائیں گی۔

حسن نظامی

**خان بہادر سید مراتب علی شاہ صاحب** آرمی کنٹراکٹر و رئیس اعظم لاہور ایک سو روپیہ۔

**خانصاحب حاجی محمد غلام حسن خانصاحب** پشاوری آرمی کنٹراکٹر مقیم دہلی ایک سو روپیہ۔

**جملہ ممبران اسٹاف حاجی محمد غلام حسن خانصاحب کنٹراکٹر** ایک سو روپیہ

(۱) عبداللہ خان خانصاحب ایف۔ بی۔ ای۔ ای آرمی کنٹراکٹر راولپنڈی پچاس روپیہ

(۲) حاجی فضل الٰہی خاں صاحب آرمی کنٹراکٹر و آنریری مجسٹریٹ کراچی پچاس روپے۔

(۳) شیخ محمد امین صاحب آرمی کنٹراکٹر شیدی پورہ دہلی پچاس روپیہ۔

(۴) حاجی عبداللہ صاحب اینڈ برادرس۔ آرمی کنٹراکٹرس فورٹ ولیم کلکتہ۔ پچاس روپیہ۔

(۵) شیخ عبدالرحمٰن صاحب سب انسپکٹر پولس۔ دہلی دس روپیہ

(۶) مسٹر حفیظ احمد سپرنٹنڈنٹ۔ چیف آڈیٹر آفس ریلوے کلیرنگ دہلی۔ پانچ روپیہ۔

آج کے جلسہ کی کامیابی دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ حاجی غلام حسن خاں صاحب کی نیکی اور مستعدی اور اسلامی جوش کا ہر شخص پر اثر تھا۔

**انسپکٹر صاحب کا بچہ** چودہری غلام محی الدین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر تعلیمات دہلی کا بچہ اپنے والد کے ساتھ میرے اسکول میں اور بورڈنگ میں آیا تھا۔ اُس کو خواجہ ماڈل ہوسٹل اس قدر پسند آیا کہ آج اس نے اپنے والد سے کہہ کر خواجہ ماڈل ہوسٹل میں اپنا نام لکھوایا اور آج ہی وہ ہوسٹل میں داخل ہوگیا۔ یہ بچہ بہت ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ مجھے اس کی خوشی بھی ہے کہ میرے اسکول اور ہوسٹل کی مقبولیت عام ہوتی جاتی ہے۔ اور تعلیمی افسروں کے بچے بھی اس کو پسند کرتے ہیں۔

**حبیب منزل میں کھانا** ایک بجے واحدی صاحب لقائی صاحب اور غزالی خاں کے ساتھ درگاہ میں واپس آیا اور حبیب منزل میں سب کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس کے بعد مقبرہ عبدالرحیم خان خانخاناں خلف بیرم خاں خان خاناں کے قریب اسکول کے لئے ان سب احباب کو زمین دکھائی جس کے لینے کی تجویز ہو رہی ہے۔ یہ زمین تین چار لاکھ گز ہے۔ ریلوے اسٹیشن بھی قریب ہے اور آگرہ کی سڑک بھی برابر سے گئی ہے۔ نہایت صاف ستھری جگہ ہے اور مجھے بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔

تین بجے دہلی گیا اور سولیزیشن (تہذیب) فلم دیکھا جس میں عیسائی مشن والوں نے نہایت مؤثر طریقہ سے عیسائیت کی تبلیغ کی ہے۔ اور لڑائی کے خلاف پروپیگنڈا کیا ہے واحدی صاحب نے کہا میں تو فطرتاً پہلے سے لڑائی کا مخالف ہوں۔ لقائی صاحب نے کہا۔ میں یہ ڈرامہ دیکھکر لڑائی کا مخالف ہو گیا۔ میں نے کہا میرے اندر یہ ڈرامہ دیکھنے سے لڑائی کی امنگ دس حصہ زیادہ بڑھ گئی۔ میرا دماغ اسلام کی تبلیغ کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور وہ کسی غیر اسلامی تبلیغ سے مغلوب نہیں ہوسکتا۔ لڑائی اور خونریزی تو زندگی کا ایک حصہ ہے جس طرح صلح اور امن بھی زندگی کا ایک حصہ ہے۔ جو لوگ لڑائی کی امنگ سے محروم ہیں وہ صلح اور امن کی قدر نہیں کرسکتے۔ میں تو میدان جنگ میں لاشوں کے اوپر بیٹھکر قوالی کی مجلس کرسکتا ہوں اور اگر میرے جسم میں ستر زخم ہوں اور سانس سینہ میں اٹکا ہوا ہو تب بھی مجھے راحت خونریزی سے ہوگی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام کا تعلق تلوار سے بالکل نہیں ہے وہ اسلام کو لنگڑا مذہب ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جس طرح کہ میں عیسائیت کو لڑائی سے محروم ہونے کے سبب لنگڑا مذہب سمجھتا ہوں۔ بیشک اسلام تلوار سے نہیں پھیلا۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ہمیشہ اسلام کے ہاتھ میں تلوار بھی رہی اور تلوار چلانے کی کلائی میں طاقت بھی رہی۔

# حافظہ کا قحط

## توجہ کی بارش نہ ہونے سے ہوتا ہے

جب کسی قوم کی حکومت جاتی رہتی ہے تو اُس کے احساس اور توجہ کی یکسوئی میں فرق آجاتا ہے اور توجہ اور احساس کی یکسوئی ایک ایسی بارش ہے جس سے بہت سے پھل پھول پیدا ہوتے ہیں اور انہیں پھلوں اور پھولوں میں حافظہ کی قوت بھی ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کی قوم میں آجکل حافظہ کی قوت کا قحط پڑا ہوا ہے اور میں بھی اس قحط میں مبتلا ہوں یعنی میرا حافظہ بھی بہت خراب ہوگیا ہے۔ لہٰذا میں ان مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں جن کا حافظہ درست ہے کہ وہ میلاد کمیٹیوں اور رضاکاروں کی تحریک کو مستقل بنانے کا ارادہ کرلیں اور میں کسی بات کو بھول جاؤں تو مجھکو یاد دلائیں کہ جیسی شاندار اس سال کی عید میلاد کرنی ہے ویسی ہی شاندار اس کی یادگار بھی ہونی چاہئیے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر جگہ عید میلاد کمیٹیاں اور رضاکار مستقل قایم ہوجائیں جن کو مخلصین کی جماعت ان کے مخلصانہ اور بے ریا کام کی وجہ سے مان لیا جائے گا۔

حسن نظامی

مغرب کے بعد گھر میں واپس آیا۔ اور دس بجے تک تحریری کام کرتا رہا آج میں نے گھر والوں کو اور سب دوستوں کو نئے سال کی آمد سے آگاہ کیا۔ کیونکہ ہم سب نئی تہذیب سے اس قدر مغلوب ہو گئے ہیں کہ جنوری کی پہلی تاریخ کو نیا سال سمجھتے ہیں۔

فَاَنَا بَرِیٌٔ مِنْ هٰذِهِ الْعَقَایِد

خدا کے فضل سے میرے سب بچے اچھے ہیں البتہ حور بانو سسرال میں علیل ہیں۔ اس کی قسمت میں علالت اسی طرح مقدر ہے جس طرح دنیا پر حکومت کرنے والوں کی تقدیر میں بے اطمینانی لکھدی گئی ہے۔

## ۲ - محرم سنہ ۱۳۵۱ھ - دوشنبہ

## ۹ - مئی سنہ ۱۹۳۲ء دہلی

### ایک قدم چڑھا یا اترا

زندگی ایک زینہ ہے۔ پچاس برس کی عمر تک موجودہ زمانہ میں انسان اوپر چڑھتا ہے اور اس کے بعد اس زینہ کے دوسرے رخ سے نیچے اترتا ہے۔ میں نیچے اترنے کے پانچ زینے طے کر چکا ہوں آج صبح سورج نکلتے وقت میں نے چھٹے زینے پر پاؤں اتارا۔ اگر میں اپنے نفس کو دہوکہ دوں اور کہوں کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ ساٹھ برس کی عمر والا تو ساٹھا اور پاٹھا ہوتا ہے۔ تیرے دانت نہیں ٹوٹے۔ تو تمام دنیا کی ہڈیوں کو چبا ڈالنے کی قوت رکھتا ہے تیرے بال سفید نہیں ہوئے۔ تجھہ سے امنگ کم نہیں ہوئی۔ پھر تو کیوں کہتا ہے کہ میں زینہ سے اتر رہا ہوں۔ تیری زندگی کا زینہ تو ساٹھ برس کی عمر تک عروج کا زینہ ہے۔ ساٹھ برس کے بعد زوال شروع ہوگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق تیرسٹھ برس کی عمر میں تو مر جائیگا۔ لاہور والے چھوٹے نظامی کو بڑا قلق ہے کہ تیری زندگی کے اب صرف سات برس باقی رہ گئے ہیں۔ لیکن ذرا اپنے نفس سے دریافت کر۔ اس کی تمنا تو یہ ہے کہ وہ کبھی بھی موت سے ہم آغوش نہ ہو۔ دہلی کے لال قلعہ والے سورۂ یٰسین کا نام لیتے ہوئے ڈرتے تھے کہ مرتے وقت سنائی جاتی ہے کلمہ پڑھتے ہوئے ڈرتے تھے کہ آخری وقت پڑھا جاتا ہے۔ یہی حال ہر انسان اور ہر جاندار کا ہے کہ سب ہی موت سے گھبراتے ہیں لیکن لال قلعہ والوں کو بھی مرنا پڑا اور سب انسانوں اور حیوانوں کو بھی مرنا پڑتا ہے۔ جو موت سے ڈرتا ہے موت اسکو کہا جاتی ہے اور جو موت سے محبت کرتا ہے اس کے پاس وہ بہت کم آتی ہے۔ یا دیر میں آتی ہے کسی نے کہا ہے۔ ؎

گر گدہے کے کان میں کہدوں کہ ہوں تجھپر فدا
ہے یقیں کامل کہ وہ بھی کہیت کہانا چھوڑدے

یہی حال موت کا ہے کہ جو اس سے محبت کرنے لگتا ہے وہ اس سے دور بھاگتی ہے۔

بہر حال آج زندگی کے زینہ کا چڑھاؤ ہو یا اتار مگر عمر کے پچپن سال ختم ہو گئے اور چھپن کے میدان میں قدم بڑھ گیا۔ طبیعت بشاش ہے صحت درست ہے رات کو آج کے کاموں کا ایک بڑا پروگرام بنایا تھا کہ سالگرہ کے دن روزمرہ کے کاموں سے جتنا زیادہ کام کرونگا اور ان سب میں کامیاب ہو گیا۔ تو یہ شگون لونگا کہ سارا سال ایسا ہی گذرے گا۔ چنانچہ آج صبح سے لیکر رات تک لکھے ہوئے پروگرام کے سب کام پورے کر لیئے اور اس کے علاوہ بھی بہت سے نئے کام ہو گئے۔ گویا سال کے پہلے دن کا شگون بہت ہی اچھا رہا۔

میری سالگرہ خرچ کی سالگرہ نہیں ہے نہ جلسہ ہوتا ہے نہ دعوت ہوتی ہے اور نہ اور کچھہ۔ بلکہ میں اپنے ضمیر سے حساب لیتا ہوں اور خدا کو حساب دیتا ہوں۔ قبر کے محاسب یا اکاؤنٹنٹ جنرل یا میدان حشر کے حساب لینے والے میرے حساب کے وقت زیادہ وقت خرچ نہیں کریں گے۔ میں اپنی زندگی کا تیار حساب لے جاؤں گا۔ منکر نکیر مجھہ سے حساب پوچھیں گے تو کہدونگا میرے ضمیر کے پاس میری زندگی کے حساب کا ٹوٹل موجود ہے

# امام باڑوں کی آرائش

امام باڑوں اور محرم کی سبیلوں اور اُن مکانوں کی آرائش کے لئے جہاں شیعہ جماعت کی مجلسیں ہوتی ہوں یا میلاد شریف کی محفلیں ہوتی ہوں یا کسی قسم کے جلسے ہوتے ہوں حسب ضرورت اور حسب حال آویزے تیار کئے گئے ہیں جو مذکورہ مقامات کی آرائش اور رونق بھی بڑھاتے ہیں۔ اور مفید بھی ہیں اور ان سے محفلوں اور مجلسوں میں شریک ہونے والوں کو ایک ایسا سبق مل سکتا ہے جو پہلے انکو حاصل نہ ہوا ہوگا۔ مگر جب تک ہر مسلمان اپنا فرض سمجھکر دیوانہ وار کام کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا میری یہ محنت اور خرچ فضول رائگاں ہوگا اور ہندوستان میں عام اطلاع اس کی نہ ہوگی۔

حسن نظامی - دفتر عید میلاد کمیٹی - دہلی

اس کو دیکھ لو۔ لیکن پہلے تم میرے سوال کا جواب دو کہ تم کو سات پوچھنے کا حق کہاں سے ملا۔ تم نے کس یونیورسٹی سے پاس کیا ہے؟ اور تمہارے پاس حساب دانی کا سرٹیفکٹ ہے یا نہیں؟ وہ کہینگے کہ تمہارے دونوں کندہوں پر بیٹھے ہوئے جو فرشتے حساب لکھتے تھے اُن کا رجسٹر ہمارے پاس ہے۔ میں کہدوں گا فرشتوں میں برادری کی محبت بہت ہوتی ہے۔ ایک فرشتے نے لکھا اور ایک فرشتے نے پڑھا۔ میں کیا جانوں لکھنے اور پڑھنے میں غلطی نہیں ہوگئی۔ اور تمہاری قوم تو میری پرانی دشمن ہے۔ تم ہی میں وہ بھی تھا جس نے میرے دادا کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ یا کم سے کم تمہارا اُستاد ضرور تھا۔ فرشتہ کہیگا کہ ہم سب نے تو آدم کو سجدہ کر لیا تھا۔ ہم آدمی کے دشمن نہیں ہیں۔ تو میں کہونگا لیکن آدمی سے زیادہ تم میں علم نہیں ہے خدا نے تمہارا امتحان لیا تو تم سب فیل ہوگئے۔ اور آدم کا امتحان لیا تو وہ پاس ہوگیا پھر میں نہیں جانتا کہ تم فیل شدہ اشخاص کو مجھہ آدمی کے حساب کے لئے کیوں مقرر کیا گیا ہے۔ فرعون کو مقرر کرتے۔ نمرود کو مقرر کرتے۔ شداد کو مقرر کرتے کہ وہ سب آدمی تھے اور اگر ان کے سرکش ہونے کی وجہ سے یہ عہدہ اُن کو نہیں مل سکتا تھا تو مسٹر چرچل کو مقرر کر دیتے یا مسٹر اوڈوائر کو مقرر کر دیتے یا کم سے کم مسز شوکت علی کی انگریز بیوی کو مقرر کر دیتے۔ یا مجنوں کی محبوبہ لیلےٰ کو مقرر کر دیتے۔ یا بنیہ قوم ہونے کی وجہ سے گاندھی جی یہ کام بہت اچھی طرح کر سکتے تھے۔ تم فرشتے تو خدا سے آدم کی شروعات میں علانیہ مخالفت کر چکے ہو۔ قرآن شریف میں ثبوت موجود ہے۔ تم پر میں آدمی کیونکر بھروسہ کروں۔

## آپ بیتی

صبح بہت سا کام حسین خانہ کے برآمدہ میں لکھکر تیار کیا اور سب گھر والوں کو دیکھا کہ کوئی سالگرہ کی مبارکباد دیتا ہے یا نہیں مگر کسی نے مبارکباد نہیں دی۔ ساڑھے چھہ بجے دفتر میں آیا۔ ڈسک کے اوپر مسٹری عشقی نظامی کی مبارکباد لکھی ہوئی رکھی تھی۔ اسکو دیکھکر بہت خوشی ہوئی۔ پھر امرت سر سے سید بڈھے شاہ صاحب مجسٹریٹ کا تار آیا۔ سید نے سید کو سالگرہ کی مبارکباد دی وہ حاکم میں محکوم۔ غنیمت یہ ہے کہ دونوں لفظ بے نقط ہیں۔ اتنی دور بیٹھکر انکو میری تہنیت یاد رہی۔ مجھہ پر اس کا بہت اثر ہے۔ بیکانیر ہاؤس سے نبی بخش نظامی سیمانی نے بھی پھول بھیجے اور مبارکباد کا خط بھیجا۔ میں نے چار بجے تک مسلسل کام کیا۔ یہ میری مبارکباد تھی۔ پھر دہلی گیا۔ اور دہلی کے کاموں میں صرف عید میلاد کے کاموں کو مقدم رکھا اور یہ میرا شکرانہ تھا۔ قدرت نے بھی ایسے ایسے مضامین میرے دماغ پر نازل کئے کہ جنکو میں نے اپنی خدمت کے مقبول ہونے کی علامت سمجھا اور یہ قدرت کی تہنیت تھی انجمن تبلیغ اسلام انبالہ کی طرف سے مولینا سید عبدالحی صاحب نے فتحپور کے جلسہ تبلیغ کی صدارت قبول کرنے کے لئے تار بھیجا تھا۔ میں نے صدارت قبول کر لی۔ بعد مغرب تیز آندھی کے ہجوم میں گھر پہنچا۔ بوندیاں بھی خاک کے سر پر سوار تھیں۔

آتے ہی نبی بخش نظامی سلیمانی کا ایک خوشبودار ہار سامنے آیا جو اسی وقت آدمی سامنے لے کر آیا تھا۔ میں نے اس کو گزشتہ عربی عمامہ کی طرح اپنے سر پر لپیٹ لیا۔ بچے اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور یہ میری سالگرہ کی تفریح تھی۔ پھول بہت ہی خوشبودار تھے۔ پھر رات کے دس بجے تک عید میلاد کے آٹھ پوسٹر لکھے۔ دس بجے سویا۔ دو بجے بیدار ہوا۔ کچھ دیر کے بعد پھر سو گیا۔ چار بجے بیدار ہوا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ چھپر کھٹ میں لیٹے لیٹے ختم پڑھے۔

آج کی غذا کا حال بھی لکھنا ہے کہ سالگرہ کا دن ہے۔ صبح وہی روٹی۔ دوپہر کو پپیتہ۔ شام کو مرآباد باؤس میں آئس کریم۔ رات کو آلو شوربا اور پپیتہ اور دہی۔

دو روز سے صبح نبیذ بھی برف ڈال کر پیتا ہوں۔ بڑی ہی لطیف اور خوشبودار اور مفرح ہے۔ پہلے بواسیر کے ڈر سے نہ پیتا تھا۔ اب پی تو کچھ نقصان نہیں ہوا۔ اور دن بھر خوش رہا۔

## ۳ محرم سنہ ۱۳۵۱ ہجری۔ سہ شنبہ
## ۱۰ مئی سنہ ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**زندگی کا پہلا دن** چھپن سال کی زندگی کا پہلا دن شروع ہوا۔ میں ایک ناتواں مکڑی کی طرح اپنے کام کا ناتواں جالا بنانے کے لئے دفتر میں آیا۔ اور دو بجے تک جالے پورتا رہا۔ پھر دہلی گیا۔ عید میلاد کے لئے بازار میں کپڑے دیکھے۔ شام کو واپس آیا۔ نو بجے رات تک تحریری کام کرکے سو گیا۔ دو بجے اٹھ بیٹھا۔ گویا صرف پانچ گھنٹے سویا۔

**سرگزشت** محمد حسین نظامی ایبٹ آبادی آئے ہیں۔ اب انھوں نے بالکل میرا سا حلیہ بنا لیا ہے۔ حکیم خسرو شاہ نظامی حیدرآباد چلے گئے۔

**خطبۂ صدارت کا خیال** فتحپور یو۔پی کی تبلیغ کانفرنس کی صدارت کے لئے تار آیا تھا۔ میں نے صدارت منظور کر لی اور ارادہ کیا کہ لکھا ہوا اور چھپا ہوا خطبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ فضول خرچ کا ایک فیشن ہے جو کچھ کہنا ہوگا زبانی کہدوں گا۔

**ایک ہزار روپے کا کپڑا** عید میلاد کے آویزوں کے لئے عید میلاد کمیٹی کی رائے سے ایک ہزار روپے کا کپڑا خریدنے کی تجویز ہوئی۔ میں نے گھر میں ذکر کیا تو خواجہ بانو نے کہا۔ یہ بہت زیادہ ہے شروع میں تھوڑا کپڑا لینا چاہیئے۔ جب یہ تجویز مقبول ہو جائے۔ تب اور خرید لینا چاہیئے۔ میں نے کہا تمہاری رائے میں احتیاط ہے لیکن اس احتیاط میں اگر مگر پوشیدہ ہے۔ کسی نے انگریزی تعلیم یافتہ جاٹ کے لڑکے سے کہا۔ اس گڑھے کو پھلانگ سکتے ہو؟ اس نے جواب دیا۔ اگرچہ اس گڑھے کو پھلانگ سکتا ہوں۔ مگر پھلانگنے سے کیا فائدہ۔ ایک دوسرا بے پڑھا لڑکا بھی وہاں کھڑا تھا۔ وہ اس اگر مگر کو سنکر ہنسا اور گڑھے کو پھلانگ گیا۔ اسی طرح میں بھی ایک جاہل آدمی ہوں اگر مگر نہیں جانتا۔ میں نے ہمیشہ آنکھیں بند کرکے خدا کے راستہ میں قدم بڑھایا ہے۔ اگر مسلمان قوم قرآن مجید اور حدیث شریف کی تبلیغ میں مدد نہیں کرے گی اور **عید میلاد کا لٹریچر** تقسیم نہ ہو سکے گا۔ تو ان ہزار روپے کا نقصان میں اپنے ذمہ لے لونگا۔ ورنہ مجھے تو یہ امید ہے کہ میں اس سال دس ہزار روپیہ کا کپڑا قرآن مجید اور حدیث شریف کی تبلیغ میں خرچ کروں گا تاکہ فیشن ایبل گھروں میں برہنہ تصویریں نہ رہیں اور قرآن اور حدیث لکھے ہوئے کپڑوں سے گھروں کی آرائش ہونے لگے۔ میں اس تبلیغ میں پوری جدوجہد کرونگا اگر کامیاب ہوا تو کامیاب کہلاؤں گا ورنہ ہارا ہوا شکست یاب مشہور ہو جاؤں گا۔ اور یہ دونوں چیزیں انسان کے لئے

# تعلیم گاہوں کی آرائش

پرائمری اسکولوں۔ ہائی اسکولوں اور کالجوں۔ اور عربی مدرسوں اور ہر قسم کی درسگاہوں میں آویزاں کرنے کے لئے بھی قرآن مجید اور احادیث اور نامی علماء کے اقوال آویزوں میں لکھے گئے ہیں۔ یہ بھی عربی فارسی انگریزی اردو کی زبانوں میں ہیں۔

**ضروری اطلاع** ناظرین کو یاد رہنا چاہیئے کہ اس پرچہ میں جتنے آویزوں کا اشتہار درج ہے ان میں سے ابھی بہت تھوڑے تیار ہوئے ہیں۔ لیکن مسلسل کام ہو رہا ہے۔ انشاءاللہ دو تین ہفتہ میں مذکورہ تمام لٹریچر شائع ہو جائیگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ مذکورہ لٹریچر کے کاغذی نمونے منگا کر انتخاب کیا جائیگا اور جس قسم کے آویزوں کی ضرورت ہو منگائے جائیں گے اور ہر مسلمان اپنا اسلامی فرض سمجھ کر ان کی اشاعت میں کوشش کرے گا۔

حسن نظامی۔ عید میلاد کمیٹی۔ دہلی

لازم ملزوم ہیں۔ اور جبکہ میں انسان ہوں تو مجھے کامیابی اور ناکامی دونوں کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

## ۴ محرم ۱۳۵۱ ہجری۔ بدھ
## ۱۱ مئی ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**پیشین گوئی** دو ہفتے ہوئے میں نے مولانا عبداللہ سیفی سے کہا تھا کہ ۱۱ مئی ۱۹۴۲ء کی صبح پانچ بجکر ۵ منٹ ۵ سکنڈ پر ہندوستان آزاد ہو جائے گا۔ مولانا بہت ہنسے اور مجھے ان کی ہنسی سے لطف آیا۔ اقبال نے کہا تھا ؎

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں

اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے وہ میں ہر وقت آزادی سے کہہ سکتا ہوں۔ اگر لارڈ ولنگڈن میرے منھ پر ہاتھ رکھیں گے تب بھی کہوں گا۔ اور ان کی انگلیاں میرے پان کی پیک سے بھر جائیں گی۔

آج دو ہفتہ کے بعد اخباروں میں چھپا ہے کہ نجومیوں کی ایک باقاعدہ کمیٹی نے بذریعہ حساب نجوم سنہ ۱۹۴۲ء کی مئی میں ہندوستان کے آزاد ہونے کی پیشین گوئی کی ہے۔ میں کہتا ہوں ان کا حساب غلط ہے اور جو کچھ میں نے کہا ہے وہ صحیح ہے۔ کہ ۱۹۴۲ء میں آج ہی کے دن صبح ۵ بجکر ۵ منٹ ۵ سکنڈ ہر شخص اپنی نوٹ بک میں لکھ لے کہ اس تاریخ اور اس دن اور اس وقت ہندوستان آزاد ہو جائے گا۔

**نواب صاحب بہاولپور** صبح چھ بجے حسین اور سید نثار علی کے ساتھ ریل پر گیا۔ آج نواب صاحب بہاولپور دہلی سے گزر کر بمبئی جا رہے ہیں۔ کل جہاز میں سوار ہونگے۔ یورپ جانا ہے۔ اور بھی بہت سے لوگ استقبال کے لئے موجود تھے۔ بقائی صاحب ایڈیٹر پیشوا بھی تھے۔ نواب صاحب کی گاڑی آٹھ بجے کے بعد شملہ سے آئی اور میں ساڑھے آٹھ بجے اسٹیشن سے واپس آیا۔ زیادہ دیر تک اسٹیشن پر نہیں ٹھہرا۔ کیونکہ سول اسپتال میں ہندوستان کے مشہور آئی ڈاکٹر محمد شبیر صاحب کو حسین کی آنکھیں دکھانی تھیں اسکو میری طرح دور کی چیز صاف نظر نہیں آتی۔ ڈاکٹر صاحب نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ کل آٹھ بجے پھر آئیں۔ اس کے بعد اسپتال کے سامنے گھانس پر بیٹھ گیا اور ملنسار نظامی سے باتیں کیں۔ اسپتال اور ریلوے اسٹیشن اور کچہریاں اور پولیس کے تھانے مشاہدات انسانی کے کالج اور یونیورسٹیاں ہیں۔ میں ہمیشہ ان مقامات میں تعلیم حاصل کرتا ہوں۔

**سات سو روپے کا کپڑا** بازار جاکر عید میلاد کے لئے سات سو روپے کا ریشمی کپڑا خریدا۔ دو بجے گھر میں آیا۔ شام تک کام کیا۔ آج حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کا سالانہ عرس ہے۔ رات کو اور کل دن کو پہلے مرثیے پڑھے جائیں گے پھر قوالی ہوگی۔ سید یامین نظامی اور محمد سعید خاں نظامی ملنے آئے۔ سید یامین آج بھی مٹھائی اور محرم کی نیاز کی روٹیاں لائے اور اپنے خواب بھی سنائے۔ بعد مغرب حور بانو کی سسرال میں گیا۔ وہ بہت بیمار ہیں۔ آنریبل کنور چرن جیت سنگھ صاحب بدھ کی حاضری کے لئے درگاہ میں آئے اور میرے پاس بھی ایک گھنٹہ تک بیٹھے۔

نو بجے سویا۔ چار بجے بیدار ہوا۔ کل شام کو کھمبایت جاؤں گا۔ ۷ محرم کو گیارہ بجے کھمبایت پہنچوں گا۔ اور ۱۲ محرم کو روانہ ہوکر ۱۴ محرم کو صبح دہلی پہنچ جاؤں گا۔

خدا نے چاہا میری عدم موجودگی میں عید میلاد کمیٹی کا اور سب دفتروں کا کام جاری رہیگا البتہ ۲۴ مئی کے روزنامچہ میں شاید دیر ہو جائے۔ اب تو تاریخ اشاعت سے ایک دن پہلے پرچہ شائع ہو جاتا ہے۔

# بیج اور پرتلے

عید میلاد کے جلسوں میں یا دوسرے قومی و ملکی و اسلامی جلسوں اور مظاہروں میں ٹوپیوں پر لگانے اور بازوؤں پر باندھنے اور سینہ پر لگالے اور بطور چپراس کے گلے میں ڈالنے کے لئے بھی عید میلاد کمیٹی کے لئے میں نے بیج اور پرتلے تیار کئے ہیں مگر ابھی ان کی قیمتیں مقرر نہیں ہوسکیں کیونکہ لاگت کا حساب نہیں ہوا ہے۔

حسن نظامی۔ دفتر عید میلاد کمیٹی۔ دہلی

# عید میلاد کے آویزے

۱۳۵۱ھ کی عید میلاد کے لئے میں نے بہت سی اقسام کے "آویزے" تیار کئے ہیں جن میں بعض نہایت موثر آیات قرآن مجید اور خاص فائدے پہونچانے والی احادیث معہ ترجمہ کے درج کی ہیں۔ مسلمانوں میں جذبہ اخوت بڑھانے کے لئے مسلمان بادشاہوں اور دیندار والیان ریاست کے ناموں کے آویزے بھی بنائے ہیں جو ریشمی اور سوتی کپڑوں پر چھپے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر بھی ہیں اور جن کے اوپر نیچے ٹین کا پترا لگایا گیا ہے تاکہ وہ فریم کے بغیر دیواروں پر لٹکائے جا سکیں اور جلوس میں بانسوں کے اوپر انکو بلند کیا جا سکے۔ ہر قسم کے آویزوں کے نمونے معمولی کاغذ پر چھپے ہوئے ہر شخص کو مفت بھیجے جا سکتے ہیں۔ ہر ہفتہ نیا لٹریچر عید میلاد تک تیار ہوتا رہے گا۔

حسن نظامی۔ دفتر عید میلاد کمیٹی دہلی

# مسجدوں کی آرائش

ہر مسلمان کو اپنی مسجدوں کی دیواروں پر قرآن مجید اور حدیث شریف کے ایسے آویزے لٹکانے چاہئیں جن سے مسجد کی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہو اور نمازیوں کو ان کے پڑھنے سے فائدہ بھی ہو۔

۱۳۵۱ھ کی عید میلاد کے سلسلے میں مسجدوں کے لئے آویزے تیار کئے گئے ہیں جنمیں نماز کی نسبت اور نمازیوں کی بابت قرآن مجید کی آیات معہ ترجمہ کے ہیں اور نماز اور مسجد کے آداب وغیرہ ضروری باتوں کی نسبت حدیثیں بھی معہ ترجمے کے ہیں اور بعض پر نماز اور وضو کے نہایت ضروری مسائل بھی درج ہیں۔ ریشمی آویزہ ۶ رچھ آنے کو۔ سوتی ۳ رتین آنے کو اور کاغذی ۱ر ایک آنہ کو ملے گا۔

حسن نظامی۔ دفتر عید میلاد کمیٹی دہلی

# دفتروں کی آرائش

اگر آپ کسی دفتر میں ملازم ہیں اور ایسا عہدہ رکھتے ہیں کہ آپ کے حکم سے دفتر کی دیواریں آراستہ کی جاسکتی ہیں تو سنہ ۱۳۵۱ کی عید میلاد کا لٹریچر منگا کر اپنے دفتر کو آراستہ کیجیے۔ اور اگر آپ دفتر کے مالک ہیں تب تو فوراً ہی اپنے دفتر کی آرائش کا بندوبست فرمائیے۔

عید میلاد کمیٹی نے مسلمان دفتروں کے لئے ایسے آویزے تیار کئے ہیں جن میں قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ کی حدیثیں دفتری کام کی نسبت ترجمہ سمیت درج کی گئی ہیں اور جن سے دفتر میں کام کرنے والوں کے اندر ٹھیک کام کرنے کی اور دیانت داری سے اپنا فرض ادا کرنے کی ایک نئی زندگی اور امنگ پیدا ہو جاتی ہے۔ گویا آپ کے دفتر کی خوبصورتی بھی بڑھتی ہے۔ اور کام کرنے والوں میں قرآن و حدیث کی تبلیغ بھی ہوتی ہے۔ اور دفتر والوں میں فرض شناسی کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔

حسن نظامی۔ دفتر عید میلاد کمیٹی دہلی

# کچہریوں کی آرائش

کچہریاں انگریزوں کی ہوں یا کسی قوم کے ہندوستانیوں کی ان میں صرف بادشاہ کی تصویر لگائی جاتی ہے۔ لیکن عید میلاد کمیٹی نے انگریزی اور ہندی اور اردو زبانوں میں ایسے آویزے تیار کئے ہیں جو قرآن مجید اور حدیث شریف کی تعلیم کا نمونہ ہیں اور جن میں حاکم اور گواہ اور مدعی اور مدعا علیہ اور وکیل، ہر ایک کے لئے ایک عمدہ اور موثر نصیحت ہے اگر کسی کو کچہریوں کے کمروں میں یہ آویزے لٹکانے کی اجازت مل سکے۔ اور وہ خود بھی اس خیال کو مفید سمجھتا ہو تو نمونے منگا کر دیکھے۔ قیمت ریشمی آویزہ ۶ چھ آنے۔ سوتی ۳ تین آنے۔ کاغذی ایک آنہ۔

ہر آویزے کے اوپر نیچے ٹین کی مغزی لگی ہوئی ہے۔

پتہ۔ حسن نظامی۔ دفتر عید میلاد کمیٹی دہلی

# دوکانوں کی آرائش

ہندوستان میں ہر قوم کی دوکانوں کو آراستہ کرنے کے لئے آویزے تیار کئے گئے ہیں۔ جن میں قرآن مجید اور احادیث اور فقہ کے وہ جملے درج کئے ہیں جن سے دوکانداروں اور گاہکوں کو اخلاقی فائدہ پہونچے اور وہ لین دین کا معاملہ کرنے میں سچائی اور دیانت پر قایم رہیں۔ کچہریوں اور دوکانوں کے آویزوں میں قرآن مجید اور احادیث کے علاوہ غیر اقوام کے تجربہ کار اور مذہبی پیشواؤں کے اقوال بھی درج کئے گئے ہیں۔

قیمت ریشمی آویزہ چھ آنے۔ سوتی تین آنے۔ کاغذی ایک آنہ

پتہ۔ حسن نظامی۔ دفتر عید میلاد کمیٹی دہلی

# خانقاہوں کی آرائش

درگاہوں اور خانقاہوں میں آج کل اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ مشائخ اور پیرزادوں اور زائرین کو قرآن مجید اور حدیث شریف اور اولیاء اللہ کی روحانی تعلیم سے واقفیت ہو۔ اور ان میں قرآن و حدیث کا چرچا بڑھے۔ اس واسطے عید میلاد کمیٹی کے لئے میں نے ایسے آویزے تیار کئے ہیں جو درگاہوں اور خانقاہوں کی دیواروں پر آویزاں کئے جاسکیں۔

میں سب درگاہ والوں سے درخواست کرتا ہوں کیونکہ میں خود بھی ایک درگاہ سے تعلق رکھتا ہوں کہ وہ اس کام میں ضرور حصہ لیں۔

قیمت ریشمی چھ آنے (۶/) سوتی تین آنے (۳/) کاغذی ایک آنہ (۱/)

پتہ۔ حسن نظامی۔ دفتر عید میلاد کمیٹی۔ دہلی

# کارخانوں کی آرائش

ہر قسم کے وہ کارخانے جہاں پڑھے لکھے مزدور بھی کام کرتے ہوں اس بات کے مستحق ہیں کہ وہ اپنے کام کی تفریح کے وقت کارخانہ کی دیواروں پر ایسے آویزوں کو پڑھیں جن میں انکو محنت اور پاکبازی کے صحیح راستے بتائے گئے ہوں کیونکہ کارخانوں کے مزدوروں میں نشہ کا رواج بہت بڑھ گیا ہے اور وہ جوا بھی کھیلتے ہیں اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ خدا رسولؐ نے مزدوروں کے لئے کیا قانون مقرر کئے ہیں۔ موجودہ انقلابی زمانہ میں کارخانوں کے مالکوں کو مزدوروں کے خیالات کی اصلاح کیلئے ان آویزوں سے کام لینا چاہیئے۔

یہ آویزے کارخانوں کے علاوہ شراب خانوں اور جوئے خانوں اور قحبہ خانوں کے قریب بھی کسی ایسی عام گزرگاہ پر آویزاں کئے جاسکتے ہیں جن کو شرابی اور زانی اور جواری پڑھ سکیں اور خدا رسولؐ کا حکم انکی اصلاح کرسکے۔

حسن نظامی۔ دفتر عید میلاد کمیٹی۔ دہلی

# مکانوں کی آرائش

رہنے کے مکانوں میں آویزاں کرنے کیلئے بھی کئی قسم کے آویزے تیار کئے گئے ہیں، خوابگاہوں کیلئے الگ۔ کھانے کے کمروں کیلئے الگ۔ ملاقات کے کمروں کیلئے علیحدہ اور غسلخانوں اور پاخانوں اور باورچی خانوں کے لئے علیحدہ۔

آخر الذکر تینوں مقامات کے لئے ادب کے خیال سے آیتیں اور حدیثیں نہیں لکھی گئی ہیں بلکہ ضروری ہدایتوں کے جملے لکھدئے ہیں۔ میلاد کمیٹی اس معاملہ پر بھی غور کر رہی ہے کہ بازاروں اور عام گزرگاہوں کے لئے ٹین کے پتروں پر نصیحتیں لکھی جائیں تاکہ وہ مدت تک رہیں اور بارش سے خراب نہ ہوں۔ انکے اندر بھی اسلامی تبلیغ کا اصول موجود ہے۔

حسن نظامی۔ دفتر عید میلاد کمیٹی۔ دہلی

# واحدی صاحب کا خضاب

سفید روئی کے گالا جیسے بالوں کو سیاہ کر لینا اور ضعیفی کی عمر میں بھی جوان بنے رہنا اچھا ہو یا برا۔ لیکن بہت سی مجبوریوں کی وجہ سے ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں جوانوں کی قدر اور بوڑھوں کی بے وقعتی لاکھوں آدمیوں کو اس بات پر مجبور کر دیتی ہے کہ اگر ان کے قویٰ اچھے ہوں تو خواہ مخواہ بھی صرف بالوں کے سفید ہو جانے کی وجہ سے حکام کی نظروں میں ذلیل نہ ہو جائیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عین جوانی ہی میں کسی اتفاقی سبب کی بدولت بال سفید ہو جاتے ہیں اور چونکہ طبیعت میں عمر کے لحاظ سے امنگ اور جوش موجود ہوتا ہے۔ اس لئے یہ سفید بال بہت اوپری اوپری سے معلوم ہوتے ہیں اور حقیقۃً وبال جان ہو جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں جب انسان خضاب کے استعمال پر مجبور ہو جاتا ہے تو اب اسے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ خضاب کی لاتعداد قسموں میں سے جن کے اشتہارات دن رات اس کی نظر سے گزرتے رہتے ہیں۔ کون سے خضاب کو اپنے لئے پسند کرے۔ کسی خضاب میں یہ عیب ہوتا ہے کہ بالوں پر قدرتی رنگ نہیں آتا۔ اور اگر کچھ بال ابھی تک سفید نہیں ہوئے ہیں تو خضاب کی بدولت ان میں ایک بدرنگ سا پیوند لگ جاتا ہے۔ کسی خضاب کا لگانا صندل کے گھسنے اور لگانے کی طرح اچھا خاصا ایک دردسر ہوتا ہے اور اتوار کا ایک چھٹی کا دن پورا پورا اسی کی نذر ہو جاتا ہے۔ کسی خضاب کے اجزاء کچھ ایسے خراشدار ہوتے ہیں کہ ادھر خضاب لگایا اور تمام چہرہ اور سر سوج کے کپا ہو گیا اور نزلہ زکام نے ناک میں دم کر دیا وہ الگ۔ بعض خضاب بڑے خوش رنگ ہوتے ہیں۔ لیکن بالوں کے ساتھ ساتھ جلد کو بھی بالکل سیاہ کر دیتے ہیں اور خضاب کا لگانا صحیح معنوں میں روسیاہی کا مترادف ہو جاتا ہے۔

غرضکہ ایک ایسا خضاب جو ان تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہو ذرا مشکل ہی سے دستیاب ہوتا ہے اور مدتوں اس کی تلاش میں انسان کو سرگرداں اور پریشان رہنا پڑتا ہے۔ واحدی صاحب کے خضاب کا نام تو لاجواب نہیں ہے۔ لیکن حقیقۃً وہ خود لاجواب ضرور ہے۔ خضاب کی جن خرابیوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ ان سب سے پاک ہے۔ اور صرف پانچ منٹ میں انسان کی وجاہت اور صورت میں کامل انقلاب پیدا کر دیتا ہے۔ پیری اور عصا گیری کی صبح منٹوں میں جوانی کی رات سے بدل جاتی ہے۔ اور اگر لوگ پہلے آپ کے سفید بال نہ دیکھ چکے ہوں تو ہرگز ہرگز کبھی اور کسی حالت میں انہیں یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ آپ کے بالوں کا رنگ اصلی نہیں ہے۔ واحدی صاحب کے خضاب کا رنگ عمدہ ہے۔ جلد کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا۔ پانچ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لیتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں وہ سڑی ہوئی بدبو نہیں ہوتی جو بعض خضابوں کی امتیازی خصوصیت ہے۔ واحدی صاحب کا خضاب ایک شیشی میں دو ڈھائی مہینے کے لائق ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے محصول ڈاک پانچ آنے۔

## واحدی صاحب کے خضاب کے متعلق جناب مولوی محبوب علی صاحب بی اے انسپکٹر آف اسکولز ریاست گوالیار کی رائے

واحدی صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کا خضاب میں نے استعمال کیا۔ میں اس خضاب کو موجودہ جرمنی خضابوں سے بہتر خیال کرتا ہوں۔ اس خضاب سے بالوں میں قدرتی سیاہی آجاتی ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ خضاب لگایا ہے۔ وقت بھی بمقابلہ اور خضابوں کے کم صرف ہوتا ہے۔ البتہ اگر احتیاط نہ برتی جائے تو دھبہ آجاتا ہے یہ دھبہ بھی ایک دن میں جاتا رہتا ہے۔ مجھے اس خضاب نے کوئی نقصان نہیں دیا۔ محبوب علی۔

کپڑے کی ایک صاف دھجی پانی میں بھگو کر اور اسے صابن پر رگڑ کر جہاں دھبہ آئے۔ وہاں دھبہ آتے ہی مل لیا کیجے۔ دھبہ فوراً جاتا رہے گا۔ (واحدی)

ملنے کا پتہ:۔ منیجر اخبار روزنامچہ دہلی

---

# ڈاکٹر سعید س ٹانک سیرپ

(یعنی)

## ڈاکٹر سعید صاحب کا مقوی شربت

فن ڈاکٹری کے ایک بہترین ماہر کے تجویز کردہ نسخے کے مطابق یہ شربت تیار کیا گیا ہے اور جسمانی دماغی اور عصبی کمزوریوں کو دور کرنے میں یہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔ بہت سے لوگ تجربہ کے بعد یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ تقویت اعصاب کے لئے اس سے بہتر دوا نہیں ہو سکتی اور یہ رائے تو اس کے متعلق ہر استعمال کرنے والے نے قائم کی ہے کہ یہ ایک نہایت ہی مقوی چیز ہے۔ گئی ہوئی تندرستی کا واپس آنا مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔ بہت سے خراب شدہ دماغ اور بہت سے تباہ شدہ اعصاب اس آب حیات کی بدولت صحیح اور درست ہو چکے ہیں۔ طالب علم، وکیل اور دماغی کام کرنے والے اصحاب اگر بحالت تندرستی بھی اسے استعمال کریں تو بہت مفید ہے۔ نیز واحدی صاحب کے منجن اکسیر دنداں کے استعمال کے ساتھ یہ ٹانک سیرپ بھی پیا جائے تو مناسب ہے یعنی مسوڑھوں سے خون اور پیپ آنے کے مریضوں کے لئے یہ بہت اچھا ہے کیونکہ ٹانک سیرپ خون کے ان نقائص کو دفع کرتا ہے جن سے پائیوریا پیدا ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی جس میں ۴۴ خوراکیں ہوتی ہیں عہ محصول ڈاک فی شیشی ۸ آنے۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ نظام المشائخ نمبر ۲ کوچہ چیلان دہلی

# تکلیف سے بچنے کی دنیا میں صرف ایک ترکیب ہے

## اپنی روح اور اپنے جسم کو غیر جنس سے بچائیے

صحبت ناجنس عذاب ست الیم کیا آپ نے کبھی نہیں سنا؟ روحانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کسی ناجنس شے کا روح پر تسلط ہو جاتا ہے اور جسمانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کوئی ناجنس چیز جسم کے اندر دخل پالیتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو دانتوں اور مسوڑھوں کی تکلیفوں سے نجات مل جائے تو ہندوستانی جڑی بوٹی کا بنا ہوا

## واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

ملا کیجیے۔ اس منجن کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں مرحوم نے ۱۹۱۴ء میں بتایا تھا جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔ یہ منجن ہندوستانیوں کے لئے ہندوستان سے باہر کے منجنوں کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ مفید ہے کیونکہ ناجنس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ملک کے رہنے والوں کی تکلیفوں کا علاج ان کے اپنے ملک میں پیدا کیا ہے۔ دوسرے ملکوں کا محتاج نہیں رکھا۔ پہاڑوں کی بچھو بوٹی جس کے چبھ جانے سے ایسی جلن پیدا ہوتی ہے جیسے بچھو نے کاٹ لیا۔ اس کا تریاق دریاؤں میں نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ نے وہیں پہاڑ پر بچھو بوٹی کے ہر درخت کے قریب ایک درخت اور لازمی طور سے لگایا ہے جس کا پتا بچھو بوٹی کی جلن کو آناً فاناً دور کر دیتا ہے۔ لہذا فیشن پرستی کو چھوڑیئے اور اپنے ملک کا منجن استعمال کیا کیجیے۔

## واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

دانتوں اور مسوڑھوں کی ان تمام تکلیفوں کا تریاق ہے جو کسی ہندوستانی کو ہو سکتی ممکن ہیں۔ ہندوستان میں رہ پڑنے والے انگریزوں کو بھی جن کی دو ایک نسلیں ہندوستان میں گزر چکی ہوں واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں فائدہ دیتا ہے۔ مسوڑھوں کا پھولنا اور مسوڑھوں کا درد تو اللہ کے فضل سے واحدی صاحب کے منجن کے سامنے دو منٹ بھی نہیں ٹھہرتا۔ مسوڑھوں سے خون آتا ہو اور مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہو جسے پائیریا کہتے ہیں اُس کی بھی یہ بہترین دوا ہے۔ دانتوں نے جڑیں نہ چھوڑ دی ہوں تو دانت جڑ جاتے ہیں۔ غرض عجیب نعمت ہے۔ ایک دفعہ منگا کر تجربہ کر لیجیے۔ پھر اس کے سوائے آپ کو کوئی منجن اچھا نہیں معلوم ہوگا کیونکہ جن منجنوں کا اب تک آپ نے استعمال کیا ہے وہ آپ کے لئے ناجنس تھے اور یہ قدرت کی طرف سے خاص آپ کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔

رنگت بھی اس کی آپ پسند کریں گے اور اسے بہجا بھی حتی المقدور سلیقہ سے جاتا ہے۔ یعنی پیکنگ وغیرہ خوبصورت ہے۔ ایک شیشی کی قیمت آٹھ آنے ہے۔ محصول ایک شیشی پر پانچ آنہ لگتا ہے۔ دو یا تین شیشیاں اکٹھی منگائی جائیں تو سات آنے کے ٹکٹ کافی ہو جاتے ہیں۔

**مینیجر اخبار روزنامچہ دہلی سے منگائیے**

(سید احمد علی اڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے ... دہلی پرنٹنگ پریس ... میں چھپوا کر شائع کیا)

مصورِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی کا
روزنامچہ
جو پایۂ تخت دہلی سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے
سالانہ قیمت دو روپے کلدار ششماہی ایک روپیہ دو آنے
ایک پرچہ کی قیمت ایک آنہ
اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ
وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ
(انسانوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا اور وہ اب تک غفلت میں بے توجہ بیٹھے ہیں)
کئی ہفتہ سے عید میلاد کی عظیم الشان تحریک کے لئے لکھا جا رہا ہے مگر اب تک لوگوں میں سرگرمی کا احساس پیدا نہیں ہوا۔ یعنی جس جوش و خروش کی مجھے توقع تھی اس کا اظہار ہنوز نہیں ہوا۔
عید میلاد کمیٹی دہلی کے لئے میں نے جو قرآن و حدیث کی تبلیغ کا لٹریچر تیار کیا ہے اور ریشمی کپڑوں اور کاغذوں پر طبع کرایا ہے اس کے نمونے اور فہرست ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجنے سے مل سکتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ لٹریچر کیسا ہے اور کن کن نامور مسلمانوں نے اس کی امداد میں شرکت کی ہے۔
آپ فوراً ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر نمونے اور فہرست مفت منگا لیجے۔
تار کا پتہ:- میلاد دہلی
خط کا پتہ:- عید میلاد کمیٹی دہلی
راقم حسن نظامی

# تکلیف سے بچنے کی دنیا میں صرف ایک ترکیب ہے

## اپنی روح اور اپنے جسم کو غیر جنس سے بچائیے

صحبت ناجنس عذاب ست الیم کیا آپ نے کبھی نہیں سنا! روحانی تکلیف بھی تب ہی ہوتی ہے جب کسی ناجنس شے کا روح پر تسلط ہو جاتا ہے اور جسمانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کوئی ناجنس چیز جسم کے اندر دخل پا لیتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو دانتوں اور مسوڑھوں کی تکلیفوں سے نجات مل جائے تو ہندوستانی جڑی بوٹی کا بنا ہوا

## واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

ملا کیجیے۔ اس منجن کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں مرحوم نے ۱۹۱۴ء میں بتایا تھا جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔ یہ منجن ہندوستانیوں کے لئے ہندوستان سے باہر کے منجنوں کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ مفید ہے کیونکہ ناجنس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ملک کے رہنے والوں کی تکلیفوں کا علاج انکے اپنے ملک میں پیدا کیا ہے۔ دوسرے ملکوں کا محتاج نہیں رکھا۔ پہاڑوں کی بچھو بوٹی جس کے چبھ جانے سے ایسی جلن پیدا ہوتی ہے جیسے بچھو نے کاٹ لیا۔ اس کا تریاق دریاؤں میں نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ نے وہیں پہاڑ پر بچھو بوٹی کے ہر درخت کے قریب ایک درخت اور لازمی طور سے لگایا ہے جس کا پتا بچھو بوٹی کی جلن کو آناً فاناً دور کر دیتا ہے۔ لہذا فیشن پرستی کو چھوڑیئے اور اپنے ملک کا منجن استعمال کیجیے۔

## واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

دانتوں اور مسوڑھوں کی ان تمام تکلیفوں کا تریاق ہے جو کسی ہندوستانی کو ہونی ممکن ہیں۔ ہندوستان میں رہ پڑنے والے انگریزوں کو بھی جن کی دو ایک نسلیں ہندوستان میں گزر چکی ہوں واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں فائدہ دیتا ہے۔ مسوڑھوں کا پھولنا اور مسوڑھوں کا درد تو اللہ کے فضل سے واحدی صاحب کے منجن کے سامنے دو منٹ بھی نہیں ٹھہرتا۔ مسوڑھوں سے خون آتا ہو اور مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہو جسے پائیریا کہتے ہیں اس کی بھی یہ بہترین دوا ہے۔ دانتوں نے جڑیں نہ چھوڑ دی ہوں تو دانت جڑ جاتے ہیں۔ غرض عجیب نعمت ہے۔ ایک دفعہ منگا کر تجربہ کر لیجیے۔ پھر اس کے سوائے آپ کو کوئی منجن اچھا نہیں معلوم ہوگا۔ کیونکہ جن منجنوں کا اب تک آپ نے استعمال کیا ہے وہ آپ کے لئے ناجنس تھے اور یہ قدرت کی طرف سے خاص آپ کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔

رنگت بھی اسکی آپ پسند کریں گے۔ اور اسے بیچا بھی حتی المقدور سلیقہ سے جاتا ہے۔ یعنی پیکنگ وغیرہ خوبصورت ہے۔ ایک شیشی کی قیمت آٹھ آنے ہے محصول ایک شیشی پر پانچ آنہ لگتا ہے۔ دو یا تین شیشیاں اکھٹی منگائی جائیں تو سات آنے کے ٹکٹ کافی ہو جاتے ہیں۔

**منیجر اخبار روزنامچہ دہلی سے منگایئے۔**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# روزنامچہ

## حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

### ۵ محرم ۱۳۵۱ ہجری ۔ جمعرات
### ۱۲ مئی ۱۹۳۲ء ۔ دہلی

**باباصاحب رضؓ سید تھے** آج حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضؓ کا سالانہ عرس ہے۔ ہندوستان کے بہت سے مقامات پر بابا صاحب کی اولاد موجود ہے۔ مگر وہ سب اپنے آپ کو فاروقی شیخ کہتے ہیں۔ لیکن امروہہ میں ایک عالم نے "سیادت فریدی" کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں نہایت مستند دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ حضرت باباصاحب سید تھے۔

بنی امیہ کی حکومت کے زمانہ میں باباصاحب کا خاندان عرب سے بلخ میں آیا۔ بلخ کا گورنر بنی امیہ کی حکومت کے ماتحت تھا۔ اس نے اس خاندان کا نسب دریافت کیا اور اس خاندان نے اپنی جان اور آبرو کی حفاظت کے خیال سے کہہ دیا کہ ہم فاروقی ہیں۔ کیونکہ بنی فاطمہ کی جانیں بنی امیہ کے زمانہ میں ہر جگہ خطرہ میں تھیں۔ بلخ کے گورنر نے اپنی لڑکی کی شادی اس خاندان میں کردی اور چونکہ گورنر کے کوئی بیٹا نہ تھا۔ اس لئے گورنر کے بعد گورنر کے داماد بلخ کے گورنر بنائے گئے اور انہی کی اولاد میں حضرت باباصاحبؒ تھے۔ جو تارک الدنیا ہو کر ہندوستان میں آئے۔ مگر حضرت باباصاحبؒ نے اپنے نسب کی نسبت سکوت اختیار کیا۔ کیونکہ فقرا اور درویش اپنے نسب کو فخر کی چیز نہیں سمجھتے تھے۔ جیسا کہ حضرت جامیؒ نے فرمایا ہے ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامیؔ
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

حضرت باباصاحب رحؒ جس زمانہ میں ہندوستان آئے اس وقت بنی فاطمہ کے لئے یہاں کوئی خطرہ نہیں تھا۔ مگر حضرت باباصاحب چونکہ نسب کے فخر سے بے نیاز تھے اس واسطے انھوں نے اپنی سیادت کو ظاہر نہیں کیا۔ اور لوگ یہی سمجھتے رہے کہ باباصاحب فاروقی شیخ ہیں۔

کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ بابا صاحب کا نسبی تعلق بلخ کے گورنر سے ہے جو فاروقی شیخ تھے۔

جب سیادت فریدی کتاب شائع ہوئی تو میرے بہت سے فریدی احباب نے اس کی مخالفت کی۔ لیکن میں نے اس کتاب پر ریویو کیا تو صفائی سے لکھ دیا کہ کتاب کی دلیلیں قوی ہیں اور ماننا پڑتا ہے کہ بابا صاحب سید تھے۔ اور آج بابا صاحب کے عرس کے دن میں پھر اعلان کرتا ہوں کہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت بابا صاحب سید تھے۔ فاروقی شیخ نہیں تھے۔ اور چشتیہ خاندان کے سبھی نامی بزرگ فاطمی سید تھے۔ حضرت بابا صاحب کے پیر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح بھی سید تھے اور ان کے پیر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح بھی سید تھے۔ اور بابا صاحب کے مرید حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رح بھی سید تھے۔

**روزنامچہ** آج چونکہ کھمبایت جانا ہے اسواسطے بہت زیادہ مصروفیت ہے۔ واحدی صاحب نے ہفتہ کی دعوت بھی آج ہی مقرر کی ہے۔

لاہور کے اخبار انقلاب نے ایک بڑا مضمون شوکت علی صاحب کی حمایت میں شائع کیا ہے اور میری نسبت لکھا ہے کہ ان کو علی برادران سے ذاتی عناد ہے۔ مگر انقلاب نے میرے ساتھ بڑی بے انصافی کی۔ میں نے تو اپنے اعلان میں صفائی سے لکھ دیا تھا کہ مجھے شوکت علی صاحب کے نکاح پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ شوکت علی صاحب کے اس بیان پر اعتراض ہے کہ انہوں نے رسول اللہ کی برابری کی اور غیر مسلم قوموں کو یہ لکھ کر رسول اللہ کی ہنسی اڑانے کا موقعہ دیا کہ رسول اللہ نے بھی میری طرح بڑھاپے میں شادی کی تھی۔

اخبار الامان دہلی نے بھی شوکت علی صاحب کی حمایت اور میری مخالفت کی ہے اور اخبار طاقت دہلی نے الامان کا جواب دیا ہے۔ الامان اور انقلاب مجھ پر شوکت علی سے عناد رکھنے کا الزام لگانے سے پہلے اگر یہ بھی لکھ دیتے کہ ہم دونوں شوکت علی صاحب پر عاشق ہو گئے ہیں اور محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ اس لئے ہم دونوں آنکھیں اور کان بند کر کے اپنے محبوب کی حمایت کرتے ہیں اور ہمیں رسول اللہ کی توہین سے کوئی سروکار نہیں ہے تو بہت موزوں ہوتا۔ خیر! اگر انہوں نے یہ نہیں لکھا تو سمجھنے والے خود ہی سمجھ رہے ہیں کہ یہ دونوں اپنی عاشقی سے مجبور ہیں۔ خدا کرے ان دونوں کی محبت دیرپا ہو اور کوئی پالیسی اور مصلحت اس محبت کو ضائع نہ کر سکے۔

**سفر کی شروعات** چار بجے دفتر کا کام ختم کر کے دہلی گیا۔ دہلی کے بقیہ کام پورے کرکے واحدی صاحب کے ہاں کھانا کھایا۔ اور بھی احباب جمع تھے۔ مولانا عارف صاحب ہسوی آج جیل سے رہا ہو کر آئے ہیں۔ وہ بھی واحدی صاحب کے ہاں دعوت میں شریک تھے۔ بقائی صاحب کی لڑکی حور بانو نے آج پھر کریلے پکا کر بھیجے ہیں جو نہایت ہی لذیذ اور عمدہ ہیں۔

آج جیل خانہ دہلی سے بھی بہت سے قیدی رہا ہوئے ہیں اور روزانہ رہا ہوتے رہتے ہیں۔ یہ سب کانگریس کے سلسلہ میں قید ہوئے تھے۔ ہندوستان کے ایک بڑے جیلخانہ کے ایک بڑے قیدی کا لطیفہ سننے میں آیا کہ ان سے دستور کے موافق افسران جیل نے دریافت کیا کہ آپ کو یہاں کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟ تو قیدی صاحب نے جواب دیا کہ اور تو سب طرح کا آرام ہے لیکن مردانہ قوت کم ہو گئی ہے۔ اگر آپ کے جیل میں بیماروں کی دواؤں کا پورا انتظام ہو تو اس مرض کا علاج بھی ہو جانا چاہیئے۔

لطیفہ بظاہر پھکڑ بازی کا ہے لیکن قیدی صاحب نے یہ خیال نہیں کیا کہ کانگریسی لوگ جیلخانہ میں جانے کو بڑی مردانگی سمجھتے ہیں اور وہ قیدی صاحب بھی اسی دعوے سے

جیل میں گئے ہیں۔ اگرچہ میرے مرید قلندر جنگ نظامی نے
ان سے کہا تھا کہ جیل میں جانا مرزائی نہیں ہے بلکہ اس کے
برعکس ہے۔

بعد مغرب محبوب المطابع میں گیا اور عید میلاد کے لٹریچر
کی چھپائی کا بندوبست کیا۔ اس کے بعد ریل پر گیا۔ مولانا عبداللہ
صاحب سیفی اور غزالی خاں پہنچانے گئے۔ نیازی صاحب اور
ان کے برادرزادہ بھی۔ ریل کی روانگی تک میرے ساتھ رہے انکی اس محبت
کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ میرے ساتھ اس سفر میں عزیز محمد خاں
حسن پوری اور جمالی صاحب بھی جا رہے ہیں۔ گاڑی میں
جگہ بہت اچھی ملی ہے۔ بابو جوتی سروپ صاحب نے
پہلے سے سیٹیں ریزرو کر دی تھیں۔ دس بجے ٹرین بڑودہ
کی طرف روانہ ہوئی اور کھمبایت کا سفر شروع ہوا۔

رات بہت گرم نہیں تھی۔ بجلی کے پنکھے تھے اور باہر
کی ہوا بھی ٹھنڈی تھی۔ لیکن انجن کے کوئلے اور راستہ کی
خاک اتنی زیادہ تھی کہ میں زندگی میں قبر کا مردہ بن گیا تھا۔
مرنے کے بعد خبر نہیں کون کون میرے اوپر مٹی ڈالے گا۔
اور آج کی رات بھی معلوم نہیں کہاں کہاں کی مٹی میرے
اوپر ڈالی گئی۔ گاڑی میں ایک مرہٹہ صاحب رفیق سفر ہیں وہ
بمبئی جا رہے ہیں۔ گویا بڑودہ تک ساتھ ہے۔

## ۶ محرم ۱۳۵۱ ہجری جمعہ
## ۱۳ مئی سنہ ۱۹۳۲ء سفر کھمبایت

جس ریل میں کھمبایت
ہندوستان کے وسط میں ہے جا رہا ہوں یہ سنٹرل
انڈیا یعنی وسط ہند کی بہت سی ریاستوں کے اندر سے
گزر کر بمبئی جاتی ہے۔ میرے بزرگ ہندوستان میں
آئے تو وسط ایشیا سے گزرنا پڑا تھا۔ اور کھمبایت کے نواب
صاحب کے اجداد مغل بھی وسط ایشیا سے ہندوستان آئے
تھے۔ اور میں بھی وسط ہند سے گزر کر وسط ایشیا والوں
سے ملنے جا رہا ہوں۔

خواجہ بانو نے راستہ کے لئے کھانا ساتھ کر دیا ہے۔ میں نے
اور جمالی صاحب نے کھایا۔ بہت لذیذ تھا۔ گرمی کے موسم
نے اس کو خراب نہیں کیا تھا۔ دن کی گرمی ریل میں ناقابل
برداشت تھی مگر برداشت کرنی پڑی۔ شام کو چھ بجے کے
بعد گودھرا اسٹیشن پر سید حیدر علی نظامی اور محمد صادق
نظامی وغیرہ بہت سے بھائی جمع تھے۔ مرزا حسین بیگ
صاحب کلرک اکسائز آفس بھی آئے تھے۔

گودھرہ کی جماعت سے ملے ہوئے کئی سال ہو گئے تھے۔
اگر حافظہ صحیح ہو تو شاید دس سال ہو گئے کہ میں گودھرہ نہیں گیا۔
وہاں نظامیہ جماعت بڑی تعداد میں ہے۔

رات کو آٹھ بجے کے بعد بڑودہ پہنچا۔ سردار سلیمان
میاں صاحب اور سردار دھینگو میاں نظامی اور صوبہ میاں
نظامی اور غفور بھائی نظامی اور اے۔ ایم حسین صاحب
اور محمد ابو صالح نظامی اور ڈاکٹر احمد میاں نظامی وغیرہ بہت
سے احباب اور بھائی اسٹیشن پر موجود تھے۔ معلوم ہوا رات
کے قیام کا انتظام سردار دھینگو میاں نظامی کے مکان پر
ہوا ہے اور کھانا محمد ابو صالح نظامی کے ہاں ہے۔ چنانچہ
پہلے اس گھر میں گیا جہاں روٹی ملنے کی امید تھی۔ محمد ابو صالح
نظامی مدراس کے رہنے والے ہیں۔ چمڑہ کی رنگائی کا کارخانہ
ہے۔ ان کی اہلیہ لیڈی ڈاکٹر ہیں۔ ان کا گھر بہت صاف
ستھرا اور آراستہ تھا۔ ان کے والد سے بھی ملاقات
ہوئی اور بچوں سے بھی اور بھائی سے بھی۔ ان کی اہلیہ اور
بھائی اور چند دوسری مستورات نے بیعت کی۔ کھانا بہت
تکلف اور لذیذ تھا۔ میں نے خوب کھایا۔ اس کے بعد
غفور بھائی نظامی کے مکان پر گیا اور ان کی اہلیہ کو مرید کیا۔

پھر ڈاکٹر احمد میاں نظامی کے مکان پر گیا۔ وہاں بھی خواتین نے بیعت کی۔ اس کے بعد سردار دھینگو میاں کے مکان پر آیا اور یہاں بھی سردار سلیمان میاں صاحب کی خواتین نے بیعت کی۔

**احمد آبادی جماعت** احمد آباد سے سردار خاں حسنی نظامی اور سید بدر الدین مودودی عرف بدر نظامی راحتی اور غلام نظام الدین قریشی نظامی ایڈیٹر اخبار دین بھی آئے ہیں۔ سردار دھینگو میاں کے گھر میں ایسی خوشی ہو رہی ہے گویا شادی ہے۔ سب عورت مرد اور بچے خدمت کے جوش میں سرگرم عمل ہیں۔ میں رات کو بارہ بجے کے بعد سویا اور صبح پانچ بجے بیدار ہوا۔

سردار سلیمان میاں کے دل چسپ لطائف اس گھر کی زینت ہیں۔ ان کے لطیفے اصلاحی ہوتے ہیں وہ اصلاح مراسم کے بڑے حامی ہیں۔ حضرت ابو طالب رضہ کے خاص مداح ہیں اور میری تحریک حمایت ابو طالب رضہ کو بہت ہی پسند کرتے ہیں۔

## ۷ محرم سنہ ۱۳۵۱ھ شنبہ
## ۱۴ مئی سنہ ۱۹۳۲ء کھمبائت

**بڑودہ** سردار دھینگو میاں نظامی اور ان کی بیوی اور ان کی لڑکی اور بہو اور سب نوکر رستم وغیرہ رات کو ایک بجے سوئے تھے۔ صبح چار بجے بیدار ہوگئے اور ناشتہ کا سامان کرنے لگے۔ دل نے کہا دس کے عدد میں کمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ (یہ دس پورے ہیں) آیا ہے۔ اس شہر بڑودہ میں بھی (دہ) دس کا لفظ پوشیدہ ہے۔ پہلا لفظ برو (فارسی) میں بمعنی جاؤ کے ہے۔ اور دوسرا لفظ دَہ ہے۔ پھر اگر یہاں کے باشندوں میں محبت و اخلاص کا کمال نہ ہو تو کس میں ہو۔

یہ محبت تو سارے گجرات کاٹھیاواڑ میں ہے۔ ہر ہندو مسلمان میں ہے۔ اور ایسی کہ اور کسی صوبہ میں نہیں ہے۔

نماز پڑھی۔ ناشتہ کیا۔ اور احمد آباد کے اخوان طریقت کے ساتھ اسٹیشن پر آیا۔ سات بجے ٹرین انند کی طرف روانہ ہوئی۔ بڑودہ کے سب بھائی پہنچانے آئے۔ یہاں رات کو گرمی زیادہ تھی۔ مگر سردار صاحب کے مکان میں چمن کی برودت (بڑودہ) کی خنکی بھی تھی۔

**انند** ہندی زبان میں خوشی و مسرت و راحت کا نام انند ہے۔ مگر بمبئی احمد آباد کے راستہ میں ایک بڑا جنکشن بھی اس نام کا ہے۔ جہاں سے کھمبائت اور گودھرا اور بمبئی احمد آباد کی گاڑیاں بدلتی ہیں۔

انند پر عبد القادر صاحب تاجر چند احباب خاص کے ساتھ موجود تھے۔ مولانا غلام نبی صاحب بھی تھے۔ جو انند کے اسلامی یتیم خانہ کے منتظم ہیں۔

انند عیسائی اور آریہ مشن کا بڑا مرکز ہے۔ پہلے یہاں آغا خانی مشن بھی تھا مگر اب یہاں سے اٹھ گیا۔ دوسری جگہ چلا گیا۔ البتہ عیسائی اور آریہ سماجی بہت جوش و خروش سے کام کر رہے ہیں۔ اور راندیر کے سنی مسلمانوں نے بھی ایک مدرسہ اور یتیم خانہ جاری کر رکھا ہے۔

**بے غرض میزبان** عبد القادر صاحب تاجر آگرہ کے رہنے والے ہیں۔ مگر بے غرض میزبان ہیں۔ ہم سب کے لئے بے وجہ بہت سا کھانا پکوایا تھا۔ مجبوراً میں نے بھی کھایا۔ کیونکہ سچے مسلمانوں کی مدارات سے انکار کرنا گناہ سمجھتا ہوں۔

انند سے احمد آباد والے حسنی شاہ اور بری احمد آباد چلے گئے۔

اور میں دوسری ٹرین میں کھمبائت روانہ ہوا۔ طبی کمپنی کے ایجنٹ عابد حسین صاحب بھی بڑودہ سے ساتھ ہیں۔ کھمبائت جا رہے ہیں۔ یہ سلیمانی بوہرے ہیں۔ اور سیام و چین وغیرہ ملکوں میں تجارت کر چکے ہیں۔ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار اور مخلص مسلمان معلوم ہوتے ہیں۔ کمپنی کا کام بھی عمدگی سے کرتے ہیں۔ معز الدین صاحب بھی اسی ٹرین میں کھمبائت جا رہے ہیں۔ یہ بھی سلیمانی بوہرے ہیں۔ اور کھمبائت میں

ان کا بہت بڑا کارخانہ دیا سلائی بنانے کا ہے۔ جہاں ایک ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔

کھمبایت پرانی جگہ ہے۔ یہاں داؤدی بوہروں سلیمانی بوہروں اور دیگر کئی اسمٰعیلی جماعتوں کے مرکز ہیں۔ مسٹر حیدری یعنی حیدرآباد کے نواب سر حیدر نواز جنگ بھی اسی مقام کے رہنے والے ہیں۔

مسٹر معزالدین سے خوب باتیں ہوئیں۔ ہز ہائی نس نواب صاحب کھمبائت کی تعریف کرتے تھے۔ کہ انہوں نے ان کے کارخانہ کی بہت بڑی مدد کی ہے۔ یہ کارخانہ مشترکہ نہیں ہے بلکہ مسٹر معزالدین اس کے اکیلے مالک ہیں۔

راستہ میں مسٹر عبدالرحیم ملے جو کھمبائت سے استقبال کرنے آئے ہیں۔ طبیہ کالج دہلی میں پڑھتے ہیں اور دہلی میں ہمیشہ میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ ان کے والد ماسٹر صاحب کھمبائت کے ممتاز اور با اثر مسلمانوں میں ہیں۔

**کھمبایت میں** گیارہ بجے ٹرین کھمبائت اسٹیشن پر پہنچی۔ پلیٹ فارم پر کھمبائت کے بڑے بڑے آدمی استقبال کرنے کے لئے ایک خاص جوش کے ساتھ موجود تھے۔ ہز ہائی نس کے پولیٹکل سکرٹری فیض محمد خاں نظامی اور ان کے بھائی غلام محی الدین خاں اور ہز ہائی نس کے ایڈی کانگ دلاور خاں اور سپرنٹنڈنٹ پولس قمرالدین صاحب اور نظامیہ جماعت کے بہت سے افراد آئے تھے۔ عطاء اللہ نظامی کی سفید ڈاڑھی اور قدیمی چکردار پگڑی کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ اور بھی بہت سے مسلمانوں کا لباس قدیمی تھا۔ نڑیاد کے مشہور مسلمان لیڈر اسمٰعیل گاندھی نظامی سلسلہ کے بھائیوں کے سربراہ تھے۔ اب ڈاڑھی مونچھ صاف کرا دی ہے۔

**تاریخی کوٹھی میں** نواب صاحب نے میرے قیام کا انتظام ایک تاریخی کوٹھی میں کیا ہے جو ۱۶۱۳ء میں انگریزوں نے کھمبائت کے سمندر کے کنارے بنائی تھی۔ اور اب نواب صاحب نے خرید لی ہے۔ یہ کوٹھی ہندوستان میں غالباً انگریزوں کی سب سے پرانی کوٹھی ہے۔ بنگال میں بھی ان کی کوٹھی شاید بعد میں بنی ہوگی۔ نواب صاحب اور ان کے وزیر اور سکرٹری کے دفتر بھی اسی کوٹھی میں ہیں۔ بہت بلند ہے اور بہت وسیع ہے سمندر کا نظارہ یہاں سے بہت لطف دیتا ہے جنگی اصول پر بنائی گئی ہے۔

حکیم عبدالحی صاحب انصاری خلف جناب حکیم نابینا صاحب بھی اسی کوٹھی میں مقیم ہیں جن کو نواب صاحب نے ان کے کمالات طبی کے اعتراف میں بلایا ہے۔

میں نے غسل کیا۔ پھر کھانا کھایا۔ اس کے بعد خلاف عادت سو گیا۔ اور تین گھنٹہ خوب آرام کی نیند آئی۔

**نواب صاحب سے ملاقات** عصر کے بعد نواب صاحب سے ملنے گیا۔ انہوں نے خود ساتھ جاکر اپنے سب تعزئے اور علم دکھائے۔ اور ہر امام باڑے میں لے گئے ان کی والدہ مرحومہ کا بنوایا ہوا چاندی سونے کا تعزیہ بہت خوبصورت تھا۔ یہاں ایک براق بھی تھا جس کے جسم پر تقریباً ایک لاکھ روپے کے جڑاؤ زیورات تھے۔ اور شیر کی مورت بھی تھی جس کے سر پر سہرے چڑھے ہوئے تھے۔ یہ تصویریں شیعہ مذہب کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اور ان سے بت پرستی رائج ہونے کا اندیشہ ہے۔

یہاں شیخ گوہر علی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو نواب صاحب کے ایک خاص معتمد اور تعلیم یافتہ شخص ہیں۔ نواب صاحب کے ایک قرابتدار صاحب بھی ملے۔ یہ سب سیاہ لباس میں تھے۔ اور ان کے چہرے غم و الم سے افسردہ ہو رہے تھے۔

اہل بیت کی مظلومیت کا غم ضرور کرنا چاہئے۔ مگر کسی نتیجہ کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ ہر وقت کے اس غم و الم سے انسانی چہروں کی رونق برباد ہو جاتی ہے۔ اور دشمن کہتے ہیں کہ شیعہ کے چہرہ پر رونق نہیں ہوتی۔

**رات** آج ساری رات ساتویں تاریخ کے علم شہر میں گشت کرتے رہے۔ مگر میں کسی جلوس میں نہیں گیا۔ کلمتہ نواب

صاحب ساری رات بیدار رہے۔ میں نے ان کی خوابگاہ بھی دیکھی وہ محرم میں زمین پر سوتے ہیں اور ہر قسم کی آرائش اور زیبائش کو ترک کر دیتے ہیں۔

ہوا بند ہے اور گرمی بہت زیادہ ہے۔ آج سنا ہے پارہ ایک سو پندرہ درجہ پر تھا۔ دہلی میں گرمی کبھی ایک سو دس درجہ سے زیادہ نہیں بڑھتی۔

میں رات اونچی چھت کے سبب آرام سے سویا۔ گرمی نے زیادہ پریشان نہیں کیا۔

## ۸ محرم سنہ ۱۳۵۱ھ اتوار
## ۱۵ مئی سنہ ۱۹۳۲ء کھمبایت

**تین گھنٹہ میں دہلی کی خبر** کل ایک بجے دہلی تار دیا تھا چار بجے کے بعد جواب آگیا۔ گھر کی خیریت سے اطمینان ہوا۔

کل دن بھر اور رات کو ملنے والے آتے رہے۔ نظامی جماعت والے بھی مسلسل آ رہے ہیں۔ اسمٰعیل گاندھی نظامی اکثر میرے پاس رہتے ہیں۔ بدر راحتی نظامی احمد آبادی میرے ساتھ آئے ہیں۔ پریمی نظامی بھی اخبار کا کام ختم کرکے یہاں آجائیں گے۔

کھمبایت کے مشہور لیڈر سید واصل میاں صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ جو ایک سامل کے منیجر ہیں۔ کھدر پوش اور بہت عمدہ مقرر ہیں۔ شہر میں سب لوگ ان کی عزت کرتے ہیں۔

**مجلس** آج دس بجے امام باڑہ کی مجلس میں گیا تھا۔ پہلے فارسی زبان کی مجلس ہوئی۔ پھر میر انیس کے پوتے میر انیس صاحب نے اردو مرثیہ پڑھا۔ بہت ہی عمدہ پڑھتے ہیں۔ مرثیہ بھی بہت اچھا اور ان کی شاعری کے کمالات کا نمونہ تھا۔ نواب صاحب بھی شریک تھے اور ان کے سب خاندان والے بھی۔ سب کا لباس کالا تھا۔ ایران کے صحرائی بھی عورت مرد بکثرت آئے ہوئے ہیں جن کی یہاں بہت مدارات کی جاتی ہے۔ یہ بھی مجلس میں شریک تھے مجلس کے بعد ماتم ہوا، جو بہت موثر تھا۔ سینہ کوبی بہت دیر ہوتی رہی۔ میں اور چند دوسرے سنی اس سینہ کوبی سے علیحدہ کھڑے رہے۔ اگر سینہ کوبی سے اہلبیت کی کوئی خدمت ہو سکتی تو میں سب سے زیادہ سینہ کوبی کرتا۔

آج بھی دن کو سویا۔ بیعت ہونے والے بھی آتے رہے۔ قمر الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس وغیرہ افسران ریاست بھی ملنے آئے۔ فیض محمد خاں نظامی کا بنگلہ بھی میری قیام گاہ کے قریب ہے۔ میں نے کل اور آج کوئی تحریری کام نہیں کیا۔ اگرچہ بہت کام ساتھ لایا ہوں۔ لیکن طبیعت کام کی طرف راغب نہیں ہوتی نیند بہت آتی ہے۔

آج ہوا تیز چلتی رہی۔ رات کو بہت آرام رہا۔

## ۹ محرم سنہ ۱۳۵۱ھ دوشنبہ
## ۱۶ مئی سنہ ۱۹۳۲ء کھمبایت

**احمد آباد کی یاد** کل شام کو پریمی نظامی اخوان طریقت کے ساتھ احمد آباد سے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ عشرہ احمد آباد میں چل کر کیجئے۔ دو سال سے آپ احمد آباد نہیں گئے۔ آج صبح میں نے نواب صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ مگر نواب صاحب نے اجازت نہیں دی اور کہا کہ عشرہ تو آپ کو یہاں کرنا ہوگا۔

**ساحل** صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر سب احباب کے ساتھ دو موٹروں میں کھمبایت کے کارخانے دیکھنے گیا۔

پہلے سید واصل میاں صاحب کا کارخانہ دیکھا۔ جہاں عمارتی لکڑی تیار کی جاتی ہے۔ آرہ مشینیں کام میں مصروف تھیں۔ لکڑیاں چیری جا رہی تھیں۔ برما میں بہت سے ساحل دیکھے تھے۔ جہاں بڑی ساگون کی لکڑیاں تیار ہوتی ہیں اور تمام دنیا میں جاتی ہیں۔ مگر کھمبایت کے ساحل میں ہندوستان کا ساگون تیار ہوتا ہے۔ یہ برمی ساگون سے زیادہ مضبوط ہے مگر صفائی

اور خوبصورتی میں برمی ساگون کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سید واصل میاں باوجود لیڈر ہونے کے بہت اچھے تاجر بھی ہیں۔ حالانکہ میرا تجربہ یہ ہے کہ جس کو دنیا کا کوئی کام نہیں آتا وہ لیڈر بن جاتا ہے اور جس لیڈر میں تجارتی مادہ نہ ہو وہ ہمیشہ قومی فنڈ کی حفاظت اور دیانت داری میں قاصر رہتا ہے۔ بلکہ ڈاکوؤں سے بڑھکر مالی معاملات میں جرائم پیشہ بن جاتا ہے۔ دیانتدار لیڈر وہی ہوتے ہیں جو تجارتی مادہ رکھتے ہوں اور اپنی روزی ذاتی محنت سے کمانی جانتے ہوں۔ سید واصل میاں صاحب سالہا سال سے تجارت کرتے ہیں۔ اور مجھے ان کے ساتھ بہت پرانا تعلق ہے۔ اگرچہ وہ جرائم پیشہ لیڈروں کی رفاقت میں سالہا سال رہ چکے ہیں۔ تاہم ان پر جرائم پیشہ لیڈروں کی برائیوں کا اثر نہیں ہوا۔ اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ وہ سید ہیں اور تجارت پیشہ ہیں۔ اور دیانت دار ہیں۔

میں نے ان کے کارخانہ کو بہت غور سے دیکھا اور مشینوں کے بعض نقائص کو فوراً سمجھ لیا کہ مشینیں مکمل نہیں ہیں۔ بھاری لکڑیوں کو آدمی سنبھالتے ہیں اور ہر وقت خطرہ رہتا ہے کہ انسانوں کے ہاتھوں کو آرے سے نقصان پہونچ جائے۔ اگر مشین مکمل ہو تو اس کے پرزے بھاری لکڑیوں کو خود سنبھالیں اور انسان کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہ رہے۔

**میچ فیکٹری** سائل دیکھ کر معزالدین صاحب کا کارخانہ دیکھنے گیا جس کا ذکر کل لکھ چکا ہوں۔ یہ کارخانہ روزانہ چالیس ہزار گروس دیاسلائی کے تیار کرتا ہے اور چونکہ نواب صاحب کھمبائت نے اس کارخانہ کو بہت بڑی امداد دی ہے اس واسطے اس کا نام حسین یاور میچ فیکٹری رکھا گیا ہے مسٹر معزالدین موجود نہ تھے ان کے بڑے بھائی نے سارا کارخانہ دکھایا۔ جنھوں نے جاپان جاکر دیاسلائی بنانے کا کام سیکھا ہے۔ مجھے یہ کارخانہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ ایک اکیلا مسلمان بلاشرکت غیرے اتنا بڑا کام کر رہا ہے۔ جس میں ایک ہزار مزدور کام کرتے ہیں۔

**تجربہ** پرسوں مسٹر معزالدین سے میں نے کارخانہ کی مشکلات کو دریافت کیا۔ تو انھوں نے کہا کہ جب ناتجربہ کار یا ناواقف کار یا سفارش سے آئے ہوئے لوگوں پر کارخانہ کا کام چھوڑ دیا جائے تو ہمیشہ نقصان ہوتا ہے اور مشکلات پیش آتی ہیں۔ اور جب ان لوگوں کو جگہ دی جائے جن سے کسی قسم کی مروت نہ ہو اور ہر کام کو کارخانہ کا مالک خود دیکھے تو کبھی کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ میں نے اس تجربہ سے کئی یادداشتیں قلمبند کیں۔ تاکہ مجھے اپنے کاروبار میں اس تجربہ سے مدد ملے۔

**مسلم میچ فیکٹری** حسین یاور میچ فیکٹری کے برابر ہی ایک دوسرا کارخانہ بھی ہے جس کا نام مسلم میچ فیکٹری ہے۔ یہ بھی ایک سلیمانی بوہرہ صاحب کا کارخانہ ہے۔ جن کا نام مسلم ہے۔ یہ نوجوان دبلے پتلے اور بہت ہی مستعد اور محنتی معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے ان کی جسامت کو اپنی جسامت سے مشابہ دیکھا اور پھر ان کی محنت کا اندازہ کیا تو یہ معلوم ہوا گویا میں خود چھوٹے قد کا ہو گیا ہوں اور ایک دیاسلائی کا کارخانہ چلا رہا ہوں۔ اس واسطے میں نے سیٹھ مسلم کو حسن نظامی سمجھکر کارخانہ کی بعض اصلاحات کا مشورہ بھی دیا۔ اور ایک بڑی خوشی دل میں لے کر روانہ ہوا کہ کھمبائت کے مسلمانوں میں تجارتی اور صنعتی احساس بڑھ رہا ہے۔

**سید ابوطالبؒ کی درگاہ** کارخانوں کو دیکھ چکا تو سید ابوطالب صاحبؒ کی درگاہ دیکھنے گیا۔ یہ اسماعیلیہ فرقہ کی ایک جماعت کے پیشوا تھے۔ ان کی جماعت میں دو ہزار آدمی ہیں۔ عقیدہ شیعہ رکھتے ہیں لباس سفید۔ ڈاڑھیاں لمبی۔ مونچھیں کتری ہوئی۔ عمامے بندھے ہوئے۔

مزار کا گنبد بہت خوبصورت ہے۔ دروازہ اور کواڑ چاندی کے ہیں۔ اندر کٹہرا بھی چاندی کا ہے اور مزار کے اوپر بہت سے چاندی کے کٹورے زیبائش کے لئے لٹکے ہوئے ہیں۔ سرہانے

چراغ روشن ہے جو رات دن روشن رہتا ہے۔ اسمٰعیلی فرقہ کی اکثر درگاہوں میں رات دن چراغ روشن رہنے کا رواج ہے۔ کیونکہ اس فرقہ میں ہندو زیادہ شریک ہوتے ہیں ان کی مصلحت سے یہ چراغ مزارات پر رات دن روشن رکھے جاتے ہیں۔

درگاہ میں سید ابوطالب صاحب کی جماعت کے بہت سے آدمی موجود تھے۔ اور انہوں نے میری بہت خاطر کی اور مجھکو درگاہ کا تبرک بھی دیا۔ میں نے بھی اسلام کے ایک مبلغ اور داعی کے مزار پر نذر چڑھائی اور ان کے ابوطالب نام سے میرے دل میں خوشی بھی ہوئی۔

اس درگاہ میں چند سال ہوئے ڈاکہ ڈالا گیا تھا پانچ چھ مجاوروں کو ڈاکوؤں نے قتل کرکے درگاہ کا قیمتی سامان لوٹ لیا تھا جو بیس ہزار روپے کا تھا۔ جماعت نے اس ڈاکہ زنی کے بعد از سر نو یہ سب سامان تیار کیا ہے۔ حالانکہ اس جماعت میں صرف دو ہزار عورت مرد ہیں۔ مگر ان کو اپنے پیر سے ایسی محبت ہے کہ انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں درگاہ کو پھر ویسا ہی آراستہ کر دیا۔ میرے مرید ستر ہزار ہیں وہ بھی اگر ایسے ہی منظم ہو جائیں تو اسلام کے روضہ کو اس سے زیادہ آراستہ کرسکتے ہیں۔

**بالے شاہ کی درگاہ** سید ابوطالب صاحب کی درگاہ کے برابر اسمٰعیلیہ فرقہ کی ایک اور درگاہ بھی ہے جس کا نام بالے شاہ کی درگاہ ہے۔ یہ بھی سید تھے مگر ان کے مرید سب ہندو ہیں۔ اور یہاں بھی بہت کثرت سے زائرین آتے ہیں۔ چونکہ مجلس کا وقت قریب آگیا تھا اس واسطے میں بالے شاہ کی درگاہ میں نہ جاسکا۔

**مجلس** دس بجے نواب صاحب کے امام باڑہ میں آیا اور آخری مجلس میں شریک ہوا۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا بیان تھا۔ میر انیس صاحب نے ایسا عمدہ مرثیہ پڑھا کہ تمام مجلس مرغ بسمل بن گئی۔ اس کے بعد ماتم بھی بہت زور شور کا ہوا۔

**میر انیس میرے ہم جد تھے** روزانہ سید شبیر حسین صاحب انیس مجھ سے ملنے تشریف لایا کرتے ہیں۔ آج مجلس کے بعد آئے تو باتوں باتوں میں میں نے کہا کہ میرے دادا حضرت مولانا سید بدر الدین اسحٰقؒ نے ایسا فرمایا ہے۔ میر انیس چونک پڑے اور انہوں نے کہا کیا سید بدر الدین اسحٰق آپ کے دادا تھے؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ انہوں نے اپنی جیب سے نسب نامہ نکال کر دکھایا جس سے معلوم ہوا کہ وہ بھی حضرت مولانا سید بدر الدین اسحٰق کی نسل میں ہیں حضرت کے ایک پوتے سید فخر الدین صاحبؒ کو دہلی کے بادشاہ نے امروہہ کے قریب جاگیر دی تھی جو نوگانوں کے نام سے مشہور رہی ہے۔ حضرت اور ان کی اولاد اسی جگہ آباد ہو گئے اور بعد کی نسل نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا۔ چنانچہ میر انیس بھی اسی خاندان میں ہوئے۔ اور لکھنؤ میں سکونت اختیار کی۔

میں بیان نہیں کرسکتا کہ یہ حالات سنکر مجھے کس قدر خوشی ہوئی۔ جب مولانا شبلی مرحوم نے میر انیس اور مرزا دبیر کا موازنہ شائع کیا اور اس میں مرزا دبیر کو فوقیت دی تو مجھے اس سے اختلاف ہوا تھا۔ اگرچہ میں شاعری سے واقف نہیں ہوں لیکن میرا دل خود بخود میر انیس کی طرف کھنچتا تھا اور ان کو مرزا دبیر سے اعلیٰ مانتا تھا۔ آج اس کی وجہ معلوم ہوئی کہ یہ نسبی تعلق میرے دل پر اثر کرتا تھا۔ علمی کمالات ہمارے خاندان میں ہمیشہ سے رہے۔ حضرت مولانا سید بدر الدین اسحٰقؒ بھی بڑے عالم اور مصنف تھے۔

**مصری صاحب** آج تیسرے پہر حاجی صاحب مصری کھمبائت کے ایک بڑے مسلمان عہدہ دار کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ کھمبات کے رہنے والے ہیں۔ لیکن عرصہ سے قاہرہ (مصر) میں تجارت کے لئے چلے گئے تھے۔ اور ۱۹۱۱ء

ہیں میری ان سے قاہرہ میں ملاقات ہوئی تھی اور انھوں نے میری بہت خاطر کی تھی۔

آج تیسرے پہر احمد آبادی ڈپٹیشن واپس چلا گیا۔ جو مجھے لینے آیا تھا۔ نویں تاریخ کے جلوس رات بھر شہر میں پھرے مگر میں نہیں گیا۔ اور حکیم عبدالحی صاحب انصاری سے دواسازی کے مسئلہ پر بہت رات تک گفتگو کرتا رہا۔ ان کے والد ایشیا کے طبیب اعظم ہیں اور میں نے ان کو لقمان الملک کا خطاب بالکل موزوں دیا ہے۔ مگر حکیم عبدالحی صاحب علاوہ یونانی طب کی اعلیٰ قابلیت کے انگریزی طب کو بھی خوب جانتے ہیں اور دواسازی کے اصول کی تو اتنی قابلیت رکھتے ہیں کہ میں نے آج تک ہندوستان کے کسی ہندوستانی طبیب میں یہ لیاقت نہیں دیکھی۔

آج بھی رات کو خوب تیز ہوا چلتی رہی مگر پسینہ بھی رات بھر آتا رہا۔ یہ عجیب ہوا ہے جو بدن سے علیحدہ رہنا چاہتی ہے خیال کرتی ہوگی کہ محرم کے زمانہ میں سید کو ستانا ہی اچھا ہے۔ ممکن ہے اس ہوا کا تعلق کوفے ہو یا بنی امیہ سے۔

## ۱۰ محرم سنہ ۱۳۵۱ھ منگل

## ۱۷ مئی سنہ ۱۹۳۲ء کھمبایت

**مریخی دن** آج منگل کا عاشورہ ہے۔ اور منگل مریخ کا دن ہے اور مریخ خونریز اور خونخوار ستارہ مانا جاتا ہے لہٰذا آج کا کربلائی دن ساعت مریخ سے مل کر بہت زیادہ خونی بن گیا ہے۔

ساڑھے نو بجے بڑے امام باڑہ میں گیا۔ جہاں علم تیار تھے۔ دو گھوڑوں پر ذوالفقار کے علم بنائے گئے تھے۔ ایک گھوڑے پر سفید زین تھا جس پر سرخ نشان تھے۔

**محمد قلی خاں** آج امام باڑہ میں محمد قلی خاں صاحب کو بھی دیکھا۔ سانولا رنگ۔ خوب مضبوط جسم چوڑا سینہ۔ بڑی بڑی آنکھیں۔ بہت باوقار چہرہ۔

کھمبایت کے مرحوم نواب صاحب کے ہاں اولاد نہ تھی انہوں نے محمد قلی خاں کو گود لیکر تعلیم دلائی اور ولی عہد بنانا چاہا کہ خدا نے ان کو حسین یاور خاں بیٹا دیدیا۔ جو آجکل نواب ہیں۔ اس لئے محمد قلی خاں کو ایک بڑی جاگیر دیدی گئی۔

محمد قلی خاں کے ایک جوان لڑکے بھی ہیں۔ میں تو ان کو محمد قلی خاں کا بھائی تصور کرتا تھا۔ ان کا نام بھی حسین یاور خاں ہے۔ بہت خوبصورت ہیں۔ مگر رنگ سانولا ہے۔ گورا رنگ تو سوائے نواب حسین یاور خاں کے اور کسی کا نہیں ہے۔

مرزا محمد امین صاحب بھی اسی خاندان میں ہیں۔ ان کی عمر زیادہ ہے مگر چہرہ شیر کا سا ہے۔ آنکھیں غلافی اور مخمور اور موثر۔ مغل نسل کی ہیبت ان کی صورت سے ٹپکی پڑتی ہے۔

اسی خاندان کے ایک امیر فتح علی خاں بھی ہیں جو ریاست کے کسی عہدہ پر مامور ہیں۔ غرض یہ کہ امام باڑہ میں نواب صاحب کے سب قرابت دار سیاہ لباس میں موجود تھے۔ اور نواب صاحب بھی سیاہ لباس اور کھمبایت کی قدیمی طرز کی سیاہ پگڑی پہنے ہوئے تھے۔

**ننگے پاؤں** آج سب لوگ ننگے پاؤں ہیں۔ میں اس چیز کو ضروری نہیں سمجھتا۔ مگر یہاں کے رواج کے سبب میں نے بھی جوتیاں اتار دیں۔ اور جلوس میں آخر تک پابرہنہ رہا۔ سورج آگ برسا رہا تھا۔ زمین کی خاک چولہے کی بھوبل بنی ہوئی تھی۔ اور اس پر دو گھنٹہ تک ننگے پاؤں چلنا آسان نہ تھا۔ لیکن جب نواب صاحب جیسے نازنین آدمی نے اس تکلیف کو گوارا کر لیا تھا تو میں کس شمار و قطار میں تھا۔ میرا جسم تو آتش پروف بن چکا ہے۔

سڑک پر چھڑکاؤ اتنا زیادہ کیا گیا تھا کہ کیچڑ میں پاؤں پھسلتے تھے۔ اور آفتاب کی تپش سے وہ کیچڑ بھی گرم ہو رہی تھی۔

جلوس ساڑھے نو بجے روانہ ہوا تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے کربلا پہنچا۔ دو گھنٹہ تک پیدل چلنا پڑا۔ جلوس میں آگے علم تھے۔ ان کے بعد ماتم کی جماعت تھی۔ جو ماتم کرتی جاتی تھی۔ اس کے بعد نواب صاحب تھے جن کے دائیں رخ میں تھا اور بائیں رخ محمد قلی خاں اور ان کے لڑکے تھے۔ اور پشت پر سب اہلکار تھے۔ نربدا شنکر صاحب دیوان ریاست بھی میرے برابر تھے۔ مگر بڑھاپے کے سبب انہوں نے جوتی نہیں اتاری تھی۔

ہمارے پیچھے تعزیے تھے اور براق اور شیر کے مجسمے تھے۔ ایک شیر کا مجسمہ بہت بڑا اور نہایت ہیبت ناک تھا جس کو ہندو معتقد اٹھائے ہوئے تھے۔ ہزارہا ہندو عورت مرد جن میں کہیں کہیں مسلمان عورت مرد بھی نظر آتے تھے۔ سڑک کے دونوں طرف جمع تھے۔ مکانوں کی چھتوں پر اور راستوں پر آدمیوں کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ لاکھوں انسان اطراف سے آگئے تھے۔ گاؤں کی ہندو عورتیں بڑے شیر کے مجسمے کو دیکھکر ڈر کر بھاگتی تھیں تو مجمع میں ہلچل ہوجاتی تھی اور شبہ ہوتا تھا کہ شاید فساد ہو گیا۔ براق کے اوپر ایک لاکھ روپے کے جواہرات تھے۔ اس لئے اس کے

چاروں طرف ننگی تلواروں کا پہرہ تھا۔

نواب صاحب اپنے قافلہ میں سب سے اونچے معلوم ہوتے تھے۔ ان کا قد ہر ایک سے اونچا دکھائی دیتا تھا۔ حالانکہ وہ مجھ سے زیادہ لمبے نہیں ہیں۔ گورے رنگ پر ان کا کالا لباس بہت ہی کھلتا تھا۔ سڑک کے دونوں طرف ہزاروں ہندو مسلمان عورت مرد بچے بوڑھے نواب صاحب کو ہاتھ جوڑ جوڑ کر سلام کرتے تھے۔ اور وہ سب کو نہایت وقار کے ساتھ ہاتھ اٹھا اٹھا کر جواب دیتے چلتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے ان کی رعایا ان سے بہت ہی زیادہ محبت کرتی ہے۔ خصوصاً ہندو ان کے بہت زیادہ گرویدہ ہیں۔

**کربلا سے واپسی** ساڑھے گیارہ بجے کربلا پہنچے اور وہاں سے موٹر میں بیٹھکر نواب صاحب بھی اور میں بھی اپنے رفیقوں کے ساتھ قیام گاہ پر واپس آگئے۔

پھر شام کو چھ بجے نواب صاحب نے رخصتی ملاقات کے لئے بلایا اور میں دیر تک ان کے پاس رہا۔ بعد مغرب سید عادل میاں صاحب کے مکان پر گیا۔ جہاں بیعت ہونے کے لئے بہت سی عورتیں جمع ہوئی تھیں۔ ان سب کو بیعت کرکے واپس آیا۔ آج صبح غلام محی الدین خاں صاحب بابی کے مکان پر بھی گیا تھا۔ اور ان کی لڑکی نے بیعت بھی کی تھی۔ غلام محی الدین خاں صاحب کو سانپ کا زہر اتار دینے کا عمل آتا ہے۔ اب تک اکثر بیمار اچھے ہو چکے ہیں۔ جن کی زندگی کی امید نہیں رہی تھی۔ اگر سانپ کے کاٹے ہوئے مریض کے حلق سے پانی اتر سکتا ہو تو وہ ان کے عمل سے پانچ منٹ کے اندر اچھا ہو جاتا ہے۔

خاں صاحب نے مجھ کو بھی اپنا شاگرد بنایا اور میں نے ان سے یہ راز کا عمل سیکھا۔ ان کے چھوٹے بھائی نواب صاحب کے پولٹیکل سکرٹری میرے مرید ہیں اور یہ بڑے بھائی آج میرے استاد ہو گئے۔

قمرالدین صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس کھمبائت کے اعلیٰ انتظام کو آج کے جلوس میں دیکھا۔ انگریزی علاقہ میں پولس افسر انتظام کے وقت پبلک کو پریشان کر دیتے ہیں۔ ان کے انتظام میں یہ خوبی ہے کہ ہر شخص خوش رہتا ہے اور نظم میں کسی قسم کی خرابی نہیں ہونے پاتی۔

آج رات کو بھی بہت لوگ ملنے آتے رہے۔ کیونکہ صبح چھ بجے روانگی مقرر ہوئی ہے۔ آج بھی تیز ہوا چلتی رہی مگر بدن کو نہیں لگی۔ رات بھر گرمی کی تکلیف رہی اور پسینہ آتا رہا۔ صبح چار بجے سے میاں عزیز بیدار ہوئے اور انہوں نے روانگی کا انتظام کیا۔ بدر ساحتی نظامی بھی میرے تحریری کاموں کا انتظام رکھتے ہیں۔

کھمبائت میں مسلمان کپڑا بننے کا کام کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ کی بنی ہوئی ریشمی لنگیاں مدراس میں استعمال کی جاتی ہیں۔ کاریگر مسلمان ہیں۔ بیوپاری ہندو ہیں۔ مسلمانوں کو بیس پچیس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہیں ہوتی۔ میں یہاں تین دن ٹھیرا اور روزانہ رات دن پرانے مرید بھی ملنے آتے رہے۔ اور نئے آدمیوں نے بھی بیعتیں کیں۔ میں کھمبائت کو گرمی کے موسم میں آنے کے قابل نہیں سمجھتا۔ کیونکہ یہاں باوجود ساحل ہونے کے بہت گرمی ہوتی ہے۔

**ڈاکٹر صاحب** نواب صاحب نے ایک ہندو ڈاکٹر صاحب کو مہماندار مقرر کیا ہے۔ جو نہایت خلیق اور بہت منتظم اور مہمان نواز آدمی ہیں اور سب کام کرنے والے بھی انہوں نے سلیقہ مند اور محنتی اور اطاعت گزار مقرر کئے ہیں۔

**حاجی قربتی شاہ** احمد آباد سے حاجی علی میاں قربتی شاہ نظامی بھی مجھ سے ملنے آئے ہیں اور میرے ساتھ ہی آنند اور بڑودہ جا رہے ہیں۔

## ۱۱ محرم ۱۳۵۱ ہجری - بدھ
## ۱۸ مئی ۱۹۳۲ء - سفر دہلی

**نور کا تڑکا** دہلی میں پونے چھ بجے سورج نکل آتا ہے۔ کھمبایت میں ساڑھے پانچ بجے کوٹھی سے روانہ ہوا - تو سڑکوں پر اندھیرا تھا۔ رات معلوم ہوتی تھی۔ شاید وقت نے بھی ماتمی کپڑے پہنے تھے۔ اسٹیشن پر آیا تو نواب صاحب کے پولیٹیکل سکرٹری فیض محمد خاں نظامی اور ایڈی کانگ دلاور خاں اور میرے استاد غلام محی الدین خاں اور سپرنٹنڈنٹ پولیس قمر الدین صاحب اور قدیم و جدید اخوان طریقت اور عبد الرحیم صاحب وغیرہ بہت سے حضرات جمع تھے۔ چھ بجے گاڑی کھمبایت سے رخصت ہوئی اور میں نے محبت کرنے والوں کے چہروں کو بہت غور سے دیکھا۔

حکیم عبد الحی صاحب انصاری اور بدر راحتی نظامی اور جمالی صاحب اور عزیز محمود خاں حسن پوری میرے ساتھ ہیں۔ راستہ کے اسٹیشنوں پر بھی مسلمان ملنے آتے رہے۔

ساڑھے آٹھ بجے گاڑی انند جنکشن پر پہنچی۔ جہاں عبد القادر صاحب بہت سے مسلمانوں کے ساتھ استقبال کے لئے موجود تھے۔ میں نے اسباب اسٹیشن پر رکھوا دیا اور پھر مولوی غلام نبی صاحب کا یتیم خانہ دیکھنے گیا۔ مدرسہ کی عمارت بھی دیکھی۔ مسجد بھی دیکھی اور وہ جگہ بھی دیکھی جہاں بورڈنگ بنایا جا رہا ہے۔ اور جس کی چھتیں پٹنی باقی ہیں۔ اس مدرسہ میں قرآن مجید کی تعلیم ہوتی ہے اور چند بچے گجراتی بھی پڑھتے ہیں۔ دو طالب علم شرح وقایہ بھی پڑھ رہے تھے۔ ہزارہ کے ایک مولوی صاحب پڑھا رہے تھے جو بہت اچھی تقریر کرتے ہیں۔ میں نے کچھ دیر بیٹھ کر ان کے طرز تعلیم کو سنا۔

اس یتیم خانہ کی اور مدرسہ کی انند میں بڑی ضرورت تھی۔ کیونکہ عیسائیوں اور آریوں کے یہاں بڑے بڑے مشن کام کر رہے ہیں۔ مگر یہاں کی صفائی اور طرز رہائش کے بعض حصے مجھے قابل اصلاح معلوم ہوئے۔

**جلسہ** مدرسہ سے رخصت ہوکر عبد القادر صاحب کے مکان پر آیا جہاں انند کے اور بیرونجات کے بہت سے ہندو مسلمان جمع تھے۔ انند میں جو آریہ سماجی لیڈر رہتے ہیں وہ بھی آئے تھے۔ اور چند ممتاز ہندو بھی آئے تھے۔ احمد آباد سے بھی بریمی نظامی اور سردار خاں حسنی نظامی اور سیٹھ لا صاحب اور چھوٹو میاں مرادی نظامی آئے ہیں۔ چکودہرہ سے سکندر شاہ نظامی بھی آئے ہیں اور ایک تحصیلدار صاحب بھی آئے ہیں۔ نورانی ڈاڑھی کے ایک قاضی صاحب بھی آئے ہیں۔ دور تک میزیں اور کرسیاں بچھائی گئی ہیں۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو مجھ سے تحصیلدار صاحب نے لِقائے رَبّ کا سوال کیا اور میں نے اسی عنوان پر ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ جس کا مجھے بھی لطف آیا۔ آخر میں عبد القادر صاحب نے بھی ایک نہایت برجستہ تقریر کی۔ ان کی آواز بہت بلند اور کڑا کے دار ہے کانوں میں پھیلتی ہوئی دل تک پہنچ جاتی ہے۔ تقریر کے بعد عبد القادر صاحب نے سب لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور ساڑھے بارہ بجے انند سے بڑودہ کی طرف روانہ ہوا۔ بریمی اور حسنی شاہ احمد آباد چلے گئے۔ بڑودہ سے غفور بھائی نظامی۔ سید اوصاف حسین بی۔ اے کے ساتھ کئی اسٹیشن آگے استقبال کرنے آئے۔ "لقائے رب" والے تحصیلدار بھی میرے درجہ میں ہیں۔ تین بجے کے قریب گاڑی بڑودہ پہنچی۔ یہاں پھر بہت سے بھائی اور احباب جمع تھے۔ حکیم عبد الحی صاحب انصاری اور جمالی صاحب انند سے احمد آباد چلے گئے تھے۔ میں بڑودہ میں سردار دھینگو میاں کے مکان پر ٹھہرا۔ سردار سلیمان میاں صاحب کی دلچسپ باتیں سنیں۔ آج انھوں نے کہا۔ قاضی سے نکاح پڑھوانا بدعت

ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ؐ کے زمانہ میں قاضی نہیں ہوتے تھے۔ مجھے یہ بات سنکر بہت لطف آیا۔ اگر اس وقت کوئی مولوی صاحب موجود ہوتے جو بات بات میں بدعت بدعت کے نعرے لگایا کرتے ہیں تو میں اُن سے کہتا لو آؤ۔ سلیمان میاں کو جواب دو۔

سلیمان میاں صاحب نے کہا۔ میرا سارا گھر آپ کا مرید ہے۔ آج مجھے بھی نظامیہ سلسلہ میں شریک کر لیجے۔ میں نے ان کو بھی مرید کر لیا۔ اس کے بعد اور بھی متعدد لوگوں نے بیعت کی۔

**چمڑہ کا کارخانہ** عصر کے بعد احمد خاں نظامی ملنے آئے اور انھوں نے مرثیے سنائے۔ پھر چند احباب کے ساتھ محمد ابو صالح نظامی کے کارخانہ میں گیا جہاں شیروں۔ چیتوں۔ مگرمچھوں وغیرہ شکار شدہ جانوروں کے چمڑے رنگا کئے جاتے ہیں۔ عدن کے رہنے والے دو عرب جوان بھی موجود تھے جو یہاں کام سیکھنے آئے ہیں۔

مجھے محمد ابو صالح نظامی کے اس صنعتی کام کو دیکھنے سے بہت خوشی ہوئی۔ اگر فرصت ہوتی تو میں بھی ابو صالح کا شاگرد ہو جاتا۔ اور چمڑہ رنگنا سیکھتا اور پہلے اپنے جسم کے چمڑہ کو رنگ کر گورا بناتا۔ اور اس کے بعد ایک اٹھارہ برس کی یورپین لڑکی سے شادی کرتا اور شوکت علی صاحب سے کہتا کہ دیکھو میاں! میری شادی بے جوڑ نہیں ہے۔ میں بھی گورا اور میری بیاہنے والی بھی گوری۔ تمہاری طرح سے میں کالا دیو نہیں ہوں اور اگر وہ کہتے کہ جس طرح بمبئی کے اخبار خلافت میں میں نے تیرے خلاف بہت کچھ لکھا ہے اور مختلف فرضی ناموں سے مضامین شائع کئے ہیں اگر تو چھیڑ خانی سے باز نہیں آئے گا تو میرا اخبار ہمیشہ تیرے ہی خلاف مضامین لکھتا رہے گا۔ تو میں کہہ دوں گا۔ آپ کو بمبئی کے موجودہ خونی فساد سے فرصت ہو جائے تب آپ اپنے اخبار کو میری طرف متوجہ کر دیجئے گا کیونکہ میں جب تک دم میں دم ہے۔ برابر چھیڑ خانی کرتا رہونگا

غالب نے کہہ دیا ہے۔

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسدؔ

اور چونکہ آپ کی موجودہ بیوی خوبصورت ہے اور ابھی شادی ہوئی ہے اس واسطے آپ جیسے دولہا کو چھیڑنا تو شادی کی خوشی میں شامل ہے۔

**نمائش** کارخانہ دیکھکر بڑودہ کی نمائش دیکھنے گیا۔ جہاں گجرات اور ہندوستان کی بنی ہوئی بہت سی عمدہ چیزیں جمع تھیں۔ مجھے یہ نمائش دیکھ کر بہت سی نئی مصنوعات ملک کا حال معلوم ہوا جو اس سے پہلے معلوم نہ تھا میں نے کچھ خریدا بھی۔ ایک دکان پر طبی کمپنی دہلی کی دوائیں بھی رکھی دیکھیں۔ ان کا پیکنگ بھی اعلیٰ درجہ کی پیکنگ شدہ اشیاء کا مقابلہ کر رہا تھا۔ مغرب کی نماز دھیکو میاں کے مکان پر جماعت سے پڑھی۔ پنجاب کے ایک فوجی افسر ملنے آئے تھے جو ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی ہیں اور بڑودہ میں فوجی افسر ہیں۔ گوہر علی صاحب بھی چند احباب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ انہوں نے چین و جاپان کے حالات سنائے۔ وہاں کے مسلمانوں کی کیفیت مجھے بہت دلچسپ معلوم ہوئی جن کو انہوں نے عید کے دن دعوت دی تھی۔ بڑودہ میں ان کی دوائیں بہت مقبول ہیں۔

**قوالی** بعض اخوان طریقت نے خواہش کی کہ احمد خاں نظامی کا گانا سنئے۔ میں نے کہا۔ محرم کے سوم سے پہلے گانا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ پھر خیال آیا کہ میں تو اس گانے سے بھی وہی کیفیت حاصل کرتا ہوں جو حضرت امام حسین ؑ کے غم سے حاصل ہوتی ہے۔ اس واسطے اجازت دے دی اور گیارہ بجے تک بہت عمدہ قوالی ہوئی۔ اس کے بعد سو گیا۔

نزلہ کی وجہ سے ساری رات بے چین رہا۔ کھمبایت میں جیسا آرام اٹھایا تھا اسکا بدلہ ملنا ضروری تھا۔

## ۱۲ محرم ۱۳۵۱ ہجری جمعرات
## ۱۹ مئی ۱۹۳۲ء - سفر دہلی

**بڑودہ سے کوچ** صبح ساڑھے پانچ بجے دھینگو میاں کے مکان سے رخصت ہوا۔ راستہ میں سڑکوں پر بہت اندھیرا تھا۔ بڑودہ کے روشنی والے بھی نئی دہلی کے روشنی والوں کے بھائی ہیں۔ کفایت شعاری کے لئے پانچ بجے سے اندھیرا کر دیتے ہیں۔ سڑکوں پر موٹریں ٹکرائیں اور پبلک کو نقصان پہنچے۔ ان کی جوتی کی نوک سے۔ پلیٹ فارم پر جا کر صبح کی نماز جماعت سے پڑھی۔

**حاجی قربتی شاہ نظامی** گجرات اور کاٹھیاوار کے خلیفہ حاجی علی میاں قربتی شاہ نظامی بھی احمد آباد سے کھمبایت آ گئے تھے اور کھمبایت سے بڑودہ تک ساتھ آئے ہیں اور اب بڑودہ سے گودھرہ تک ساتھ جائیں گے۔ چھوٹو میاں مرادی نظامی بھی احمد آباد سے آئے ہوئے ہیں۔ گودھرہ تک ساتھ رہیں گے۔ اور بدر راحتی نظامی بھی گودھرہ تک ساتھ دیں گے۔ انھوں نے تو اس سفر میں سب بال بچوں کو چھوڑ کر میری رفاقت کا حق ادا کیا اور رات دن ساتھ رہے۔ اگر میں کانگریس میں ہوتا اور کانگریس کے ذریعہ ہندوستان کا بادشاہ ہو جاتا تو یہ میرے چیف سکرٹری ہوتے۔ اور اگر یہ بادشاہ ہوتے تو میں ان کا چیف سکرٹری ہوتا۔ مگر ایسا سکرٹری کہ جب بادشاہ سلامت مجھ سے گجراتی زبان میں پوچھتے۔

"شوں چھے" (کیا ہے)

"کیم چھو" (کیسے ہو)

تو میں جواب دیتا "آ منے شی کھبر" (مجھے کیا خبر)

بڑودہ سے رخصت ہوا تو سردار دھینگو میاں نظامی اور سردار سلیمان میاں نظامی اور غفور بھائی نظامی اور عابد حسین صاحب اور صالح محمد نظامی اور محمد ابو صالح نظامی اور دوسرے سب اخوان طریقت اور احباب ریل پر جمع تھے۔ گلاب خاں نظامی اکسائز انسپکٹر بھی تھے جنھوں نے کل رات کو بیعت کی تھی اور جو سید ذاکر علی نظامی سب رجسٹرار کے ذریعہ ہمیشہ میرے کاموں کی تائید کرتے رہتے تھے۔

گودھرہ کے سفر میں حسب ذیل اخوان میرے ساتھ ہیں۔ حاجی قربتی شاہ نظامی۔ بدر راحتی نظامی۔ چھوٹو میاں مرادی نظامی۔ سردار دھینگو میاں نظامی۔ صوبہ میاں نظامی۔ سردار احمد حسین نظامی وغیرہ۔

**آرام** ساڑھے چھ بجے بڑودہ سے گاڑی روانہ ہوئی اور میں سو گیا۔ سردار دھینگو میاں نظامی پاؤں دباتے رہے۔ یہ مزے ہیں پیری کے۔

**گودھرہ کا استقبال** ساڑھے آٹھ بجے گاڑی گودھرہ اسٹیشن پر پہنچی۔ تمام پلیٹ فارم مسلمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ جن کے پیغام رساں رات سے بڑودہ میں آئے ہوئے تھے اور اصرار کر رہے تھے کہ آپ کو گودھرہ میں ٹھہرنا چاہئے۔ لیکن مجھے دہلی جانے کی جلدی تھی۔ اور زکام کی تکلیف بھی تھی اس واسطے میں نے گودھرہ والوں کو نہ ٹھہر سکنے کا تار دے دیا تھا۔ اب گودھرہ آیا تو اخوان طریقت گاڑی پر ٹوٹ پڑے اور انھوں نے جبرًا میرا اسباب اتار لیا اور ایسے نعرے لگائے کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ میں نے بھی حکمت عملی سے کام لیا اور گاڑی میں کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی۔ سب لوگ خاموش ہو گئے اور میری تقریر سننے لگے۔ اس وقفہ سے فائدہ اٹھا کر احمد آبادی مریدوں نے میرا اسباب چپکے چپکے پھر گاڑی میں رکھ دیا۔ میں نے گودھرہ والوں سے وعدہ کیا کہ مانگرول جاتے وقت تمہارے ہاں آؤں گا اور ٹھہروں گا اور اب احمد آبادی بھائیوں کو

اپنا قائم مقام بنا کر تمہارے پاس چھوڑتا ہوں۔ محمد صادق نظامی گھڑی ساز اور سید حیدر علی نظامی اور مرزا حسین بیگ وغیرہ احباب اس جماعت کے منتظم تھے جو استقبال کے لئے آئی تھی۔ اور پھولوں کے بہت سے ہار اور گلدستے بھی لائی تھی۔ اس مجمع میں ہر عقیدہ کے مسلمان موجود تھے۔ دیوبندی بھی تھے اور داؤدی جماعت کے بوہرے بھی تھے۔ گودھرہ کے عمائد اور بڑے بڑے آدمی میری گاڑی میں آگئے اور کئی اسٹیشن تک ساتھ رہے۔

**دوحد** گودھرہ کے عبداللہ بھگت صاحب مجسٹریٹ دوحد تک ساتھ رہے۔ اورنگ زیب بادشاہ دوحد میں پیدا ہوا تھا جہاں اس کی نال گڑی ہوئی ہے اور ایک یادگار بھی بنی ہوئی ہے۔ یہاں گجرات اور دہلی کی سلطنتوں کی سرحدیں ملتی تھیں اسواسطے اس مقام کو دوحد کہتے ہیں۔ اسی کے قریب گجرات کا مشہور قلعہ چاپانیر بھی ہے جس کو سلطان محمود بیگڑے نے فتح کیا تھا۔ اور اس کو بیگڑہ اسی واسطے کہتے ہیں کہ جوناگڑھ اور چاپانیر کے دو گڑھ (قلعے) فتح کرنے والا تھا۔

**حشیشین** راستہ میں پہلے سردار دھینگو میاں کی بیوی کا پکا یا ہوا کھانا کھایا۔ اس کے بعد مرزا محمد سعید صاحب ایم۔ اے کی بیوی اور سید محمد علی صاحب مرحوم کی لڑکی اور سر سید احمد خاں مرحوم کی پوتی کی ترجمہ کی ہوئی کتاب "حشیشین" شروع سے آخر تک پڑھی۔ سر سنہری شارپ کی لکھی ہوئی ہے۔ ترجمہ بہت عمدہ اور صاف ہے۔ مگر کتاب کا مضمون مجھے پسند نہیں آیا۔ حسن بن صباح کو بدنام کرنے کے لئے سب قوموں نے جھوٹی کتابیں لکھی ہیں۔ میرے معنوی استاد مولانا شرر نے بھی فردوس بریں ناول لکھ کر اس بہتان میں اضافہ کیا تھا۔ ایسے ہی سر سنہری شارپ نے بھی یہ مہمل اور بے نتیجہ کتاب لکھی ہے۔ البتہ میں فاطمہ بیگم کی تعریف کرونگا کہ انہوں نے ترجمہ کے لئے بہت اچھا انتخاب کیا۔ کیونکہ انگریزی کا جھوٹ اس کتاب سے خوب ظاہر ہوتا ہے۔

**دربار اکبری** جب کتاب حشیشین ختم کر لی تو رات کے بارہ بجے تک "دربار اکبری" کتاب پڑھی۔ ملا عبدالقادر بدایونی اور ابوالفضل کے حالات پڑھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ ملا عبدالقادر کے حالات مولانا آزاد نے لکھے ہیں اور ابوالفضل کے حالات کسی اور نے لکھے ہیں۔ کیونکہ دونوں کی عبارتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مجھ پر یہ اثر ہوا کہ اکبر بادشاہ مجھ سے ایک کم پچاس حصے زیادہ کام کرنے والا تھا۔ وہ دن کو شہنشاہی کرتا تھا اور رات کو تصنیف و تالیف۔ اس نے اپنے سب گورنروں کو بھی مصنف اور مؤلف اور مترجم بنا دیا تھا۔ اور روزانہ رات کو بڑے بڑے ہندو مسلمان امیروں کو تصنیف و تالیف کا کام تقسیم کیا جاتا تھا۔ لوگ کہتے ہیں وہ جاہل تھا مگر وہ دوسروں کی تصنیف و تالیف اور ترجمہ پر ایسی عمدہ تنقید کرتا تھا کہ بڑے بڑے عالم و فاضل بھی حیران رہ جاتے تھے۔

بارہ بجے سویا اور صبح پانچ بجے بیدار ہوا۔ گاڑی فریدآباد کے قریب تھی۔ دہلی کی ہوائیں آنے لگیں اور مجھ کو گھر کی یاد دلانے لگیں۔ جمعرات کو گھر سے روانہ ہوا تھا اور جمعہ کی صبح کو گھر پہنچا۔ گویا یہ سفر آٹھ دن رہا۔

## ۱۳ محرم سنہ ۱۳۵۱ ہجری جمعہ
## ۲۰ مئی سنہ ۱۹۳۲ء۔ دہلی۔

**سوم ختم** محرم کے سوم کی رات ختم ہوئی تو صبح چھ بجے دہلی کے اسٹیشن پر پہنچا۔ ملا واحدی صاحب اور مصری عشقی نظامی اور سید ابن عربی اور غزالی خاں اسٹیشن پر موجود تھے۔ ان کے ساتھ گھر میں آیا۔ حور بانو کو دیکھا جو بہت بیمار ہو کر سسرال سے میرے ہاں آئی ہیں۔ حسین اسکول گئے

ہوئے تھے۔ حسن جرنیل ابوطالب موٹر تک استقبال کے لئے آیا اور میں نے اسکو گود میں لیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اور مسکرا کر میری عینک اتارنے کی کوشش کی۔ ایسا معلوم ہوا کہ مجنوں کے چہرہ پر لیلے نے محبت سے ہاتھ رکھ دیا اور مجنوں نے سارا نجد اس کو بخش دیا۔

گھر میں آکر غسل کیا۔ نزلہ کی دوا پی۔ پھر آٹھ دن کی ڈاک پڑھی۔ ضروری خطوط کے جواب لکھے۔ اور تین بجے تک دفتر کا کام کیا۔ جمعہ کی نماز کے لئے درگاہ شریف میں گیا۔ نماز کے بعد روضہ شریف کا فرش دیکھا جس کی ابھی تعمیر ہوئی ہے۔ پالش صاف نہیں ہوئی ہے۔ معماروں کو تاکید کی کہ تم کو اجرت اسی وقت دوں گا کہ پالش درست ہو جائے۔

اس کے بعد دہلی گیا۔ واحدی صاحب کے ہاں کچھ دیر کام کیا پھر چھاپہ خانہ میں گیا۔ پھر گورنمنٹ ہائی اسکول دہلی کے ہیڈ ماسٹر صاحب کی پارٹی میں شریک ہوا جو ان کو لاہور کے ایک صاحب نے دی تھی۔ واحدی صاحب بھی میرے ساتھ گئے تھے۔ اور بھی ہندو مسلمان عمائد جمع ہوئے تھے۔

مغرب سے پہلے گھر میں واپس آگیا۔ رات کو دس بجے تک امانت کے اخبار پڑھے۔ پھر سو گیا۔ چار بجے اٹھ کر کام شروع کیا۔

نبی بخش نظامی سلیمانی اور بدار بخش ملنے آئے تھے۔

رات کو آٹھ بجے بستی میں سید قاسم علی کے مکان میں آگ لگی۔ بہت نقصان ہوا۔ چھپر بڑی خطرناک چیز ہے۔

فتحپور میں تبلیغ کانفرنس کا جو اجلاس ہونے والا تھا آج اطلاع آئی کہ وہ گرمی کے سبب ملتوی ہو گیا۔ اگست میں ہوگا۔ مجھے اس اطلاع سے بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ میں ابھی سفر کر کے آیا ہوں اور پھر اس گرمی میں دوسرا سفر کرنا مجھ کو بہت ہی دشوار معلوم ہوتا تھا۔

## ۱۴ محرم ۱۳۵۱ھ شنبہ
## ۲۱ مئی ۱۹۳۲ء دہلی

**حضور نظام کی مردم شناسی** اعلیٰ حضرت حضور نظام کے بہت سے اوصاف عام انسانوں سے اعلیٰ معلوم ہوتے ہیں۔ بالخصوص انکی مردم شناسی کی قوت اکثر بادشاہوں سے برتر ہے۔

چنانچہ اخباروں میں شائع ہوا ہے کہ ابھی حال میں ولایت جانے سے پہلے نواب قاضی سر عزیز الدین احمد وزیر اعظم دتیا حیدر آباد گئے تو حضور نظام نے ان کو اجازت دی کہ وہ اپنی موٹر کنگ کوٹھی کے اندر تک لا سکتے ہیں۔ حالانکہ یہ شرف آجتک ان امرا کو بھی حاصل نہیں ہوا تھا جو دتیا ریاست سے چوگنی بڑی بڑی ریاستوں کے مالک ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے جلال الدین اکبر کی طرح قاضی صاحب کے ذاتی جوہروں کو پہچان کر یہ شرف عطا فرمایا اور تاریخ میں اپنی مردم شناسی کی ایک مثال قائم کر دی۔

**بشری غلطی** لیکن حضور نظام بشر ہیں اور بشر غلطیاں بھی کرتا ہے۔ لکھنؤ میں انھوں نے پچیس ہزار روپے جن لوگوں کے ذریعہ تقسیم کرائے وہ پبلک کی ضرورت سے ایسے ہی ناواقف تھے جیسے آجکل بعض انگریز افسر ناواقف ہوتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ روپیہ ان لوگوں کو بانٹ دیا جو اس تقسیم کے زیادہ ضرورت مند یا زیادہ حقدار نہ تھے۔ جن کو دینے سے ہندو مسلم پبلک خوش ہوتی اور جو زیادہ ضرورتمند بھی تھے۔ ان کا خیال نہیں کیا گیا۔ اور جب اخباروں نے اس غلط تقسیم پر اعتراض کیا تو ممبران کمیٹی کی بزدلی دیکھئے کہ انھوں نے سارا الزام حضور نظام پر رکھدیا۔ تاکہ ممبران کمیٹی کو کوئی برا نہ کہے۔

روزنامچہ — نزلہ اب بہت بڑھ گیا ہے۔ سر میں درد ہے۔ اعضا شکنی ہے۔ مگر میں نے کام قضا نہیں کیا۔ تین بجے تک دفتر میں رہا۔ اس کے بعد دہلی گیا۔ اگرچہ آج ہفتہ کی دعوت واحدی صاحب کے لڑکے علی مقتدی کی علالت کی وجہ سے ملتوی ہو گئی تھی۔ تاہم میں نے اپنی وضع قائم رکھی اور ہفتہ کو واحدی صاحب کے ہاں گیا۔ اور ڈاکٹر محمد عمر صاحب سے اپنے لئے دوا بھی لایا۔

رات کو تین بجے نہایت شدید بخار شروع ہوا۔ میں نے وقت گذارنے کے خیال سے لکھنا شروع کیا۔ آٹھ صفحے لکھے تھے کہ غشی طاری ہو گئی اور مجبورا لیٹ گیا۔

## ۱۵ محرم سنہ ۱۳۵۱ھ اتوار
## ۲۲ مئی سنہ ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**تکلیف کا دن** — پچھلی رات سے جو بخار شروع ہوا تھا وہ دن کے تین بجے تک رہا۔ تمام جسم بیقرار ہے۔ دماغ پر نزلہ کے زہر نے قبضہ کر لیا ہے اس لئے حواس درست نہیں ہیں۔ اعصاب وجد میں ہیں۔ اس واسطے ہاتھ پاؤں پلنگ کی پٹیوں پر مارتا ہوں۔ رحمہ اور خواجہ بانو نے پلنگ کے چاروں طرف تکیے رکھدئے ہیں تاکہ چوٹ نہ لگے۔ اغلافی بانو نظامی اور ہوا کرتیا اور اللہ راضی بھی خدمت میں مصروف ہیں۔ ڈاکٹر محمد عمر صاحب نے دوا بھیجی جس سے تین بجے بخار اترا۔ اور میں نے فورا غسل کیا۔ سب کہتے تھے نہانا مہلک ہے۔ میں کہتا تھا ہر چیز پانی سے زندہ ہوتی ہے۔ خصوصاً گرمی کے موسم میں اور یہی ہوا کہ غسل نے مجھے زندہ کر دیا۔ اور چار بجے میں سب بچوں کے ساتھ تفریح کے لئے دہلی گیا اور سینما دیکھا۔ نو بجے رات کو واپس آیا۔ آج دن بھر بہت آدمی ملنے آئے مگر میں کسی سے نہیں مل سکا۔ البتہ رات کو کنور اپ جیت سنگھ صاحب

## ۱۶ محرم سنہ ۱۳۵۱ ہجری۔ دوشنبہ
## ۲۳ مئی سنہ ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**تار کے ذریعہ بیعت** — چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت رضوان کے دن حضرت عثمان رضی کی غائبانہ بیعت قبول فرمائی تھی اسواسطے میں بھی لوگوں کی آسانی کیلئے خط کے ذریعہ بیعت کر لیتا ہوں۔ قدامت پرست مشائخ اس پر اعتراض بھی کرتے ہیں مگر میں اَلدِّینُ یُسْرٌ (دین آسان ہے) پر عمل کرتا ہوں اور اعتراضوں کی پروا نہیں کرتا۔

ایک دفعہ جنوبی افریقہ سے تار کے ذریعہ بیعت کی درخواست آئی تو میں نے تار کے ذریعہ مرید کر لیا۔ اسی طرح آج بھی مدراس سے ایک تار آیا جس میں محمد علی ابن افسر الدولہ نے بیعت کی درخواست کی تھی۔ میں نے اس درخواست کو بھی تار کے ذریعہ قبول کیا اور شجرہ اور سند مریدی ڈاک کے ذریعہ بھیجدی۔

**روزنامچہ** — آج خدا کے فضل سے میری صحت بالکل اچھی ہے اور میں نے دن بھر عید میلاد کمیٹی دہلی کے نئے لٹریچر تیار کرنے کا کام کیا۔ ڈاکٹر محمد عمر صاحب نے دہلی جانے یا باہر جانے میں پھرنے کی ممانعت کی تھی اس لئے کہیں نہیں گیا۔ حلق اور سینہ میں بہت تکلیف ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زخم ہو گئے ہیں۔ مگر ہاتھ اور دماغ ہر تکلیف سے محفوظ ہیں۔ رات بھی آرام سے گزری۔

**عید میلاد کے لٹریچر کی قدر دانی** — ہز ہائی نس سر سلطان چترال اور ہز ہائی نس نواب صاحب بہاولپور اور ہز ہائی نس نواب صاحب کھمبایت اور نواب یمین الدولہ صدیق الزماں بہادر نے عید میلاد کے لٹریچر کی سرپرستی قبول کر لی ہے۔ نواب صاحب بہاولپور کے پرائیوٹ سکرٹری خود تشریف لائے تھے کہ لٹریچر بہاولپور لیجائیں اگر اس ذریعہ سے سب اسلامی حکمران اور مسلمان پبلک دائرہ تنظیم میں آجائے تو کتنا بڑا کام ہو۔ خدا نے چاہا ایسا ہی ہوگا۔

# واحدی صاحب کا خضاب

سفید روئی کے گالا جیسے بالوں کو سیاہ کر لینا اور ضعیفی کی عمر میں بھی جوان بنے رہنا اچھا ہو یا برا۔ لیکن بہت سی مجبوریوں کی وجہ سے ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں جوانوں کی قدر اور بوڑھوں کی بے وقعتی لاکھوں آدمیوں کو اس بات پر مجبور کر دیتی ہے کہ اگر ان کے قویٰ اچھے ہوں تو خواہ مخواہ بھی صرف بالوں کے سفید ہو جانے کی وجہ سے حکام کی نظروں میں ذلیل نہ ہو جائیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عین جوانی ہی میں کسی اتفاقی سبب کی بدولت بال سفید ہو جاتے ہیں اور چونکہ طبیعت میں عمر کے لحاظ سے امنگ اور جوش موجود ہوتا ہے۔ اس لئے یہ سفید بال بہت اوپری اوپری سے معلوم ہوتے ہیں اور حقیقتہً وبال جان ہو جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں جب انسان خضاب کے استعمال پر مجبور ہو جاتا ہے تو اب اسے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ خضاب کی لاتعداد قسموں میں سے جن کے اشتہارات دن اس کی نظر سے گزرتے رہتے ہیں۔ کون سے خضاب کو اپنے لئے پسند کرے۔ کسی خضاب میں یہ عیب ہوتا ہے کہ بالوں پر قدرتی رنگ نہیں آتا۔ اور اگر کچھ بال ابھی تک سفید نہیں ہوئے ہیں تو خضاب کی بدولت ان میں ایک بدرنگ سا بیوند لگ جاتا ہے۔ کسی خضاب کا لگانا صندل کے گھسنے اور لگانے کی طرح اچھا خاصا ایک دردسر ہوتا ہے۔ اور اتوار کا ایک چھٹی کا دن پورا کا پورا اسی کی نذر ہو جاتا ہے۔ کسی خضاب کے اجزاء کچھ ایسے خراش دار ہوتے ہیں کہ ادھر خضاب لگایا ادھر تمام چہرہ اور سر سوج کے کُپا ہو گیا اور نزلہ زکام نے ناک میں دم کر دیا وہ الگ۔ بعض خضاب بڑے خوش رنگ ہوتے ہیں۔ لیکن بالوں کے ساتھ ساتھ جلد کو بھی بالکل سیاہ کر دیتے ہیں اور خضاب کا لگانا صحیح معنوں میں روسیاہی کا مترادف ہو جاتا ہے۔

غرضکہ ایک ایسا خضاب جو ان تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہو ذرا مشکل ہی سے دستیاب ہوتا ہے اور مدتوں اس کی تلاش میں انسان کو سرگرداں اور پریشان رہنا پڑتا ہے۔ واحدی صاحب کے خضاب کا نام تو لاجواب نہیں ہے۔ لیکن حقیقتہً وہ خود لاجواب ضرور ہے۔ خضاب کی جن خرابیوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ ان سب سے پاک ہے۔ اور صرف پانچ منٹ میں انسان کی وجاہت اور صورت میں کامل انقلاب پیدا کر دیتا ہے۔ پیری اور عصا گیری کی صبح منٹوں میں جوانی کی رات سے بدل جاتی ہے۔ اور اگر لوگ پہلے آپ کے سفید بال نہ دیکھ چکے ہوں تو ہرگز ہرگز کبھی اور کسی حالت میں انہیں یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ آپ کے بالوں کا رنگ اصلی نہیں ہے۔ واحدی صاحب کے خضاب کا رنگ عمدہ ہے۔ جلد کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا۔ پانچ منٹ سے زیادہ دقت نہیں لیتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں وہ سڑی ہوئی بدبو نہیں ہوتی جو بعض خضابوں کی امتیازی خصوصیت ہے۔ واحدی صاحب کا خضاب ایک شیشی میں دو ڈھائی مہینے کے لائق ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے محصول ڈاک پانچ آنے۔

## واحدی صاحب کے خضاب کے متعلق جناب مولوی محبوب علی صاحب بی اے انسپکٹر آف اسکولز ریاست گوالیار کی رائے

واحدی صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کا خضاب میں نے استعمال کیا۔ میں اس خضاب کو موجودہ جرمنی خضابوں سے بہتر خیال کرتا ہوں۔ اس خضاب سے بالوں میں قدرتی سیاہی آجاتی ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ خضاب لگایا ہے۔ وقت بھی بمقابلہ اور خضابوں کے کم صرف ہوتا ہے۔ البتہ اگر احتیاط نہ برتی جائے تو دھبہ آجاتا ہے۔ یہ دھبہ بھی ایک دن میں جاتا رہتا ہے۔ مجھے اس خضاب نے کوئی نقصان نہیں دیا۔ محبوب علی۔

کپڑے کی ایک صاف دھجی پانی میں بھگو کر اور اسے صابن پر رگڑ کر جہاں دھبہ آئے۔ وہاں دھبہ آتے ہی مل لیا کیجے۔ دھبہ فوراً جاتا رہیگا (واحدی)۔

**ملنے کا پتہ۔ مینیجر اخبار روزنامچہ دہلی**

---

## ڈاکٹر سعید س ٹانک سیرپ
(یعنی)
## ڈاکٹر سعید صاحب کا مقوی شربت

فن ڈاکٹری کے ایک بہترین ماہر کے تجویز کردہ نسخے کے مطابق یہ شربت تیار کیا گیا ہے اور جسمانی دماغی اور عصبی کمزوریوں کو دور کرنے میں یہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔ بہت سے لوگ تجربہ کے بعد یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ تقویت اعصاب کے لئے اس سے بہتر دوا نہیں ہو سکتی اور یہ رائے تو اس کے متعلق ہر استعمال کرنے والے نے قائم کی ہے کہ یہ ایک نہایت ہی مقوی چیز ہے۔ گئی ہوئی تندرستی کا واپس آنا مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔ بہت سے خراب شدہ دماغ اور بہت سے تباہ شدہ اعصاب اس آب حیات کی بدولت صحیح اور درست ہو چکے ہیں۔ طالب علم۔ وکیل اور دماغی کام کرنے والے اصحاب اگر بحالت تندرستی بھی اسے استعمال کریں تو بہت مفید ہے۔ نیز واحدی صاحب کے منجن اکسیر دنداں کے استعمال کے ساتھ یہ ٹانک سیرپ بھی پیا جائے تو مناسب ہے یعنی مسوڑھوں سے خون اور پیپ آنے کے مریضوں کے لئے یہ بہت اچھا ہے کیونکہ ٹانک سیرپ خون کے ان نقائص کو دفع کرتا ہے جن سے پائیریا پیدا ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی جس میں ۲۴ خوراکیں ہوتی ہیں عا محصول ڈاک فی شیشی ۱۲ آنے

**ملنے کا پتہ۔ مینیجر رسالہ نظام المشائخ نمبر ۳ کوچہ چیلان دہلی**

# ۱۰۰ سو برس کے بڈھوں کی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے مُلا واحدی صاحب ایڈیٹر رسالہ نظام المشائخ ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرما رکھا ہے۔ اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے۔ تا دم مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قائم و برقرار رہے ہر روز...... سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت میں بجز تین چار.... کے طبیعت کو قرار نہ ہوگا۔ یہ نسخہ بہ سلسلۂ خاندان حکیم سید عبداللہ خاں دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار مولینا حکیم سید فخرالدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو بطور یادگار پسماندگان درج ہذا کیا۔ یہ نسخہ حقیقی و درست و صحیح میری اوائل عمر میں ایک وقت تیار ہوا تھا۔ راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام و اکرام نسخہ ہذا کی بدولت ملا تھا اور نواب سالار جنگ اول بھی چہار خوراک معجون ہذا کا استعمال فرما کے جائداد منصب ڈیڑھ سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے۔ یہ تذکرہ ماہ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ کا ہے پسماندگان کو اسکا پورا علم ہے

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام معجون مددگار غدود ہے۔ جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں (علاوہ محصول ڈاک) لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو اُن سے سات خوراکوں کے صرف تین روپے لوں گا اور محصول بھی اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجدوں گا۔ شرط فقط یہ ہے کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلا دیں۔ سو برس نہ سہی لگ بھگ سہی۔

**نوٹ**:۔ جنہیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار غدود نہ منگائیں کیونکہ معجون مددگار غدود صرف قوت کی دوا ہے جریان کے مریضوں کے لئے معجون کایا پلٹ مفید ہوگی۔ قیمت بیس خوراک ڈھائی روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

منگانے کا پتہ

## مینیجر اخبار روزنامچہ دہلی

(سید ابن حسن ... پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)

مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی کا

# روزنامچہ

جو پایۂ تخت دہلی سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت دو روپے کلدار ششماہی ایک روپیہ دو آنے

ایک پرچہ کی قیمت ایک آنہ




میں جولائی کے آخر میں [illegible]

# منہ میں سانپ

اگر تمہارے سوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے سوڑھے اب سوڑھے نہیں رہے ہیں بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں۔ سوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اترتی ہے اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے اور تم نے جاہل دیہاتیوں تک سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے مگر باخبر لوگ کہتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔ واحدی صاحب کا **منجن اکسیر دنداں** اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر ہر خرابی کو دور کر دیتا ہے۔ مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں۔ پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انھیں جوڑ دے گا۔ منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا ۱۹۱۴ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل یا پان وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اسے مل کر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کر لیں۔ اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انھیں منجن استعمال کرنے زحمت اٹھانی پڑیگی لیکن یہ زحمت انکی اپنی بے پرواہی کا نتیجہ ہے۔ اور اسے انھیں برداشت کرنا چاہیئے۔ اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے۔ ورنہ مزید بے پرواہی اس سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کر دیگی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے۔ ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کر لینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائریا نہیں ہوا ہے یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو ان کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہوکر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے۔ باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

جنھیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں، دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنھیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح اس منجن کو مل لیا کریں۔ اللہ سے امید ہے کہ کبھی انھیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں **ایک احتیاط** واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنیوالے لازمی طور سے کریں۔ خواہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں۔ پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں حقیقتاً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جزو بھی مضر نہیں ہے۔ ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہوتا ہے یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ دوسرے پان کھا کر لوگ دانت صاف نہیں کرتے۔ اور ہر وقت کے پان کھانے والے بھلا کیسے دانت صاف رکھ سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائیگی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ۸ ؍ ہے علاوہ محصولڈاک محصولڈاک ۵ ؍ دو شیشیوں پر محصول سات آنے۔

**مینیجر اخبار روزنامچہ دہلی سے منگائیے**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# روزنامچہ

## حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

### ۲۹ صفر سنہ ۱۳۵۱ھ منگل

### ۵ رجولائی سنہ ۱۹۳۲ء دہلی

**جمائی** انگڑائی کی چھوٹی بہن ہے۔ شاعر اس کی قدر نہیں کرتے اسکی بہن انگڑائی پر مرتے ہیں۔ میں شاعر ہوتا تو انگڑائی اور جمائی دونوں بہنوں سے نکاح کرتا اور جمع بین الاختین کے گناہ کا فتویٰ لگایا جاتا تو کہہ دیتا کہ جناب مولوی صاحب جب کسی کو جمائی آتی ہے اور وہ اپنا خوبصورت منہ کھول کر جمائی لیتا ہے تو بعض اوقات انگڑائی بھی ساتھ ہی آجاتی ہے۔ میں نے تو جمائی سے عقد کیا تھا انگڑائی تو خود ہی ساتھ آگئی ہے۔ اور جب آگئی تو میں نے اس سے بھی دو بول پڑھوا لئے۔

یہ تو غیر ہنسی کی باتیں ہیں مگر جمائی نیند کے خمار کا اتار اور چہرہ کے اعصاب کی ورزش ہے۔ اس لئے میں جمائی کو برا نہیں سمجھتا۔ مسلمان لوگ جمائی پر لاحول پڑھتے ہیں اور ہندو جمائی آنے کے وقت چٹکی بجاتے ہیں۔ اور میں ان دونوں کو غلط ذوق سمجھتا ہوں۔ کیونکہ جمائی نہ لاحول کے قابل ہے نہ چٹکی کے۔ بلکہ اعصاب کی ورزش کا ایک قدرتی جذبہ ہے۔

**روزنامچہ** صبح ہوئی۔ دوپہر ہوئی۔ شام ہوئی۔ دوا پی۔ کھانا کھایا۔ قلم چلایا۔ دہلی گیا۔ سو گیا۔ بس یہ رات دن کی سرگذشت ہے۔ گرمی کی شدت ہے۔ کام کی کثرت ہے۔ برف کی بہار ہے۔ دو چار آنہ روز خرچ ہو جاتے ہیں۔ یہ نئی روشنی کا نیا خرچ ہے۔ اور جب برف پیٹ میں جا کر معدہ اور جگر اور آنتوں کے اعصاب کو کمزور کرتی ہے تو حکیم ڈاکٹر کی دوا میں بھی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ گویا برف کے کھاتہ میں ایسے بہت سے خرچ آجاتے ہیں۔ برف کو الٹا کر دو تو فربہ ہو جائے اور فربہ موٹے کو کہتے ہیں۔ مگر برف موٹا نہیں کرتی۔ بلکہ جسم کو کمزور اور دبلا کرتی ہے۔ کچھ بھی ہو برف انگریز لائے ہیں اس کو پینا ہی پڑتا ہے۔

### یکم ربیع المنور سنہ ۱۳۵۱ھ بدھ

### ۶ رجولائی سنہ ۱۹۳۲ء دہلی

**میلے کپڑے** میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لباس کی صفائی کا بہت خیال رکھتے تھے اور تاکید فرماتے تھے کہ کپڑے صاف رکھو۔

اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ نئی روشنی کے قانون میں بھی لباس کی صفائی ضروری ہے۔ اور میلے کپڑے پہننے ولایت میں جرم ہیں مگر میں تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ

میلے کپڑے پہننے میں ایک لطف بھی ہے۔ میلے کپڑے والا جہاں جاتا ہے بے تکلف خاک پر بیٹھ جاتا ہے اور اعلیٰ کپڑے والا صاف جگہ تلاش کرتا رہتا ہے تاکہ وہاں بیٹھے جہاں اس کے اجلے کپڑے خراب نہ ہوں اور ذوق نے کہا ہے۔

اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہیں جو تکلف نہیں کرتے

پس میں اپنی مفلس اور غریب قوم کی دلجوئی کے لئے میلے کپڑوں کی تعریف کرنی ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ وہ اپنی غریبی سے دل شکستہ نہو۔

**روزنامچہ** } کل شام کو ابر نہیں تھا۔ مگر مطلع پر غبار بہت تھا۔ اس لئے چاند نظر نہیں آیا۔ مگر آج چاند بہت دیر تک رہا یعنی رات کے ۹ بجے تک قایم رہا۔ اس لئے عام خیال ہے کہ کل ۲۹ کو چاند ہو گیا۔ اور آج پہلی تاریخ ہے۔

میں نے حسب معمول تین بجے تک درگاہ کے دفتر کا کام ختم کیا۔ پھر دہلی گیا۔ واحدی صاحب کے ہاں چھ بجے تک کام کیا۔ سنیما دیکھنے گیا۔ ظالم جوانی نام کا ڈرامہ تھا۔ چند سین دیکھ کر جی گھبرا گیا۔ بہت بہل تھا۔ واپس چلا آیا۔ اس ڈرامہ میں چالاکی سے گورنمنٹ کے خلاف عوام کی طبائع کو اکسایا گیا ہے۔

نو بجے رات کو گھر میں آکر کھانا کھایا۔ سید محمد یامین نظامی اور محمد سعید خاں نظامی موجود تھے۔ ان سے مختصر باتیں بھی کیں۔ گیارہ بجے سویا۔ چار بجے بیدار ہوا۔

## ۲ ربیع المنور سنہ ۱۳۵۱ھ جمعرات
## ۷ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء دہلی

**پھٹے کپڑے** } سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑے سادگی پسند تھے۔ ایک روز نیا کرتہ پہن کر خطبہ پڑھنے منبر پر گئے خطبہ شروع کیا۔ چند لفظ کہے تھے کہ منبر سے اتر آئے۔ اور فرمایا میرا پرانا دریدہ کرتہ لاؤ۔ یہ نیا کرتہ پہن کر خطبہ نہیں پڑھا جاتا۔ اور میرے اندر ریا اور فخر پیدا ہو رہا ہے۔

حضور نظام اور نواب صاحب مانگرول بھی بہت سادگی پسند ہیں۔ یہاں تک کہ پیوند دار یا دریدہ لباس بھی بعض اوقات بے تکلف پہن لیتے ہیں۔ اور یہ دونوں چونکہ صدیق اکبرؓ کی نسل میں ہیں اس لئے ان پر سادگی کا اثر بہت زیادہ ہے۔

میرا تجربہ یہ ہے کہ دریدہ لباس سے کسر نفسی ہوتی ہے۔ عاجزی اور بندگی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اور ایسا ذوق پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ذکر جہر یا پاس انفاس کے شغل سے صوفیوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے میں دریدہ اور پیوند لگے لباس کو دل ہی دل میں تعظیمی سجدے کرتا ہوں اور جب کوئی ذوق البطرک ملا نا اس قلبی سجدہ پر اعتراض کرتا ہے تو میں آہ آہ کہہ کر اس سے منہ پھیر لیتا ہوں۔

**روزنامچہ** } آج میں دہلی نہیں گیا کیونکہ یہاں کام بھی زیادہ تھا اور نوچندی جمعرات کے سبب ملاقاتی بھی بہت کثرت سے آتے رہے۔ عورتوں اور مردوں نے قاعدے تعویذوں کے لئے بہت آئے۔ اور میں تعویذ لکھتے لکھتے تھک گیا۔

**ایڈیٹر تیج** } سوامی شردہانندجی کے روزانہ اخبار تیج دہلی کے ایڈیٹر صاحب اور منیجر صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ یہ دونوں بہت لائق اور ملنسار ہیں۔ کرشن نمبر کے لئے مضمون چاہتے تھے دہلی سے سید یامین نظامی محمد سعید خاں نظامی اور ان کے بھائی محمد بشیر خاں وغیرہ بھی آئے تھے۔ محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس سی آئی ڈی بھی مولانا عبدالحق صاحب وغیرہ علماء کے ساتھ آئے تھے۔ بہت سنجیدہ اور لائق افسر معلوم ہوتے ہیں۔ دہلی میں ابھی حال میں آئے ہیں۔ حکیم محمد احمد خاں صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ رات کو گیارہ بجے سویا۔

## ۳ ربیع المنور سنہ ۱۳۵۱ھ جمعہ
## ۸ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**میری پریشان قوم** } میری مسلمان قوم آجکل کی تحقیف اور بے روزگاری

سے بہت ہی پریشان ہوگئی ہے۔ روزانہ دو چار بھائی روزگار کی تلاش میں آجاتے ہیں۔ اور ان کے دردناک قصے سنکر دل پاش پاش ہوجاتا ہے مگر کیا کروں میرے پاس کوئی ملک ہوتا تو پہلے اس مفلس اور بے کس قوم کے روزگار کا بندوبست کرتا۔

انگریزوں کو بادشاہت کا دعویٰ ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ رعایا کی مفلسی اور بے روزگاری کا بندوبست کرنا بادشاہ کا پہلا فرض ہوتا ہے اگر میں یہاں کا بادشاہ ہوتا تو ایسے زمانہ میں بہت سے کارخانے کھول دیتا اور سب بیکار لوگوں کو ان میں لگا دیتا۔

**روزنامچہ** آج جمعہ کی نماز کے بعد روضہ شریف حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں حاضر ہوا تو دیر تک اپنے سر کو مزار کے پائیں لگائے رکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا حضرت لیٹے ہیں اور میں نے قدم پکڑ رکھے ہیں اور تلوؤں سے آنکھیں مل رہا ہوں۔

جب میں نے سر اٹھایا تو میرے لڑکے زید نے اسی طرح دیر تک اپنا سر مزار مبارک پر جھکائے رکھا۔ حضرت کی روح اس معصوم کی عقیدت مندی سے کیسی خوش ہوئی ہوگی۔

دہلی گیا۔ مغرب کے بعد واپس آیا۔ کھانا کھاکر چہل قدمی کی۔ پھر سو گیا۔ دو بجے آنکھ کھل گئی۔

**باجوں کی آوازیں** آنکھ کھلتے ہی کانوں میں نہایت سُریلے باجوں کی آوازیں آئیں۔ سارنگی کی آواز سب پر غالب تھی۔ پلنگ سے اٹھ کر ہر جگہ دیکھا مگر کہیں باجہ بجانے والے موجود نہ تھے۔ دیوار کو کان لگایا وہاں سے بھی آوازیں آئیں۔ لنگر خانہ کی چھت پر گیا۔ چاروں طرف تاریکی تھی۔ اور اونچی نیچی ٹوٹی پھوٹی قبروں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ مگر باجوں کی آوازیں برابر آرہی تھیں۔

ہرچند غور کیا کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ واپس آکر پلنگ پر لیٹ گیا تو تکیہ کے اندر سے وہی آوازیں آتی رہیں۔

اگرچہ دماغ کی خشکی اور جگر کی حرارت اور دماغی محنت کی کثرت کے سبب تھا تو بہت ہی پرلطف تھا۔ خدا کرے میں روز ایسی آوازیں سنا کروں۔

تین بجے غسل خانہ میں گیا۔ آوازیں موجود تھیں۔ غسل کرکے باہر جانماز پر آیا۔ آوازیں چلی آتی تھیں۔ دو رکعت نماز پڑھ چکا تو آوازیں بند ہوگئیں۔ اور غنودگی طاری ہوئی۔ جانماز پر ہی لیٹ کر سو گیا۔ خواب میں بھی وہی آوازیں آتی رہیں۔

انسان کے اندر بہت سے عجائبات پوشیدہ ہیں۔ میرا خیال ہے کہ حافظہ جہاں رہتا ہے وہاں کوئی انقلاب ہوا ہوگا۔ اور باجوں کی آوازیں جو کانوں کے ذریعہ حافظہ میں جمع ہوجایا کرتی ہیں۔ اس انقلاب کے باعث اس طرح فضا میں آگئی ہونگی جیسے کسی تالاب کا بند ٹوٹ جائے اور پانی چاروں طرف سیلاب بن کر بہنے لگے۔

ابتک ان آوازوں کا راز سمجھ میں نہیں آیا۔

## ۴ ربیع المنور سنہ ۱۳۵۱ھ شنبہ
## ۹ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء دہلی

**اعصابی محنت کا نتیجہ** عید میلاد کے آویزوں کی تحریک ایک نئی ایجاد ہے۔ میں نے دو مہینے تک ایک جنگ جو سپاہی کی طرح رات دن دماغی کام کیا۔ ایک ایک آویزہ کا مضمون تلاش کرنے کے لئے کئی دن قرآن مجید اور احادیث کی کتابوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر ان کو ایک خاص انداز تحریر کے ماتحت کاتبوں سے لکھوایا۔ یہ کام اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ کاتب صاحبان بڑے مقلد ہوتے ہیں۔ جب تک ایک ایک چیز ان کو نہ بتائی جائے اپنی سمجھ سے کچھ کام نہیں کرسکتے۔

پھر ریشمی کپڑہ پر طبع کرانے کا اہتمام بھی ایک بڑا کام تھا کیونکہ سیاہی کپڑے میں پھیل نہ جائے۔ اور حروف کی نوک پلک قایم رہے۔ یہ ہر ایک مطبع میں ممکن نہیں ہے۔ مرزا محبوب بیگ صاحب ہی میں یہ کمال ہے۔ چھپائی شروع کرنے کے وقت پہلے بہت سے ریشمی کپڑے خراب ہوتے ہیں پھر رفتہ رفتہ صاف چھپائی ہوتی ہے۔

---

## (خواجہ) حسن نظامی پر پستول چلایا گیا
## دشمن نے تین گولیاں ماریں

۳۰ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء کی شام کو (حضرت خواجہ) حسن نظامی پر کسی غیر مسلم دشمن نے پستول سے حملہ کیا۔ اور ڈھائی گز کے فاصلہ پر کھڑے ہوکر اور اچھی طرح نشانہ تاک کر پورے اطمینان کے ساتھ تین فیر کئے۔ گولیاں موٹر گیرج کے آہنی کواڑوں کو توڑ کر اندر گھس گئیں۔ مگر (خواجہ) حسن نظامی کے ایک گولی بھی نہ لگی۔ اور وہ چپ چاپ پستول کے سامنے کھڑے رہے۔ اس کرشمہ کی عقلی وجہ کچھ نہیں تھی۔ کیونکہ قاتل کا پہلا وار خواجہ حسن نظامی کے خسر پر ہوا تھا اور وہ شہید ہوکر گر پڑے مگر خواجہ حسن نظامی تین گولیوں کے فیروں سے بھی نہ مرے اور خدا نے ان کو بچا لیا۔ اس کی وجہ نورروحانی ہے۔ کیونکہ خواجہ حسن نظامی کے سینہ پر **لوح قرآنی** موجود تھی جو سنہ ۱۳۵۱ھ کے عید میلاد کی یادگار میں عام کردی گئی ہے اور ریشمی کپڑوں پر اس کو لکھا گیا ہے۔ پوری لوح کا ہدیہ ڈیڑھ آنہ۔ دس عدد سے کم روانہ نہ ہوگی۔

**دفتر عید میلاد کمیٹی نئی دہلی ڈاکخانہ جنگپورہ سے منگائیے**

میں نے قیمت جتنی مقرر کی ہے وہ بہت کم ہے اور لکھائی اور نہایت مہنگی چھپائی اور خاص قسم کی روشنائی کی تیاری اور پرچوں کے خراب ہونے کا اندازہ ہی نہیں کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جتنے آرڈر سے تیار ہوئے ان سب میں نقصان رہا۔ مگر خریداروں کی بے حسی پر رونا چاہیے کہ وہ ہر جگہ سے لکھتے ہیں کہ قیمت میں کچھ کمی کر دو۔ چندہ سے کی قیمت کاتب کی غلطی سے ہر جگہ ۲ چھپ گئی تھی۔ اب ہرچند خطوط کے ذریعہ سب کو اطلاعیں دیں مگر ہر شخص دو آنہ کو چندہ مانگتا ہے۔

خیر یہ تو مالی نقصان تھا دماغی اور اعصابی نقصان اس سے بھی زیادہ ہوا۔ اور اب میں نے اگر دو مہینہ مسلسل آرام نہ لیا تو حکیم ڈاکٹر کہتے ہیں کہ کسی مہلک مرض کے حملہ کا اندیشہ ہے۔ ان کی رائے ہے کہ آئندہ دو مہینہ تک دماغی کام بند رکھا جائے۔

**روزنامچہ دو مہینہ تک ماہوار کر دیا جائے** بعض مقامی احباب نے رائے دی ہے کہ روزنامچہ دو مہینہ تک ماہوار شائع ہو تاکہ آپ دو مہینہ دماغی محنت سے محفوظ رہیں اور روزانہ تھوڑا تھوڑا روزنامچہ لکھ لیا کریں۔ اور وہ انگریزی مہینہ کی پہلی کو شائع ہو جایا کرے۔

مگر میں نے ابتک کچھ فیصلہ نہیں کیا۔ شائد میں ایسا کروں اور دہلی کے باہر کسی مقام پر چلا جاؤں کیونکہ دہلی میں رہ کر کام نہ کرنا تو قطعی ناممکن ہے۔

**روزنامچہ** آج چار بجے کام ختم کیا۔ پھر دہلی گیا۔ واحدی صاحب کے ہاں ہفتہ کی دعوت میں شریک ہوا۔ مولانا سیفی صاحب اور رجالی صاحب بھی تھے۔ غزالی خاں اپنے تجارتی کاروبار کی وجہ سے گوالیار گئے ہوئے ہیں۔

مغرب کے بعد واحدی صاحب کے ہمراہ پارک میں گیا۔ جہاں سیکڑوں ہندو مسلمان شام کو جمع ہوتے ہیں اور مغرب کی جماعت بھی بہت بڑی ہوتی ہے۔

اس باغ کے شرق و جنوب کے گوشہ میں غدر سے پہلے ایک بڑی شاندار مسجد تھی جو غدر کے بعد انگریزوں نے توڑ ڈالی۔ اب اسی جگہ کے قریب مغرب کی جماعت ہوتی ہے۔ بڑا لطف آتا ہے۔ میں واحدی صاحب لقائی صاحب اور رجالی صاحب کے ہمراہ رات کے نو بجے تک باغ میں رہا۔

آج لقائی صاحب کی لڑکی حور بانو نے بہت عمدہ پلاؤ پکا کر بھیجا تھا اور واحدی صاحب کی لڑکی خاتون نے بھیجے کے کباب بھیجے تھے۔ ڈاکٹر محمد عمر صاحب کی اہلیہ (خالہ جان) بھیجے کے کباب بہت اچھے پکاتی ہیں۔ مگر خاتون کے پکائے ہوئے کباب بھی ان سے کم نہ تھے۔

**سقوں کا جلسہ** آج بارہ دری شیر افگن خان میں انجمن اصلاح بہشتیان کا جلسہ تھا۔ اعلان بھی شائع ہوا تھا۔ میں سوا نو بجے مسٹری عشقی نظامی کے ساتھ پہنچ گیا۔ کیونکہ اعلان میں میری صدارت اور نو بجے جلسہ شروع ہونے کا ذکر تھا۔ مگر ساڑھے دس بجے تک لوگ جمع نہ ہوئے اور مجھے مجبوراً ٹھہرنا پڑا۔ ساڑھے دس بجے جلسہ شروع ہوا۔ سقہ برادری کے آدمی زیادہ تھے۔ مولانا عبد الغفار صاحب خیری اور مولانا محمد شفیع صاحب وارثی بھی تشریف لائے تھے۔ میں نے صدارتی تقریر میں اس اصول کو بیان کیا کہ اسلام میں کوئی کمین اور اچھوت نہیں ہے۔ جس کا عمل اچھا ہے اور جو متقی ہے وہی خدا کے نزدیک سب سے بڑا ہے۔ لہٰذا سقے بھی کمین نہیں ہیں۔ بلکہ اچھا پیشہ کرنے کے سبب بہت اچھے ہیں۔ اور اطاعت کے مرکز پر جمع ہونے کو تنظیم کی بنیاد قرار دیا۔

میں نے یہ بھی کہا کہ مولانا عبد الغفار صاحب خیری اور مولانا محمد شفیع صاحب وارثی جیسے علما و مشائخ صدارت کے لائق ہیں۔ میں علم میں بھی ناقص ہوں اور عمل میں بھی اور ایک معمولی مسلمان دکاندار ہوں اس لئے میری جگہ مولانا خیری کو صدر ہونا چاہیے مولانا وارثی صاحب نے کمال اخلاق اسلامی سے اس کی

تائید کی اور مولانا خیری صاحب نے صدارت فرمائی اور ایک بہت ہی عمدہ موثر اور عالمانہ تقریر بھی کی۔

مولانا خیری اہل حدیث فرقہ میں ہیں۔ یعنی غیر مقلد ہیں اور مولانا واسلی صاحب درویش اور صوفی مشرب عالم ہیں اور دونوں کے عقائد میں جنگ وجدال کا بازار گرم رہتا ہے۔ مگر بہشتی جلسہ کی برکت عجیب تھی کہ ایک قبر والے نے اپنی صدارت ایک غیر مقلد کی نذر کر دی اور دوسرے قبر والے نے اس کی تائید کی۔ اور تیسرے غیر مقلد نے بنہایت صلح کل تقریر کی۔ جس میں فرقہ کے جھگڑہ کی کوئی بات بھی نہ تھی۔

اگر سب مسلمان اسی طرح رواداری سے کام کریں تو مسلمان قوم ایک زبردست طاقت بن جائے اور اس کی موجودہ بربادیاں نیست ونابود ہو جائیں۔

رات کو بارہ بجے کے قریب جلسہ سے گھر میں واپس آیا۔ بواکر یا اور نوکر بیدار رہتے۔ خواجہ بانو بھی بیدار تھیں۔ کیونکہ میں رات کو باہر جاتا ہوں تو ان سب کو فکر ہو جاتا ہے۔ جب سے صادق شہید کے قتل کا واقعہ ہوا ہے یہ سب میری حفاظت کے لئے مستعد اور فکر مند رہتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں

کارساز ما بفکر کار ما
فکر ما در کار ما آزار ما

## ۵ ربیع المنور ۱۳۵۱ھ اتوار

## ۱۰ جولائی ۱۹۳۲ء دہلی

**ذاتی غرض کی خدمت عوام** حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی کسی ذاتی غرض سے رفاہ عام کا کام کرے تو اسکو اجر ملے گا یا نہیں؟

ارشاد ہوا ایک اجر خدا سے ملے گا اور ایک اجر دنیا والوں سے ملے گا جو اس کی غرض تھی اور اگر بے غرض کام کرے گا تو دو اجر خدا دے گا اور ایک اجر دنیا والے دیں گے کیونکہ خدا نے اپنے بندوں کو بھی خدمت کا اجر دینے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔

پھر ارشاد ہوا وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جو بے غرض خدمت خلق کرتا ہے کیونکہ اسکو آخرت میں دو اجر اور دنیا میں ایک اجر ملتا ہے اور غرض مند کو صرف ایک یہاں اور ایک وہاں۔

آج مجھے چودہری محمد حمید صاحب ناظم انجمن نوجوانان مسلم ہوشیار پور نے لکھا ہے "عشق بازی کی عید کا اشتہار پڑھنے سے آپ کی کوشش تبلیغی کو فروغ دینے میں جس قدر کوشش آپ نے کی ہے اگر وہ نیک نیتی پر مبنی ہے تو اللہ جزا دے اور اس کار خیر میں ہماری شمولیت کا بھی صلہ ہم کو بخشے۔ نمونے بھیجئے"۔

میں نے ان کو نمونہ جات وغیرہ فوراً بھیج دیئے مگر مجھے خیال آیا کہ میرا یہ نیا تبلیغی کام بھی کیا ایسا ہے جس پر شبہ کیا جا سکتا ہے

آریہ سماج کے مقابلہ میں جب میں کام کر رہا تھا تو مرحوم محمد علی اور ان کے ساتھی کہتے تھے کہ گورنمنٹ سے ساز باز کرکے یہ کام شروع کیا ہے تاکہ ہندو مسلمانوں میں نفاق پیدا ہو۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ سوامی شردہانند اور دوسرے آریہ سماجیوں نے جب مسلسل مسلمانوں کو مرتد کرنا شروع کر دیا اور بہت سی اسلامی انجمنوں نے جوابی کوشش بھی جاری کر دی تو اس سے کئی مہینہ کے بعد میں نے کام شروع کیا تھا۔ اگر گورنمنٹ سے ساز باز کی ہوگی تو قادیانی پارٹیوں اور جمعیت علمائے ہند نے کی ہوگی جو مجھ سے بہت پہلے کام کر رہے تھے اور مولانا عبد الماجد صاحب قادری بدایونی اور کنور عبد الوہاب خاں صاحب بھی زور شور سے کام کر رہے تھے جو محمد علی صاحب کے دوستوں میں تھے۔ مگر محمد علی صاحب نے اور کسی کو سرکاری آدمی کا خطاب نہ دیا۔ صرف مجھ ہی پر یہ شبہ کیا گیا اور میرے ہی خلاف یورش کی گئی۔

لیکن آویزوں کی تحریک تو کسی قوم اور کسی مذہب اور کسی فرقہ کے خلاف نہیں ہے پھر اس میں نیک نیتی اور بد نیتی کا سوال کیوں

پیدا کیا جاتا ہے۔

یا تو چودھری محمد حمید صاحب کو لکھنا نہیں آتا اور یہ بات ان کی عبارت سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اور یا وہ بہت ہی بد گمان واقع ہوئے ہیں۔

بہر حال اگر میری نیت اچھی نہیں ہے اور میں قرآن و حدیث کی اشاعت سے مسلمانوں کو اور غیر مسلموں کو گمراہ کرنا چاہتا ہوں تب تو مجھے اس تحریک کے عوض جہنم میں جانا پڑے گا اور اگر میری نیت شہرت اور روپیہ کمانے کی ہے تب مجھکو شہرت بھی حاصل ہوگی اور روپیہ بھی ملے گا۔ اور آخرت میں بھی ایک اجر ملے گا۔ اور اگر میری نیت شہرت اور روپیہ کمانے کی نہیں ہے تو مجھکو تین اجر ملینگے۔ دو خدا سے اور ایک دنیا سے۔

میں اپنے دل کی باتیں اور سب پوشیدہ باتیں آزادی سے روزنامچہ میں لکھ دینے کا عادی ہوں اس لئے صفائی سے لکھتا ہوں کہ میرا دل اب شہرت کی خواہش سے ہٹ گیا ہے کیونکہ شہرت سے مجھکو سوائے تکلیف کے اور کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اور روپیہ کمانے کی یہ چیز ہی نہیں ہے۔ کیونکہ سب تجربہ کار لوگ کہتے تھے کہ قیمت زیادہ رکھو ورنہ لاگت بڑھ جائے گی اور نقصان اٹھانا پڑیگا مگر میں نہ مانا اور میں نے پانچ ہزار روپے اس کام میں لگا دئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابتک صرف دو ہزار روپے وصول ہوئے ہیں اور ڈیڑھ ہزار روپے ایجنٹوں کے ذمہ باقی ہیں۔ اور سامان جو باقی ہے وہ ایک ہزار کا بھی نہیں ہے۔ گویا سردست پانسو روپے کا نقصان معلوم ہوتا ہے اور اگر ایجنٹوں سے سب رقمیں وصول نہ ہوئیں تو شاید نقصان کی تعداد بڑھ جائے گی۔ رہی میری دماغی محنت وہ ان سے زیادہ قیمتی ہے اگر میں دو مہینہ میں اتنی محنت کرکے کوئی کتاب لکھتا تو کئی ہزار روپے نفع کے کما لیتا۔

قصہ مختصر میں اپنے خدا اور اپنے ضمیر کے سامنے نیک نیت ہوں اور مجھے دنیا والوں کی نہ تعریف کی ضرورت ہے نہ برائی کا رنج ہے۔

**بیہودہ ٹیلی فون** آج دہلی سے کسی نے ٹیلیفون دیا اور اس میں گالیاں دیں۔ میں نے نام پوچھا تو ظفر نام بتایا۔ گالیوں کی وجہ پوچھی تو کہا تو نے مسلمانوں کو برباد کر دیا۔ میں نے ہنس کر ٹیلیفون رکھدیا میں جانتا ہوں کہ میں نے مسلمانوں کو برباد کرنے کا کوئی کام نہیں کیا۔ اس واسطے مجھے اس قسم کی بے بیہودہ حرکتوں پر ہنسنا ہی چاہیئے۔

دہلی کے بازاروں میں جب میں نکلتا ہوں تو مسلمان سلام بھی کرتے ہیں اور بعض لوگ اشارہ کرکے ہنستے بھی ہیں اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ سرکاری آدمی ہے اور بعض بے باک قریب آکر یہ کہتے ہوئے گزر جاتے ہیں کہ خدا تم کو جلدی غارت کردے۔

بشریت ان دونوں باتوں سے متاثر ہوتی ہے یعنی لوگوں کی تعظیم اور سلام سے خوشی بھی ہوتی ہے اور بے ہودگی سے رنج بھی ہوتا ہے مگر میں دل کو سمجھاتا ہوں کہ یہ قوم تو مردہ پسند ہے جب میں مر جاؤں گا اس وقت تعریف کرے گی۔ اور میری خدمات کا شمار کیا جائے گا۔ لیکن مجھکو نہ کسی کی تعریف کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے نہ برائی کی طرف کیونکہ ان دونوں کو میرے عمل کی رفتار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یعنی تعریف سے میرے عمل میں ترقی نہیں ہوجاتی اور برائی کرنے سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوجاتی۔

میں ان واقعات کو اس غرض سے شائع کرتا ہوں کہ روزنامچہ پڑھنے والے اصحاب میری زندگی سے تجربہ حاصل کیا کرتے ہیں۔ وہ اس کو پڑھکر اپنی زندگی کی مشکلات میں فائدہ حاصل کرسکیں گے۔

**روزنامچہ** آج میں نے حکیم ذکی احمد صاحب کی دوا پینی شروع کی۔ پرسوں حاجی غلام حسن خاں صاحب آر می کنٹراکٹر آویزے خریدنے آئے تھے! اور انھوں نے حکیم ذکی احمد صاحب کے علاج کی بہت تعریف کی تھی۔ مجھکو پہلے بھی حکیم صاحب کے عمدہ علاج کا تجربہ ہوچکا ہے۔ وہ حکیم مسیح الملک مرحوم کے خاص تربیت کردہ شاگردوں میں ہیں۔ اور آجکل ایک بڑے چھاپہ خانہ جید پریس کو چلا رہے ہیں۔ ان کے اندر سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ دواؤں کے سائنس اور امراض کے سائنس کو بھی بتا دیتے ہیں۔ اس واسطے کل میں ان کے پاس گیا اور نسخہ

لایا۔ جوارش جالینوس۔ شیرۂ بادیان۔ لعاب ریشہ خطمی۔ اور گلقند یہ چار چیزیں بتائیں۔ میں نے حسب عادت جرح بھی کی اور انہوں نے حسب عادت جواب بھی خوب دئے۔ آج اس یقین کے ساتھ دوا شروع کی کہ خدا نے چاہا فائدہ ہوگا۔ مجھے قبض کی شکایت ہے بھوک اچھی نہیں لگتی۔ اور صبح کے وقت تمام جسم پھوڑے کی طرح دکھتا ہے اور میں دفتری کام بہت ہی مشکل سے کرتا ہوں۔

رات کو چونکہ دیر میں سویا تھا۔ اس واسطے برابر سوتا رہا۔ یہاں تک کہ پلنگ پر دھوپ آگئی۔ مرزا سہراب شاہ نے پلنگ کے قریب دو لکڑیاں کھڑی کر کے ان پر کپڑا ڈال دیا۔ تاکہ دھوپ سے تکلیف نہ ہو اور نیند پوری ہو جائے۔ ساڑھے سات بجے آنکھ کھلی۔ طبیعت نہایت افسردہ تھی۔ غسل کر کے دوا پی۔ پھر دفتر میں آیا۔ اور دواخانے کا کام دیکھا۔ امانت کے خطوط درست کئے برسات ابھی نہیں ہوئی ہے۔ لیکن دیمک کہیں سے آگئی۔ خطوط اٹھائے تو ان کے نیچے دیمک بھری ہوئی تھی۔ مٹی کا تیل ڈال کر سب کا قتل عام کر دیا۔

مگر کسی پولس والے نے میرا ہاتھ نہ پکڑا۔ دیمک نے سوائے ستیل پانی کے اور کسی چیز کو خراب نہیں کیا تھا اور یہ جرم اتنا بڑا نہ تھا کہ میں ہزاروں جانوں کو نیست و نابود کر دیتا۔ بہت دیر تک سوچتا رہا کہ یہ کام مناسب تھا یا نہیں۔ یکایک چوہے دان کو دیکھا۔ ایک چوہیا کا بچہ اس میں بند تھا۔ سبحان ملازم سے کہا۔ اس کو جان سے نہ مارو باہر دور جا کر چھوڑ دے۔ کیونکہ بہت سی جانوں کی ہتھیا کر چکا تھا۔

ہتھیا کرنے کا مسئلہ آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔ نئی تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ ترکاریوں اور پھلوں میں بھی جان ہوتی ہے۔ اور دودھ میں بھی بہت سے حیوانی زندہ ذرات ہوتے ہیں انسان کیونکر ان جانوروں کی ہلاکت سے بچ سکتا ہے۔ ہندوؤں کا مقولہ ہے۔ اہنسا پرمو دھرما (کسی کی جان نہ لینا بڑی دینداری ہے) اور قرآن مجید نے ہم کو تعلیم دی ہے کہ بغیر وجہ معقول کے کسی کی جان نہ لو۔ لہذا اگر انسان خواہ مخواہ بغیر کسی معقول وجہ کے کسی انسان یا حیوان کو مار ڈالے تو وہ گنہگار ہوگا۔ میں نے دیمک کو اس واسطے مارا کہ اگر میں اس کو سمیٹ کر باہر پھینک دیتا تو وہ بڑی تکلیف سے مرتی۔ اور اگر اس کے حال پر چھوڑ دیتا تو وہ میرے خطوں اور قلمی کتابوں کا ستیاناس کر دیتی۔ اس واسطے میں نے اس پر مٹی کا تیل ڈال دیا۔ تاکہ وہ چند سکنڈ میں ختم ہو جائے اور اس کو مرنے کی تکلیف نہ ہو۔

دو بجے تک تحریری کام کرتا رہا۔ اس کے بعد دہلی گیا۔ واحدی صاحب اور خواجہ فضل احمد خاں صاحب شیدا اور مولانا عبداللہ صاحب سیفی کے ساتھ سینما دیکھنے گیا۔ سپہ سالار نام کا فلم تھا۔ مگر ایسا کہ جس کا سر تھا نہ پیر۔ دل تھا نہ دماغ۔ ناک تھی نہ کان۔ آنکھیں تھیں نہ منہ۔ مگر ہندوستان بکثرت موجود تھے اور بہت خوش ہو رہے تھے۔ جس سے ظاہر ہوا کہ عوام کسی معقول اور نتیجہ خیز فلم کے خواہشمند نہیں ہوتے۔ ان کو تو عاشقانہ، خلاف تہذیب حرکتیں اور مسخرے پن کی باتیں اور مار دھاڑ مطلوب ہے۔ اور وہ سب چیزیں اس فلم میں موجود تھیں۔ میں نے بارہ آنے خرچ کئے تھے۔ اس لئے تھوڑی دیر دیکھتا رہا۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر کے بیٹھے بیٹھے سو گیا۔ بجلی کے پنکھے میں خوب نیند آئی۔ پانچ بجے تماشہ ختم ہوا اور میں بازار سے دواخانے اور سادیزوں کے لئے ضروری سامان خرید کر گھر میں واپس آیا۔ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے پیرزادوں کا ڈیپوٹیشن موجود تھا۔ وہ گذشتہ سال کی طرح پھر درگاہ حضرت خواجہ صاحب میں عید میلاد کا شاندار جلسہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے صدارت کی درخواست کو قبول کر لیا۔

ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے ایک مہمان آئے ہیں۔ خسرو منزل میں ٹھہرے ہیں۔ ان سے بھی باتیں کیں۔

زنانہ اسکول کے لئے آج ایک استانی آئی ہیں بہت اعلیٰ خاندان سے ہیں۔ اور قرآن مجید کی حافظ ہیں۔ اردو بھی خوب جانتی ہیں۔ حساب کتاب بھی جانتی ہیں۔ فارسی بھی جانتی ہیں ان سے پہلے کی معلمہ ایک کرسچین خاتون ہیں۔ وہ بھی رہیں گی اور یہ بھی

رہیں گی۔ چند روزہ تجربہ کے بعد میں زنانہ بورڈنگ بھی کھولدوں گا تاکہ لڑکیاں ایک خاندانی، حافظہ قرآن اور نیک خاتون کی تربیت میں دینی و دنیوی تعلیم حاصل کریں۔ دس بجے سویا۔ چار بجے بیدار ہوا۔

آج دوپہر کو میرے ہاں اور دہلی شہر میں ہلکی سی بارش ہوئی تھی۔ واحدی صاحب کے بڑے لڑکے احمد مجتبیٰ نے کہا "آج پرنالے بھی نکلے تھے" مطلب یہ تھا کہ اتنی بارش ہوئی کہ پرنالے بہ نکلے۔ صحیح بول چال یہ ہے کہ پرنالے چلنے لگے۔ رات کو ٹھنڈی ہوا چلتی رہی۔ برساتی کیڑوں کی یورش شروع ہو گئی ہے۔

## ۶ ربیع المنور ۱۳۵۱ھ پیر

## ۱۱ جولائی ۱۹۳۲ء دہلی

**کندھے کے فرشتے** | کہتے ہیں ہر آدمی کے دونوں کندھوں پر فرشتے بیٹھے رہتے ہیں۔ جو انسان کے اعمال اپنے رجسٹر میں لکھا کرتے ہیں۔ وہ میرے کندھوں پر بھی ہوں گے۔ مگر میں ان کی تحریر کو یقین کے قابل نہیں سمجھتا۔ کیونکہ فرشتے کے اندر وہ قابلیت نہیں ہوتی۔ جو انسان میں ہوتی ہے۔ اس واسطے میں خود اپنا روزنامچہ لکھتا رہتا ہوں۔ فرشتے میرے دل کا حال نہیں جانتے۔ مگر میں خود اپنی نیت اور ارادہ کو سمجھتا ہوں۔ اس واسطے میرا روزنامچہ فرشتوں کے روزنامچہ سے زیادہ معتبر ہوتا ہے۔

**روزنامچہ** | صبح حکیم ذکی احمد صاحب کی دوا استعمال کرکے کام شروع کیا۔ دو بجے دہلی گیا۔ کیونکہ آویزوں کے پارسل زیادہ تھے۔ خود ڈاکخانہ میں جاکر اپنے سامنے روانہ کرائے۔ پھر چھاپہ خانہ میں جاکر نئے آویزوں کی چھپائی کا بندوبست کیا۔ شام کو سات بجے گھر میں واپس آیا۔ مسٹر بدر الاسلام بیرسٹر اپنے شکار کا ہرن لائے تھے۔ اس کے گوشت کا ایک تلا ہوا کباب میں نے بھی کھایا۔ اس نے ایسی گرمی کی کہ ساری رات نیند نہیں آئی۔ بڑی بےچینی تھی۔ خدا خدا کرکے سویرا ہوا۔ گویا قدرت نے گوشت مجھ پر ممنوع کر دیا ہے۔

بیچارا ہرن دنیا سے گزرا تو سکھ نیند سو گیا۔ اور انسان نے اس کا گوشت کھایا تو سکھ نیند سے محروم ہو گیا۔

## ۷ ربیع المنور ۱۳۵۱ھ منگل

## ۱۲ جولائی ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**دو اچھے مسافر** | آج صبح پونے چھ بجے اپنے لڑکے حسین کے ساتھ میں بھی دہلی گیا تھا۔ کیونکہ نواب صاحب کھمبائت شملہ سے آنے والے تھے۔ پلیٹ فارم کی بنچ پر بیٹھ گیا۔ ریل کے آنے میں دیر تھی۔ بیٹھے بیٹھے سو گیا۔ سات بجے شملہ کی ریل آئی۔ ہز ہائی نس نواب صاحب کھمبائت سے ملا۔ حکیم عبدالحی صاحب انصاری بھی استقبال کے لئے آئے تھے۔ اور مولانا سید عبدالرؤف صاحب بھی۔ نواب صاحب کے ساتھ۔ حکیم نابینا صاحب سے ملنے گیا۔ آٹھ بجے حکیم صاحب سے ملاقات کرکے دوبارہ ریل پر پہونچ گیا۔

ایک اچھے مسافر اس ٹرین میں نواب صاحب کھمبائت تھے اور دوسرے اچھے مسافر ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب جھالاواڑ تھے۔ یہ بھی نوجوان ہیں۔ اور بہت نیک خیال ہیں۔ ہندو مسلمانوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ اہل علم کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ ہندوستانی لٹریچر کے دلدادہ ہیں۔

ساڑھے آٹھ بجے گاڑی روانہ ہوئی اور میں محبوب المطابع میں آیا گیارہ بجے تک نئے آویزوں کی چھپائی کا کام دیکھتا رہا۔ مجھے رات سے نزلہ شروع ہوا ہے۔ گلے میں بہت زیادہ خراش ہے۔ شدید انفلوئنزا کا حملہ معلوم ہوتا ہے۔ بارہ بجے گھر پہنچا۔ دفتر میں کام کرتا رہا۔ چار بجے شام کو صبح کا کھانا کھایا۔ نزلہ کی تکلیف بہت بڑھ گئی۔ شام کو ہز ہائی نس سر سلطان چترال کے دو صاحبزادے اپنے قاضی صاحب کے ساتھ آئے خان بہادر حاجی محمد یوسف صاحب ہائی والے کے صاحبزادے بھی ساتھ تھے۔ ہز ہائی نس کے صاحبزادے بہت نورانی شکلوں کے ہیں۔ اور خان بہادر کے لڑکے بھی۔ دونوں شہزادے ڈیرہ دون میں پڑھتے ہیں۔ دہلی میں امتحان دینے آئے ہیں۔ مغرب کی نماز ان کے قاضی صاحب نے پڑھائی۔ میرا لڑکا زید ہز ہائی نس سلطان چترال سے بہت تعلق رکھتا ہے۔ اس نے دونوں شہزادوں کو فوراً پہچان لیا۔ اور واحدی منزل کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ جب یہ دونوں سردی کے موسم میں آئے تھے تو اس جگہ بیٹھے تھے اور ایک مولوی صاحب نے ہماری بات پر اعتراض کیا تھا۔ ہم نے کہا تھا اللہ میاں نور کا ڈلا ہیں تو مولوی صاحب نے اس پر بحث کی تھی۔

مجھکو اور دونوں شہزادوں کو زید کے حافظہ پر بہت ہی تعجب ہوا۔ شہزادوں نے زید سے بہت محبت کا برتاؤ کیا۔

شام کو غزالی خاں اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ آئے ہیں۔

**قیامت کی رات** | رات کو نزلہ کی ایسی شدت تھی کہ میں تمام رات مچھلی کی طرح تڑپتا رہا۔ ساری رات نہیں سویا۔ کل کی رات بھی ایسی ہی گذری تھی۔

**بارش** | آج بارہ بجے کے بعد نہایت زوردار بارش ہوئی۔ حبیب منزل میں خوب بوچھاڑ آئی۔ جگہ جگہ سے مکانوں کے گرنے کی خبریں بھی آئیں۔ رات بھر مینڈک بولتے رہے۔ میرا گورا مینڈک زید سو گیا تھا اور خدا کے زرد مینڈک چاروں طرف برسات کی آمد کے گیت گا رہے تھے۔ ان کا گانا اور گورے صاحب بہادروں کا گانا کانوں کو بالکل یکساں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ گورے آدمی جب گاتے ہیں تو بالکل بڑے برساتی مینڈک کی سی آواز معلوم ہوتی ہے۔

## ۸ ربیع المنور سنہ ۱۳۵۱ھ - بدھ
## ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء - دہلی

**تاروں کے انبار** چاروں طرف سے عید میلاد کے جلسوں کی شرکت کے لئے خطوں اور تاروں کے ذریعہ دعوت نامے آ رہے ہیں اور میں سب کو معذرت کے ساتھ انکار لکھ رہا ہوں مگر احمد آباد کا بلاوا بہت زبردست ہے دو تار آ چکے ہیں۔ اس تکلیف کی حالت میں اتنا لمبا سفر کرنا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ ۱۴ ربیع المنور کو درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے جلسہ کی صدارت کا بھی وعدہ کیا ہے۔

آج طبیعت بہت ہی زیادہ خراب ہے۔ مگر میں تین بجے تک دفتر میں لیٹا رہا۔ آج بھی کل کے وقت خوب بارش ہوئی۔ تین بجے کے بعد گھر میں آیا اور دو گھنٹے تک غشی سی طاری رہی خواجہ بانو پاس بیٹھی رہیں۔ رات کو عمرن منزل میں رہا۔ حسین سے روزنامچہ لکھوایا۔ مستری عشقی نظامی نے بدن دبایا۔ ڈاکٹر محمد عمر صاحب کا انفلوئنزا مکسچر زیر استعمال ہے۔ رات کی نیند کے لئے گاؤزبان جوش کر کے پیتا ہوں۔ ارے او شیطان کے بچے نزلہ جا ہم تجھ کو حکم دیتے ہیں کہ کل صبح ہمارے گھر سے چلا جا کہ ہم کو دفعہ دفعہ ناک کو چھینکنے سے گھن آتی ہے۔ اور ہم تیری زیادہ مہمانداری نہیں کر سکتے۔ (دفعہ دفعہ محاورہ زید کا ہے)

حور بانو اور روحہ ۱۱ تاریخ کو دہلی آنے والی ہیں روحہ کے خط بڑے دلچسپ ہوتے ہیں۔

## ۹ ربیع المنور سنہ ۱۳۵۱ھ جمعرات
## ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء - دہلی

**متحد سیاسی مطالبہ** لندن کی گورنمنٹ نے پھر ایک سیاسی کروٹ لیکر ہندوستان کی سیاسی پارٹیوں میں ہلچل ڈالدی ہے۔

سیاست متفرقہ کا گلدستہ ہوتا ہے اور آج کل ہر ایک شخص اس کی خوشبو سونگھ رہا ہے۔ مجھ سے کوئی پوچھے کہ گورنمنٹ اور ہندوستان کا سمجھوتہ کس اصول پر ہو تو میں کہونگا کہ عہد و وعدہ کی پابندی کے اصول پر ہو۔ یعنی ہر ہند گورنمنٹ وعدہ اور عہد کی پابند ہو جائے اور پابندی کی ضمانت پیش کرے۔ شہنشاہ شاہ عالم سے جو معاہدہ انگریزوں کا ہوا تھا اس کو انگریز بھی دبائے بیٹھے ہیں اور ہندوستانی بھی اسکو یاد نہیں کرتے۔ اگر ہم سب مل کر بس ایک ہی مطالبہ شروع کر دیں کہ شاہ عالم کا عہد نامہ پورا کرو تو ہندوستان اور انگلستان کی سیاست کا نقشہ ہی کچھ اور ہو جائے۔

**روزنامچہ** زندگی شروع ہوگئی۔ مرض غش کھا کر گر پڑا میں ناتوان جسم کو کھینچ کر دفتر میں لا لایا۔ لیٹے لیٹے کام شروع کیا۔ دو روٹیاں چنے گیہوں کے آٹے کی چٹنی سے کھائیں اور چار بجے تک یعنی دس گھنٹہ مسلسل کام لیتا اور کام کرتا رہا۔ چنے کی روٹی اور چٹنی بس ایک نعمت تھی۔

**ذاکر شاہ صاحب وارثی** ۴ بجے ذاکر شاہ صاحب وارثی ملنے آئے۔ بائیس برس کے بعد ملاقات ہوئی میرے ہم عمر ہیں یعنی ۵۶ سال کے ہیں بائیس سال پہلے درگاہ میں رہتے تھے۔ میری اُن کی خوب صحبت تھی۔ میں اس زمانہ میں واحدی صاحب کے ہاں رہتا تھا آٹھویں دن بدھ کو درگاہ میں سلام کرنے آتا تھا۔ یہ میرے ساتھ دہلی گئے۔ رات کو واحدی صاحب کے رہے۔ صبح یہ کہہ کر گئے کہ ابھی آتا ہوں اور آج ۲۲ برس کے بعد آئے ڈاڑھی اور سر کے بال بالکل سفید ہو گئے۔ میں نے مشکل سے پہچانا اور کہا لو مجھکو دیکھو ابھی تک جوان ہوں۔ تم تو بڈھے ہو گئے۔ اس کے بعد اپنے لڑکے حسین کو ملایا۔ اور کہا۔ جب آپ دہلی سے گئے تو یہ آسمان پر تھا۔ اس وقت تو میری دوسری شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔

آج کے ملنے والے حسب ذیل تھے (۱) محمد نبی خاں صاحب کلندرہ ریاست بیکانیر (۲) نبی بخش نظامی سلیمانی کے بھائی (۳) فیض احسن صاحب ساکن سہاور ضلع ایٹہ (۴) ایک رامپوری صاحب (۵) مسافر شاہ صاحب (۶) شجاعت علی صاحب جو مولینا محمد علی مرحوم کے بھانجے ہیں (۷) رجب خاں نظامی (۸) سید یامین نظامی (۹) محمد سعید خاں نظامی (۱۰) میرزا محبوب بیگ صاحب (۱۱) غزالی خاں (۱۲) جمیل احمد صاحب اشرفی (۱۳) ملک محمد عبداللہ صاحب (۱۴) ایک لیڈی ڈاکٹر (۱۵) قاری نور محمد صاحب پانی پتی

ان میں سے بعض میری بیمار پرسی کے لئے آئے تھے اور بعض محض ملاقات کے لئے۔

میرزا محبوب بیگ صاحب نے مغرب کی نماز پڑھائی ملک محمد عبداللہ صاحب پھلوں کا ٹوکرا لائے۔ قاری نور محمد صاحب نو ایجاد وصلیاں لائے۔ جن پر خوش خطی کے لئے مشق کی جاتی ہے۔ قاری صاحب نے قرآن مجید کی تعلیم کا ایک خاص طریقہ ایجاد کیا ہے۔ اور وہ ایک موجد کا درجہ حاصل کرنے والے ہیں۔

**سوا پیسہ کی نیاز** میں نے حسین سے کہا کہ اگر تم دعا کرو کہ احمد آباد کا سفر ملتوی ہو جائے تو میں تم کو نیاز کا سوا پیسہ دوں گا۔ حسین مسکرا کر چپ ہو گیا یکایک احمد آباد سے تار آیا کہ آپ کی صحت اچھی نہیں ہے تو سفر ملتوی کر دیجئے۔ میں نے حسین کی طرف دیکھا اور کہا۔ تمہاری دعا قبول ہوگئی۔ تم تو بڑے کرامت والے ہو۔

رہیں گی۔ چند روزہ تجربہ کے بعد میں زنانہ بورڈنگ بھی کھولدوں گا تاکہ لڑکیاں ایک خاندانی، حافظہ قرآن اور نیک خاتون کی تربیت میں دینی و دنیوی تعلیم حاصل کریں۔ دس بجے سو رہا۔ چار بجے بیدار ہوا۔ آج دوپہر کو میرے ہاں اور دہلی شہر میں ہلکی سی بارش ہوئی تھی۔ واحدی صاحب کے بڑے لڑکے احمد مجتبیٰ نے کہا "آج پرنالے بھی نکلے تھے" مطلب یہ تھا کہ اتنی بارش ہوئی کہ پرنالے بہ نکلے۔ صحیح بول چال یہ ہے کہ پرنالے چلنے لگے۔ رات کو ٹھنڈی ہوا چلتی رہی۔ برساتی کیڑوں کی یورش شروع ہو گئی ہے۔

## ۶ ربیع المنور ۱۳۵۱ھ پیر

## ۱۱ جولائی ۱۹۳۲ء دہلی

**کندھے کے فرشتے** کہتے ہیں ہر آدمی کے دونوں کندھوں پر فرشتے بیٹھے رہتے ہیں۔ جو انسان کے اعمال اپنے رجسٹر میں لکھا کرتے ہیں۔ وہ میرے کندھوں پر بھی ہوں گے۔ مگر میں ان کی تحریر کو یقین کے قابل نہیں سمجھتا۔ کیونکہ فرشتے کے اندر وہ قابلیت نہیں ہوتی۔ جو انسان میں ہوتی ہے۔ اس واسطے میں خود اپنا روزنامچہ لکھتا رہتا ہوں۔ فرشتے میرے دل کا حال نہیں جانتے۔ مگر میں خود اپنی نیت اور ارادہ کو سمجھتا ہوں۔ اس واسطے میرا روزنامچہ فرشتوں کے روزنامچہ سے زیادہ معتبر ہوتا ہے۔

**روزنامچہ** صبح حکیم ذکی احمد صاحب کی دوا استعمال کر کے کام شروع کیا۔ دو بجے دہلی گیا۔ کیونکہ آویزوں کے پارسل زیادہ تھے۔ خود ڈاکخانہ میں جا کر اپنے سامنے روانہ کرائے۔ پھر چھاپہ خانہ میں جا کر نئے آویزوں کی چھپائی کا بندوبست کیا۔ شام کو سات بجے گھر میں واپس آیا۔ مسٹر بدر الاسلام بیرسٹر اپنے شکار کا ہرن لائے تھے۔ اس کے گوشت کا ایک تلا ہوا کباب میں نے بھی کھایا۔ اس نے ایسی گرمی کی کہ ساری رات نیند نہیں آئی۔ بڑی بے چینی تھی۔ خدا خدا کر کے سویرا ہوا۔ گویا قدرت نے گوشت مجھ پر ممنوع کر دیا ہے۔

بیچارا ہرن دنیا سے گزرا تو سکھ نیند سو گیا۔ اور انسان نے اس کا گوشت کھایا تو سکھ نیند سے محروم ہو گیا۔

## ۷ ربیع المنور ۱۳۵۱ھ منگل

## ۱۲ جولائی ۱۹۳۲ء۔ دہلی

**دو اچھے مسافر** آج صبح پونے چھ بجے اپنے لڑکے حسین کے ساتھ میں بھی دہلی گیا تھا۔ کیونکہ نواب صاحب کھمبائت شملہ سے آنے والے تھے۔ پلیٹ فارم کی بنچ پر بیٹھ گیا۔ ریل کے آنے میں دیر تھی۔ بیٹھے بیٹھے سو گیا۔ سات بجے شملہ کی ریل آئی۔ ہز ہائی نس نواب صاحب کھمبائت سے ملا۔ حکیم عبد الحی صاحب انصاری بھی استقبال کے لئے آئے تھے۔ اور مولانا سید عبد الرؤف صاحب بھی نواب صاحب کے ساتھ۔ حکیم نابینا صاحب سے ملنے گیا۔ آٹھ بجے حکیم صاحب سے ملاقات کر کے دوبارہ ریل پر پہونچ گیا۔

ایک اچھے مسافر اس ٹرین میں نواب صاحب کھمبائت تھے اور دوسرے اچھے مسافر ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب جھالاواڑ تھے۔ یہ بھی نوجوان ہیں۔ اور بہت نیک خیال ہیں۔ ہندو مسلمانوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ اہل علم کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ ہندوستانی لٹریچر کے دلدادہ ہیں۔

ساڑھے آٹھ بجے گاڑی روانہ ہوئی اور میں محبوب المطابع میں گیا گیارہ بجے تک نئے آویزوں کی چھپائی کا کام دیکھتا رہا۔ مجھے رات سے نزلہ شروع ہوا ہے۔ گلے میں بہت زیادہ خراش ہے۔ شدید انفلوئنزا کا حملہ معلوم ہوتا ہے۔ بارہ بجے گھر پہنچا۔ دفتر میں کام کرتا رہا۔ چار بجے شام صبح کا کھانا کھایا۔ نزلہ کی تکلیف بہت بڑھ گئی۔ شام کو ہز ہائی نس سر سلطان چترال کے دو صاحبزادے اپنے قاضی صاحب کے ساتھ آئے خان بہادر حاجی محمد یوسف صاحب ہانسی والے کے صاحبزادے بھی ساتھ تھے۔ ہز ہائی نس کے صاحبزادے بہت نورانی شکلوں کے ہیں۔ اور خان بہادر کے لڑکے بھی۔ دونوں شہزادے ڈیرہ دون میں پڑھتے ہیں۔ دہلی میں امتحان دینے آئے ہیں۔ مغرب کی نماز ان کے قاضی صاحب نے پڑھائی۔ میرا لڑکا زید ہز ہائی نس سلطان چترال سے بہت تعلق رکھتا ہے۔ اس نے دونوں شہزادوں کو فوراً پہچان لیا۔ اور واحدی منزل کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جب یہ دونوں سردی کے موسم میں آئے تھے تو اس جگہ بیٹھے تھے اور ایک مولوی صاحب نے ہماری بات پر اعتراض کیا تھا۔ ہم نے کہا تھا اللہ میاں نور کا ڈلا ہیں تو مولوی صاحب نے اس پر بحث کی تھی۔

مجھکو اور دونوں شہزادوں کو زید کے حافظہ پر بہت ہی تعجب ہوا۔ شہزادوں نے زید سے بہت محبت کا برتاؤ کیا۔

شام کو غزالی خاں اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ آئے ہیں۔

**قیامت کی رات** رات کو نزلہ کی ایسی شدت تھی کہ میں تمام رات مچھلی کی طرح تڑپتا رہا۔ ساری رات نہیں سویا۔ کل کی رات بھی ایسی ہی گذری تھی۔

**بارش** آج بارہ بجے کے بعد نہایت زوردار بارش ہوئی۔ جیب منزل میں خوب بوچھاڑ آئی۔ جگہ جگہ سے مکانوں کے ٹپکنے کی خبریں بھی آئیں۔ رات بھر مینڈک بولتے رہے۔ میرا گورا مینڈک زید سو گیا تھا اور خدا کے زرد مینڈک چاروں طرف برسات کی آمد کے گیت گا رہے تھے۔ ان کا گانا اور گورے صاحب بہادروں کا گانا کانوں کو بالکل یکساں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ گورے آدمی جب گاتے ہیں تو بالکل بڑے برساتی مینڈک کی سی آواز معلوم ہوتی ہے۔

## ۸ ربیع المنور سنہ ۱۳۵۱ھ - بدھ
## ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء - دہلی

**تاروں کے انبار** چاروں طرف سے عید میلاد کے جلسوں کی شرکت کے لئے خطوں اور تاروں کے ذریعہ دعوت نامے آ رہے ہیں اور میں سب کو معذرت کے ساتھ انکار لکھ رہا ہوں مگر احمد آباد کا بلاوا بہت زبردست ہے دو تار آ چکے ہیں۔ اس تکلیف کی حالت میں اتنا لمبا سفر کرنا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ ۱۴ ربیع المنور کو درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے جلسہ کی صدارت کا بھی وعدہ کیا ہے۔

آج طبیعت بہت ہی زیادہ خراب ہے۔ مگر میں تین بجے تک دفتر میں لیٹا رہا۔ آج بھی کل کے وقت خوب بارش ہوئی۔ تین بجے کے بعد گھر میں آیا اور دو گھنٹے تک غشی سی طاری رہی خواجہ بانو پاس بیٹھی رہیں۔ رات کو عمران منزل میں رہا۔ حسین سے روزنامچہ لکھوایا۔ ستری عشقی نظامی نے بدن دبایا۔ ڈاکٹر محمد عمر صاحب کا انفلوئنزا مکسچر زیر استعمال ہے۔ رات کی نیند کے لئے گاؤزبان جوش کر کے پیتا ہوں۔ ارے او شیطان کے بچے نزلہ جا ہم تجھ کو حکم دیتے ہیں کہ کل صبح ہمارے گھر سے چلا جا کہ ہم کو دفعہ دفعہ ناک پونچھنے سے گھن آتی ہے۔ اور ہم تیری زیادہ دن مہمانداری نہیں کر سکتے۔ (دفعہ دفعہ محاورہ زید کا ہے)

حور بانو اور روحہ ۱۱ [illegible] کو دہلی آنے والی ہیں روحہ کے خط بڑے دلچسپ ہوتے ہیں۔

## ۹ ربیع المنور سنہ ۱۳۵۱ھ جمعرات
## ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء - دہلی

**متحد سیاسی مطالبہ** لندن کی گورنمنٹ نے پھر ایک سیاسی کروٹ لیکر ہندوستان کی سیاسی پارٹیوں میں ہلچل ڈالدی ہے۔

سیاست فرقہ کا گلدستہ ہوتا ہی ہے اور آج کل ہر ایک شخص اس کی خوشبو سونگھ رہا ہے۔ مجھ سے کوئی پوچھے کہ گورنمنٹ اور ہندوستان کا جھگڑا کس اصول پر ہو تو میں کہونگا کہ عہد اور وعدہ کی پابندی کے اصول پر ہو یعنی ہر شخص گورنمنٹ وعدہ اور عہد کی پابند ہو جائے اور پابندی کی ضمانت پیش کرے۔ شہنشاہ شاہ عالم سے جو معاہدہ انگریزوں کا ہوا تھا اس کو انگریز بھی بھلائے بیٹھے ہیں اور ہندوستانی بھی اس کو یاد نہیں کرتے۔ اگر ہم سب مل کر بس ایک ہی مطالبہ شروع کر دیں کہ شاہ عالم کا عہد نامہ پورا کرو تو ہندوستان اور انگلستان کی سیاست کا نقشہ ہی کچھ اور ہو جائے۔

**روزنامچہ** زندگی شروع ہوگئی۔ مرض غش کھا کر گر پڑا میں ناتوان جسم کو کھینچ کر دفتر میں لایا۔ لیٹے لیٹے کام شروع کیا۔ دو روٹیاں چنے گیہوں کے آٹے کی چٹنی سے کھائیں اور چار بجے تک یعنی دس گھنٹہ مسلسل کام لیتا اور کام کرتا رہا۔ چنے کی روٹی اور چٹنی بس ایک نعمت تھی۔

**ذاکر شاہ صاحب وارثی** ۴ بجے ذاکر شاہ صاحب وارثی ملنے آئے۔ بائیس برس کے بعد ملاقات ہوئی میرے ہم عمر ہیں یعنی ۵۶ سال کے ہیں بائیس سال پہلے درگاہ میں رہتے تھے۔ میری اُن کی خوب چھنتی تھی۔ میں اس زمانہ میں واحدی صاحب کے ہاں رہتا تھا آٹھویں دن بدھ کو درگاہ میں سلام کرنے آتا تھا۔ یہ میرے ساتھ دہلی گئے۔ رات کو واحدی صاحب کے رہے۔ صبح یہ کہہ کر گئے کہ ابھی آتا ہوں اور آج ۲۲ برس کے بعد آئے ڈاڑھی اور سر کے بال بالکل سفید ہو گئے۔ میں شکل سے پہچانا اور کہا لو مجھکو دیکھو ابھی تک جوان ہوں۔ تم تو بڈھے ہو گئے۔ اس کے بعد اپنے لڑکے حسین کو ملایا۔ اور کہا۔ جب آپ دہلی سے گئے تو یہ آسمان پر تہا۔ اس وقت تو میری دوسری شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔

آج کے ملنے والے حسب ذیل تھے (۱) محمد نبی خاں صاحب کانندہ ریاست بیکانیر (۲) نبی بخش نظامی سلیمانی کے بھائی (۳) فیض محسن صاحب ساکن سہاور ضلع ایٹہ (۴) ایک رام پوری صاحب (۵) مسافر شاہ صاحب (۶) شجاعت علی صاحب جو مولینا محمد علی مرحوم کے بہانجہ ہیں (۷) رجب خاں نظامی (۸) سیدا یمن نظامی (۹) محمد سعید خاں نظامی (۱۰) میرزا محبوب بیگ صاحب (۱۱) غزالی خاں (۱۲) جمیل احمد صاحب ہشرقی (۱۳) ملک محمد عبداللہ صاحب (۱۴) ایک لیڈی ڈاکٹر (۱۵) قاری نور محمد صاحب پانی پتی

ان میں سے بعض میری بیمار پرسی کے لئے آئے تھے اور بعض محض ملاقات کے لئے۔

میرزا محبوب بیگ صاحب نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ ملک محمد عبداللہ صاحب پھلوں کا ٹوکرا لائے۔ قاری نور محمد صاحب نو ایجاد وصلیاں لائے۔ جن پر خوش خطی کے لئے مشق کی جاتی ہے۔ قاری صاحب نے قرآن مجید کی تعلیم کا ایک خاص ڈھنگ ایجاد کیا ہے۔ اور وہ ایک موجد کا درجہ حاصل کرنے والے ہیں۔

**سوا پیسہ کی نیاز** میں نے حسین سے کہا کہ اگر تم دعا کرو کہ احمد آباد کا سفر ملتوی ہو جائے تو میں تم کو نیاز کا سوا پیسہ دوں گا۔ حسین مسکرا کر چپ ہو گیا یکایک احمد آباد سے تار آیا کہ آپ کی صحت اچھی نہیں ہے تو سفر ملتوی کر دیجئے۔ میں نے حسین کی طرف دیکھا اور کہا۔ تمہاری دعا قبول ہو گئی۔ تم تو بڑے کرامت والے ہو۔

دو روز سے بجلی خراب تھی۔ درگاہ میں اور گھر میں اور بورڈنگ ہاؤس میں اندھیرا پڑا تھا۔ آج روشنی درست ہو گئی۔ میرے گھر اور بورڈنگ میں ساٹھ بتیاں جلتی ہیں اور درگاہ میں سات۔ مگر روشنی کا بل درگاہ کا دوگنا آتا ہے شاید بجلی ضائع ہوتی ہے۔ کہیں سے تار خراب ہو گئے ہیں۔

### ٹھنڈے گرم تار

زید نے آج بہت باتیں کیں۔ شام کو کہا۔ بادا جان بجلی میں دو تار ہوتے ہیں ایک ٹھنڈا دوسرا گرم۔ اور جب دونوں ملتے ہیں تب روشنی آتی ہے۔ اگر دونوں گرم ہوں یا دونوں ٹھنڈے ہوں تو روشنی نہ آئے۔ ایسے ہی بادل کبھی ٹھنڈے گرم ہوتے ہیں اور دونوں کے ملنے سے بارش ہوتی ہے۔

میں نے کہا تم نے یہ بات کہاں سیکھی۔ کہا ہم جانتے ہیں۔ اور بھائی جان (حسین) نے بھی ہم کو بتایا تھا۔ خواجہ بانو نے کہا تمہارا یہ لڑکا کیا جاہل رہیگا۔ اب تک پڑھنے کو نہیں بٹھایا۔ میں نے کہا میں اس کو امی رکھوں گا۔ زبانی تعلیم دونگا اس کی جسمانی صحت بھی اچھی نہیں ہے اور مجھے زبانی تعلیم دینے کا تجربہ بھی کرنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ زید زبانی تعلیم کے سبب اپنے سب بھائیوں سے زیادہ عالم فاضل ہوگا۔

آج صبح ابر کی خوب بہار تھی۔ دن کو دھوپ ہو گئی۔

شام کو ہوا ٹھنڈی رہی۔ پچھلی رات کو خوب گھٹا آئی۔ میں رات کو آرام سے سویا۔ مسٹر علی حشمت نظامی رات دن خدمت کرتے ہیں۔ دن کو دفتر کا کام کرتے ہیں۔ رات کو گھر کی اور میری حفاظت اور میری خدمت کرتے ہیں۔ اب یہ بھی بوڑھے سے ہو گئے ہیں۔

آج بھی کئی تار جلسوں کی دعوت کے آئے۔ معلوم ہوتا ہے اس سال عید میلاد ہر سال سے زیادہ شاندار ہوگی۔ میں اپنے آقا کی دھوم سُننے سے ایسا خوش ہوتا ہوں کہ روح چوکنی ہو جاتی ہے۔ تاروں کا جواب انکار میں دیتا ہوں تو تکلیف ہوتی ہے جی چاہتا ہے ہر جلسہ میں جاؤں اور ہر مقام کے مسلمانوں کا جوش بڑھاؤں۔ اس سال میں اپنے مکانوں کو بھی عید میلاد کے جھنڈوں سے آراستہ کروں گا۔ بھائی شریفا نظامی نے امروہہ سے آم بھیجے ہیں۔ ان کا شہر امروہہ نہیں آم روحہ ہے۔ اس لئے میں نے یہ آم روحہ کے لئے رکھے ہیں وہ اور حور بانو کل صبح دہلی آجائیں گی۔ آج تار آگیا۔ گھر میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ مجھکو بھی باوجود نیم مردہ ہونے کے ایک خوشی اپنے اندر محسوس ہوتی ہے۔

اولاد۔ اولاد۔ کون جانے اس میں کیا جادو ہے۔ مگر یہ جادو ہر قوم کو محبوب ہے۔

---

# قلم کے فلم

### حسن جیون کی نسبت

پہلے تو کاتب صاحب کی مہربانی کا ذکر کرنا ہے کہ حسن جیون کی تمہید میں لکھ دیا کہ "بیبی پھوپھی حبیب بانو" یہ نہ سمجھا کہ پھوپھی کے ساتھ بیبی کا لفظ کیونکر کھپ سکتا ہے۔ ہو نہو یہ لفظ بیوی ہوگا جب میں نے یہ لفظ چھپا ہوا دیکھا تو مارے غصہ کے نیم دیوانہ ہو گیا کہ بیوی کو پھوپھی کیونکر بنا دیا۔ کاتب صاحب یوں تو روز اسی قسم کی دلچسپ غلطیاں کیا کرتے ہیں مگر یہ غلطی بہت ہی تکلیف دہ تھی۔ مگر کیا کر سکتا تھا خون کے سے گھونٹ پی کے رہ گیا۔

دوسری سنئے میری دوسری بیوی صاحب (خواجہ بانو) روزنامچہ کو فوراً آتے ہی پڑھتی ہیں اور ان کے ڈر کے مارے مجھے کبھی غلط بیانی کی جرات نہیں ہوتی۔ انہوں نے حسن جیون کو پڑھکر مجھ سے تو کچھ نہ کہا حور بانو کو شملہ پر لکھا کہ مجھے ساری رات نیند نہ آئی ایسا برا اثر اس مضمون کا ہوا۔

حور بانو کے نام کا خط بھی آج درج کر دیتا ہوں تاکہ خواجہ بانو کے طرز تحریر سے بھی ناظرین روزنامچہ کو واقفیت ہو جائے۔

تیسری سنئے اخبار دین احمد آباد کے مرد ایڈیٹر جو جیل خانہ بھی جا چکے ہیں اور بڑے مضبوط سمجھے جاتے ہیں حسن جیون کو پڑھکر گھبرا گئے اور لکھا کہ حسن جیون لکھئے مگر ایسی باتیں نہ لکھئے۔

کیسی باتیں؟ کیا مرنے کی بات نہ لکھوں۔ کیا میں ہمیشہ زندہ رہوں گا؟ کیا خدا نے قرآن مجید میں رسول اللہؐ سے یہ نہیں فرمایا تھا إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ اے محمدؐ تم کو بھی موت آنے والی ہے اور دوسرے سب انسان بھی مرنے والے ہیں تو کیا میں رسول اللہؐ سے بھی بڑھ کر ہوں جو میری موت کے ذکر سے تم گھبراتے ہو؟ خواجہ بانو تو عورت ذات ہیں ان کو اپنے بیوہ ہونے کا خیال آیا ہوگا۔ بچوں کے لاوارث ہونے کا خیال آیا ہوگا یہ خیال کیا ہوگا کہ دنیا والے سب جیتے جی کے ساتھی ہوتے ہیں مرنے کے بعد سب نظریں پھیر لیتے ہیں۔ جب گھر کا وارث مرد مر جاتا ہے تو عورت بیوہ ہونے کے بعد بڑی بڑی مشکلوں میں مبتلا ہوتی ہے۔ مگر یہ ایڈیٹر دین مرد ہو کر ایسے پریشان کیوں ہوتے ہیں۔ انکو اور سب کو میری اور اپنی موت کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

## ایڈیٹر وطن

ایک تو دین کے ایڈیٹر ہیں اور دوسرے لالہ شیو نرائن صاحب بھٹناگر روزانہ اخبار وطن دہلی کے ایڈیٹر ہیں جنہوں نے اس تمہید کو پڑھکر طرز تحریر کی بہت تعریف کی اور ٹیلیفون میں کہا کہ یہ سلسلہ مزید جاری رہنا چاہیئے۔ اور بھی بہت سے خطوط اس کی تائید میں آئے ہیں مگر جب تک عام رائے کا اندازہ نہ ہو جانے میں ایسا سلسلہ کو جاری نہیں کرسکتا۔ آج سے تیرہ سال پہلے میں نے ایک سو چالیس صفحہ کی ایک کتاب "آپ بیتی" کے نام سے شائع کی تھی جس میں اس وقت تک کے حالات درج کردئے تھے اس کے بعد کے حالات روزنامچوں میں چھپ چکے ہیں اور کوئی چیز میں نے چھپا کر نہیں رکھی۔ سب کچھ صاف صاف اور سچ سچ لکھدیا ہے البتہ بقول ایڈیٹر صاحب وطن کے نئے انداز تحریر میں اختصار کے ساتھ روزنامچوں سے اقتباس کرکے ذاتی حالات لکھے جاسکتے ہیں۔

## روحہ کے خطوط

آج چند خط خواجہ بانو اور روحہ کے درج کرتا ہوں۔ خواجہ بانو کے خطوط میں انشاپردازی کی خوبیاں ہیں۔ مگر روحہ کے خط میں ابھی یہ بات نہیں ہے البتہ اسکی زندگی کی شروعات کے یہ پہلے خط ہیں کیونکہ اس نے اسی سال لکھنا سیکھا ہے اور چونکہ وہ بول چال میں ہم کا لفظ استعمال کرتی ہے اور میں اس کو چھیڑنے کے لئے ہم کہا کرتا ہوں۔ اس واسطے ان خطوں میں ہم کا لفظ بھی ناظرین کی توجہ کے قابل ہے۔

روزنامچہ کے ناظرین روحہ کی تصویر دیکھ چکے ہیں جو روزنامچہ میں شائع ہوئی تھی۔ اور ان میں ہزاروں ایسے ہیں جن کو روحہ کی دعاؤں پر اعتقاد ہے۔ یہاں تک کہ مرحوم محمد علی صاحب باوجود میرا مخالف ہو جانے کے روحہ کی دعاؤں کے قائل تھے۔ چنانچہ صادق شہید کے سوئم کی نیاز میں آئے تو انہوں نے روحہ سے کہا کہ ہمارے لئے دعا کرنا اور اس نے نہایت آزادی اور بیباکی سے جواب دیا کہ ہم آپ کے لئے دعا نہیں مانگیں گے۔ آپ ہمارے باواجان کے خلاف اخبار میں مضمون لکھا کرتے ہیں۔

جب روحہ کے خطوط ناظرین پڑھیں گے تو ان کو کوئی ایسی بات ان خطوں میں نظر نہیں آئے گی۔ جو خاص ہو یا عجیب ہو لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب میں دنیا میں موجود نہ ہونگا اور روحہ اپنی زندگی کا زمانہ گذار رہی ہوگی اس وقت کبھی نہ کبھی یہ خطوط نہایت دلچسپی سے پڑھے جائیں گے۔ جیسا کہ میرے بچپن کے لکھے ہوئے خطوط آجکل بہت دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں۔

## خواجہ بانو کا خط حور بانو کے نام

میری [illegible] دلہن مریضہ۔ الحمد تمہاری بیماری اچھی ہوئی سنو بی مخنتی بیوی خدا کا لاکھ لاکھ شکر کرو کہ تم جنت میں ہو۔ [illegible]۔ ہم دوزخی بھی شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے دوزخ جیسی گرمی دی اور اتنی توفیق بھی دی کہ چوبیس گھنٹے ہائے اللہ ہائے اللہ کرتے رہتے ہیں۔ تمہارا حسن ابوطالب شاید دوزخ کی مٹی کا بنا ہوا ہے مگر وہ بھی رات دن تڑپتا ہے۔ رات کو تو دس منٹ مسلسل نہیں سوتا نہ سونے دیتا ہے۔ آج رات کو میں سو گئی ایک دم رونے کی آواز آئی تو گھبرا کر اٹھی تو کیا دیکھتی ہوں کہ پلنگ کی پائنتی بیچ بیٹھا ہے اور دونوں ہاتھ پٹی پر رکھے رو رہا ہے۔ جلدی سے میں نے گود میں لیا۔ بڑی دیر تک بیٹھی رہی۔ نیچے لٹایا پھر وہی پلٹیاں غرض کہاں تک لکھوں۔ میں تو بس یہ کہتی ہوں گرمی زندہ باد۔ تپش زندہ باد۔ لُو زندہ باد۔

تمہاری آپا۔

## (۲) خواجہ بانو کا خط حور بانو کے نام

حور بانو۔ جیتی رہو۔ تمہارا کل کا خط یاد نہیں کہاں رکھ کر بھول گئی ورنہ لفظ بہ لفظ جواب دیتی۔ گرمی نے کچھ ایسا دماغ خراب کیا ہے کہ کچھ یاد ہی نہیں رہا۔ سب سے پہلے تو گرمی بیتی سنو۔ جگ بیتی سنو اس کے بعد آپ بیتی سناؤں گی۔

گرمی اپنی پوری قوت سے سارا لشکر لے کر غریب دہلی والوں پر حملہ آور ہے۔ تمام دن میدان کارزار گرم رہتا ہے۔ اب چار پانچ دن سے تو رات رات بھر دن کا سا حال رہتا ہے۔ یعنی رات کو بھی آرام نہیں ملتا۔

جگ بیتی سنو۔ میدانوں اور سڑکوں پر انسانوں کی لاشیں نظر آتی ہیں۔ لُو لگی اور وہیں سڑک پر گر کر جان دیدیتے ہیں۔ روز بروز اموات کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔

اب میرا حال سنو۔ سنو کیا اللہ میاں کو سنا دینا۔ کیونکہ تم اونچے پہاڑ پر ہو اور تم سے خدا قریب ہے۔ سب سے پہلے تو یہ کہنا کہ میری نیند کا کچھ حصہ حسن کو مل جائے اور وہ صحت اور سلامتی کی نیند سوئے۔ وہ سوئے میں کام کروں۔ وہ سوئے میں خدا کو یاد کروں اور خدا کی یاد میں سب کچھ بھول جاؤں۔ رات دن میں سینکڑوں دفعہ ہائے ہائے کرکے کفران نعمت کرتی ہوں۔ ہزاروں تیرے بندے ایسے ہیں جن کے لئے سایہ کی جگہ اور پیٹ کو روٹی نہیں ہے۔ تو میرے دل میں سما جائیے اور میرا رواں رواں اظہار شکر کرے کہ تو نے مجھے بے تعداد نعمتیں بخشی ہیں۔ اور ہاں یہ بھی کہنا کہ یہاں حجاز کی سی گرمی تو ہے مگر حجازی آقا کی جھلک نہیں ہے۔

تو نے بڑا بنایا۔ صبح سے شام تک بیسوں کاموں کا طوفان رہتا ہے۔ بچوں کا کام۔ ان کی محبت میں گرفتار رہتی ہوں۔ بچپنہ بھلا دیا ہے۔ نہیں معلوم کتنوں کی حق تلفی ہوتی ہوگی۔ کس کو کیا بات ناگوار معلوم ہوتی ہوگی۔ کس کس کا جی دکھتا ہوگا۔ اگرچہ رات کو بہت توبہ کرتی ہوں۔ مگر دل مطمئن نہیں ہوتا۔

یہاں سب ابھی تک تو اچھے ہیں۔ آئندہ خدا اچھا رکھے۔ استانی صاحبہ دعا کہتی ہیں۔ حافی دعا کہتی ہیں۔ کریما سلام کہتی ہیں۔ بچوں کا آداب لو۔ حسن دانت نکالتا ہے۔ یعنی منہ چڑاتا ہے

اس کے ذہانت دیکھو۔ خدا حافظ۔ تمہاری آپا

### خواجہ بانو کا خط روحہ کے نام

روحہ بیٹی جیتی رہو۔

تمہارے کپڑے بھیج رہی ہوں۔ تم آخر کئیں بیٹی میں تو تمہارے پڑھنے کے خیال سے انکار کر رہی تھی۔ اب دیکھو تم جمعہ ۲۲ جون کو اسکول گئیں تھیں دوسرے دن آخری ہفتہ تھا اور تیسرے دن اتوار۔ اتوار کی شام کو تم چلی گئیں اور بارہ ربیع الاول تک جو بانو آئیں گی تو بیٹی تمہاری تعلیم ایک مہینہ کے لئے خراب ہوئی۔

تم ایک سکنڈ میں رو دیتی ہو۔ اگر یہاں کی طرح وہاں بھی پڑھنے میں تمہارا دل بگڑا جس کا مجھے یقین ہے تو تم رو رو کر ہلکان ہوگی۔

میری اس محبت کی قدر تو بیٹی تم جب سمجھو گی جب خود اولاد والی ہوگی۔ رات بھر میں نے یہی خواب میں دیکھا کہ روحہ نہیں آئی۔

تمہیں یاد کرنے والی
تمہاری امی

### روحہ کا خط خواجہ بانو کے نام

امی جان آداب۔

یہاں سب خیریت سے ہیں۔ امید ہے کہ وہاں بھی سب خیریت سے ہوں گے۔ ہم نے آج حسن کو خواب میں دیکھا۔ ہم کو حسن اور عارفہ بہت یاد آ رہے ہیں۔ بابا جان کو آداب کہئے۔ ہم روٹی پکانا سیکھ رہے ہیں۔ ہم کو سونے کے گہنے کی ضرورت نہیں ہے ہم کو سب سے زیادہ خوشی اس کی ہے کہ ہم روٹی پکانا سیکھ جائیں گے۔ اور بابا جان کو اپنی پکی ہوئی روٹی کھلائیں گے۔ حسن کو خوب پیار کیجئے۔

امی جان یہ خط ہم نے صبح لکھا تھا اس کے بعد آپ کا خط ہم نے پڑھا۔ جو کچھ آپ نے نصیحتیں تحریر فرمائی ہیں ہم ان پر ضرور عمل کریں گے۔ یہ سنکر کہ آپ کے پھنسیاں ہو گئی ہیں ہم کو بہت رنج ہوا۔ حسن پیارے کی پھنسیوں کا سن کر بھی بہت رنج ہوا وہ تو بہت روتا ہوگا۔ یہاں خوب سردی ہے۔ ہم نے گرم کپڑے پہن رکھے ہیں: آداب۔

بابا جان نے لکھا ہے کہ ہم روز آموں پر تمہاری نیاز دیتے ہیں مگر ہماری روح کو ایک دن بھی مزا نہیں آیا۔ اگر آپ تھوڑے سے آم بھیج دیں تو کھا کر روح کو مزا آئے۔ بابا جان کو آداب۔

آپ کی بیٹی روحہ۔

### روحہ کا خط خواجہ بانو کے نام

میری امی جان آداب

آپ کا خط پہنچا۔ آپ کی اور سب گھر والوں کی خیریت معلوم ہوئی۔ حسن بھائی کی طبیعت خراب ہونے کی خبر پڑھکر دل کو رنج ہوا ہم دو دن سے حسن کو خواب میں دیکھ رہے ہیں۔ یہی وجہ تھی اب معلوم ہوا۔ خدا اس کو اچھا رکھے۔ ہم روزانہ نماز پڑھ کر دعا کرتے ہیں کہ آپ لوگ خیریت سے رہیں۔ اور ہم سب کو ہنسی خوشی دیکھیں۔ امی جان آپ فکر نہ کریں۔ جب آپ آم کھاتی ہیں تو ہم کو مزا آ جاتا ہے۔ ہم اور یہاں سب خیریت سے ہیں۔ سب گھر والوں کو آداب۔ حسن۔ عارفہ اور سب بچوں کو پیار۔ اور جب آپ خط لکھیں تو حسن بھائی کے انگوٹھے کا نشان خط پر لگا دیجئے۔ آپ کی بیٹی روحہ

خالہ جان آداب!

یہاں صبح سے بادل آ رہے ہیں، اور اندر بادل گھسے چلے آتے ہیں۔ اور سب چیزیں سیلی جاتی ہیں۔ آپ کا خط پہنچا۔ ہم کو حسن بہت یاد آ رہا ہے۔ اس کا ہنسنا اور کھیلنا یاد آتا ہے۔ ہم نے آپ کو خط لکھا تو تھا۔ امی جان کے خط ہی میں لکھ دیا تھا۔ ممکن ہے آپ کو نہ ملا ہو۔ بابا جان اور ماموں جان اور سب کو آداب

آپ کی بھانجی
روحہ

---

# جناب نواب قاضی سر عزیز الدین احمد صاحب کا

# تازہ روزنامچہ

تازہ ولایتی ڈاک سے جناب قاضی سر عزیز الدین احمد صاحب کا حسب ذیل مکتوب موصول ہوا ہے۔

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

**۳ جون۔** میرے لئے آج بڑی خوشی اور مباہات کا دن ہے صبح سویرے اخبار ٹائمز دیکھا اور سالگرہ کے اعلیٰ خطابات جو شہنشاہ معظم کے حضور سے عطا ہوئے شائع ہوئے اور میں نے اپنے پیارے آقا مہاراجہ صاحب دتیا کا نام جی سی آئی ای کی فہرست میں دیکھا میری خوشی کا اندازہ دشوار ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد پچاسوں ٹیلیفون مبارکباد کے آئے اور بہت سے پولیٹیکل افسران اور میرے احباب نے اظہار مسرت کیا۔ نواب صاحب بھوپال۔ مسٹر کیلی اور سر مالکم ہیلی اور کرنل بکسر کے خطابات سے بھی کمال مسرت ہوئی۔ گو اپنے ایک خاص دوست کا نام فہرست میں نہ دیکھکر بے حد رنج ہوا۔ میں نے دتیا و دیگر مقامات کو مبارکباد کے تار بھیجے۔ اس خوشی میں میرا ارادہ ایک بڑے ڈنر کے دینے کا ہے جس میں حضور سکرٹری آف اسٹیٹ و جملہ سابق والئسرایان ہند و پولیٹیکل افسران و مہاراجگان، موجودۂ لندن کے بلانے کا ارادہ ہے۔ مسٹر سورانجی بھی اس خیال کی بڑے زور سے تائید کر رہے ہیں۔ ادگلوی صاحب پرسوں میرے ساتھ لنچ کھائیں گے ان سے صلاح لے کر انتظام کروں گا۔ آج سارے شہر میں بڑی دھوم

دھام ہے۔ اور یونین جیک کے جھنڈے ہر جگہ لہرا رہے ہیں اور گھر گھر فہرست خطابات کا تذکرہ ہے۔ جنرل سر رابرٹ ہچنسن جو ریاستوں کی کمیٹی کے ممبر تھے اور دہلی بھی تشریف لائے تھے ان کو بادشاہ سلامت نے لارڈ کا اعزاز بخشا ہے وہ بہت اچھے آدمی ہیں۔ اور جہاز پر میرے ہمسفر تھے ایک روز وہ کسی صوبہ کے گورنر ہوں گے۔ میں اڈمرل سر جان کرار کے یہاں آج لنچ پر مدعو تھا۔ انہوں نے بڑی عنایت سے خاص انتظام کیا تھا اور دس بارہ لارڈ اور لیڈیاں میرے ملنے کو بلائی تھیں۔ کھانا بہت لطف کا تھا۔ ایک لیڈی جو ہندوستان ہو آئی ہے بہت دیر تک باتیں کرتی رہی۔ انہوں نے ہندوستان پر ایک کتاب لکھی ہے اور ان کی تمنا ہے کہ کتاب مقبول ہو۔ اس بے چینی اور اضطراب سے وہ اپنی کتاب کا تذکرہ اور اخبارات کے ریویو کا حال بیان کر رہی تھیں کہ سنکر بہت لطف آتا تھا۔ انگریزوں کی قوم میں عورتوں میں جو زندگی۔ جرات اور ہمت پائی جاتی ہے وہ کسی دوسرے ملک میں دکھائی نہیں دیتی۔ مجھے بار بار خیال آتا ہے کہ ہماری ہندوستانی عورتوں میں ایسی قابلیت اور انسانیت کب آوے گی۔ ہندوستان میں یہاں کی عورتوں کی آزادی کے بارہ میں طرح طرح کی لغو اور بے بنیاد روایتیں مشہور ہیں۔ لیکن یہاں کی اعلیٰ سوسائٹی میں ملنے سے میرے دل پر یہ اثر ہوا ہے کہ گو عورتیں آزاد اور مردوں سے زیادہ چست چالاک ہیں۔ مگر اپنے شوہروں اور بچوں کے ساتھ بے حد محبت رکھتی ہیں اور اپنے خاندانی روایات کو قائم رکھتی ہیں۔ مجھ سے ایک لیڈی نے کہا کہ قاضی صاحب گو میں آپ سے کبھی ملی نہ تھی مگر میں آپ سے واقف ہوں اور ایک بہت بڑے افسر نے مجھ سے آپ کے بابت کہا ہے کہ آپ اپنی اصلی عمر سے ۲۵ برس کم معلوم ہوتے ہیں۔ اس پر بڑی ہنسی رہی۔

شام کو ہز ہائی نس سر آغا خاں سے ملنے گیا ان کی والدہ کو کراؤن آف انڈیا، کا خطاب ملا ہے۔ میں نے مبارکباد دی اور دیر تک مسلمانوں کی حالت اور ہندوستان کی بے چینی کی بابت گفتگو کرتے رہے۔

آج میرے پاس وزارت بحری سے ایک نیوتہ آیا ہے۔ ۲۳ جون کو جہازوں کا کوئی مظاہرہ ہوگا۔ بادشاہ سلامت بھی رونق افروز ہوں گے۔ مجھے بھی بلایا ہے۔ لیڈی بیک فیلڈ ایک بہت معزز اور باا ثر خاتون ہیں۔ ان کے یہاں ۹ جون کو ڈنر اور رقص ہے۔ مجھکو شرکت کا خط بھیجا ہے۔ سخت مشکل ہے۔ میں اپنی تندرستی کی وجہ سے رات کے جلسوں میں شرکت سے بچنا چاہتا ہوں اور جب ایسی بڑی جگہوں سے بلاوا آتا ہے انکار کر نہیں سکتا۔ جبراً اور قہراً منظور کرتا ہوں۔ پانچ چھ روز سے ایک بڑا لطیفہ ہو رہا ہے۔ ایک کرنل صاحب جو میرے بڑے دوست ہیں اور جن کی میم صاحبہ کا چند روز ہوئے انتقال ہو گیا ہے۔ میری پرائیویٹ سکرٹری پر عاشق ہو گئے ہیں۔ اور شادی کے خواہاں ہیں اور یہ لڑکی تفاوت عمر کی وجہ سے قطعی منکر ہے اور شانہ پر ہاتھ نہیں دھرنے دیتی۔ اس بے جوڑ کورٹ شپ میں بڑا مزا آ رہا ہے۔

۴ جون۔ آج بادشاہ سلامت کی سالگرہ کی خوشی میں افواج شاہی کا ریویو ہے۔ میرے پاس بھی شرکت کا کارڈ آیا ہے اور میرے دوستوں کی یہ رائے ہے کہ میں ہندوستانی کپڑا پہنوں اور صافہ باندھوں کیونکہ شاہنشاہ معظم ہندوستانی لباس بہت پسند فرماتے ہیں۔ میں ٹھیک ساڑھے نو بجے روانہ ہوا۔ اس قدر سڑکوں پر آدمیوں کا ہجوم تھا کہ موٹر نکلنا دشوار تھا۔ بہزار خرابی اس میدان میں پہونچا جہاں مارچ پاس ہونے کو تھا۔ لاکھوں آدمیوں کا ہجوم تھا اور رسالہ اور پیدل کی فوج اپنی شاندار اور زرق برق سُرخ اور زرد وردی میں ایسی خوشنما معلوم ہوتی تھی کہ آنکھوں میں چکاچوند آتی تھی۔ مہمانوں کے واسطے اسٹینڈ بنائے گئے تھے اور گدی دار بنچیں نشست کے واسطے مہیا تھیں جس جگہ میں تھا وہیں مہارانی صاحبہ نابھ۔ نوعمر مہاراجہ صاحب نابھ اور چند والیان ملک جو لندن میں موجود ہیں تشریف فرما تھے۔ کرنل امیر احمد صاحب بھی کچھ فاصلہ پر دکھائی دیئے مگر مجھ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ٹھیک گیارہ بجے شاہی جلوس گھوڑوں پر آہستہ آہستہ آیا۔ اور لاکھوں آدمیوں نے بڑے جوش اور دلی وفاداری سے بادشاہ سلامت کو نعرہ ہائے مسرت کے ساتھ سلام کیا۔ سیاہ رنگ کے گھوڑوں پر بادشاہ سلامت اور چاروں شاہزادگان فوجی وردی میں سوار تھے۔ اور ملکہ معظمہ و شہزادیاں چوکڑی میں تھیں جب سب اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے نقیب شاہی نے اشارہ کیا۔ بینڈ نے دعائیہ گیت بجایا۔ شاہی بینڈ میں ایک سو آدمی ہیں اور سب بہت عمدہ سنہری وردیاں پہنے ہوئے بہت چستی اور چالاکی سے دلکش سروں میں ترانے بجا رہے تھے۔ اور فوجیں رپ رپ شاہی نشستگاہ کے سامنے سے گزر رہی تھیں۔ القصہ ایسا شاندار اور پُر فزا فوجی مظاہرہ میں نے لارڈ کرزن کے دہلی دربار کے بعد کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ایک گھنٹہ میں فوجی پروگرام پورا ہوا۔ اور شاہنشاہ معظم جس طرح تشریف لائے تھے اسی طرح واپس گئے۔ واپسی میں ہجوم اور بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے بڑی دقت پیش آئی۔ یہ میں لکھنا بھول گیا کہ جس بلاک میں میری نشست تھی وہ ایک بلند مکان کی چھت پر تھا اور قریب ساٹھ ستر سیڑھیوں کو چڑھ کر میں وہاں پہنچا تھا۔ میں کمزوری دل کی وجہ سے سیڑھیوں کے چڑھنے سے بہت پریشان ہوتا ہوں۔ جب واپسی کا وقت آیا تو ان سیڑھیوں میں ایسی کشمکش ہوئی کہ قریب تھا مجھے غش آ جائے۔ کرنل کوپر ایک فوجی افسر میرے قریب کھڑے تھے اور گو ان سے پہلی شناسائی نہ تھی مگر انگریزوں کی انسانی ہمدردی کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے فوراً انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں مدد کو حاضر ہوں اور میرا ہاتھ تھام کر مجھے سنبھال لیا۔ آدھ گھنٹہ کے بعد بھیڑ کم ہوئی اور میں نیچے آیا۔

بڑی پریشانی کے بعد میرا موٹر ملا اور میں خیریت کے ساتھ گھر پہنچا۔ مسز لینگو نے مجھے لنچ پر بلایا تھا مگر اس قدر تھک گیا تھا کہ پلنگ سے اُٹھنے کی جرات نہیں ہوئی۔ اور میں نے معذرت نامہ بھیج دیا۔

آج کل لندن میں ایک بہت سنسنی خیز مقدمہ چل رہا ہے ایک بڑے معزز اور متمول انگریز کی لڑکی پر قتل کا مقدمہ قائم کیا ہے۔ ایک لیڈی کے کمرہ میں ایک نوجوان انگریز پسٹل کے زخم سے مرا ہوا پایا گیا۔ پولیس نے اسی لیڈی پر مقدمہ چلایا ہے۔ مجسٹریٹ کی کچہری میں ہزارہا بڑے بڑے آدمی اور بڑی بڑی لیڈیوں کا مجمع تھا اور ملزمہ کے ساتھ عام ہمدردی ہے۔ ملزمہ نو عمر اور بے حد حسین ہے جب اس کو حوالات میں بند کیا تو وہ بے ہوش ہو گئی اس کو جرم سے انکار ہے اور اپنی بے گناہی ثابت کر رہی ہے۔ اس ملک میں بیرسٹروں کا بڑا زور ہے۔ مگر ہندوستان کی طرح دلالوں کا یہاں کچھ بھی چرچا نہیں ہے۔ بیرسٹر اپنے مکان پر سائن بورڈ یعنی نام کا تختہ تک نہیں لگا سکتا۔ ایک بیرسٹر نے اپنی تعریف میں کوئی مضمون کسی اخبار میں چھپوایا تھا۔ جب کونسل قانونی کو اس کی اطلاع ہوئی اس کا نام خارج کر دیا گیا۔ یہی حالت یہاں ڈاکٹروں کی ہے کوئی ڈاکٹر اپنی شہرت کے واسطے نہ اشتہار دے سکتا ہے نہ تعریف چھپوا سکتا ہے۔ ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ اس غریب لیڈی کا کون بیرسٹر ہوا۔ میں روبکاری کے دن تماشہ دیکھنے جاؤں گا۔

## احمد آباد کا جلسہ عید میلاد

احمد آباد میں جناب سید محبوب میاں قادری اور مسٹر چندریگر وکیل اور پیرجی نظامی اڈیٹر دین وغیرہ اراکین انجمن اسلامیہ نہایت شاندار عید میلاد کا جلسہ کیا کرتے ہیں اس سال بھی صرف ہندو پارسی وغیرہ غیر مسلم عمائد کو پانسو دعوت نامے بھیجے گئے ہیں۔ جلسہ میری صدارت میں قرار پایا تھا مگر میں علالت کی وجہ سے نہیں جاؤں گا۔ معلوم ہوا ہے کہ ایک ہندو ایک پارسی ایک یہودی ایک مسلمان اور ایک عیسائی پانچ مذہب والے حضور کی سیرت کی نسبت تقریر کریں گے۔ احمد آباد کے مسلمان مبارکباد کے قابل ہیں کہ انہوں نے نہایت عمدہ پروگرام بنایا جس سے سب اقوام میں اتحاد بھی پیدا ہوگا اور آنحضرت کی نسبت غلط فہمیاں بھی دور ہوں گی۔

## پھیا کی تعمیر

برما میں بدھ مذہب قوم کے مذہبی مقامات کو پھیا کہا جاتا ہے۔ ایک مسلمان نے برما سے خط لکھکر دریافت کیا ہے کہ مسلمان ٹھیکیدار کو پھیا بنانے کا ٹھیکہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ ٹھیکہ صرف عمارت کا ہوگا جس کا ایک مخروطی گنبد مثل قطب مینار کے بنایا جاتا ہے ٹھیکیدار کے ذمہ کسی بت کی تعمیر نہیں ہوگی۔ ایسی حالت میں پھیا کی تعمیر کا ٹھیکہ لینا جائز ہے یا نہیں۔

میں نے جواب دیا کہ اجرت پر ہر قسم کی عمارت بنائی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی اس عمارت میں نماز پڑھے یا اور کوئی نیک کام کرے تب بھی ٹھیکیدار کو اس سے کوئی تعلق نہیں اور اگر کوئی اس عمارت میں شراب پیئے جوا کھیلے یا اور کوئی برا کام کرے تب بھی ٹھیکیدار پر اس کا کوئی وبال نہیں ہو سکتا۔ اگر پھیا میں بت پرستی کی جائے تو اس کے ذمہ دار بت پرست لوگ ہوں گے۔ مسلمان ٹھیکیدار پر اس کا کوئی بار نہیں ہو سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں عیسائی ڈیپوٹیشن مدینہ میں آیا تو رسول اللہ نے اپنی مسجد میں انکو ٹھیرایا۔ اور وہاں عیسائیوں نے اپنے عقائد کے بموجب عبادت بھی کی۔ ہندوستان کے پہلے مسلمان فاتح محمد بن قاسم نے سندھ کو فتح کیا تو ہندوؤں نے درخواست کی کہ اب تم ہمارے بادشاہ ہو گئے اور ہمارے جان۔ مال۔ مذہب کے محافظ قرار پائے ہو تو ہمارے ٹوٹے ہوئے مندروں کو بنوا دو۔ محمد بن قاسم نے یہ عجیب درخواست حجاج بن یوسف گورنر بصرہ کو بھیجی۔ اس نے مسلمان علماء کے مشورہ سے جواب بھیجا کہ تم کو بحیثیت محافظ رعایا کے مندر بنوا دینے چاہئیں۔ چنانچہ محمد بن قاسم نے مندر بنوا دیئے اور ہندوؤں نے اس کے شکریہ میں محمد بن قاسم کا بت بھی مندر میں رکھکر پوجا۔ یہ سندھی ہندو سب کے سب بدھ مذہب کے تھے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گیارہ سو برس پہلے کے علمائے اسلام نے مندر بنانے کا فتوے دیدیا تھا۔ لہٰذا برما کے مسلمان ٹھیکیدار کو بلا تامل پھیا کی تعمیر کا ٹھیکہ لے لینا چاہیئے۔

## نئے آویزے

(نمبر ۲۰۶) سائز پاؤ۔ حیوانات کی قومیت کا۔ قرآن مجید کی ایک آیت سے ثبوت منسوب بنام ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب الہ آباد۔

(نمبر ۲۰۷) سائز پاؤ۔ مضمون آیت قرآن مجید۔ ہم سب خدا کے ہیں۔ منسوب بنام عبدالحی قطا بن حضرت صاحب مرحوم کوتوالی گلی۔

(نمبر ۲۰۸) سائز پاؤ۔ مضمون آیت قرآن مجید۔ اور یقیناً وہ قرآن کے باطن میں ہمارے سامنے حکمت والا اعلیٰ ہے۔ منسوب بنام ملک محمد عبداللہ صاحب جمعدار ریلوے۔ دہلی۔ ساکن گوجرانوالہ۔

(نمبر ۲۰۹) سائز آدھا۔ اقلیت غالب۔ آیت قرآن مجید جس میں اقلیت کا اکثریت پر غلبہ مذکور ہے۔ منسوب بنام سردار خیر سنگھ صاحب عرف شیر میاں نظامی رئیس ریاست دھولقہ۔ گجرات۔

(نمبر ۲۱۰) سائز پاؤ۔ جھنڈا۔ مضمون۔ ساری دنیا ہماری ہے اور ہم سب خدا کے ہیں۔ منسوب بنام حاجی سید نوراللہ حسینی صاحب سجادہ نشین۔ حیدر آباد دکن۔

(نمبر ۲۱۱) سائز پاؤ۔ جھنڈا۔ مضمون پرچم امت رسول اعظم منسوب بنام خان بہادر سید بڈھے شاہ صاحب مجسٹریٹ امرتسر

(نمبر ۲۱۱) سائز آدھا۔ مضمون آیت اللہ کی مدد اور فتح قریب ہے منسوب بنام میاں محمد اقبال ابن میاں سر محمد شفیع مرحوم۔

(نمبر ۲۱۲) سائز آٹھواں۔ سب سے اچھا کون ہے مضمون حدیث منسوب بنام سید مواکر علی نظامی۔ ساکن گودہرہ

(نمبر ۲۱۳) سائز آٹھواں۔ اولاد کے لئے دعا مضمون آیت۔ منسوب بنام عصمت آرا نظامی پنجاب۔

(نمبر ۲۱۴) سائز آٹھواں مضمون حدیث ہر نئی چیز بدعت نہیں ہے منسوب بنام مولینا سید ناصر نذیر صاحب فراق۔ یادگار حضرت خواجہ میر درد۔ دہلی۔

(نمبر ۲۱۵) سائز آٹھواں۔ قرآن مجید کی دعا معہ ترجمہ اردو۔ منسوب بنام خانصاحب طفیل محمد خان انجینئر نئی۔ دہلی۔

(نمبر ۲۱۶) سائز آٹھواں۔ قرآنی پرولوث۔ قرآن مجید کی آیت معہ ترجمہ منسوب بنام غلام نبی نظامی۔ بزنس ہوم لمیٹڈ۔ بمبئی

(نمبر ۲۱۸) سائز آٹھواں۔ اپنی مدد آپ کرو۔ مضمون آیت قرآنجید مع ترجمہ منسوب بنام عبد الرحیم چشتی۔ امرتسر۔

(نمبر ۲۱۹) سائز آٹھواں حریف کا جواب۔ مضمون۔ آیت قرآن مجید مع ترجمہ منسوب بنام احمد ابدالی نظامی۔ صوبہ سرحد۔

(نمبر ۲۲۰) سائز آٹھواں۔ کوشش ہر انسان پر واجب ہے مضمون آیت قرآن مجید مع ترجمہ منسوب بنام چھوٹے نظامی لاہور

(نمبر ۲۲۱) سائز پاؤ۔ احمد صورت احد۔ مضمون نعتیہ۔ شعر زبان فارسی از جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم رئیس قادیان۔

(نمبر ۲۲۲) سائز پاؤ۔ ہر انسان حاکم ہے۔ مضمون حدیث مع ترجمہ منسوب بنام قادر بخش صاحب مومن۔ کالکا۔ انبالہ۔

(نمبر ۲۲۳) پاؤ سائز۔ نامۂ اعمال۔ مضمون خلاصۂ تعلیم اسلام منسوب بنام سید نواب علی صاحب ٹھیکدار نئی۔ دہلی۔

(نمبر ۲۲۴) سائز پاؤ۔ آزادی کا فرمان۔ مضمون جدید قسم کی کی تبلیغ سیاسی لوگوں کو۔ از حسن نظامی۔

(نمبر ۲۲۵) سائز آدھا۔ شمع محمدی۔ اس آویزے میں ایک شمع کی تصویر ہے اور بہت سے پروانوں کی تصویریں ہیں۔ موجودہ زمانے کے سات مسلمان بادشاہوں کے نام شمع کے پروانوں پر لکھے گئے ہیں۔ اور یہ سب پروانے محمدی شمع پر قربان ہو رہے ہیں اور شمع کے اوپر لکھا ہے۔ قرآن مجید شمع محمدی ہے۔ منسوب بنام حکیم عبد الحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد دہلی اس آویزے پر ایک شعر بھی ہے۔

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے دربارو ں میں

(نمبر ۲۲۶) سائز آٹھواں۔ غریبوں کو بشارت۔ مضمون حدیث معہ ترجمہ۔ منسوب بنام سید امجد علی نظامی مقیم کوئٹہ۔ بلوچستان

(نمبر ۲۲۷) سائز آٹھواں۔ اللہ تمہاری آسانی چاہتا ہے۔

مضمون آیت قرآن مجید معہ ترجمہ منسوب بنام ابو صالح نظامی۔ ریاست بڑودہ

(نمبر ۲۲۸) سائز آٹھواں۔ ہر مسلمان پر تبلیغ واجب ہے۔ مضمون حدیث معہ ترجمہ منسوب بنام مولوی سید غلام بھیک صاحب۔ ناظم جمعیت تبلیغ الاسلام انبالہ۔

(نمبر ۲۲۹) سائز آدھا۔ ہندوستان ہمارا۔ اس آویزے میں ہندوستان کے سب مسلمانوں کے لئے دس اہم اور ضروری یادداشتیں قلم بند کی گئی ہیں۔ تاکہ ہر مسلمان روزانہ ان کو دیکھکر سیاسی پروگرام بنا سکے۔ اور سیاسیات میں جو پراگندگی اور اختلافات مسلمان قوم میں پڑے ہوئے ہیں وہ دور ہو جائیں۔ یہ دس باتیں اصولی ہیں اور ان میں سے بعض ایسی ہیں کہ مسلمان لیڈر ان سے بالکل بے خبر ہیں۔ مثلاً شہنشاہ شاہ عالم اور ایسٹ انڈیا برٹش کمپنی سے جو سیاسی عہد نامہ ہوا تھا۔ اس کو گورنمنٹ نے بھی دبا رکھا ہے اور مسلمان لیڈر بھی اس سے غافل ہیں اور عہد نامہ مذکور میں ایسی شرائط موجود ہیں جن کو موجودہ سیاسیات میں مسلم مطالبات کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔

نیز شہنشاہ اکبر کی پالیسی کے اصول بھی اس یادداشت میں ہیں اور مسلمانوں کی سیاسی اہمیت کے اصول بھی ہیں اور ہندوستان کی سب اقوام کو متحدہ نیشن بنانے کے اصول بھی اس یادداشت میں ہیں۔ اس واسطے یہ آویزہ بہت زیادہ تعداد میں چھپوایا گیا ہے۔ تاکہ ہر ہندوستانی خصوصاً ہر مسلمان اس کو اپنے گھر میں آویزاں کر سکے۔ قیمت ۱۲ر مقرر کی گئی ہے۔ اور کپڑا نہایت عمدہ اور اعلیٰ قسم کا لگایا گیا ہے۔ جو شیشے کے چوکھٹے میں سینکڑوں برس قائم رہ سکتا ہے۔ یہ آویزہ میری طرف سے ہے کسی کے نام منسوب نہیں ہے۔

**اور بھی** } آویزے چھپ رہے ہیں۔ اگرچہ عید میلاد کے بعد شائع ہوں گے لیکن وہ ہر وقت گھروں میں آویزاں کرنے کے قابل ہیں۔ ان کی فہرست آئندہ پرچہ میں شائع ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ یعنی اگر اللہ چاہے۔

## حضور غوث الاعظم کا وظیفہ

} عید میلاد کے سلسلہ میں حضور غوث پاک کا جو خاص وظیفہ شائع کیا گیا تھا اس کی چند کاپیاں باقی ہیں۔ گھروں میں آویزاں کیا جائے تو برکت ہوگی ہدیہ صرف دو آنہ (۲ سے کم روانہ نہیں ہوں گے۔)

## حضور غوث پاک کا تعویذ

} بست در بست ریشمی کپڑہ پر۔ ہدیہ دو پیسے۔ ۳۲ سے کم روانہ نہیں ہونگے۔ یہ نقش کسی حاجت کے تعویذ میں لپیٹ کر ڈالا جائے۔ اس پر موم جامہ نہ کیا جائے ورنہ اثر جاتا رہیگا۔ بازو پر باندھو یا گلے میں ڈالو یا جیب میں رکھو۔ حاجت کے تعویذ میں ڈالنا بھی کچھ ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اختیاری ہے۔

دفتر عید میلاد کمیٹی دہلی سے منگائیے

## کی بنائی ہوئی نئی دوائیں

ناظرین روزنامچہ طبی کمپنی کی مشہور دواؤں کے ناموں سے واقف ہیں اور بہت سے ناظرین نے ان کا تجربہ بھی کیا ہے لیکن آجکل جو نئی دوائیں تیار ہوئی ہیں ان کے نام اور تفصیل ذیل میں درج ہے۔

مینجر طبی کمپنی دہلی

(۲۸) **ارسطو کا چورن** ہاضمہ اور معدہ کے لئے حکیم ارسطو کے نسخہ سے بنایا ہوا چورن بہت ہی مفید ہے قیمت ایک شیشی آٹھ آنے۔

(۲۰) **طبی سرمہ** یہ سرمہ کمپنی نے ابھی حال میں بنایت اہتمام سے بنایا ہے دہلی کے مشہور آفاق ہر دل عزیز اور کامیاب ڈاکٹر صاحب کے خاص مجرب نسخہ سے بنایا گیا ہے جس سے ہزاروں آدمی فائدہ اٹھا چکے ہیں آنکھوں کی ہر تکلیف کے لئے بیحد مفید ہے۔ تندرست بھی استعمال کریں تو بینائی کو قوت دیتا ہے۔ قیمت بھی بہت کم رکھی ہے یعنی بڑی شیشی ایک روپے کو دی جاتی ہے جو ایک سال کے لئے کافی ہوتی ہے۔ یہ سرمہ بچوں کے گھروں میں رہنا چاہیئے۔

(۲۱) **آمد** طبی کمپنی کی مشہور گولیاں زنانہ پلز اور خوش ایام کے نام سے بکتی ہے اور وہ ایام کی کثرت اور بیقاعدگی کے لئے نہایت فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں۔ مگر جن عورتوں کے ایام بند ہوں ان کے لئے یہ گولیاں زیادہ مفید نہ تھیں۔ اس لئے طبی کمپنی نے دہلی کے ایک ممتاز ڈاکٹر سے ان کی نہایت کامیاب اور مشہور دوا حاصل کی ہے جو بند ایام کو کھول دیتی ہے اور ایام کی بندش کے سبب جو اولاد کی مایوسی ہو جاتی ہے وہ شکایت بھی دور کر دیتی ہے یعنی اولاد ہونے لگتی ہے۔ اس دوا کا نام آمد اسی واسطے رکھا گیا ہے کہ ایام کی آمد کے لئے تیر بہدف مفید ہے قیمت ایک روپیہ شیشی۔

(۲۲) **انٹی آتشک** یہ دوا جناب لقمان الملک حکیم نابینا صاحب کی عطیہ ہے۔ اور ساری ایشیا کے باشندوں کو معلوم ہے کہ جناب حکیم نابینا صاحب کی برابر آج ایشیا بھر میں کوئی حاذق اور کامل طبیب نہیں ہے اور ان کے طریق علاج اور دواؤں میں جادو کا اثر ہے۔ آتشک ایسا موذی مرض ہے کہ اس کے مریض شرم کی سبب ہر ایک کے سامنے حال بیان نہیں کر سکتے اور عطائی لوگوں کی دوائیں استعمال کرکے اپنی زندگی تباہ کر لیتے ہیں۔ مگر یہ دوا چالیس روز میں ہر قسم کی نئی اور پرانی آتشک کو دور کر دیتی ہے اور انسانی خون سے اس کی جڑ کھو دیتی ہے۔ قیمت دو روپے شیشی۔

(۲۳) **انڈین ٹانک پلز** مقوی گولیاں بھی عالی جناب لقمان الملک حکیم نابینا صاحب کے نسخہ سے تیار ہوئی ہیں۔ انکی تعریف بس اتنی ہے کہ مایوس بڈھوں کو بھی عہد شباب کا لطف آجاتا ہے اور اعضائے رئیسہ کو بھی بیحد طاقتور بنا دیتی ہیں۔ دس گولیاں ایک شیشی میں ہوتی ہیں۔ قیمت ڈھائی روپے۔

(۲۵) **اجالن** طبی کمپنی نے بال دور ہونے کا ایک مسالہ ایجاد کیا تھا مگر وہ زیادہ کامیاب نہ ہوا تھا مگر اب ایک تجربہ کار ڈاکٹر صاحب کے ایک نسخہ سے مسالہ تیار کیا گیا ہے جو بالوں کو چند منٹ میں صاف کر دیتا ہے اور بدن کا میل بھی مالش کے بغیر اس کے ملنے سے دور ہو جاتا ہے۔ اور غسل کے بعد کئی گھنٹہ تک جسم اور بالوں سے خوشبو آتی رہتی ہے قیمت ایک بکس ۸ر

(۲۶) **نکوٹین** تمباکو کے جوہر اور چند دوسری دافع زہر دواؤں سے تیار ہوئی ہے۔ سانپ بچھو کے کاٹے کا بہت ہی زود اثر علاج ہے۔ اس دوا کو پانی میں گھول کر باغ میں یا جہاں سانپ بچھو اور زہریلے جانوروں کا ڈر ہو ڈال دیجئے سب زہریلے جانور بھاگ جائیں گے۔ عجیب و غریب دوا ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

(۲۹) **بچوں کی غذا** یہ دوا ابھی طبی کمپنی نے بنائی تھی اور مفید ثابت ہوئی تھی مگر جلدی خراب ہو جاتی تھی۔ اس لئے کمپنی نے اسکو بند کر دیا تھا اب ایک ڈاکٹر صاحب کے عطیہ نسخہ سے بنائی ہے دودھ پیتے بچوں سے لیکر بارہ تیرہ سال کی عمر تک کے بچوں کے لئے بیحد مقوی ہے جو بچے دبلے ہوں۔ زرد ہوں۔ کچھ کھاتے نہوں۔ روتے رہتے ہوں ان کو استعمال کرائے اور ہفتہ بھر کے اندر اثر کا تماشہ دیکھئے وزن بڑھ جائیگا۔ بھوک دوگنی ہو جائیگی۔ ہاضمہ میں ترقی ہوگی۔ ضد اور رونا جاتا رہیگا۔ چہرہ پر سرخی آجائیگی۔ مہینہ بھر کے دودھ پیتے بچہ کو بھی دیسکتے ہیں۔ عجیب بے مزا اور نہایت مفید دوا ہے۔ قیمت بھی بہت کم ہے۔ یعنی ایک شیشی آٹھ آنہ کو دی جاتی ہے کیونکہ کمپنی نے غریب گھروں کے بچوں کا خیال کرکے قیمت بہت ہی کم مقرر کی ہے۔

یہ غذا شربت کی طرح نہایت شیریں ہے۔ اور بچے اس کو خوشی خوشی استعمال کر لیتے ہیں۔ بڑی عمر کے عورت مرد بھی اسکو استعمال کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر شخص کی قوت بڑھانے کے لئے مفید ہے۔

آج کمپنی نے صرف ان دواؤں کا اعلان کیا ہے جو نئی بنی ہیں۔ اس لئے نمبر بھی غیر مسلسل ہیں۔ کیونکہ سلسلہ میں وہ دوائیں ہیں جو پرانی ہیں اور جن کے اشتہار شائع ہوتے رہتے ہیں۔

**مینجر طبی کمپنی دہلی**

# واحدی صاحب کا خضاب

سفید روئی کے گالا جیسے بالوں کو سیاہ کر لینا اور ضعیفی کی عمر میں بھی جوان بنے رہنا اچھا ہو یا برا۔ لیکن بہت سی مجبوریوں کی وجہ سے ایسا
کرنا ہی پڑتا ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں جوانوں کی قدر اور بڑھوں کی بے وقعتی لاکھوں آدمیوں کو اس بات پر مجبور کر دیتی ہے کہ اگر ان کے قویٰ
اچھے ہوں تو خواہ مخواہ بھی صرف بالوں کے سفید ہو جانے کی وجہ سے حکام کی نظروں میں ذلیل نہ ہو جائیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عین
جوانی ہی میں کسی اتفاقی سبب کی بدولت بال سفید ہو جاتے ہیں اور چونکہ طبیعت میں عمر کے لحاظ سے امنگ اور جوش موجود ہوتا ہے اس لئے
یہ سفید بال بہت ہی اوپری اوپری سے معلوم ہوتے ہیں اور حقیقتاً وبال جان ہو جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں جب انسان خضاب کے استعمال پر
مجبور ہو جاتا ہے تو اب اسے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ خضاب کی تعداد قسموں میں سے جن کے اشتہار رات دن اس کی نظر سے گزرتے رہتے
ہیں کون سے خضاب کو اپنے لئے پسند کرے۔ کسی خضاب میں یہ عیب ہوتا ہے کہ بالوں پر قدرتی رنگ نہیں آتا اور اگر کچھ بال ابھی
تک سفید نہیں ہوئے ہیں تو خضاب کی بدولت ان میں ایک بدرنگ سا پیوند لگ جاتا ہے۔ کسی خضاب کا لگانا صندل کے گھسنے اور
لگانے کی طرح اچھا خاصا ایک دردسر ہوتا ہے اور اتوار کا ایک چھٹی کا دن پورا کا پورا اسی کی نذر ہو جاتا ہے۔ کسی خضاب کے اجزا
کچھ ایسے خراش دار ہوتے ہیں کہ ادھر خضاب لگایا اور ادھر تمام چہرہ اور سر سوج کے کپا سا ہو گیا۔ اور نزلہ زکام نے ناک میں دم کر دیا
وہ الگ۔ بعض خضاب بڑے خوش رنگ ہوتے ہیں۔ لیکن بالوں کے ساتھ ساتھ جلد کو بھی بالکل سیاہ کر دیتے ہیں۔ اور خضاب کا لگانا
صحیح معنوں میں روسیاہی کا مترادف ہو جاتا ہے۔ غرضکہ ایک ایسا خضاب جو ان تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہو ذرا مشکل ہی سے
دستیاب ہوتا ہے اور مدتوں اس کی تلاش میں انسان کو سرگرداں اور پریشان رہنا پڑتا ہے۔ واحدی صاحب کے خضاب کا نام
تو لاجواب نہیں ہے لیکن حقیقتاً وہ خود لاجواب ضرور ہے۔ خضاب کی جن خرابیوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ ان سب سے پاک ہے۔
صرف پانچ منٹ میں انسان کی وجاہت اور صورت میں کامل انقلاب پیدا کر دیتا ہے۔ پیری اور عصا گیری کی صبح منٹوں میں جوانی
کی رات سے بدل جاتی ہے اور اگر لوگ پہلے آپ کے سفید بال نہ دیکھ چکے ہوں تو ہرگز ہرگز کبھی اور کسی حالت میں بھی انھیں یہ نہیں معلوم
ہو سکتا کہ آپ کے بالوں کا رنگ اصلی نہیں ہے۔ واحدی صاحب کے خضاب کا رنگ عمدہ ہے۔ جلد کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا
پانچ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لیتا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں وہ سڑی ہوئی بدبو نہیں ہوتی جو بعض خضابوں کی امتیازی خصوصیت
ہے۔ واحدی صاحب کا خضاب ایک شیشی میں دو ڈھائی مہینے کے لائق ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے۔ محصول ڈاک پانچ آنے۔

## واحدی صاحب کے خضاب کے متعلق جناب مولوی محبوب علی صاحب بی اے انسپکٹر آف اسکولز ریاست گوالیار کی رائے

واحدی صاحب السلام علیکم۔ آپ کا خضاب میں نے استعمال کیا۔ میں اس خضاب کو موجودہ جرمنی خضابوں سے بہتر خیال کرتا ہوں۔ اس خضاب سے
بالوں میں قدرتی سیاہی آجاتی ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ خضاب لگایا ہے۔ وقت بھی بمقابلہ اور خضابوں کے کم صرف ہوتا ہے۔ البتہ اگر احتیاط
نہ برتی جائے تو دھبہ آجاتا ہے۔ یہ دھبہ بھی ایک دن میں جاتا رہتا ہے۔ مجھے اس خضاب نے کوئی نقصان نہیں دیا۔ محبوب علی
کپڑے کی ایک صاف دھجی پانی میں بھگو کر اور اسے صابن پر رگڑ کر جہاں دھبہ آئے وہاں دھبہ آتے ہی مل لیجئے۔ دھبہ فوراً جاتا رہے گا۔ واحدی

## منیجر اخبار روزنامچہ دہلی سے منگائیے

ہفتہ وار روزنامچہ رجسٹرڈ نمبر ال ۲۷۵۸

# سو برس کے بڈھوں کی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ملا واحدی صاحب اڈیٹر نظام المشائخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرمار کھا ہے اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے۔ تا دم مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قایم و برقرار رہے۔ ہر روز ......... سے بیزاری نہ ہوگی۔ اور ایک وقت میں بجز تین چار ......... کے طبیعت کو قرار نہ ہوگا۔ یہ نسخہ بہ سلسلۂ خاندان حکیم سید عبد اللہ خاں دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار مولینا حکیم سید فخر الدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو بطور یادگار پسماندگان درج ہٰذا کیا۔ یہ نسخہ حقیقی و درست و صحیح میری اوائل عمر میں ایک وقت طیار ہوا تھا۔ راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام و اکرام نسخہ ہٰذا کی بدولت ملا تھا اور نواب سالار جنگ اولی بھی چہار خوراک معجون ہٰذا کا استعمال فرما کے جائداد و منصب ڈیڑھ سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے۔ یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۲ھ کا ہے۔ پسماندگان کو اس کا پورا علم ہے۔

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام **معجون مددگار غدود** ہے۔ جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں (علاوہ محصول ڈاک) لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے سات خوراکوں کے صرف تین روپے لوں گا اور محصول بھی اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجدوں گا۔ شرط فقط یہ ہے کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلا دیں سو برس نہ سہی لگ بھگ سہی۔

**نوٹ** جنہیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار غدود نہ منگائیں۔ کیونکہ معجون مددگار غدود صرف قوت کی دوا ہے۔ جریان کے مریضوں کے لئے **معجون کایا پلٹ** مفید ہوگی۔ قیمت بیس خوراک ڈھائی روپے۔ علاوہ محصول ڈاک

## مینیجر اخبار روزنامچہ دہلی سے منگایئے

(سید ابن عربی اڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے [illegible])

رسائل ۷/۳۱

قیمت تین روپے کلدار ۔ قیمت ایک پرچہ تین پیسے

ہر انسان کو خوش و عملی بنانیوالا
حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کا
ہفتہ وار اخبار

# روزنامچہ

جس میں ہر ہفتہ حسب ذیل مضامین شائع ہوتے ہیں

(۱) پیاروں کا روزنامچہ (۲) ناظرین کا روزنامچہ (۳) خلق اللہ کا روزنامچہ (۴) خواجہ صاحب کا روزنامچہ (۵) ایک مستقل کتاب

ایڈیٹر - سید ابن عربی ۔ نائب ایڈیٹر حسین بن حسن نظامی

## آئندہ ہفتہ کا پروگرام!

**دکن کا سفر** کئی مہینے پہلے سے طے کر دیا تھا کہ میں ۱۵ ستمبر کو حیدر آباد دکن پہنچ جاؤنگا مگر سفرنامہ افغانستان کی تیاری میں ابھی دو ہفتہ کی دیر معلوم ہوتی ہے اگرچہ وہ مسلسل چھپ رہا ہے اور انشاء اللہ ۱۲ ستمبر تک چھپ کر تیار ہو جائیگا تاہم اسکی روانگی ۱۵ ستمبر سے پہلے نہیں ہو سکتی اور میں اس کی روانگی سے پہلے حیدر آباد کا سفر نہیں کر سکتا۔ لہذا اب میں نے یہ طے کیا ہے کہ اگر کوئی خاص ضرورت پیش نہ آئی تو ستمبر کے آخر تک دہلی میں رہوں گا اور کہیں جانا ہوا تو ستمبر کے بعد اکتوبر میں جاؤں گا۔

**مناظرہ کے مضامین** دو ہفتہ سے چند ایسے مضامین روزنامچہ میں شائع ہوئے ہیں جن سے ایک مناظرہ کی صورت پیدا ہوگئی ہے اور موافق اور مخالف مضامین بکثرت آرہے ہیں۔ چونکہ میرے لڑکے حسین کا کام ابھی نیا نیا ہے اور مجھے ان مضامین کے پڑھنے اور جواب دینے کی فرصت نہیں ہے اور اسکی ضرورت بھی نہیں معلوم ہوتی کہ ناظرین میں مناظرہ کی کشمکش پیدا ہو۔ اس واسطے میں صرف دو چار خلاصے درج کرکے آئندہ یہ سلسلہ بند کر دونگا کیونکہ ایسا موثر مباحثہ کی ضرورت ہے جسکا کوئی مفید نتیجہ نکلے۔ اور یہ مناظرے تو تیرہ سو برس ہوئے ہیں اور ابتک کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

**تصویر** اس ہفتہ میری اور مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر کی وہ مشترکہ تصویر شائع کی جاتی ہے جو دمشق شام کے ایک اخبار نویس نے حیدر آباد میں مہاراجہ بہادر کے مکان پر اپنے اخبار کے لئے لی تھی۔

حسن نظامی

# سو برس کے بڈھوں کی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ملا واحدی صاحب ایڈیٹر رسالہ
نظام المشائخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت عطا فرما رکھا ہے اُس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے:-

"ایک ہفتہ کے استعمال سے پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے تا دمِ مرگ طاقتِ جسمانی
ہمہ عضو قائم و برقرار رہے۔ ہر روز ........ سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت ..... کے بغیر طبیعت
کو قرار نہ ہوگا۔ یہ نسخہ بہ سلسلہ خاندان حکیم سید عبداللہ خاں دہلوی شاہی میرے عمِ بزرگوار مولانا مولوی
حکیم سید فخرالدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو بطور یادگار پس ماندگان درج ہٰذا کیا۔ یہ نسخہ حقیقی
درست و صحیح میری اوائل عمر میں ایک وقت تیار رہا تھا۔ راجگانِ ہندوستان سے میرے
عمِ مرحوم کو ایک لاکھ اسّی ہزار روپیہ انعام و اکرام نسخہ ہٰذا کی بدولت ملا تھا۔ اور نواب سالار جنگ
اولیٰ نے بھی چار خوراک معجون ہٰذا استعمال فرما کے جائداد و منصب ڈیڑھ سو روپیہ ماہانہ
عطا فرمائے تھے۔ یہ تذکرہ بماہِ جمادی الاوّل سنہ ۱۲۹۳ ہجری کا ہے۔ پس ماندگان کو اس کا پورا
علم ہے"

اِس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اُس کا نام "معجون مددگار غدود" ہے۔ جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون
مددگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں۔ علاوہ محصول ڈاک

**ملنے کا پتہ**

**دفتر اخبار "روزنامچہ" دہلی**

## حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

**۲۹ ماہ رضا ۱۳۱۲ھ ہجری شمسی یوم حلیمہ**
**۶ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ ہجری سہ شنبہ**
**۲۹ اگست ۱۹۳۳ء منگل ۔ دہلی**

### بمبئی کے سفر کا التوا

پچھلی رات سے تحریری کام میں مشغول تھا۔ صبح سات بجے فارغ ہوا۔ موٹر ڈرائیور بیماری کے سبب نہیں آیا۔ سید ابن عربی موٹر لے چلیں گے۔ اسباب تیار کر کے موٹر پر بیٹھا اور ریل روانہ ہوا۔ یکایک ایک تار آیا جس کی بنا پر ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔ مگر سیٹھ غلام علی صاحب ایجنٹ [illegible] جدہ ریلوے کو پہنچا ضروری تھی کیونکہ وہ بھی میرے ساتھ ریلوے کمپنی کی نسبت بمبئی کے ایک جلسہ کی شرکت کے لئے جا رہے تھے۔

چنانچہ حسین ۔ علی ۔ نذیر ۔ [illegible] چاروں لڑکوں کے ساتھ نئی دہلی میں گیا۔ بارش زور شور سے ہو رہی تھی۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ سیٹھ غلام علی ریل پر چلے گئے اس لئے مجھے بھی ریل پر جانا ضروری معلوم ہوا۔ مگر بارش طوفانی صورت اختیار کر رہی تھی۔ پٹرول بھی کم تھا۔ پٹرول کی ٹنکی پر جا کر پٹرول لینا چاہا تو تیل ڈالنے کی جگہ کا ڈھکنا بند ہو گیا ہر چند [illegible] مشکل کی [illegible]۔ حسین اور ابن عربی آدھ گھنٹہ تیز بارش میں کوشش کرتے رہے۔ میں نے کہا۔ یہ ظلم کا کیا اچھا ذریعہ ہے۔ آخر بہزار دقت ڈھکنا کھلا اور تیل ڈالا۔ ریل پر گیا سیٹھ صاحب سے ملا۔ جناب حکیم عبدالحی صاحب انصاری خلف لقمان الملک حکیم نابینا صاحب مجھے رخصت کرنے ریل پر آئے تھے اور جناب [illegible] غلام [illegible] مالک مسلم ہوٹل [illegible] بھی آئے تھے۔ سیٹھ صاحب سے [illegible]۔ بارش مسلسل ہوتی رہی۔ پھر شام [illegible] جنرل [illegible] سب لوگوں کو تار [illegible] التوائے سفر کی اطلاعیں دیں۔ اس [illegible] تھا۔ اچھا ہوا التوا ہو گیا۔

### کلکتہ کے اخبار کی شرارت

کلکتہ کے ایک اردو اخبار نے جس کے مالک و ایڈیٹر مسلمان ہیں۔ میرے خلاف نہایت دل آزار اور توہین آمیز مضمون شائع کیا ہے۔ میں نے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ اس کے خلاف اور دہلی کے ایک انگریزی اخبار کے خلاف دعوے کر دینا چاہئے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں نرم اور درگزر کرنے والا آدمی ہوں صبر کر کے خاموش ہو جاؤں گا اس لئے جو چاہتے ہیں لکھ دیتے ہیں۔ احباب کی رائے یہ تھی کہ فوراً دعوے کر دینا چاہئے۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ پہلے میں اطلاع دیتا ہوں کہ اگر وہ معافی مانگ لے تو مقدمہ نہ چلایا جائے۔

احباب نے کہا۔ معافی مانگنے کا خیال فضول ہے۔ ایسے پیشہ ور شریروں کو پوری سزا ملنی چاہئے۔ لیکن میں اپنی رائے پر قائم رہا اور اخبار مذکور کو نوٹس بھیج دیا۔ (اس ایڈیٹر کی ایک مقدمہ میں [illegible])

### فلسفۂ حیات

زندگی خوشبودار پھولوں کے درختوں کا ایک چمن ہے۔ مگر کانٹے بھی بے شمار ہیں۔ جو لوگ جین مذہب کے درویشوں کی طرح جور کہشا کرتے ہیں وہ ہمیشہ ان کانٹوں کے آزار میں مبتلا رہتے ہیں اور جو مردانہ وار کانٹوں کو صاف کر دیتے ہیں ان کی زندگی گلشن ہو جاتی ہے۔ اگرچہ صبر و ضبط میں بہت فائدے ہیں لیکن قصاص میں بھی قرآن مجید کے ارشاد کی بموجب ایک زندگی ہے۔

اور میں ان دونوں کے وسط میں رہتا ہوں۔ صبر بھی کرتا ہوں اور قصاص بھی لیتا ہوں مگر میرے قصاص کا انداز بھی حدود قرآنی کے اندر رہتا ہے۔

### ایک دوست کی وفات

میرے پرانے دوست محمد مسعود خاں صاحب کی نسبت خبر آئی

فیروز شاہ تغلق کا بنایا ہوا حوض خاص کا بند ٹوٹ گیا ہے اور عنقریب
سیلاب آنے والا ہے۔ ایک قدیمی نالہ میرے موجودہ مکان
کے برابر بہتا ہے۔ اس میں پانی اتنا بڑھ گیا ہے کہ جمنا دریا کا لطف
آ رہا ہے اور پانی میرے گھر کے قریب آ گیا ہے۔ کاتب صاحبان
میرے پاس کام لینے آئے تھے وہ ان افواہوں کو سنکر اور نالہ
کے اس جوش و خروش کو دیکھ کر گھبرا گئے اور ایک صاحب نے
پریشان ہو کر پوچھا کہ اگر بند ٹوٹنے کی خبر صحیح ہوئی اور سیلاب آیا
تو یہاں اونچی جگہ کون سی ہے؟

میں نے کہا۔ سامنے ہمایوں کا مقبرہ ہے جو بہت اونچا مقام
ہے یا میرے مکان کی چھت پر آ جایئے گا تاکہ ہم سب ساتھ ڈوبیں
[illegible] بچو اگر غرقابی کا وقت آئے لگنے لو بند نہ کیجیے میں آج روزنامچہ
لکھتے لکھتے ڈوبنا چاہتا ہوں۔ ان کو بھی ہنسی آ گئی۔ مگر میں
نے دیکھا کہ ان کے چہرہ پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں اور وہ سخت پریشان
ہیں۔ گھر کی عورتوں اور بچوں میں قیامت برپا ہے۔ سب مل کر
اذانیں دے رہے ہیں۔ درگاہ شریف میں بھی سب پیرزادے
اور مسافر مل کر اذانیں دے رہے ہیں۔ [illegible] چھوٹا لڑکا حسن جبرئیل
[illegible] سب بچوں کے ساتھ بارش کے طوفان میں باہر کھڑا بھیگ رہا
ہے اور بچوں کو اذانیں دیتا دیکھ [illegible] کیا
مصیبت آ گئی ہے۔ میں نے [illegible] کہا کہ جاؤ گھر کے
اندر رہو۔ اذان دینی ہے تو گھر کے اندر دو۔ بارش میں نہ بھیگو۔
ورنہ بخار آ جائے گا۔ اس کے بعد [illegible] ٹیلیفون [illegible] بند
ٹوٹنے کی تصدیق چاہی۔ جواب آیا کہ [illegible] کوئی اطلاع نہیں ہے
نالہ کا پانی بہت بڑھ گیا ہے۔ آبادی کے چاروں طرف
محیط ہے اور چونکہ درگاہ شریف بہت نشیب میں ہے اس
لئے اندیشہ ہے کہ درگاہ کے اندر پانی نہ چلا جائے۔

بارش۔ یہ حال ہے کہ دھواں دھار ہو رہی ہے۔ اندھیرا
چھایا ہوا ہے۔ کل میں توحید منزل سے داعی منزل میں آ گیا تھا
جو عمرا منزل کے مشرق میں ہے۔ آج وہاں بھی ٹپکا لگا اور
سب کاغذات بھیگ گئے۔ ناچار اسی طوفان میں چھت پر
گیا اور دو گھنٹے کھڑا رہا اور اپنے سامنے ڈامر سے درزیں بند
کرائیں۔ اس کے بعد توحید منزل میں فرش کر کے کام شروع کر دیا۔
اور گھر میں اعلان بھیج دیا کہ ہم نے اس طوفان کی دو دن پہلے خبر
دی تھی۔ اسی طرح اب بشارت دیتے ہیں کہ آج طوفان تھم
جائے گا۔ تم سب زیادہ نہ گھبراؤ۔

بستی سے خبر آئی کہ سوائے تین چار مکانوں کے باقی سب گر گئے
یا زخمی ہو گئے۔ میرا پیدائشی گھر خدا کے فضل سے بالکل محفوظ ہے
جو بستی کے اندر ہے اور جس میں خواجہ گرل اسکول قائم ہے
بستی کے اندر اور جس قدر میرے مکانات ہیں وہ سب زخمی ہوئے
ہیں اور باہر کے مکانات بھی زخمی ہوئے ہیں۔ البتہ روح منزل۔
خسرو منزل۔ احمد آباد منزل۔ کشتی منزل۔ علی محل۔ جمی منزل
نذر و بشن خانہ سلامت ہیں۔ دیوان خانہ بالکل مسمار ہو گیا۔ اور
کچے مکانات جن میں غریب لوگ کرایہ پر رہتے تھے وہ بھی سب
گر پڑے۔ جن کی تعمیر و مرمت میں کئی ہزار روپے خرچ ہوں گے۔
بارہ بجے کے بعد بارش کا زور کم ہو گیا۔

**ایک حیدرآبادی صاحب** ملنے آئے۔ چالیس روپے قرض مانگتے تھے۔ اور خرچ
چوری ہو جانے کا قصہ بیان کرتے تھے۔ یہ بھی کہتے تھے کہ میں فنانس
میں نوکر ہوں آپ اپنی تنخواہ کے بقیہ کے لئے کوشش کیجیے۔ میں سمجھ
گیا کہ حیدرآبادی تنخواہ کا حوالہ دے کر مجھ پر اثر ڈالتے ہیں۔ حیدرآباد
سے اسی دہلی میں بیسیوں آدمیوں کی تنخواہیں ہیں مگر کوئی کسی کے
پاس مانگنے نہیں جاتا۔ سب میرے پاس چلے آتے ہیں اور یہ سمجھ کر
آتے ہیں کہ ہم کو حسن نظامی سے لینے کا حق ہے کہ ہم اس کو اپنے ملک
سے تنخواہ دیتے ہیں

میں نے اس مہینہ کے شروع میں حساب کیا تھا۔ معلوم ہوا
صرف حیدرآباد کے باشندوں نے بصورت قرض اب تک تین
ہزار روپے لئے ہیں جو اب تک ادا نہیں ہوئے۔ حالانکہ ہر شخص نے
یہ وعدہ کیا تھا کہ حیدرآباد جاتے ہی رقم ادا کر دی جائے گی۔ اور
لطف یہ ہے کہ رجسٹر کے اندراجات میں ہر جگہ یہی لکھا ہے کہ خرچ
چوری ہو گیا تھا۔ اس لئے قرض دیا گیا۔ یعنی سب نے چوری کا
قصہ بیان کیا تھا۔

معلوم ہوتا ہے حیدرآبادی لوگ بہت ہی بے احتیاط اور
بے پروا ہوتے ہیں اور اپنے روپے کی حفاظت نہیں کر سکتے۔

آج والے صاحب کے پاس حالی سکہ کا نوٹ تھا اس کو میں
نے پوری رقم کے عوض بدل دیا یعنی بٹہ نہیں لیا۔ مگر اس کے سوا
کچھ قرض نہیں دیا کیونکہ میں ان سے واقف نہ تھا اور ان کی
باتوں سے شبہ بھی ہوتا تھا۔

تین بجے [illegible] تو میرے پاس تعویذ لینے آئیں۔ خواجہ بانو اور
ان کی بہن [illegible] بھی ساتھ تھیں۔ میں نے کہا۔ آؤ لوگو
[illegible] کے گھر میں [illegible] بیٹھو [illegible]
ہے۔ اس کے بعد میں نے ان سب کو تعویذ [illegible] کی عقیدت سمجھائی۔
خواجہ بانو نے اپنی چھوٹی لڑکی کوثر کے لئے بھی تعویذ مانگا۔ زہرہ نے
کہا [illegible] سنانے کے لئے کوئی تعویذ دیجئے وہ اب تک بیمار ہیں۔ میں
نے سب کو تعویذ دے کر رخصت کیا۔

عزیز محمد خان [illegible] گئے ہوئے ہیں۔ ان کی جگہ حسین اور
[illegible] سے دن [illegible] کام کیا

[illegible] مہینہ سے [illegible] ایک [illegible]
روز [illegible] انگریزی جانتے ہیں۔
[illegible] آتے ہیں اور شام کو جاتے ہیں۔ [illegible] ڈاک بھی

دہی لاتے ہیں۔ آج بھی باوجود بارش کے طوفان کے وہ ٹھیک وقت پر ڈاک لے کر آگئے مگر بہت بھیگ گئے تھے۔ میں نے خواجہ بانو کو خبر بھیجی کہ رائے بہادر کو فوراً گرم لباس دو تاکہ وہ گیلے کپڑے بدل دیں ورنہ بخار آ جائے گا۔ ہندوؤں کی فرض شناسی کا آج مجھ پر بہت اثر ہوا۔ اور میں رائے بہادر کی قدر کرتا ہوں۔

شام کو بارش بند تھی۔ بچوں کے ساتھ غریبوں کے گھروں پر گیا۔ اور اپنے گرے ہوئے مکانات بھی دیکھے اور ضرورت مند لوگوں کو امداد بھیجی۔

آج شام کو دہی ملا کر شوربہ پیا تھا۔ بہت لذیذ معلوم ہوا۔ اور رات کو نیند بھی اچھی آئی۔ بارش بالکل بند ہے۔ تارے نکل آئے ہیں۔ تین بجے بیدار ہوا۔ سوا چار بجے روشنی بند ہوگئی تو لالٹین جلانی چاہی یکہ مارکہ کی دیاسلائی کا بکس سیل گیا تھا۔ آدھا بکس خالی کر دیا مگر کوئی دیاسلائی نہ جلی۔ آخر اندھیرے میں بالاخانہ سے اترا اور زنانہ میں جاکر باورچی خانہ کے چولہے میں بکس کو سینکا تب لالٹین روشن ہوئی۔ اور صبح تک یہ روزنامچہ اور سفرنامہ افغانستان کا دیباچہ تیار کیا۔

**جذب شعاع شمسی** ۱۳ اگست کی صبح کو ابر کے تیرہ و تار غبار کی چادر چاک کر کے سورج نے اپنا چہرہ دکھایا۔ میں نے اپنے بڑے لڑکے حسین کو بلا کر شعاع شمسی کو جذب کرنے کا طریقہ بتایا کیونکہ یہ وقت طلوع کی ابتداء کا تھا اور مطلع بھیگا ہوا تھا اور ابر کے حاشیہ کے سبب شعاعوں کے نقصان کا آنکھوں کو اندیشہ نہ تھا۔

اس عمل کو شغل آفتابی بھی کہتے ہیں اور میں نے اس شغل کو مدت تک کیا ہے اور ذہنی جودت اور دماغی ادراک کی قوت اسی شغل کے سبب بڑھی ہے۔

حسین کو اس شغل سے بڑی دلچسپی ہوئی مگر میں نے نصیحت کی کہ ذرا سی بے احتیاطی میں آدمی اندھا بھی ہو جاتا ہے۔ اور پاگل بھی ہو جاتا ہے اور دق بھی ہو جاتی ہے۔

---

## ۱۳ رضا یوم فاطمہ (جمعرات) دہلی کی رخصت

یہ مہینہ بھی چلا۔ اس کی چار تاریخ کو جنگ یورپ شروع ہوئی تھی۔

**تیموری عزم** صاحبقران امیر تیمور گورگان نے دلی فتح کی تو میرے حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضہ کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ اس وقت تک حضرت کا مزار کچا اور بغیر سایہ کے تھا کیونکہ حضرت نے زندگی میں گنبد میں دفن ہونے کی نسبت فرمایا تھا کہ مجھے آسمان کے گنبد کا سایہ کافی ہے۔

حضرت کے مزار کے پائیں کسی پٹھان بادشاہ کا عالی شان مقبرہ بنا ہوا تھا۔ امیر تیمور یہاں آئے تو بادشاہ کے مقبرہ کو حضرت کا روضہ سمجھ کر اندر چلے گئے۔ ان سے کہا گیا حضرت کا مزار تو باہر ہے۔ تیمور بگڑ کر باہر آئے اور کہا: دین کے شہنشاہ کا مزار کچا اور بے سایہ اور دنیا کے بادشاہ کا اتنا بڑا گنبد۔ اس کو ڈھا دو جب تک کہ میں حضرت کے مزار پر فاتحہ پڑھوں گا۔

چنانچہ فوج لے بادشاہ کے مقبرہ کو مسمار کر کے زمین کے برابر کر دیا۔ اور جب تک مقبرہ ٹوٹا امیر تیمور کھڑے رہے اور ان کو اور چہرہ پر اتنی خاک پڑی کہ شکل پہچاننی مشکل ہوگئی مگر وہ جگہ سے نہ ہٹے۔

مجھے اس عزم و استقلال سے بڑی خوشی ہوئی اور کسی معاملہ میں اگر یہ عزم آج مکمل نہ ہو نہ سہی میں تو اپنے اندر یہ ضروری سمجھتا ہوں۔

بارش ختم ہوگئی ہے۔ سورج نکل آیا ہے۔ میں دہلی نو تیار ہو کر توحید منزل میں کام کرتا رہا۔ جمعرات کے ملاقاتی اور تعویذ والے بھی آتے رہے۔ مکانات کے نقصانات کی فہرست مرتب کرائی۔ کل اسکولوں کی عمارتوں کو بھی درست کرانا ہے کیونکہ پرسوں بڑی تعطیل ختم ہو جائے گی اور اسکول کھل جائے گا۔

رات کو نو بجے سویا۔ تین بجے بیدار ہوا۔ چاندنی چمک رہی تھی۔ یہ شعر خوب پڑھے ؎

چمک تیری عیاں بجلی میں آتش میں شرارہ میں
جھلک تیری ہویدا چاند میں سورج میں تارہ میں
بلندی آسمانوں میں، زمینوں میں تری پستی
روانی بحر میں، افتادگی تیری کنارہ میں

نماز کی چوکی باہر صحن میں ہے۔ آس پاس سرسبز درخت لہلہا رہے ہیں۔ ان کی سبزی پر چاند کی شعاعیں عجب طلسم دکھاتی ہیں۔ میں چاند کو دیکھ رہا تھا۔ درختوں کو دیکھ رہا تھا۔ سجدے کر رہا تھا اور مذکورہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔ کسی فقیہہ کی بتائی ہوئی ترکیب اور ترکیب سجود و رکوع زیر عمل نہ تھی۔ خدا اس کو قبول کرے نہ کرے میرے دل نے تو اس کو بہت ہی مقبول پایا۔

---

## یکم ماہ تقی یوم جمعہ دہلی کی درویش خانہ میں

صبح نماز کے بعد درویش خانہ میں گیا اور تیس ہندو مسلمان معماروں، مزدوروں، عورتوں، مردوں، بچوں کو بلا کر درویش خانہ کی مرمت شروع کرائی کیونکہ کل سے اسکول شروع ہو جائے گا۔ خواجہ بانو نے بار بار آدمی بھیجے کہ کھانا تیار ہے۔ میں نے ہر بار یہی جواب دیا۔ میرے عزم کو جائز نہیں ہے جب تک کہ مکان کی مرمت پوری نہ ہو جائے۔ حضرت صاحب ملنے آئے۔ مولانا وحشی صاحب ملنے آئے۔ میں نے وہیں ملاقاتیں کیں اور مغرب کے وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

ہی لیتا رہا۔ یہاں تک کہ مکان کی مرمت اتنی پوری ہوگئی جتنی بہت ضروری تھی۔ گھر میں آیا تو امیر تیمور کی طرح خوش اور بشاش تھا۔ اپنے کھلونے حسن جبرئیل ابو طالب کو گود میں لیا۔ اور اس نے میری مسرت میں اضافہ کر دیا۔

آج پیدائشی گھر میں بھی گیا تھا۔ وہاں بھی مرمت کی ضرورت تھی اس کی ہدایات دے کر واپس آگیا۔ بعد مغرب دونوں وقت کا کھانا کھایا۔ اور خوب تھکا ہوا رات کے نو بجے سو گیا۔ چار بجے بیدار ہوا۔

**برہمن بچے بورڈنگ میں** آج بستی چراغ دہلی کے ایک برہمن آئے تھے کہ میں اپنے بچوں کو آپ کے اسکول اور بورڈنگ میں داخل کرنا چاہتا ہوں اگر آپ غیر مسلم کا داخلہ نامناسب نہ سمجھیں۔ میں نے کہا انگریزی تعلیم میں ہندو اور مسلمان کی کچھ پابندی نہیں ہے۔ میرے اسکول میں بہت سے ہندو بچے پڑھتے ہیں۔ آپ بھی بھیج دیجئے۔ میں آپ کے بچوں کے کھانے کا الگ بندوبست کر دوں گا۔ اور چراغ دہلی کے رہنے والوں کا تو مجھ پر ایک حق بھی ہے۔

---

**۸ ربیع الثانی یوم عبد اللہ (شنبہ) دہلی** **اسکول کا نیا انتظام**

آج ایک مہینہ کی بڑی تعطیل کے بعد نظام الاسلام اینگلو مڈل اسکول کھل گیا۔ اور خواجہ ماڈل ہوسٹل بھی کھل گیا۔ ریاست مانگرول کاٹھیاواڑ کے بورڈر سید محمود میاں اور عبد الکریم واپس آگئے۔ اور عبد القدوس نظامی امرت سر سے اور خورشید عالم نظامی دہرہ دون سے آگئے۔ علی اور اصغر علی اور حماد الحق عباسی اور امان الحق عباسی جن کو میں نے اپنے پاس بلا لیا تھا اور ایمان خانہ میں رکھا تھا وہ بھی آج سب خواجہ ماڈل ہوسٹل میں چلے گئے۔ دوسرے بورڈر بھی آگئے۔ فقط پشاور کے لڑکے محمد بشیر الحسن خاں اور محمد عزیز الحسن خاں ابھی نہیں آئے ہیں۔

صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے سکنڈ ماسٹر کو علیحدہ کر کے محمد رحمان صاحب انصاری دہلوی بی۔ اے کو مقرر کیا گیا۔ اور مولوی شمس الدین صاحب ساکن امروہہ کو ماسٹر علی نواز صاحب کی جگہ خواجہ ہوسٹل کا سپرنٹنڈنٹ بنایا گیا۔

**دل خراش تجربہ** مجھے کئی اسکول جاری کرنے کے بعد یہ دلخراش تجربہ ہوا کہ ٹرینڈ (سرکاری سند یافتہ) استاد ایک محدود دائرہ کی لیاقت رکھتے ہیں اور ان میں قومی احساس۔ مذہبی احساس۔ بہت کم ہوتا ہے۔ اس لئے وہ میرے نصب العین کی موافق تعلیم نہیں دیتے۔ اور دینا چاہیں تو دے بھی نہیں سکتے۔ اس لئے مجھکو بار بار خیال آتا ہے کہ میں ان اسکولوں میں ایک بڑی رقم فضول ضائع کر رہا ہوں۔

**میرا کام** میں آج صبح سے آٹھ بجے تک اسکولوں میں رہا اور سب ابتدائی کاموں کو دیکھا۔ ایک جگہ فرش کی ضرورت تھی گھر میں آکر قالین اور دری بھیجدی۔ دو گھنٹہ بعد پھر اسکول میں گیا تاکہ دیکھوں کہ جو طریقہ میں نے بتایا تھا۔ اس کی کیسی تعمیل ہوئی۔ سب سے پہلے قالین اور دری کے نہایت بے سلیقہ بچھانے کو دیکھا کہ اس طرح بچھایا تھا جیسے گاجریں ٹوکرے میں بھر دی ہیں۔ آخر خود اپنے ہاتھ سے ان کو درست کر کے بچھایا۔

جنہوں نے بڑی بڑی ڈگریاں کالج سے لی ہیں اُن کو فرش بچھوانا بھی نہیں آتا۔ اعتراض کروں تو کہدیں گے کہ فرش بچھانا ہمارے کورس میں نہ تھا۔ مگر میں نے تو نہ ڈگری لی۔ نہ کسی اسکول اور کالج میں پڑھا۔ نہ فرش بچھانا کہیں سیکھا۔ بلکہ دماغی صلاحیت اور احساس نفاست سے یہ لیاقت پیدا ہوئی ہے۔ اس اعتبار سے یہ سب اعلےٰ ڈگریاں رکھنے والے مجکو آدمیت کی نفاست سے خارج معلوم ہوتے ہیں۔

**صرف دو حرف لکھے** آج صرف یہ دو حرف لکھے تھے۔ "یکم ماہ تقی یوم جمعہ" بس اس کے بعد کچھ کام نہ کر سکا کیونکہ ملنے والوں کی مسلسل آمد شروع ہوگئی۔ پہلے مولوی محمود احمد صاحب عباسی ملنے آئے مگر وہ تو فوراً کتبخانہ دیکھنے چلے گئے۔ ان کے بعد سعد اللہ خاں صاحب وغیرہ بہت سے اصحاب ملنے آتے رہے یہاں تک کہ دہلی جانے کا وقت آگیا۔ اور میں تین بجے دہلی چلا گیا۔

**انسپکٹر صاحب** تعلیمات صوبہ دہلی کے انسپکٹر صاحب سے ملنے گیا۔ انہوں نے تعلیمی وقف نامہ کا مسودہ دیکھ کر پاس کر دیا۔ پھر واحدی صاحب اور خان نعمت اللہ خاں صاحب (سابق داروغہ جیل خانہ) اور ڈاکٹر مدن گوپال صاحب اور غزالی خاں کے ساتھ "اوکھلا" دیکھنے گیا کیونکہ جمنا دریا میں بہت طغیانی کی خبر سنی تھی۔ کچھ دیر دریا پر ٹھہرا۔ حسن جبرئیل میری گود میں تھا۔ عصر کی نماز سب نے گھر میں آکر پڑھی۔ پھر سب احباب نے میرے گھر میں ہفتہ کا کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد مغرب کی جماعت ہوئی۔

**بدنی معراج کا ثبوت** خان نعمت اللہ خاں صاحب نے بات اچھی بات سنائی کہ جسمانی معراج کے ایک منکر سے انہوں نے کہا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ حضرت سلیمان ؑ کے وزیر حضرت آصف نے حضرت بلقیس کا تخت پلک جھپکاتے پانسو میل کے فاصلہ سے پایہ تخت حضرت سلیمان ؑ میں منگا دیا تھا حالانکہ تخت ایک مادّی چیز تھی پھر حضرت صلعم کی جسمانی معراج میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ تمام حاضرین نے اور میں نے اس جواب کی بہت تعریف کی۔

**ڈاکٹر مدن گوپال** نوجوان پنجابی ہیں۔ دہلی کے سول اسپتال میں مقرر ہوئے ہیں۔ آنکھ کان ناک کے ماہر خصوصی ہیں۔ اور بہت دانش مند۔ نیک طبع۔ سیر چشم

معلوم ہوتے ہیں۔ چھوت چھات بھی نہیں کرتے۔ میرے برابر بیٹھکر میرا کھانا کھا لیا۔

آج بھی رات کو نو بجے سویا۔ اور دو بجے بیدار ہوا۔ آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہے۔ چاند چمک رہا ہے۔

## ۲ ماہ تقی یوم آمنہ (اتوار) دہلی قومی خودکشی

ہندوستان کی غیر مسلم قوموں نے بے شمار فلم کمپنیاں بنا کر مسلمانوں کی تاریخ اور مسلمانوں کی معاشرت و تہذیب اور مسلمانوں کی سیاست کو بدنما اور غدار اور معیوب کرنے کا بیڑا اٹھا لیا ہے۔ مگر مسلمانوں کی طرف سے اس مخفی مگر نہایت خطرناک جنگ کی مدافعت اس طرح ہو رہی ہے کہ ایک گروہ تو اس بڑے خطرہ کو سمجھتا ہی نہیں ہے۔ اور ایک گروہ کسی فلم کے خلاف جلسہ کر لینا یا پکیٹنگ کر لینا کافی سمجھتا ہے۔ اور ایک گروہ گھر کی کوٹھری کے اندر بیٹھا کہہ رہا ہے کہ سینما اور فلم دیکھنا حرام اور گناہ ہے تم دیکھتے ہی کیوں ہو۔ اور یہ خیال نہیں کرتا کہ اس طرح کہیں زمانہ کے سیلاب کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور ایک گروہ نیا پیدا ہوا ہے جو اُن مسلمانوں کی ہنسی اُڑاتا ہے جو فلم سازی کی جنگ عظیم میں داخل ہو کر غیر مسلم قوموں کے حملوں کا جواب دینا اور ایک ایسی پیش بندی کرنی چاہتے ہیں جس سے غیر مسلم فلم ساز مجبور ہو جائیں اور مسلمانوں کی تہذیب کے خلاف کچھ کر ہی نہ سکیں

ایسے زمانہ میں جبکہ ساری قوم خودکشی میں مصروف ہو۔ گنتی کے چند مسلمان کیا خاک اس دماغی اور تاریخی جنگ میں کامیاب ہو سکیں گے۔ شدھی کی عظیم الشان لڑائی میں بڑے بڑے تماشے اپنی قوم کے تبلیغی کاموں کے دیکھ چکا ہوں اور مجھے جو کچھ کامیابی ہوئی وہ محض اس لئے ہوئی کہ میں نے کسی انجمن اور جماعت کے ساتھ کام نہیں کیا تھا بلکہ شخصی رائے اور مرضی سے کام کیا تھا۔

**زندہ قوموں کی مثال** آج اٹلی میں مسولینی۔ جرمنی میں ہر ہٹلر۔ ترکی میں مصطفےٰ کمال پاشا۔ ایران میں رضا شاہ۔ افغانستان میں نادر شاہ۔ حجاز میں ابن سعود۔ یمن میں امام یحییٰ کی قوموں نے ان کو باوجود رائے کے اختلاف کے اپنا اپنا خودمختار بادشاہ بنا لیا ہے اور یہ خودمختاری ان کو زندگی کے میدان کی طرف لے جا رہی ہے۔ مگر ہم ہندوستانی مسلمان مذہب میں۔ تمدن میں۔ سیاست میں۔ غرض کسی بڑے کام میں کسی ایک خودمختار لیڈر کے ماتحت نہیں ہیں۔ اور اسی لئے میں کہتا ہوں کہ ہم سب مل کر قومی خودکشی کر رہے ہیں۔

**فلم کی لڑائی میں قومی اتحاد کی ضرورت** یہ حالات دیکھنے کے بعد میں اپنی قوم کے دور اندیش اور معاملہ فہم اصحاب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ متحد ہو جائیں تاکہ میں اُس غلط طریقکار کا انسداد کر سکوں جو غیر مسلم فلم کمپنیوں نے دانستہ یا نادانستہ اختیار کر رکھا ہے۔ اور مسلمانوں کی عظیم الشان تاریخ اور عظیم الشان تہذیب موجودہ مسلمان نسلوں اور غیر مسلم نسلوں کے دماغوں اور دلوں اور نظروں میں حقیر ہونے سے بچ جائے۔ جن جن طبقوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان کی کثرت سے مرعوب اور مایوس ہو جانا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ مصطفےٰ کمال پاشا نے ایسی مایوسی کے وقت میں سنبھال لیا تھا جبکہ کہیں بھی زندگی اور امید کی شعاع نظر نہ آتی تھی۔ اور میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے یقین کرتا ہوں کہ اگر ہندوستان کے صرف چالیس معاملہ فہم اور دور اندیش ایثار اور قربانی کرنے والے مسلمان میرا ساتھ دیں تو میں اس سیلاب عظیم کے بہاؤ کو دوسرا رخ پھیر دوں گا اور مسلمانوں کے تاریخی اور تمدنی قصر کو سیلاب کی تباہی اور بربادی سے بچا لوں گا۔ اور اگر مجھ کو آٹھ کروڑ میں چالیس آدمی بھی میسر نہ آئے تو پھر یہی بہتر ہے کہ میں اپنے اور اپنی قوم کے مرنے کو اپنی آنکھ سے چپ چاپ بیٹھا دیکھا کروں۔

**روزنامچہ** صبح سے گیارہ بجے تک توحید منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔ پھر بیٹھ رہا گیا۔ واحدی صاحب اور عباس حسین صاحب قادری کے ساتھ ڈاکٹر مدن گوپال صاحب کے مکان پر جا کر اپنی آنکھوں کا معائنہ کرایا کیونکہ میری آنکھ کا معائنہ کئی سال ہوئے جب ہوا تھا۔ اور اب عینک کے نمبروں میں تغیر ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر مدن گوپال صاحب کے پاس بعض ایسے نئے آلات ہیں جو اب تک میں نے کسی بڑے اسپتال یا بڑے معالج چشم کے پاس نہیں دیکھے تھے۔ جن کے ذریعہ سے انہوں نے چند منٹ کے اندر میری آنکھوں کے سب حالات کو معلوم کر لیا اور کہا کہ سوائے اس کے کہ آپ کی آنکھیں شروع سے دور کی چیز کو صاف نہیں دیکھ سکتیں اور کسی قسم کی خرابی اور کمزوری آنکھوں میں نہیں ہے۔ البتہ عمر کی زیادتی کی وجہ سے عینک کے نمبروں میں فرق پڑ گیا ہے۔ اور اب دوسری عینک کی ضرورت ہے۔ چنانچہ دس منٹ میں انہوں نے نئے نمبروں کی عینک تیار کر کے دیدی۔ حالانکہ اس سے پہلے جب کسی ڈاکٹر نے میری آنکھ کا معائنہ کیا تو پندرہ دن تک روزانہ تھوڑا تھوڑا وقت خرچ کرایا۔ یعنی پتلی پھیلنے کے لئے دوا ڈالی جاتی تھی اور میں لکھنے پڑھنے سے محروم ہو کر اندھیرے میں پڑا رہتا تھا کیونکہ روشنی سے آنکھوں کو تکلیف ہوتی تھی اور عینک بھی بہت زیادہ قیمت کی لینی پڑتی تھی۔ سوائے حیدرآباد دکن کے جہاں میرے ایک مسلمان دوست عینک ساز صاحب نے مفت معائنہ کیا تھا اور بلاقیمت دو عینکیں دی تھیں۔ مگر آج ڈاکٹر مدن گوپال صاحب نے مجھے ہر خرچ سے بچایا۔ یعنی وقت بھی بچا کیونکہ آدھے گھنٹہ میں معائنہ پورا ہو گیا اور عینک بھی مل گئی اور مجھے اس کی کچھ قیمت بھی نہ دینی پڑی۔

ڈاکٹر صاحب نے ایک اور عجیب بات بتائی کہ آج کل ایک ایسی عینک ایجاد ہوئی ہے جو آنکھ کے ڈھیلے پر چڑھائی جاتی ہے۔ اور کوئی شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ آنکھ کے اندر عینک ہے۔ آنکھ بند کرنے میں بھی کوئی دقت نہیں ہوتی۔ اور انسان جب چاہے اس عینک کو اُتار سکتا ہے۔ یہ عینک ایک سَو روپے کو ملتی ہے۔

**ڈاکٹر مدن گوپال** نوعمر آدمی ہیں۔ مضبوط جسم ہے۔ سنجیدہ اور متین معلوم ہوتے ہیں۔ باتونی نہیں ہیں مگر مقصد کی بات بتا دیتے ہیں۔ یورپین ڈاکٹری کے اصول سے بالکل الگ ہیں۔ یعنی خدمت خلق کو روپیہ جمع کرنے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہتے۔ اس لئے صدہا مریضوں کو بغیر فیس لئے دیکھ لیتے ہیں۔ یعنی سرکاری نوکری کے علاوہ خالی اوقات میں بھی بیماروں کو بغیر فیس کے دیکھ لیتے ہیں بشرطیکہ وہ فیس نہ دے سکتے ہوں۔ اور بیماروں کو کمائی کا ذریعہ بنانا نہیں چاہتے۔ اور ایسے نسخے نہیں بتاتے جن سے بیماروں کا زیادہ خرچ ہو۔

**پادری آئزک صاحب** ڈاکٹر صاحب کے ہاں سے رخصت ہو کر پادری آئزک صاحب کے ہاں گیا اور کچھ دیر وہاں ٹھہرا۔ اور اس کے بعد مس میو کی مشہور کتاب "مدر انڈیا" کا جواب "فادر انڈیا" کا فلم دیکھنے گیا۔ سردار منگل سنگھ صاحب کے روشن تھیٹر میں یہ ڈراما ہوا تھا۔ خاموش ڈرامہ ہے اور بہت عمدگی سے ادا کیا گیا ہے۔ انگریزی تہذیب کے بُرے اثرات اس میں دکھائے گئے ہیں۔ لیکن قصہ ہندوستانی ہے اگر یورپ والوں کا قصہ ہوتا تو اس کو مس میو کی کتاب کا جواب کہا جا سکتا تھا۔

مغرب سے پہلے گھر میں واپس آگیا۔ مغرب کے بعد کھانا کھایا۔ آج صبح سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ صبح بھوک نہ تھی اور اس کے بعد وقت نہ ملا۔ نیبو کی نرستی کھانے سے رات کو کھانسی کی تکلیف ہوئی۔ آسمان صاف ہے۔ چاندنی کی بہار ہے۔ رات بھر ٹھنڈی ہوا چلتی رہتی ہے۔ حسن جبرئیل ابوطالب رات کو بہت دیر میرے پاس رہا۔ اس کی باتوں سے مجھے بہت فرحت ہوتی ہے۔ مگر آج میں ذا گھبرا گیا اور اس سے کہا کہ اب تم جاؤ مجھے اخبار پڑھنا ہے۔ وہ میری کرسی پر بیٹھ گیا اور بڑے گھمنڈ سے کہا "ہم نہیں جاتے۔" اس کی یہ ادا بھی مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی۔ نو بجے سویا۔ تین بجے بیدار ہوا۔

**حاجی مولانا محمد الیاس صاحب** آج صبح حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ میرا لڑکا حسین بھی ساتھ تھا۔ مولانا ابھی حج کرکے آئے ہیں۔ تین مہینے مکہ معظمہ میں رہے اور تین مہینے مدینہ منورہ میں حاضری دی۔ یہ مولانا کا تیسرا حج تھا۔ مولانا میرے استاد زادہ ہیں۔ اور ان کے دو بڑے بھائیوں نے بھی مجھے پڑھایا ہے۔ اور خود یہ میرے ہم مدرسہ رہ چکے ہیں۔ مگر میری تعلیم گنگوہ کے زمانہ میں یہ میرے لڑکے علی کی عمر کے تھے۔ آج ان کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ بہت بوڑھے ہیں اور مجھ سے عمر میں زیادہ ہیں۔ خوب گورا رنگ۔ لمبی ڈاڑھی۔ چھوٹا قد۔ دُبلا بدن۔ عبادت و مجاہدات بہت کرتے ہیں۔ میوات میں پچاس مدرسے قرآنی و دینی تعلیم کے جاری کر رکھے ہیں۔ میرے گھر کے قریب بنگلہ والی مسجد میں رہتے ہیں جہاں ایک وسیع مدرسہ عربی تعلیم کا جاری کر رکھا ہے۔ ان کے والد حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب اور بڑے بھائی حضرت مولانا میاں محمد صاحب بھی اسی مسجد کے گوشہ میں دفن ہیں۔

آج میں ملنے گیا تو مولانا نے معانقہ کیا۔ میں لمبا وہ ٹھنگنے۔ بمشکل معانقہ ہوا۔ میں نے ان کے ہاتھ بھی چومے۔ جب ملاقات سے فارغ ہو کر باہر آیا تو حسین نے کہا۔ آپ نے ان کے ہاتھ چومے؟ میں نے کہا۔ ہاں! میں ان کی نیکی اور تقوے کو دست بوسی ہی نہیں قدمبوسی کے قابل سمجھتا ہوں مگر وہ قدمبوسی کو جائز ہی نہیں سمجھتے ورنہ پاؤں چوم لیتا کاش! میں بھی ان کی طرح مسلمانوں کی خدمت کر سکتا۔

**۱۹ر ماہ تقی یوم ابوطالب (دوشنبہ) دہلی**

**احساس توہین** جب مجھ کو کوئی گالیاں دیتا ہے یا توہین و تحقیر کے الفاظ میری نسبت تحریر یا تقریر میں استعمال کرتا ہے تو میں بعض اوقات بشریت کے تقاضہ سے متاثر ہوتا ہوں۔ اور تھوڑی دیر رنج رہتا ہے۔ اور بعض اوقات میں اس کے فلسفہ پر غور کرتا ہوں کہ گالیاں اور توہین و تحقیر کے الفاظ مادّی چیز ہیں یا غیر مادّی۔ اگر غیر مادی ہیں تو میرے مادّی جسم کو ان کا احساس نہ کرنا چاہئے۔ کوئی گالی دیتا ہے تو اس سے میرے جسم یا لباس یا نیک نامی پر دھبّہ نہیں لگتا۔ اور توہین و تحقیر کے الفاظ بھی غیر مادّی ہیں ان سے بھی اپنی اہانت یا حقارت کا اثر لینا بے سمجھی کی بات ہے۔

البتہ اگر کوئی شخص ایسی توہین و تحقیر کرے جس کا اثر تجارتی کاروبار کا یا کسی اور مادّی چیز کے نقصان کا موجب ہو تو اس کا انسداد اور قصاص ضروری ہے لیکن وہ انسداد و قصاص ذاتی اہانت کے احساس سے خالی ہونا چاہئے۔ ورنہ انسان کے اندر خودپسندی اور خودپرستی کا خطرہ پیدا ہو جائے گا یا بڑھ جائے گا۔

**مبارکبادیں** حسین کی ایڈیٹری کی خبر پڑھنے کے بعد بہت سے اخوان طریقت اور احباب نے زبانی اور تحریری مبارکبادیں دیں۔ اور میں نے خدا کا شکر کیا کہ خدمت خلق کے قدردان دنیا میں موجود ہیں۔ ایڈیٹری کوئی ایسا پیشہ نہیں ہے جس سے مجھے یا خواجہ بانو کو خوشی ہو کیونکہ اس میں مالی فائدہ نہیں ہے بلکہ نقصان ہے اور وقت کا نقصان بھی ہے۔ اور ہر وقت قانونی گرفت کا خطرہ بھی ہے۔ البتہ اس پیشہ کو

نیک نیتی سے کیا جائے تو خدمت خلق کا اجر ضرور حاصل ہوتا ہے۔

**کرتے** رحمت اللہ نظامی نے دہرہ دون سے چھ کرتے میرے واسطے بھیجے ہیں۔ مگر ان کے دیئے ہوئے چار کرتے پہلے سے موجود تھے۔ کیا ضرورت ہے کہ انسان بارہ کرتے جمع کرے۔ بہر حال میں محبت کی اس یادگار کو بھی استعمال کروں گا۔

**شلوار** رحمت اللہ نظامی نے ایک شلوار بھی بھیجی ہے کیونکہ میں شلوار کو مسلمانوں کا قدیمی قومی لباس تصور کرتا ہوں۔ عرب اور ترک اور پٹھان سب ہی شلوار استعمال کرتے تھے۔ اور اب بھی پرانے خیال کے عربوں اور ترکوں اور افغانوں میں شلوار کا رواج ہے۔ میں غرارہ دار بڑے پائنچوں کا پائجامہ پہنتا ہوں مگر شلوار کو اس سے بہتر سمجھتا ہوں۔ سوچ رہا ہوں کہ شلوار کا استعمال شروع کردوں یا نہ کروں کیونکہ میں ایسا ہی لباس استعمال کرتا ہوں جو ہمیشہ وضع میں داخل رہے۔ تبدیلی نہ کرنی پڑے۔

**روزنامچہ** آج دہلی نہیں گیا۔ شام تک توحید منزل میں کام کرتا رہا۔ امروہہ سے محمد ابراہیم خاں صاحب ملنے آئے تھے۔ اور رجب خاں نظامی نئی دہلی سے آئے تھے۔ روزنامچہ کی اضافہ شدہ قیمت کا ایک روپیہ بھی لائے تھے۔ حسین کی ایڈیٹری کی مبارکباد بھی پیش کی۔

رات کو نو بجے کے بعد حاجی محمد ضامن صاحب کے مکان پر خاندان والوں کا جلسہ ہوا تھا۔ میری طرف سے حسین اور ابن عربی اور نثار علی گئے تھے۔ اگر نو سے پہلے ہوتا تو میں بھی چلا جاتا۔

ساڑھے نو بجے سویا۔ چار بجے بیدار ہوا۔ ابر نہیں تھا۔ چاند کی خوب بہار تھی۔ ہوا بھی ٹھنڈی تھی۔

## ۵ رتقی یوم حلیمہ دنگل ، دہلی ، زید کی سالگرہ

**زید کی سالگرہ** کل زید کی سالگرہ تھی۔ آج وہ نویں برس میں داخل ہوا۔ اس کی جسمانی کمزوری اب تک درست نہیں ہوئی مگر ذہانت بہت اعلیٰ ہے۔ اسکو پالنے والی بوا کریما نے اس خوشی میں نیاز دلوائی تھی۔ میں نے ان کو اور خواجہ بانو کو مبارکباد بھی۔ اور یہ بھی کہا کہ جمادی الاول کی ۲۹ر کو میرے بڑے لڑکے حسین کی سالگرہ ہے۔ وہ سترہ سال کا ہے اٹھارہویں سال میں داخل ہوگا۔

**زکام کا حملہ** کئی مہینے کی عمدہ صحت کے بعد آج یکایک مجھ پر زکام کا حملہ ہوا اور اس تیزی سے بڑھا کہ مجھے اپنے عزم کی شکست کا اندیشہ ہونے لگا۔ اسطوخودوس (دوا) سے مقابلہ شروع کردیا۔

**قلم کا الم** آج میرے ایک بزرگ کا خط آیا ہے کہ میں نے آپ کے فلاں فلاں دوستوں کو بلا کر کہا کہ خواجہ صاحب کسی کی بات نہیں سنتے۔ ان کو قلم کے معاملہ میں دخل دینے سے احتیاط کرنی چاہئے۔ اخبارات طرح طرح کے الزامات لگا رہے ہیں۔

ان بزرگ کی ہمدردی کا شکریہ۔ مگر میں قلم کو شیخ تاریخ اور شیخ تہذیب کا موجودہ زمانہ میں سب سے بڑا کارگر ہتھیار سمجھتا ہوں۔ اور اخبارات کی مخالفت کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ نہ میں قلم کو اپنی عزت کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اور آج کل تو میں قلم کو اپنی تاریخ و تہذیب کا حملہ آور حریف سمجھ کر اس سے جنگ کرنے کا سامان کر رہا ہوں ؎

خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند آرے آرے می کنم با خلق و عالم کار نیست

**روزنامچہ** زکام کی شدت کے باوجود تین بجے تک تحریری کام توحید منزل میں کرتا رہا۔ پھر دہلی گیا اور خواجہ فضل خاں صاحب شیدا کے چار سالہ بچہ کے دفن میں شریک ہوا۔ یہ بہت پیارا بچہ تھا۔ اسی ہفتہ بارش کے طوفان میں سب بچے اذانیں دے رہے تھے کہ خدا بارش روک دے۔ اس بچہ کی والدہ نے بھی مرحوم سے کہا۔ تم بھی اذان دو۔ بچہ نے پروا نہ کی۔ ماں کو خیال آیا مذہب سے بے پروائی کرتا ہے۔ انہوں نے پنکھے کی ڈنڈی سے مارا۔ آخر بچہ نے اذان دی۔ مگر اس کو پٹنے کا بہت غم ہوا۔ اور اس غم میں دو چار دن کے بعد اسکو بخار آنے لگا۔ یہاں تک کہ آج دنیا سے رخصت ہوگیا۔ شیدا صاحب رو رو کر کہتے تھے۔ ہم دونوں کا یہ مذہبی جنون تھا۔ ورنہ چار برس کا بچہ اذان کو کیا جانے۔

**حضرت اکبر کی پوتی** مولانا سید عشرت حسین صاحب کلکٹر امانہ کی صاحبزادی صاحبہ خواجہ بانو سے ملنے آئی تھیں ان کی شادی دہلی میں مولوی محمد عظیم صاحب کے صاحبزادے سے ہوئی ہے۔

**مولوی فرید احمد صاحب عباسی** شام کو مولوی حکیم فرید احمد صاحب عباسی ملنے آئے تھے۔ کچھ دیر گفتگو کر کے چلے گئے۔ موجودہ مضامین روزنامچہ کا ذکر بھی آیا جو عباسی و اموی و فاطمی نسب کے سلسلہ میں شائع ہو رہے ہیں۔

**سیٹھ غلام علی صاحب** ایجنٹ کمپنی جدہ ریلوے ملنے آئے تھے اور کمپنی کے کاغذات لائے تھے۔ میں نے کہا۔ جیلانی صاحب کے خلاف صبغت اللہ صاحب نے جو اس روز آپ سے بحث کی تھی آپ کے جانے کے بعد انہوں نے تسلیم کیا کہ اس کمپنی سے بہت بڑے فائدہ کی امید ہے۔

**بیگم شاہ نواز** رات کو نو بجے شوکت صاحب فہمی اور محمد انوار صاحب ہاشمی اور حکیم خسرو شاہ نظامی کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پر گیا تھا جہاں چودھری الٰہی بخش صاحب اور ملک محمد عبد اللہ صاحب وغیرہ بہت سے مسلمان بھی تھے۔ پہلے ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کی ریل آئی وہ پچیس روز سے سفر میں ہیں۔ لندن سے آئے ہیں شملہ جا رہے ہیں۔ ان سے ملنے بہت لوگ جمع ہوئے تھے۔

پھر جہاں آرا بیگم صاحبہ بیگم شاہ نواز کی ٹرین آئی۔ ملک محمد عبد اللہ صاحب نے ان کو بھی سنہری ہار پہنائے۔ اور میں نے سب کا تعارف کرایا۔ بیگم صاحبہ نے سب کا شکریہ ادا کیا۔ وہ لاہور گئی ہیں۔ وہاں سے شملہ جائیں گی۔ میں ساڑھے دس بجے رات کو واپس آیا۔ بخار کی تکلیف

۶۵۶

# پیاروں کا روزنامچہ

## اندھیرے میں لوٹیں گے جوبن کسی کا

ہر خیر کے اندر شر ہے۔ اور ہر شر کے اندر خیر ہے۔ مجھے میرے پیارے نے یہ قدرت دی ہے کہ ہر بُری چیز سے اچھی چیز پیدا کر دیتا ہوں۔

اردو شاعری کا یہ مصرعہ خبر نہیں کس جذبہ اور کس نیت سے لکھا گیا ہوگا مگر اس کا ظاہر یہی کہتا ہے کہ تاریکی سے فائدہ اٹھا کر کسی خوبصورت عورت کے حُسن سے نفع اندوز ہونے کا اس میں ذکر ہے۔ پس اگر وہ عورت ناجائز ہو تو یہ مصرعہ شر اور شرارت اور گناہ کے جذبہ کا بھڑکانے والا سمجھا جائے گا۔

مگر مجھے میرے پیارے نے بتایا کہ تو یوں سمجھ کہ میرا حُسن حقیقی رات کی خاموشی میں جب کہ سب سو جاتے ہیں۔ فضائے کائنات میں بشکل سکوت و سکون و تاریکی ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس وقت جو لوگ روشنی کر کے عبادت کرتے ہیں وہ ذات پاک کے جوبن یعنی حسن معنوی کے مشاہدہ سے محروم رہتے ہیں۔ اور جو لوگ روشنی خاموش کر کے اندھیرے میں عبادت کرتے ہیں ان کی ارواح اور اُن کی بصیرت کے آلات پکار پکار کر نعرے لگاتے ہیں کہ اس تاریکی۔ اس ظلمت اور اس اندھیرے میں ہم کسی کے حُسن کی تجلیاں دیکھیں گے اور عوام کی اصطلاح میں کہیں گے۔

اندھیرے میں لوٹیں گے جوبن کسی کا

پیارے نے یہ بھی کہا کہ اس مصرعہ میں ایک لفظ "کسی کا" ہے اگر صاف صاف نام و نشان ظاہر کر دیا جاتا تو میری دید کا لطف نہ آسکتا۔ یہ اشارہ بھی ایک قسم کی تاریکی ہے اور ہر قسم کی تاریکی میں مجھ کو پایا جا سکتا ہے۔

## نگوڑی انگیہ

ہوس پرست شاعر نے شعر پڑھا ؎

جو ایسی ہی توڑا مروڑی رہے گی
تو کاہے کو انگیہ نگوڑی رہے گی۔

شاعر نے کیا کہا۔ کس کی زبان سے کہا۔ اور کن خراب حالات اور جذبات کو ظاہر کیا۔ اس کو وہی جانتا ہے۔ مجھ کو تو میرے پیارے نے اپنا روزنامچہ سناتے وقت یہ بتایا کہ میں نے تجھ کو ایک وجود اور ایک مجسمہ دیا ہے جس کو تو ہندی زبان میں "انگ" کہتا ہے۔ اور اس انگ اور جسم کے اندر میں نے مختلف قسم کے خیر و شر جذبات و خیالات بھر دیئے ہیں اور وہ سب بھک سے اُڑ جانے والی بارود کی طرح ہیں۔ جب میں اپنے عشق کی آگ ان جذبات میں پیدا کرتا ہوں تو جسم میں ایک تلاطم اور توڑا مروڑی اور کھل بل۔ اور اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جسم کی ہر قوت اور ہر جذبہ میری محبت میں از خود رفتہ ہو کر مجھ کو دیکھنے کے لئے کشمکش شروع کر دیتا ہے اور اسوقت تیری روح جو میرے امر کی ایک شکل ہے یا میرے امر کا ایک مجسمہ ہے یا میرے حکم کی ایک ہیکل غیر محسوس ہے۔ بے تاب ہو کر چیختی ہے۔ اور مجھ سے کہتی ہے کہ تو نے جو میرے گھر (جسم) میں عشق کے ذریعہ اپنے مشاہدہ کی خواہش کے ذریعہ توڑا مروڑی پیدا کی ہے اگر یہ ایسی ہی رہی تو میرا یہ انگ اور میرا یہ جسم۔ اور میرا یہ وجود۔ اور میری یہ ہستی اور میری یہ بستی اور میری یہ ہیکل کیونکر قائم رہے گی؟ —

اور روح کی یہ آواز سنکر شاعر نے اس آواز کو موزوں کر دیا اور کہہ دیا ؎

جو ایسی ہی توڑا مروڑی رہے گی
تو کاہے کو انگیہ نگوڑی رہے گی

## سولی کا بُلاوا

چڑھا منصور سولی پر۔ پکارا عشق بازوں کو۔
یہ اُس کے بام کا زینہ ہے۔ آئے جسکا جی چاہے۔

جو لوگ محمدؐ۔ ہم سب کے پیارے محمدؐ کی توہین کرتے ہیں۔ وہ ہم کو سولی اور پھانسی کا بُلاوا دیتے ہیں کہ آؤ اور توہین کرنے والوں کو سزا دے کر سولی اور پھانسی پر چڑھ جاؤ کہ اس پیارے کے بام پر جانے کا یہی زینہ ہے۔

توہین کرنے والوں۔ توہین لکھنے والوں۔ توہین شائع کرنے والوں کو کون بتائے۔ کون سمجھائے کہ الست کے مستوں کو سولی کے بلاوے تیرہ سو برس پہلے سے دیئے جا رہے ہیں اور انہوں نے ہر بلاوہ کو قبول کیا اور ہر پکار کو سُنکر وہ سولیوں اور پھانسیوں پر چڑھ گئے۔ تو کیا ابتک ان کو ان کے پیارے کی محبت کا اندازہ نہیں ہوا کہ یہ عشق باز لوگ پیارے کے نام پر کیونکر مر مٹتے ہیں۔ اور کس طرح صدیوں سے مرتے اور مٹتے چلے آتے ہیں۔ مگر وہ اب تک ان کو امتحان اور آزمائش کے مقام پر بلائے چلے جاتے ہیں اور ہر روز اخباروں میں چھپتا ہے کہ انکے پیارے کی فلاں اخبار میں۔ فلاں کتاب میں۔ فلاں تقریر میں توہین کی گئی۔

آؤ! ان مستوں کو جو پیارے کی محبت میں سولی پر چڑھ گئے۔ صبح شام ایک دفعہ یاد کر لیا کریں۔ کیونکہ وہ سب پیارے خدا اور پیارے محمدؐ کے پیارے تھے۔

---

# ناظرین کے خطوط

(۱)

## مولانا سر محمد یعقوب کا خط

انگلستان کی مسجد - شاہ عراق - لیڈران آئرلینڈ - محب اسلام انگریز عورت -

حضرت اقدس! السّلام علیکم - افسوس ہے پچھلے ہفتہ عریضہ ارسال خدمت نہ کرسکا - اس عرصہ میں لنکاشائر میں اور لندن سے باہر میں بہت گشت کرتا رہا - اس وجہ سے عریضہ لکھنے کی نوبت نہیں آئی پچھلے خط میں احمدیوں کی مسجد کے متعلق ذکر کرنے کا میں نے وعدہ کیا تھا - اس میں شبہ نہیں کہ احمدی تبلیغ و اشاعت کا کام مسلمانوں میں سب سے بہتر کرتے ہیں - یہ مسجد جس کو میں نے دیکھا مضافات لندن میں بمقام پٹنی واقع ہے - ایک خوبصورت احاطہ ہے - اس میں اول ایک خوشنما مکان ہے جس میں امام اور نائب امام رہتے ہیں - اس کے عقب میں تھوڑے فاصلہ پر مسجد ہے - یہ ایک گنبد کا ہال ہے - امام صاحب نے ہم لوگوں کے واسطے چاء وغیرہ کا انتظام کیا تھا - چند نومسلم مرد، عورتیں اور بچے بھی موجود تھے - ان نومسلموں کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا - اس واسطے کہ یہ بہت ہی سادہ اور سیدھے مسلمان ہیں - صرف توحید اور رسالت تک ان کا اسلام محدود ہے - ان کی بقیہ طرز معاشرت اور طرز عمل میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن ان کو اسلام سے بڑی محبت ہے - ایک لڑکی اور دو چھوٹے لڑکوں نے کلام اللہ بھی پڑھکر سنایا - ع - ض اور ق کا منہ سے نکالنا ان کے واسطے تقریبًا ناممکن ہے - تاہم جو کچھ ہو رہا ہے میں اس کو غنیمت سمجھتا ہوں - دوسری اور قدیم مسجد ووکنگ میں ہے یہ اب احمدیہ مسجد نہیں ہے - اس کے امام مسٹر عبدالمجید روشن خیال مسلمان ہیں - میں ابھی ووکنگ کو نہیں گیا ہوں - انشاءاللہ پرسوں اتوار کو جاؤں گا -

لندن میں جمعہ کی نماز ایک دوسرے مقام پر ہوتی ہے جس کا نام ایسکس ہال ہے - ووکنگ کے امام مسٹر عبدالمجید یہاں آکر جمعہ پڑھاتے ہیں - احمدی لوگ البتہ اپنی مسجد میں بمقام پٹنی جمعہ پڑھتے ہیں -

حرم پاک بھی - اللہ بھی - قرآن بھی ایک
کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

لندن میں ایک یورپین بی بی ہیں جن کا نام مس فارگسن ہے - یہ اسلام اور مسلمانوں کی بڑی مداح اور حامی ہیں - خاصکر مسئلہ فلسطین سے ان کو بڑی دلچسپی ہے - اور وہاں کے مسلمانوں کی حمایت اور یہود کے اخراج کی یہ بڑی سرگرم کوشش کرنے والوں میں ہیں - حال میں انہوں نے یہ تجویز کی ہے کہ لندن میں مسلم مرکز کے نام سے ایک عالی شان عمارت بنائی جائے جہاں مسلمان جمع ہوسکیں اور ٹھہر بھی سکیں - اس عمارت کا نقشہ بھی ایک مسلمان انجنیئر نے تیار کرلیا ہے جو بہت خوبصورت ہے - امید ہے کہ عمارت جلد تیار ہوسکے گی -

اس عرصہ میں ہز مجسٹی سلطان عراق امیر فیصل سے شرف نیاز حاصل ہوا - ہز مجسٹی کے قیام لندن کے زمانہ میں قونصل خانہ عراق میں ہز مجسٹی نے ایک شام کو چائے کی دعوت دی تھی جس میں ہندوستان کے مسلمانوں میں تنہا مجھے عزت دعوت حاصل ہوئی - میں عام طور پر لندن میں انگریزی لباس میں رہتا ہوں لیکن اس دعوت میں ترکی ٹوپی اور ترکی کوٹ میں گیا تھا - جس نے مجھے جلسہ میں بہت نمایاں بنا دیا - تنہا میں ترکی ٹوپی اور ترکی کوٹ میں تھا - بقیہ تمام مہمان سر سے پیر تک انگریزی لباس میں تھے - البتہ سفارت خانہ حجاز کے سکرٹری انگریزی لباس پر عربی جبہ اور سر پر بدوؤں کا لباس پہن رہے تھے - سلطان عراق سب سے اول ہاتھ ملانے میری طرف تشریف لائے - میں نے السلام علیک یا امیرالمومنین کہہ کر خطاب کیا - چاء کے بعد دوبارہ ہز مجسٹی میری طرف تشریف لائے - اور شرف ہم کلامی بخشا - شیخ وہبہ سفیر حجاز اور وزیر مصر اور سفیر ایران سے بھی ملاقات ہوئی اور سب لوگ بڑے تپاک اور اخلاق سے پیش آئے - لندن کے باہر میں آئرلینڈ کے صدر مقام ڈبلن کو گیا تھا - یہاں کے لوگوں نے تاج برطانیہ سے تقریبًا علٰحدگی اختیار کرلی ہے - ڈبلن کے قائداعظم مسٹر ڈی ویلرا اور اس کے حریف مسٹر کاسگریو سے خوب ملاقات اور بات چیت رہی -

یہاں کی سیاسی فضا یہ ہے کہ ایک زبردست جماعت یہ خیال کر رہی ہے کہ قرطاس ابیض کو پاس کرنا ہندوستان کی حکومت سے دستبردار ہونا ہے - یہ جماعت بڑی قوت پکڑ رہی ہے - سکرٹری آف اسٹیٹ اور وزیر اعظم اپنی پوری قوت قرطاس ابیض کی حمایت میں صرف کر رہے ہیں لیکن مجھے بہت کم امید ہے کہ قرطاس ابیض مکمل حالت میں پاس ہوسکیگا - ہندوستان کے بوالہوسوں کے جوش اور انگلستان کے شاہدان سیاست کی یہ حالت معلوم ہوتی ہے ؎

واں یہ خیال بوسۂ لب بھی نہ دیجئے
یاں یہ خیال جو ہے اُن کی زبان تک

گاندھی جی کی آتشبازی چھوٹ چکی ہے - اس وقت اگر سکرٹری آف اسٹیٹ کی حمایت ہندوستان سے نہ ہوئی تو نہ مایہ ملیگی نہ رام -

انگلستان میں لوگوں نے بہت سادگی اختیار کرلی ہے - عام طور پر بڑی سے بڑی دعوتوں میں شوربہ اور میٹھے کے علاوہ دو کھانوں سے زائد نہیں ہوتے - گزشتہ سنیچر کو میں نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں ایک بڑے ڈنر میں شرکت کی - جہاں شوربہ اور مٹھائی کے علاوہ صرف ایک کھانا اور تھا - ہمارے ہاں کی دعوتوں کا یہاں کون مقابلہ کرسکتا ہے - ہندوستان کے انگریز بھی جس ٹھاٹھ سے وہاں رہتے ہیں وہ یہاں شہزادوں کو بھی نصیب نہیں ہے - کل شام کو ایوان شاہی میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ نے بہت بڑی گارڈن پارٹی دی - اس پارٹی میں مجھے ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی خدمت میں شرف باریابی حاصل ہوا - لیکن جو ٹھاٹھ ہندوستان کے وائسرائے کی پارٹی میں ہوتے ہیں - اُن کا یہاں نشان بھی نہ تھا -

## شان و شوکت اگر دیکھنا ہے تو مشرق میں دیکھو - سیاست اور ڈپلومیسی کے دیکھنے کو مغرب میں جاؤ -

امید ہے کہ آپ معہ قبایل کے بخیریت ہوں گے - بفضلہ تعالے میں تندرست اور آرام سے ہوں - میرا ملازم سلامت یہاں بھی میرے ساتھ ہے اور اس کی وجہ سے مجھے بہت آرام ملتا ہے - البتہ وہ بڑا انگریز ہوگیا ہے - دن بھر سوٹ بوٹ میں رہتا ہے اور انگریزی بولتا ہے -

مہاراجہ سرکشن پرشاد کے صاحبزادوں سے دو مرتبہ پارٹیوں میں ملاقات ہوئی - ارادت کیش

محمد یعقوب عفی عنہ

---

**(۲) ایبٹ آباد کا خط** } مبارک ہو - آپ کی اور روحہ کی دُعا مقبول ہوگئی - آج خداوند تعالے کے فضل و کرم اور آپ کی دعا سے مقدمہ کی اپیل منظور ہوگئی -

غلام نبی نظامی

---

**(۳) خریدار نمبر ۱۷۳ کا خط** } آپ نے حضرت عیسےٰ ؑ کے متعلق جواب تحریر کیا ہے وہ بہت ہی گمراہ کنندہ ہے -

خاکسار محمد حسین

---

**(۴) میراں پور رام پور کا خط** } ۱۰ ربیع الاول کو ۱۱ ہزار کو درود شریف اور کلام پاک کا ختم کرکے حضور اقدس نبی صلعم کے حضور میں ثواب پہنچا پایا - ۱۲ تاریخ جمعہ کی صبح کو چار بجے سیدھی کروٹ سے حضور نبی صلعم کو خواب ...

رونق افروز دیکھا ؎

جلوہ جو نظر آیا ہے محبوب خدا کا — نظروں میں سمائی ہے مری ساری خدائی
صدقہ ہے یہ سب خواجہ ہی کا میری — صد شکر کہ ہے آپ تک اب میری رسائی
اس امر کا ہر طرح مرے دل کو یقین ہے — واللہ کہ حضرت ہیں ساکٹ کہ کی دوائی

خواجہ مسجد میں جمعہ کو اُردو کا خطبہ جشن عید میلاد کی ترغیب میں پڑھا اثر اور جوش ہوا - ۱۲ تاریخ جمعہ کی رات میں ۱۲ بجے رات تک حضور کی کتابیں "میلاد نامہ" "رسول کی عیدی" "محمد درشن" "رسالہ مولوی" و "مست بس حالی" وغیرہ خوب جوش و خروش کے ساتھ پڑھے گئے -

---

**(۵) بمبئی کا خط** } کل مولوی محمد اسمعیل صاحب ذبیح کے ذریعہ حضور کی تشریف آوری بمبئی کی خوش خبری ملی - تمام رات بے چینی میں گزری - حتےٰ کہ صبح امید نمودار ہوئی - رات ہی مقامی اخبار "اجمل" میں اطلاع بھی دیدی تھی - نصف گھنٹہ پیشتر اسٹیشن پر معہ اکثر احباب حاضری ہوئی - وقت مقررہ سے قبل ٹرین آئی - آس کے ٹوٹنے کا منظر بھی عجیب تھا - بس ؏

خوں ہی ہیک پڑا انگہ انتظار سے

بالآخر ایک شخص سے جو خود کو سیٹھ غلام علی نہراتے تھے معلوم ہوکر افسوس ہوا - تابعدار غلام نبی نظامی

---

**(۶) تاندوڑ کا خط** } روزنامچہ میں جب کبھی حضرت اقدس اپنی عمر کے صرف چھ سال باقی رہ جانا بتلاتے ہیں تو مجھ پر ایک سبعت سی طاری ہوجاتی ہے اور سوانح آنحضرت سامنے آجاتی ہے - اور روحی کیفیت کا ایک عجیب حال ہوجاتا ہے - حضرت والا کے لگائے ہوئے چمن و کوششوں کی بہار کا خیال آہ ! - تمنا ہے کہ آپ سے پہلے میں ہی ختم ہو جاؤں - فقط

خادم مرزا خواجہ حسن بیگ آڈیٹر کروڑگیری سرکل تاندوڑ دکن - ریاست حضور نظام

---

**(۷) نیورہ کا خط** } وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ کی مداحق روزنامچہ اہوار کرنے کا شورہ پڑا - روزنامچہ ذریعہ نصف ملاقات ہے - پس مہینہ میں ایک مرتبہ ملاقات بہت کم معلوم ہوتی ہے - ذِكْرًا كَثِيْرًا ضرور ہے -

سید ظہیر الدین (یعنی آنریبل خان بہادر مولانا سید ظہیر الدین احمد صاحب)

---

**(۸) پرائیوٹ سکرٹری خیرپور سندھ کا خط** } آپ کا آخری سفر احمد آباد تاریخ میں یادگار رہے گا - بمبئی ہائیکورٹ کے جج سر فرینک بین بنا شمار ہندوستان کے قابل ترین ججوں میں تھا اور جو اندھے تھے ان کی یادداشت غیر معمولی تھی - مگر آپ کی یادداشت ان سے کم نہیں ہے - سُنا کہ باوجود نوٹ نہ لینے کے اس قدر بے مثل اور مکمل

روزنامچہ آپ نے لکھا۔ وہ روزنامچہ اردو لٹریچر میں بہترین اضافہ ہے۔ زندہ باد۔
خادم
رضاء الحق عباسی

---

**(۹) امروہہ کا خط** آپ نے جو میلادی جنتری کا اختراع کیا ہے اس میں میری رائے ہے کہ بارہ مہینوں کے نام بجائے بارہ اماموں کے اس طرح رکھیں کہ عشرہ مبشرہ۔ حمزہؓ اور عباسؓ۔ عشرہ مبشرہ کے اسماء سے تو آپ واقف ہونگے لیکن ذیل میں ایک قطعہ پیش کرتا ہوں جس میں یہ کل نام آگئے ہیں۔

دہ یار بہشتی اند قطعی ** بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
سعدؓ است و سعیدؓ و بوعبیدہؓ ** طلحہؓ است و زبیرؓ و عبدالرحمانؓ

اس رائے کے پیش کرنے سے یہ خیال نہ فرمائیے کہ میں نعوذ باللہ اماموں کا مخالف ہوں۔ یہ تجویز صرف اس لئے پیش کی ہے کہ آپ کی جنتری کے مہینوں سے اثنا عشری فرقہ کو تقویت پہنچنے کا قوی احتمال ہے۔ دوسرے عشرہ مبشرہ بلحاظ فضیلت ائمہ سے بہرحال بڑھ کر ہیں۔ مسلمان ان کے ناموں سے ناواقف محض ہیں۔ مہینوں کے نام ہوجانے کی وجہ سے ہر چھوٹا بڑا ان سے واقف ہوجائیگا۔ آخر الذکر حضور صلعم کے دو چچا ہیں جن کا اعزاز و اکرام ضروری ہے۔ اور جن کے بہت سے فضائل ہیں۔ یہ میری تجویز ہے۔ آگے جو آپ کی رائے ہو۔ فقط نسیم احمد فریدی الفاروقی

(میں عشرہ مبشرہ کو ائمہ اثنا عشر سے افضل نہیں مانتا حسن نظامی)

**(۱۰) بمبئی کا دوسرا خط** قسمت کو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی جا کمند۔ ۲۹ اگست کو زبانی جناب ذبیح صاحب یہ خوش خبری شیرینی کھلانے پر فراہم ہوئی کہ حضور والا ۳۰ اگست ۱۹۳۳ء کو صبح ۸ بجکر ۵۵ منٹ پر بمبئی کو رونق بخشیں گے۔ چنانچہ تمام شب نہایت بے چینی سے گزری اور صبح کو اٹھتے ہی یہ فکر ہوئی کہ کچھ حضرات اور فراہم ہوں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ بابو غلام نبی صاحب نظامی اور سید ظہور احمد صاحب جنرل منیجر مسلم ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ بمبئی و مسٹر ذبیح و محمد احسن صاحب بھامی وغیرہ وغیرہ اسٹیشن جا رہے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسٹر برنی صاحب کے ہاں حضور رونق افروز ہوں گے۔ چنانچہ ہم سب لوگ پہلے مارکیٹ گئے اور وہاں سے ہار خرید کئے اور پھر اسٹیشن پہنچے تو مسٹر برنی صاحب کو وہاں نہ پایا۔ جس سے کچھ تردد ہوا۔ پھر کر کیا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ گاڑی اپنے وقت سے ۵ منٹ قبل آگئی۔ اب دیکھتے کیا ہیں کہ سیٹھ غلام علی صاحب تشریف لائے ہیں۔ وہ ہمارا مجمع دیکھ کر سمجھ گئے کہ ہم لوگ یقینی کسی ایسی ہستی کے ورود کا انتظار کر رہے ہیں جو یقینی مخصوص ہستی ہوگی۔ بالآخر سیٹھ غلام علی صاحب نے دریافت کیا کہ آپ لوگ جناب خواجہ صاحب کی تشریف آوری کے منتظر ہیں؟ جواب جی ہاں! فرمایا کہ وہ دہلی اسٹیشن پر تشریف لائے

تک نہ لیا۔ اسباب لاد کر ایک تار موصول ہوا جسکو پاکر مجھ پر بھی بس نہ پوچھئے کہ اس وقت کیا عالم مایوسی ہوا۔

الغرض وہاں سے واپسی پر سید ظہور احمد صاحب نے راستہ میں یہ خبر پائی کہ بھائی یہ ہار اس لئے نہایت قیمتی ہیں کہ یہ ایک بزرگ تر ہستی کی گردن میں ڈالنے کے لئے خریدے گئے تھے۔ لہذا اگر کوئی صاحب اسکو اپنی گردن میں تبرک سمجھکر ڈالنا چاہیں تو ان کو "بابے مسلم ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ" کے پچاس حصے خریدنا ہوں گے۔ چنانچہ میری نظر میں وہ ہار بہت قیمتی تھے۔ میں نے پچاس حصے فوری خرید کئے اور اپنا فخر تصور کرکے وہ ہار گلے میں ڈال لئے اور نہایت خلوص سے یہ دعا کی کہ خداوند عالم ان ہاروں کی اس برکت سے کہ جو میرے خیال میں ہے مجھے فائدہ پہنچے۔ اور حضور کے لئے دعا کرتا ہوا گھر پہنچا تو سب بچے آپ کو پوچھنے لگے۔ میں نے کہا کہ ایسی قسمت کہاں ہے کہ اُن کی زیارت ہوتی۔ فقط۔

خادم آغا امیر حسن (انجینیر)

---

**(۱۱) ارکاٹ کا خط** حضور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضہ کی سالانہ نیاز کل یہاں کی گئی۔ بفضل خدا و رسول "یہاں ارکاٹ میں" زنانہ دعا و وظائف مفید عام" میں نے کھولا ہے۔ ٹامل زبان میں اشتہار چھپا کر کل تقسیم کیا ہے۔ دعا فرمائیے کہ خداوند کریم بطفیل محبوب الٰہی رضہ جو مریض اور جو حاجت مند میرے زیر علاج ہیں ان کو کامل صحت عطا کرے اور مرادیں پوری ہوں۔ حسب ارشاد میلاد فنڈ بجائے سالانہ کے ماہانہ ارسال کرنے کا نیت میں نے کرلیا ہے۔ خدا ویسا ہی توفیق بخشے۔ آمین۔ خاکسار خادمہ اے۔ آر۔ ایس بیگم نظامی

---

**(۱۲) نیورہ کا دوسرا خط** وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ (سورہ حج)

چند پرچوں میں جناب کے روزنامچہ کے آیت هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ کے معنی جناب نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام نے ہم لوگ کا نام مسلم رکھا۔ اس کے بارہ میں گزارش بہزار ادب یہ ہے کہ ہم لوگ کا نام مسلم خود اللہ پاک نے رکھا اور یہ خطاب سرکار احدیت سے ملا ہے۔ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام بہت بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے اس میں شک نہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی بلا شک و شبہ و یقینی ہے کہ ان کو ہم لوگ کے نام رکھنے کا یا ہم لوگ کو کوئی خطاب دینے کا حق نہیں تھا۔ سیاق عبارت قرآن مجید سے اس کا ثبوت ملتا ہے

دامید کہ حضرت خط تحریر فرما کر جواب سے مطلع فرمایا جائے۔

نیازمند کمترین سید زین الدین وارثی پلیڈر وکیٹ وغیرہ
ضلع پٹنہ

## (۱۳) مظفر آباد کشمیر کا خط

۸ ربیع الثانی شام کو حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی فاتحہ خوانی و نماز ہوئی۔ احقر نے اپنے غریب خانہ پر انتظام کیا تھا۔ اور سب مخلص پیر بھائی و دیگر سلسلہ چشتیہ کے لواحقین شریک مجلس ہوئے تھے۔ بھائی غلام محمد نظامی نے قوالی بھی سنائی۔ بعد میں شیرینی و چاول وغیرہ سے احباب کی تواضع کی گئی۔ بعد ختم شریف چشتیہ و بعد خواندن سلسلہ شریف نظامیہ و بعد دعا مجلس برخاست ہوئی۔

ناچیز خادم و خاک پا
عبدالرحمٰن نظامی امام مسجد مظفر آباد کشمیر

## (۱۴) یورپ کا خط

ہم سب یہاں آج ہی پہنچے ہیں۔ راستہ میں عدن تک سمندر طوفانی ہونے کی وجہ سے تکلیف رہی۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ شہزادہ بلند اقبال (اعظم جاہ بہادر) کا مزاج بہت اچھا رہا۔ اور بحمداللہ ان کی صحت روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ یہ مقام ہی نہایت صحت بخش ہے۔ بستی ایک جھیل کے کنارہ پر ہے۔ چاروں طرف پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ عجیب منظر ہے۔ آج کل یہاں ایسی سردی ہے جیسی دہلی میں اوائل دسمبر میں ہوتی ہے۔ شہزادہ ولی عہد بہادر بلند اقبال ایک دوسرے مقام پر ہیں جو یہاں سے دو گھنٹہ کا راستہ ہے۔ غالباً کل یا پرسوں اپنے چھوٹے بھائی سے ملاقات کے لئے یہاں آئیں گے۔ گزشتہ سال میں اسی مقام پر اُن کے ہمراہ اسی خدمت پر تھا۔ بہرحال سرکار کی سرفرازی سے ان مقامات کی سیر نصیب ہوئی۔ ورنہ ہم کہاں اور یہ ممالک کہاں۔

شہزادی صاحبہ اپنی والدہ سے ملنے جنوا (اٹلی) سے ہی جہاز سے اُترنے کے بعد سیدھی فرانس ([illegible]) نیس تشریف لے گئی ہیں۔ کچھ دن کے بعد یہاں آجائیں گی۔ پھر واپسی سے ہفتہ دو ہفتہ قبل ہم سب حسب سابق فرانس ہوتے ہوئے ہندوستان آجائیں گے۔

خاکسار محمود علی علوی عفی عنہ

## (۱۵) حیدر آباد کا خط

صاحبزادہ مولانا حسین نظامی قبلہ کے انتخاب خدمت ایڈیٹری روزنامچہ عالی سے بہت مسرت ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل و عمر میں ترقی بخشے اور دیرگاہ سایۂ تحت پایہ عاطفت والدین سلامت باکرامت رکھے آمین ثم آمین۔

محمد نذیر شاہ نظامی (سجادہ نشین درگاہ حضرت کملی شاہ صاحب)

## (۱۶) پھلواری شریف کا خط

روزنامچہ کی گزشتہ اشاعت میں آپ کا ایک مضمون نظر سے گزرا۔ جس میں حیدر آباد کے ایک وکیل صاحب کو جواب دیتے ہوئے جناب ابوسفیان کے کچھ کارنامے آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک نہایت اہم واقعہ کا اضافہ کر دینا بہت موزوں ہوگا جو ابوسفیان کے اعلان اسلام کے بعد کا ہے۔ علامہ ابن عبدالبر اندلسی مالکی نے اپنی کتاب استیعاب میں اس واقعہ کو لکھا ہے اور اس لحاظ سے کہ علامہ ابن عبدالبر اہل سنت والجماعت کے اجل علماء میں ہیں اور ان کی نشو و نما قرطبہ کے سلاطین اموی کے زیر سایہ ہوئی ہے اس بیان کو اور بھی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔

استیعاب جلد ۲ - بیان ابوسفیان بن صخر ابن حرب اموی میں عبداللہ ابن زبیرؓ سے روایت ہے :-

وفی خبر ابن الزبیر انہ رآہ یوم الیرموک قال فکانت الروم اذا ظہرت قال ابوسفیان ایہ بنی الاصفر فاذا کشفہم المسلمون قال ابوسفیان ؎

وبنو الاصفر الملوک ملوک
الروم لم یبق منہم مذکور

فحدث بہ ابن الزبیر اباہ لما فتح اللہ علی المسلمین فقال الزبیر قاتلہ اللہ یابی الا نفاقا اولسنا خیرا لہ من بنی الاصفر۔

ترجمہ:- ابن زبیرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جنگ یرموک کے دن ابوسفیان کو دیکھا کہ جب رومی کفار مسلمانوں پر غلبہ کرنے لگے تو وہ رومیوں کا دل بڑھانے کو پکارتے کہ شاباش اے بنی اصفر! لیکن جب مسلمان رومیوں کو پسپا کرنے لگے تو ابوسفیان صدمہ سے کہنے لگے کہ افسوس! بنی اصفر کے بڑے بڑے بادشاہوں کے تاج و تخت کا نشان مٹ جائے گا۔ جب عبداللہ ابن زبیرؓ نے فتح کے بعد یہ واقعہ اپنے پدر بزرگوار کو کہہ سنایا تو حضرت زبیرؓ ابن عوام نے فرمایا کہ اللہ ابوسفیان کو ہلاک کرے وہ اپنے کفر سے نہیں پھرا مگر نفاق کے ساتھ۔ کیا ہم لوگ اس کے نزدیک بنی اصفر سے بہتر نہیں ہیں؟"

والسلام
غلام حسنین ندوی پھلواروی
(فرزند حضرت مولانا سید شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواروی)

## پھلواری شریف کا دوسرا خط

منسلک خط لکھ چکا تھا کہ حضرت قبلہ نے مجھے ایک خاص امر کے متعلق آپ کو خط لکھنے کے لئے کہا۔ موجودہ نواب سالار جنگ بہادر کے مورث اعلیٰ کا سفرنامہ "دو سو برس قبل کی دہلی" کے عنوان سے روزنامچہ میں شائع ہو رہا ہے۔ اس مضمون کا حضرت مدظلہٗ بڑی دل چسپی سے مسلسل مطالعہ فرما رہے ہیں۔ حضرت قبلہ اصل کتاب

کو جو حیدرآباد میں چھپ گئی ہے دیکھنا چاہتے ہیں اور آپ سے فرماتے ہیں کہ اس کی ایک جلد جس صورت سے ہو میرے پاس بھجوا دیجئے۔ آپ نے اپنے فٹ نوٹ میں بہت سے بزرگوں کے متعلق جن کا تذکرہ اس سفرنامہ میں ہے تحریر فرمادیا ہے کہ اُن کا کچھ حال کسی کو نہیں معلوم ہے مگر حضرت قبلہ کو ان کا حال معلوم ہے۔ مثلاً :-

(۱) حضرت میر سید محمد قادری۔ یہ بزرگ حضرت غوث پاکؓ کی اولاد سے ہیں۔ ان کا لقب سید العارفین تھا۔ ان کا ملفوظ بھی ہے جو میرے کتب خانہ میں موجود ہے۔ یہ بزرگ احمد شاہ دُرّانی کے وقت تک بقید حیات تھے۔

(۲) میرزا عبد القادر بیدل کی قبر کا آپ کو پتہ نہ لگا مگر حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ میں آج سے پچپن برس پہلے ان کی قبر پر حاضر ہوا تھا اور فاتحہ پڑھی تھی۔ جس طرف کو حضرت نور الدین ملک یاران اور بابا طوسی صاحب کا مزار ہے اُسی خطہ میں مرزا بیدل کا بھی مزار تھا۔ اور اب بھی اگر میں دہلی آسکوں تو مزار کا نشان بتلا سکتا ہوں۔

(۳) خواجہ حافظ سعد اللہ محدث دہلوی۔ یہ بزرگ حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ کے مرشدوں میں ہیں اور حضرت مجدد صاحبؒ کے پوتے شیخ محمد صدیقؒ کے مرید تھے۔ تیس برس تک اُن کی صحبت میں رہے۔ سنہ ۱۱۵۰ھ میں انتقال ہوا۔ بیرون اجمیری دروازہ میں آپ کا مزار ہے۔ تذکرہ کی کتابوں میں آپ کا ذکر موجود ہے۔

والسّلام غلام حسنین

## (۱۸) قونصل جنرل افغانستان کے خط کا ترجمہ

آپ نے اعلیٰ حضرت ہز رائل مجسٹی شاہ افغانستان کو آزادی افغانستان کی پندرہویں سالگرہ کی تقریب پر جو مبارک باد کا تار بھیجا تھا وہ ہز مجسٹی کی خدمت میں پیش کیا گیا اور ظل سبحانی آپ کے مخلصانہ پیغام سے بہت مسرور ہوئے۔

نیازمند
ایس سلجوقی قونصل جنرل افغانستان

## (۱۹) امروہہ کا دوسرا خط

دامت فیوضکم۔ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ جناب والا میری گمنامی کے سبب مجھ سے واقف نہیں۔ اور میں جناب کی تحریرات اور نیز سید متین حسن خوشنویس و معین الحسن صاحبان کے اقوال کی بناء پر واقف ہوں۔ جیسا کہ اُن کے اقوال سے میرے خیالات جناب کی نسبت قائم ہو گئے ہیں۔ اس گستاخی کے باعث ہوئے کہ میں جناب کی توجہ اس مضمون کی طرف مبذول کروں جو روزنامچہ مورخہ یکم ستمبر کے صفحہ ۱۲ پر جناب نے جواباً تحریر فرمایا ہے۔ صفحہ ۱۲ کالم اول پر جناب نے تحریر فرمایا ہے (کیونکہ کوفیوں نے جو سب کے سب حضرت علیؓ اور امام حسینؓ کے شیعہ تھے آپ کو بلایا تھا اور وہی آپ کے قاتل تھے۔ ابن زیاد وغیرہ چند اموی افراد محض سرغنہ تھے اور وہ بھی حضرت امام حسینؓ کی روانگی کے بعد کوفہ میں آئے تھے۔ حضرت کو بلانے والے شیعہ تھے اور جانے والے محض اپنے شیعوں کی دعوت پر گئے تھے۔)

اس مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ امام حسینؓ کے قاتل ایسے ہی شیعہ تھے جنکو فی زماننا شیعہ کہا جاتا ہے اور امام حسینؓ نے ان کے وعدوں اور خلافت و امارت کے لالچ سے کوفہ جانے کا قصد کیا۔ قبل اس کے کہ آپکو منصب خلافت و امامت نصیب ہو آپ ہی کے شیعوں نے آپ کو قتل کر دیا۔ جیسا کہ فقرہ آخر (جانے والے محض اپنے شیعوں کی دعوت پر گئے تھے) سے ثابت ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ جناب ایسا وسیع النظر محقق اس طرح تحریر کرے اگر جناب والا کم از کم ان رسائل ہی کو ملاحظہ فرما لیتے جو شیعہ مشن لکھنؤ سے شائع ہوئے ہیں تو از روئے عدل و انصاف ہرگز شیعوں پر الزام عائد نہ فرماتے۔

میں یہ عرض کرنا پسند نہیں کرتا کہ قاتلان امام اہل سنت والجماعت تھے لیکن جناب ایسے محقق کی تحریر داعی ہے کہ آپ کی توجہ کتب تاریخ و سیر کی طرف مبذول کروں اور اس بدنما داغ کو جو دامن شیعیت پر لگایا جاتا ہے دھو ڈالوں۔

میرا منشاء اس گزارش سے یہ نہیں کہ مناظرہ کا دروازہ کھول کر خواہ مخواہ کج بحثی شروع کر دوں اور پردہ خفا سے منظر عام پر آ کر اپنے کو مشہور و معروف کروں حاشا وکلّا۔ ہاں محض اُس غلط فہمی کا دفعیہ مقصود ہے جو عوام میں سرایت کر گیا ہے۔ جناب کی عزت و توقیر میرے دل میں جو کچھ ہے وہ میرا دل جانتا ہے۔

یہ امر مسلم ہے کہ شیعہ جن کو فی زماننا شیعہ کہتے ہیں خلافت منصوصہ کے معتقد ہیں اور اہل سنت والجماعت خلافت اجماعی کے قائل ہیں۔ خلافت منصوصہ میں نہ امام بنانے کی بندوں کو ضرورت ہوتی ہے اور نہ خلع کی۔ لیکن اجماعی خلافت اجماع امت کی محتاج ہے۔ اگر اُمت چاہے تو خلیفہ کو معزول کر سکتی ہے جیسا کہ ہر پانچویں خلیفہ کا حال ہوا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی عرض کر دوں کہ شیعوں کے نزدیک یہ امر بھی مسلم ہے کہ اگر امام کو امام تسلیم نہ کیا جائے تو وہ امامت سے معزول نہیں ہو سکتا جس طرح نبی و رسول اگر تسلیم نہ کئے جائیں تو نبوت و رسالت کے مرتبہ سے معزول نہ ہوں گے۔ لیکن اہل سنت کے نزدیک خلیفہ کے متعلق ایسا خیال نہیں جس سے جناب والا خوب واقف ہیں۔

کوفیان بے وفا و پُر دغا کے خطوط جو کتب تاریخ میں مرقوم ہیں اگر دیکھے جائیں تو معلوم ہوگا کہ ان کے عقائد اہل سنت سے ملتے جلتے تھے۔ اور محض لفظ شیعہ اس زمانہ میں گروہ بندی و طرفداری کے سبب مستعمل تھا۔ اگرچہ وہ لوگ شیعیان عثمانؓ یعنی طرفداران معاویہؓ

ہی کیوں نہ ہوں یا حضرات خلفاء کی خلافت کو برحق جاننے والے ہوں۔ چنانچہ طبری صفحہ ۳۵ جلد ۷ پر ہے نشهد ان يزيد على الحق وشيعته على حق۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یزید حق پر ہے اور اس کے طرفدار حق پر ہیں۔ اسی جلد کے صفحہ ۱۷۵ پر ہے۔ ثم جئت شيعة بني امية فكلمتهم بنحو ما كلمت به القوم۔ پھر شیعان بنی امیہ آئے اور انہوں نے اسی طرح کا کلام کیا جیسا کہ قوم نے کلام کیا تھا۔ اسی طرح شیعہ ابن زبیرؓ کو تاریخ مذکور کے صفحہ ۳۵ پر باطل پر کہا گیا ہے۔

اعثم کوفی صفحہ ۲۵۳ پر عبد اللہ بن مسلم طرفدار و دوستدار یزید کا خط نقل کیا۔ بسم الله الرحمن الرحيم بعبد الله يزيد امير المؤمنين من شيعته من اهل الكوفة۔ عبد اللہ یزید کی طرف یہ نامہ ہے شیعوں کی جانب سے جو اہل کوفہ سے ہیں۔

اس کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ کوفیوں نے جو سب کے سب حضرت علیؓ اور امام حسینؓ کے شیعہ تھے آپ کو بلایا تھا اور وہی آپ کے قاتل ہوئے۔

طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۹ کا وہ رجز جو نافع بن ہلال ناصر حسین کا منقول کیا گیا ہے ثابت کرتا ہے کہ آپ دین علیؓ پر تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ انا البجلي انا على دين علي۔ پھر مزاحم بن حریث شیعہ یزید کا جواب انا على دين عثمان صریح طور سے فریقین کے مذہب پر روشنی ڈالتا ہے۔

یزید کا وہ خط جو ولید بن عتبہ اموی عامل مدینہ کے نام پہنچا ہے ثابت کر رہا ہے کہ یہ قتل ناحق خلیفہ اجماعی کے حکم سے واقع ہوا۔ جو طبری جلد ۶ صفحہ ۱۸۸ پر موجود ہے۔ دوسرے ابن زیاد کا خط جو عمر بن سعد وقاص کے نام کربلا میں پہنچا ہے ظاہر کر رہا ہے کہ طرفداران یزید و شیعیان بنی امیہ اسی خون کو سامنے رکھ کر ہاشمیوں سے عداوت دیرینہ نکالنی چاہتے تھے جس کا بدلہ حضرت علیؓ سے لیا گیا۔ ملاحظہ ہو طبری جلد ۶ صفحہ ۲۳۳ و اعثم کوفی صفحہ ۲۶۶ كما صنع بالتقي الزكي المظلوم امير المؤمنين عثمان بن عفان۔

جس طرح نافع و مزاحم کی گفتگو ہے اسی طرح بریر ہمدانی و یزید ابن معقل کی سخت گفتگو طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۷ پر ملاحظہ ہو جو فریقین کے مذہب کا صاف صاف پتہ دیتی ہے۔

اس کے بعد ملاحظہ فرمائیے کہ اسی خلافت اجماعی کی طرف امام کو دعوت دی گئی تھی جس کے انکار پر اہل کوفہ قتل پر آمادہ ہو گئے اور حدیث مسلم کے موافق تعمیل کی جو صحیح مسلم صفحہ ۱۲۸ جلد ۲ پر نقل کی گئی ہے۔ اذا بويع لخليفتين فاقتلوا الآخر منهما۔

میں تو یہ عرض کروں گا کہ محض وہ خطوط جو اہل کوفہ کی جانب سے امام کی خدمت میں پہنچے ہیں اگر بغور دیکھے جائیں تو ثابت ہو جائیگا کہ بہ استثناء چند نفوس کے کثرت سے اہل کوفہ اجماعی خلافت کے قایل تھے۔ یہ امر دوسرا ہے کہ بنی امیہ کے حرکات کے سبب وہ کبھی جناب امیر کی طرفداری کرتے ہوئے نظر آئے کبھی امام حسنؓ کے شریک ہو گئے۔ اور کبھی امام حسینؓ کو خلیفہ بنانے کی تجویزیں کرنے لگے۔

چنانچہ ایک خط طبری نے جلد ۶ صفحہ ۱۹۷ پر تحریر کیا ہے جو سلیمان بن صرد وغیرہ کی جانب سے امام کی خدمت میں پہنچا۔ اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔ وشيعة من المؤمنين والمسلمين من اهل الكوفة۔ عنوان خط ہی سے پتہ چلتا ہے کہ کھول میل ہے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں۔ ليس علينا امام فاقبل لعل الله ان يجمعنا بك على الحق۔ ہمارا امام نہیں۔ آپ قبول فرمائیں شاید خدا آپ کے ساتھ حق پر ہمیں جمع فرما دے۔ قابل لحاظ یہ امر ہے کہ جب امام منصوص من اللہ موجود ہے پھر کیوں لکھا جا رہا ہے کہ امام نہیں معلوم ہوتا ہے کہ جس امام کی بیعت کر چکے تھے اس کو ترک کر دیا ہے اب نئے امام پر جمع ہونا چاہتے ہیں۔ جس پر يجمعنا بك دلالت کر رہا ہے۔

اسی طرح دوسرے خط کے الفاظ ولا راى لهم في غيرك صاف و صریح طور سے رہنمائی کرتے ہیں کہ مشورہ سے خلافت کے قیام کے معتقد ہیں۔ اس کے بعد خود امام کا جواب بھی یہی دلالت کرتا ہے جو طبری جلد ۶ صفحہ ۱۹۸ پر ہے اور امام نے بھی وہی الفاظ يجمعنا بك۔ قد اجمع راى ملئكم تحریر فرما کر امام حق کی تعریف فرمائی ہے۔

مجھے امید ہے کہ جناب والا میری مختصر تحریر کو بغور ملاحظہ فرما کر شیعوں کو ملزم قرار نہ دیں گے اور کسی قریبی اشاعت میں میری گزارش اور اپنی ہدایت آمیز تحریر کو منظر عام پر لا کر اس غلط فہمی کا دفعیہ فرمائیں گے اور وہ روزنامچہ حقیر کو مدرسہ سمجھ کر ارسال فرمائیں گے۔

احقر سید نسیم حسن ہلال مدرس فارسی درجہ منشی و کامل

**جواب** سید صاحب کا خط میں نے درج کر دیا مگر دوسرے طویل خطوط جو شیعہ فرقہ کے خلاف آئے تھے اس لئے درج نہیں کئے کہ وہ بہت طویل تھے۔

میرا جواب بہت مختصر ہے اور وہ یہ ہے کہ جس مخصوص جماعت کو آج کل شیعہ کہا جاتا ہے کوفہ والے اس قسم کے منظم اور باقاعدہ شیعہ نہ تھے بلکہ ایسے شیعہ تھے جیسے اس زمانہ میں ہر لیڈر کی ہم خیال پارٹی کو لیڈر کا شیعہ کہا جا سکتا تھا۔ اور میرا مقصد بھی یہی تھا کہ کوفی اپنے آپ کو حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ کی پارٹی میں تصور کرتے تھے۔ آپ نے اس خط میں اہل سنت کو اس گروہ میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا جواب آپ کو سُنّی دے سکتے ہیں کیونکہ میں نہ سُنّی ہوں نہ شیعہ ہوں بلکہ مسلم ہوں اور فرقہ بندی سے آزاد ہوں۔ اگر میرے کسی لفظ سے کسی شخص یا اشخاص کی دل آزاری ہوئی ہو تو میں اظہار تاسف کرتا ہوں۔

حسن نظامی

"۵"

# خلق اللہ کا روزنامچہ

**روحہ کو خدا نے بچایا** پرسوں میں صبح نماز کے بعد زنانہ مکان میں گیا تو خواجہ بانو وظیفہ میں تھیں اور روحہ وضو کر کے زنانہ مسجد میں نماز پڑھنے جا رہی تھی میں بخار کے سبب گاؤ تکیہ کے سہارے بیٹھ گیا تاکہ خواجہ بانو فارغ ہوں تو مجھے دوا پلائیں۔

یکایک روحہ مسجد کے دروازہ سے جو میرے سامنے تھا واپس آئی اور نہایت وقار اور اطمینان سے کہا۔ باوا جان مسجد کے دروازہ پر سانپ معلوم ہوتا ہے۔ ہمارا پاؤں اس کے اوپر پڑا اور ہم یہاں چلے آئے۔ وہ ایسا بولا جیسے ہتیلی میں بگھار لگا۔

میں نے جا کر دیکھا۔ افعی سانپ تہا جو نہایت سخت زہریلا ہوتا ہے۔ اور گینڈلی مار کر چلتا ہے اور اُڑتا بھی ہے یعنی اچھل کر دور جا پڑتا ہے۔ میرزا مہراب شاہ مجی نے اسکو مار ڈالا۔ اسکی پھنکار بالکل ہتیلی کے بگھار کی سی ہوتی ہے۔ روحہ کو خدا نے بچا لیا چونکہ کمرہ میں فرش تھا اس لئے روحہ کے پاؤں میں جوتی بھی نہ تھی اور سانپ کے مُنھ پر اس کا پاؤں پڑا تھا۔ سب سے زیادہ خوشی مجھے اس بات سے ہوئی کہ روحہ بچوں اور عورتوں کی طرح گھبرائی نہیں اور جب میرے پاس آئی تو بالکل مطمئن معلوم ہوتی تھی۔ یہ اطمینان اور دل کی یہ مضبوطی فقط ان میں ہوتی ہے جن کو خدا بادشاہ اور حاکم بناتا ہے۔ جس دن لارڈ ہارڈنگ سابق وائسرائے ہند پر دہلی میں بم پھینکا گیا تہا میں چاندنی چوک بازار میں جلوس کی سیر دیکھ رہا تھا اور میرے سامنے سر مالکم ہیلی چیف کمشنر دہلی گھوڑے پر کھڑے تھے۔ میں نے دھماکہ کی آواز سنی اور جلوس چلتے چلتے رُک گیا۔ پیچھے سے ایک سوار بھاگا ہوا آیا اور اس نے سر مالکم ہیلی کے کان میں کچھ کہا (غالباً حادثۂ بم کی خبر دی تھی) مگر ہیلی صاحب بے پروائی سے خاموش کھڑے رہے ذرا نہ گھبرائے اور کوئی شخص نہ سمجھا کہ بم کا حادثہ ہوا ہے۔ گورنر پنجاب وائسرائے کے ہاتھی پر بیٹھ گئے اور زخمی وائسرائے کو موٹر میں چپ چاپ روانہ کر دیا گیا۔ اور جلوس پھر چلنے لگا اور جلوس کے بعد عوام کو معلوم ہوا کہ اتنا بڑا واقعہ ہو گیا تہا۔

اس سے انگریزوں کی قلبی قوت ظاہر ہوتی ہے۔ ایسا ہی سلطان عبدالحمید خاں مرحوم پر بم پھینکا گیا تھا جبکہ وہ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں آئے تھے۔ اُن کے مصاحب بم سے اُڑ گئے۔ مگر سلطان مسکراتے ہوئے بے پروائی کے ساتھ چلے گئے اور کوئی نہ سمجھا کہ بم پھینکا گیا تہا۔ بعد میں معلوم ہوا۔ مگر اسپین کے بادشاہ پر (جو ابھی حال میں معزول ہوا ہے) بم پھینکا گیا تو وہ زینہ پر چڑھ رہا تھا۔ اسکے کوئی زخم نہیں آیا مگر وہ کانپنے لگا۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اور اس کو زینہ پر چڑھنا مشکل ہو گیا۔

مجھ پر جب چار گولیاں چلائی گئیں تو خدا نے میرے دل کو بھی مطمئن رکھا اور میں باوجود اکیلا اور بے ہتھیار ہونے کے قاتل کو پکڑنے اور مارنے دوڑا تہا۔ بس آج میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے میری بچی کی جان بچائی اور اس کے دل کی شاہانہ قوت کا تماشہ بھی دکہا دیا۔

**میدناپور کا قتل** بنگال کے ضلع میدناپور کے کلکٹر کو چند ہندو بنگالیوں نے قتل کر دیا۔ ایک سال میں تین انگریز اس ضلع میں بنگالیوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہیں مگر آفرین ہے انگریزوں کی ہمت کو کہ وہ اس خونی ضلع میں ابتک افسری قبول کرتے رہتے ہیں۔

**فلم البم** کلکتہ کے مشہور فلمی رسالہ فلم اسٹیج نے ایک فلم البم شائع کی ہے جس میں ہندوستان کی مشہور فلم ایکٹرسوں اور فلم ایکٹروں کی عکسی تصویریں ہیں۔ آرٹ پیپر اعلےٰ درجہ کا ہے اور تصویریں بھی صاف اور عمدہ ہیں اور طباعت بھی نفیس ہے۔ کل چالیس تصویریں اس البم میں ہیں اور قیمت صرف عمر ہے۔ جن لوگوں کو ایسی چیزوں کا شوق ہو وہ اس البم کو ضرور منگائیں۔ پتہ:۔ دفتر فلم اسٹیج کلکتہ۔

**فلم اسٹیج** سید مسعود صابری صاحب نظامی ایک رسالہ بھی کلکتہ سے فلم اسٹیج نام کا شائع کرتے ہیں۔ جس میں فلم کے نقائص اور فلم کے محاسن کے سب پہلوؤں پر نہایت آزادی سے بحث کی جاتی ہے اور اس صنعت کے فروغ کا ہر مضمون میں خیال رکھا جاتا ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ دفتر فلم اسٹیج۔ کلکتہ

**اخبار تیج کا اشتہار** دہلی کے روزانہ اخبار "تیج" میں جو آریہ سماجی اخبار ہے۔ کسی مسلمان نے رشتہ کا اشتہار شائع کرایا تھا جو کئی بار شائع ہوا۔ ایک دفعہ (غالباً) کاتب کی غلطی سے مسلم کی جگہ غیر مسلم لفظ شائع ہو گیا جس پر مسلمان اخباروں نے احتجاج کیا کہ ایک غیر مسلم مرد ایک مسلم عورت سے کیوں شادی کرنی چاہتا ہے مجھ کو بھی اشتعال ہوا اور میں نے تیج کے ایڈیٹر صاحب سے ٹیلیفون میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ غلطی کاتب کی تھی اور مسلم کی جگہ غیر مسلم چھپ گیا تہا۔

**اخبار اہلحدیث** نے میری نسبت لکھا ہے کہ میں قادیانی عقاید کے اثر میں آگیا ہوں۔ اس کے جواب میں اگر میں یہ لکھدوں کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کے امام (جنکی تقلید پر سب غیر مقلد فخر کرتے ہیں) سلطان ابن سعود ایک چشتی بزرگ کے مرید ہو گئے ہیں اور انہوں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضہ مرشد حضرت خواجہ اجمیری رضہ کے مزار کو بوسہ بھی دیا (یہ مزار مکہ میں ہے اور ایک مکان کی دیوار کے نیچے دبا رکھا ہے) اور یہ بھی حکم دیدیا کہ حرم کعبہ کے قریب چشتیوں کی خانقاہ بنائی جائے جہاں ایسے وقت گانا ہوا کرے جبکہ کعبہ میں کسی نماز کا وقت نہ ہو۔ اور میں بھی گانے کی مجلس میں شریک ہوا کروں گا۔ اور یہ بھی کوشش کرونگا کہ مجھے حال آئے اور غیر مقلدوں کی خشکی اور بے ذوقی میری تقلید میں دور ہو۔ اور دنیا کا ہر غیر مقلد واعظ قوال کا گانا سننے لگے۔

تو مولانا ثناء اللہ کے دل کو کتنی تکلیف ہو؟۔ میرا قادیانی اثر میں آنا ایسا ہی ہے جیسا مولانا کے نجدی امام کا مجلس سماع میں رقص کرنا۔ اور سب غیر مقلدین کا قوالی سننا۔

**فرقہ بندی غلامی ہے** میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ شیعہ سنی مقلد غیر مقلد، قادیانی غیر قادیانی جتنے فرقے بھی ہیں یہ سب اسلام کی آزاد خیالی کے برعکس ہیں اور فرقہ بندی سے مسلمان کا دماغ اور ذہن ایک قسم کی غلامی میں جکڑ بند ہو جاتا ہے۔

میں غیر مقلد ہوں مگر فرقہ غیر مقلدین سے قطعی الگ ہوں۔ میں شیعہ ہوں مگر فرقہ شیعہ کی کسی پابندی سے مجھے سروکار نہیں ہے۔ میں سنی ہوں مگر سنیوں کی کسی فرقہ پرستی کا شکار ... عامل نہیں ہوں۔ میں دیوبندی ہوں مگر ان کی کسی شدو دوفی ... تنگ نظری کا ساتھی نہیں ہوں۔ حاصل ... یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں اور صوفیوں کے بتائے ہوئے راستہ پر چل کر قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہوں۔ قادیانیوں کے مرزا صاحب اور نجدیوں کے ابن سعود یا عبد الوہاب صاحب۔ اور شیعوں کے ہلکے صاحب اور دیوبندیوں کے فتوی صاحب اور نیچریوں کی عقل صاحبہ کی تقلید سے مجھے کچھ بھی واسطہ نہیں ہے۔

**بے جواب تحریریں** ورنگل کے وکیل جناب سید اولیاء قادری صاحب۔ اور امروہہ کے فاروقی صاحب۔ اور حیدر آباد کے عباسی صاحب کی لمبی لمبی تحریریں مباحثہ اور مناظرہ کے طریق کی مجھے مل گئی ہیں۔

اس دفعہ تو میں ان کو بے جواب رکھتا ہوں کیونکہ اخبار میں جگہ نہیں بچی اور روزنامچہ کے ناظرین کو ان باتوں کا کچھ زیادہ شوق بھی نہیں ہے۔ آیندہ ضرورت ہوگی تو اپنے جواب کے ساتھ ان کو شائع کردوں گا۔

**کتابوں پر ریویو** کئی سو کتابیں اور رسالے ریویو کے لئے جمع ہیں۔ میں نے حسین کو رائے لکھنے کا طریقہ بتا دیا ہے آیندہ ہفتہ سے ریویو شروع ہونگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

**حسین کا پہلا مضمون** حسین نے پہلا مضمون تیار کیا ہے جو جگہ نہ ہونے کی وجہ سے درج نہ ہوسکا۔ آیندہ پرچہ میں وہ بھی شائع ہوگا۔

**تصویریں** چونکہ اخبار روزنامچہ کو میری ذات سے تعلق ہے لہذا تصویریں بھی اس میں ایسی شائع ہونگی جن کا لگاؤ میری ذات یا میری نظامیہ جماعتوں سے ہو۔

جو اصحاب تصویروں کو ناجائز خیال کرتے ہوں وہ مہربانی کرکے روزنامچہ کی خریداری سے دست بردار ہو جائیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ چھپ چھپ کر اس اخبار کو نہیں پڑھینگے کیونکہ میرا روزنامچہ کھلی عدالت ہے۔ یہاں آنکھ مچولی جائز نہیں ہے۔

**سرحدی بم بازی پر میری رائے** ہندوستان کے بعض ممتاز مسلمان سرحدی بم بازی کے خلاف رائے دے رہے ہیں۔ سرحدی مسلمانوں کی حمایت اور اخوت اسلامی کا یہی تقاضہ ہے کہ میں بھی اُن کی تائید کروں جو بمبازی کے خلاف ہیں۔

مگر میں افغانستان کے مسلمانوں اور سرحد کے اُن مسلمانوں کو فراموش نہیں کرسکتا جن کی حفاظت کے لئے یہ بم بازی ہوئی ہے۔ کیا ہندوستان کے مسلمان اس کو پسند کرتے ہیں کہ چند نامعلوم لوگ جو بالائی مہمندیوں کی پناہ میں ہیں افغانستان کے امن عامہ میں انقلاب پیدا کردیں اور ان کی مہمانداری کے زعم میں حلیم زئی وغیرہ قبائل کی خوں ریزی کرتے رہیں۔

بالائی مہمندی مسلمان ہیں اور ان کی ہر تکلیف ہر مسلمان کی تکلیف ہے مگر افغانستان کے باشندے اور حلیم زئی وغیرہ قبائل بھی مسلمان ہیں ان کی خوں ریزی کیونکر جائز ہوسکتی ہے؟۔

اگر انگریزوں کا یہ بیان ٹھیک ہے کہ وہ افغانستان میں انقلاب چاہنے والوں کو پکڑنے اور حلیم زئی وغیرہ قبائل کو بالائی مہمندیوں سے بچانے کے لئے بمباری کر رہے ہیں تو میں اس بمباری کو حق بجانب کہوں گا ورنہ نہیں +

# روح کی خوراک

## آسمان سے بالوں پر نازل ہوتی ہے

یہی وجہ ہے کہ دنیا کے سب پیغمبر اور رشی اور بڑے آدمی سر کے بال لمبے رکھتے تھے۔ کیونکہ بال سورج اور فضائے آسمانی کی مخفی برقیت کو جذب کر کے جسم کی روح کو غذا کھلاتے رہتے ہیں عورتوں کا دل نرم اور نیک اسی لئے ہوتا ہے کہ ان کے بال بڑے ہوتے ہیں اور وہ آسمانی غذا حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور جن عورتوں نے بال کٹوا دیئے ہیں ان کی روحانی قابلیت کمزور ہو گئی ہے۔

**بال بڑھانے کا تیل** طبی کمپنی دہلی نے بال بڑھانے کا ایک تیل ایجاد کیا ہے جس میں حسب ذیل خوبیاں ہیں بہت خوشبودار ہے۔ بالوں میں ملنے کے بعد دیر تک مہک قائم رہتی ہے اور پاس بیٹھنے والوں کو اس خوشبو سے مسرت و فرحت حاصل ہوتی ہے۔

اس تیل کی خوشبو سے نزلہ نہیں ہوتا۔ نئی روشنی والوں کو بھی یہ خوشبو پسند آئی ہے۔

درد سر یا دماغی محنت کی کمزوری کو مالش کرتے ہی دور کر دیتا ہے۔

بال بڑھانے کے لئے تو اسم با مسمیٰ ہے۔ ایک ہفتہ کی مسلسل مالش کے بعد بال بڑھنے لگتے ہیں۔

بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا۔

عورت مرد اور بچے سب ہی تقویت دماغ کے لئے یہ تیل استمال کر سکتے ہیں۔

قیمت ان خوبیوں کے باوجود بہت کم ہے یعنی ایک شیشی بارہ آنے کو دی جاتی ہے۔ اگر قیمت منی آرڈر کر کے بھیجدی جائے تو محصول ڈاک زیادہ خرچ نہیں ہوگا ورنہ وی پی میں سات آنے محصول ڈاک کے خرچ ہو جائیں گے

## طبی کمپنی دہلی سے منگائیے

# افغانستان کا سفرنامہ تیار ہے

## ناظرین روزنامچہ سے رعایت

چونکہ سفرنامۂ افغانستان میں پچاس کے قریب عکسی تصاویر ہیں اور ضخامت بھی بڑھ گئی ہے اس لئے ڈھائی روپیہ قیمت میں نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ پانچ روپے قیمت مقرر کی گئی ہے۔
البتہ جن اصحاب کی قیمت پیشگی آگئی ہے یا وہ روزنامچہ کے خریدار ہیں ان کو ڈھائی روپے میں دیا جائیگا۔

**ضروری اطلاع** جو لوگ اکتوبر کے بعد یہ سفرنامہ طلب کریں گے ان کو طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا کیونکہ فرمائشیں بہت زیادہ آرہی ہیں۔ اور غالباً اکتوبر کے آخر تک یہ اڈیشن ختم ہوجائے گا۔

**کارکن حلقۂ مشائخ دہلی**

---

### حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کی

## بنائی ہوئی نئی کونین کا تجربہ

کلکتہ سے جناب احمد حسین صاحب بیٹری مرچنٹ ۳۲ فری اسکول اسٹریٹ نے حسب ذیل اطلاع نئی کونین کا تجربہ کرکے دی ہے۔
"جناب منیجر صاحب۔ تسلیم۔ مزاج شریف۔ نئی کونین کا نمونہ پہنچا۔ از حد ممنون و مشکور ہوں۔ اس کی ٹکیاں نرم ہیں اس لئے ٹوٹ گئیں۔ میری رائے یہ ہے کہ پرانی کونین کی طرح اس کی ٹکیاں بھی سخت بنائی جاویں۔ اس کے تجربے حسب ذیل ہیں۔
(۱) ایک شخص کو کئی دن سے متواتر تیز بخار تھا۔ اسکو تین تین ٹکیاں دو مرتبہ کھلائی گئیں۔ اس روز سے پھر بخار نہیں آیا۔ اب بالکل تندرست ہے اور اس کی بھوک بڑھ گئی ہے۔
(۲) ایک شخص کو اندرونی حرارت رہا کرتی تھی۔ اسکو تین ٹکیاں کھلائی گئیں۔ خوب پسینہ آیا اور حرارت رفع ہوگئی۔
(۳) دو اشخاص کو قبض کی شکایت تھی۔ سوتے وقت تین تین ٹکیاں کھلائی گئیں۔ صبح اجابت کھلکر ہوئی اور طبیعت ہلکی ہوگئی۔
(۴) ایک شخص کو درد شکم میں تین ٹکیاں کھلائی گئیں۔ درد فوراً دفع ہوگیا۔"

---

برسات کی کثرت کے سبب ٹکیاں کمزور ہوگئی تھیں اب مضبوط بنائی گئی ہیں۔ اور جن اصحاب کو اچھا یا برا تجربہ ہوا ہو۔ جلدی مطلع فرمائیں۔ مہربانی ہوگی۔

**منیجر طبی کمپنی دہلی**

# طبی کمپنی کے نائب منیجر کو ہیضہ

۴ ستمبر ۱۹۳۳ء کو طبی کمپنی دہلی کے نائب منیجر کو شدید قسم کا کالرا (ہیضہ) ہوگیا تھا۔ کیونکہ رات کو انہوں نے دنبہ کے گوشت کا پلاؤ کھایا تھا جو آج کل کے موسم میں بہت مضر ہے۔

ایک گھنٹہ کے اندر ان کی حالت دگرگوں ہوگئی اور زندگی کا خطرہ پیدا ہوگیا۔ طبی کمپنی کے اسٹاف نے انکو طبی کمپنی کی بنائی ہوئی دوا

# شفائی کے پانچ قطرے

پانی میں ڈالکر دیئے جس سے اسہال اور قے میں تو کمی ہوگئی مگر مریض کی بے چینی اور پیاس اور تشنج میں فرق نہ آیا تب شفائی کے ۱۴ قطرے پانی میں ملائے بغیر چمچہ سے حلق میں ڈالے گئے جس کا اثر پندرہ منٹ میں ظاہر ہوگیا۔ اور مذکورہ تکلیف کم ہونے لگی پھر ایک ایک گھنٹہ کے بعد ۳ بار چودہ چودہ قطرے دیئے گئے۔ اور خدا کے فضل سے مریض شام تک اچھے ہوگئے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ ہیضہ سخت قسم کا نہ تھا۔ بلکہ ہضم کی خرابی تھی۔ اگر سخت قسم کا ہیضہ ہوتا تب اتنی جلدی آرام نہ ہوتا اور کم ازکم دو روز استعمال کرنی پڑتی۔

آج کل کے موسم میں باسی کھانا۔ اور چاول اور چکنی دیرہضم غذائیں اور گلی سڑی ترکاریاں استعمال کرنی بہت سخت خطرناک ہیں خصوصاً باسی دودھ اور باسی چاول تو فوراً ہیضہ پیدا کر دیتے ہیں۔

## گذشتہ سال حیدرآباد میں
## حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کو

بھی اسی قسم کی تکلیف ہوگئی تھی۔ اور ان کو بھی طبی کمپنی کی مشہور دوا شفائی سے آرام ہوا تھا۔

آج کل کے موسم میں شفائی کی ایک شیشی ہر گھر میں رہنی چاہیئے۔ یہ ہیضہ کے لئے۔ موسمی بخار کے لئے ہیجش کیلئے اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے کے لئے اکسیر ہے۔ بارہ آنہ کی ایک شیشی کم ازکم چالیس بیماروں کیلئے کافی ہوتی ہے

## طبی کمپنی دہلی سے منگایئے

اگر کسی اہل ذوق سے کہا جائے کہ ایک طرف تاج خان کی قوالی ہے اور دوسری طرف عمدہ عمدہ کھانے اور عیش کے سامان ہیں تم ان دونوں میں کس کو اپنے لئے پسند کرتے ہو تو یقین ہے کہ وہ تاج خان کی قوالی کو ترجیح دیگا۔ کیونکہ تاج خان کی قوالی میں روح کے لئے ٹھنڈک، دل کے لئے اطمینان اور طبیعت کے لئے بشاشت اور سکون ہے، اور دنیا میں انسان کو سب سے زیادہ انہی چیزوں کی جستجو رہتی ہے۔ تاج خان صوفی مشرب خادم فقرا اور خود بھی فقیر صورت ہے ہر مہینہ کی ساتویں تاریخ کو تاج خان اپنے مقام پر ایک مجلس منعقد کرتا ہے۔ جس میں فقرا اور مشائخ اور مشتاقان سماع کثرت سے شریک ہوتے ہیں اور شہر کے دوسرے قوال بھی آتے ہیں اور سب کا ایک مجلس میں مقابلہ ہوتا ہے۔ میرے خیال میں تو تاج خان کا نمبر ہمیشہ بڑھا ہی رہتا ہے اگرچہ شہر میں باکمال اور نامی گرامی قوالوں کی کمی نہیں ہے۔

(یہ نواب صاحب کی خوبی ہے کہ جس کی تعریف کرتے ہیں اُس کو بے مثل بنا دیتے ہیں۔ حسن نظامی)

**جانی اور غلام رسول** } یہ دونوں تاج خان کے لڑکے ہیں اور اپنے باپ کے تربیت یافتہ اور آبائی کمال سے مالامال ہیں۔ دونوں نیکبخت۔ نیک سیرت اور روحانیات اور تصوف سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ دونوں اکثر ایک ساتھ مل کر گاتے ہیں۔ آواز۔ طرز لہجہ سب یکساں ہے۔ جس مجلس میں جاتے ہیں رنگ جما دیتے ہیں اور خلقت بھی ان کی قوالی سے کافی دلچسپی لیتی ہے۔

(نواب صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ ان کی صورتیں کیسی تھیں حسن نظامی)

**باقر طنبورچی** } طنبورہ بجانے میں اپنے وقت کا اُستاد ہے۔ جب طنبورہ کے تاروں پر باقر کی اُنگلیاں چلتی ہیں، اور اس میں سے میٹھے میٹھے سُر پیدا ہوتے ہیں تو تمام سننے والوں کا دل قابو سے باہر ہو جاتا ہے اور طنبورہ کا نغمہ صبح کی ٹھنڈی ہوا کی طرح روح میں خاص قسم کا سرور اور جوش پیدا کر دیتا ہے یہ خود بھی بجاتے وقت مست ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی مست کر دیتا ہے۔ اُس خوبصورت آنکھوں والے گل اندام ساقی کی طرح جو محفل کو اپنے رقص سے تڑپا رہا ہو اور خود بھی پی رہا ہو اور دوسروں کو بھی پلا رہا ہو اور ایک عالم بیخودی ہر سمت چھایا ہوا ہو یہ باقر کی محفل کا حال ہوتا ہے۔ بادشاہ وقت باقر کی بہت قدر کرتے ہیں۔ اور عوام اور رؤسا کا کیا پوچھنا وہ تو باقر کے عاشق ہیں۔

**حسن خان ربابی** } رباب جیسے مشکل باجے پر حسن خان کو پورا قابو حاصل ہے اور اُس نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ رباب بجانے میں گزارا ہے۔ اگرچہ اُس کی عمر کا آخری دور ہے اور اُس کا سارا بدن تار رباب کی طرح کانپتا رہتا ہے اور وہ بھی مفلوک الحال اور معیشت کی وجہ سے اکثر پریشان رہتا ہے۔ لیکن پھر بھی اُس میں زندہ دلی کے آثار باقی ہیں اور خدا کا ہر حال میں شکر گزار ہے۔ رباب بجانے میں حسن خان مسلم الثبوت ہے اور کوئی شخص ان اطراف میں اس کے کمال مہارت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دہلی کے مشاہیر میں ہے۔

**غلام محمد سارنگی نواز** } سارنگی بجانے میں غلام محمد کی شہرت دور دور تک ہے۔ اور درد و غم کے راگ کو جس عمدہ طریقہ سے سارنگی پر غلام محمد نکالتا ہے ہندوستان میں کوئی بھی نہیں نکال سکتا نہایت پختہ مشق ہے اس کے ناخن بڑی آہستگی اور بے تکلفی کے ساتھ سارنگی پر چلتے ہیں جس مجلس میں جاتا ہے جادو کر دیتا ہے۔ اہل دہلی کا خیال ہے کہ اس فن میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ تمام لوگوں میں اس کی عزت ہے۔ فقیر دوست اور فقیر مشرب ہے۔ مشائخ سے تعلقات رکھنے میں بہت خوش ہوتا ہے۔

**رحیم اور تان سین** } یہ دونوں بھائی تان سین کی اولاد میں ہیں ان کی استعداد اور ان کا فن موسیقی میں کمال خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ تان سین کی نسل ہیں۔ تمام گویوں کے مخدوم زادہ ہیں اور سب اہل فن اور ارباب کمال ان کی بے حد عزت کرتے ہیں۔ گانے میں کمال حاصل ہے۔ ان کے نغمات جادو اثر مشہور ہیں۔ ان کے گلوں سے جب آواز نکلتی ہے تو اُس کا اثر براہ راست دل پر پڑتا ہے دل کی دنیا میں ان کی آواز کے ساتھ مد و جزر ہوتا اور جوش و غم کے حالات طاری ہوتے ہیں۔ باجہ اور سُر اور تال کے اندر ان کی آواز بالکل ملی ہوئی نکلتی ہے۔ گلے اور باجے کا اتحاد یک جان و دو قالب کی شکل اختیار کر لیتا ہے یہ دونوں کبت کے راگ میں عجوبۂ روزگار اور دھرپد کے میدان کے سپہ سالار ہیں۔ ان دونوں کی آواز میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ وہ دریا کی لہروں اور موجوں کی طرح برابر بڑھتی اور گھٹتی رہتی ہے۔

خوش نصیبی سے ایک دن مجھکو موسم برسات میں ایک محفل کی شرکت کا موقع ملا جس میں یہ دونوں بھائی اور یگانۂ روزگار ڈھولک نواز حسین اور حسن خان ربابی اور گھاسی رام پکھاوج کا بے مثل اُستاد اور دوسرے کاملین فن اور ماہرین موسیقی جمع تھے۔ برسات کا موسم تھا۔ چاروں طرف ابر چھایا ہوا تھا اور فضا پر مستی کا ایک سکوت مسلط تھا۔ اُس وقت ایک خوبصورت مکان میں مجلس شروع ہوئی اور ہر باکمال نے اپنا اپنا کمال پیش کیا۔ ایسی عمدہ صحبت۔ ایسے پیارے نغمے اور ایسا روح پرور منظر مجھکو دھوکا ہوتا تھا کہ میں کہاں ہوں۔ اور باوجودیکہ اُس وقت بجلیاں بھی چمکیں اور بادل بھی کڑکے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ کسی کے کانوں اور آنکھوں کو اُس کی خبر تک نہ ہوئی۔ اس مجلس میں دنیا کے موسیقی کے آفتاب و ماہتاب رحیم حسین اور تان سین کے پر اعجاز نغموں کی خوب چمک ہوئی۔ زمانہ گزر گیا لیکن اُس رات کا مزا دل اور کانوں میں ابتک موجود ہے۔

**قاسم علی** } نعمت خان بین نواز کا شاگرد ہے۔ اور اس نعمت کا اکتساب نعمت خان سے کیا ہے۔ نعمت خان نے ان کو ہونہار پا کر دلسوزی اور محنت سے فن کی باریکیاں اور اصول سمجھائے ہیں۔ اس کے چہرے سے ہی کمال فن اور سعادت اور ترقی غیر محدود کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ دہلی کے ماہرین موسیقی میں شمار کیا جاتا ہے۔ ہر مجلس میں اپنے تمام معاصرین سے ممتاز سمجھا جاتا ہے اور امرا میں بھی حد سے زیادہ عزت ہے۔ ابھی جوانی کا آغاز ہے۔ مگر کمال فن کا یہ عالم ہے کہ بڑھتے بڑھتے با کمالوں سے بڑھ گیا ہے۔ اسکی صورت بھی کمال کی طرح رسیلی اور چمکیلی ہے جس مجلس میں جاتا ہے اپنی صورت اور اپنے کمال کے سبب ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔ اس کی صورت کو دیکھکر اور

گانے کو سُن کر مجلس تڑپ جاتی ہے اور لوگ بے قرار ہو جاتے ہیں۔ میں نے ایک بار اس منظر کو دیکھا ہے جس کی وجہ سے اب بھی دل بار بار قاسم علی کا گانا سُننے کے لئے بے چین ہوتا ہے لیکن افسوس کہ بے انتہا مشکلات حائل ہیں۔
(معلوم نہیں کیا مشکلات حائل تھیں۔ شاید جہاں پناہ کا مقبول گویا ہونے کے سبب۔ حسن نظامی)

**معین الدین قوال** } قوالی میں یکتا ہے اور اپنے وقت کا مانا ہوا اُستاد ہے۔ اس کے نغمے گلشن کشمیر کی طرح رنگین اور حیات بخش ہیں جو دلکشی اس کی آواز میں ہے اور جو جاذبیت اس کے گلے میں ہے وہ آجکل کے کسی قوال میں نہیں پائی جاتی۔ جس وقت گاتا ہے ہوا ساکن ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سچی محبت کا لطیف قصہ لطیف زبان میں سُنا رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ دنیا کے پردہ پر اس سے بڑھکر صاف گلو موجود نہیں ہے۔

**برہانی قوال** } یہ بھی بہت با کمال قوال ہے۔ اور موسیقی کا اچھا ماہر ہے۔ اس کی قوالی سننے کے قابل ہے اور اسکے نغمے دوستوں کی ضیافت کے موقع پر سُنائے جانے کے مستحق ہیں۔ مشق پُرانی ہے اور عمر بھی آخری حد تک پہنچ گئی ہے۔ مولانا شاہ کمال سے جو ارباب حال کے سرتاج مانے جاتے ہیں اس کے گہرے تعلقات ہیں۔
شاہ کمال کے ہاں ہر سہ شنبہ کو محفل سماع منعقد ہوتی ہے۔ جہاں صوفیا اور مشایخ آتے ہیں۔ میں بھی ایک دفعہ شریک ہوا تھا۔ اور ایک دوسرے قوال جہل بہل ڈھاڑی کا بھی گانا سُنا تھا۔ صوفیا حال و قال میں جھوم رہے تھے اور حاضرین پر سکوت طاری تھا۔

**برہانی امیر خان** } متوسط درجہ کے قوالوں میں اچھا اور مشہور ہے اس میں لوگوں کو انتظار میں رکھنے کی عادت بہت بُری ہے۔

**رحیم خان جہانی** } سرکار امیر خان کے ہاں رہتا ہے۔ خیال گانے میں مشہور ہے۔ بڑے مزے سے گاتا ہے۔

**شجاعت خان** } بادشاہ تک رسائی ہے۔ اگرچہ کبت گانے اور کبت کے ماہر ہونے کا دعوے کرتا ہے لیکن لیکن اس کے گانے میں کچھ اثر نہیں ہے۔ مغرور ہے۔ بڑے اہتمام سے پگڑی باندھتا ہے۔ لباس بھی عمدہ پہنتا ہے۔ سر پیچ کا بہت خیال رکھتا ہے اور ہمیشہ آنکھوں میں سُرمہ تھوپے رہتا ہے۔ مجکو شجاعت خان کی بے کمالی پر یہ کمال آرائی پسند نہیں ہے۔

**ابراہیم خان** } ایک مرتبہ میں نے بھی اُس کا گانا سُنا ہے۔ بُرا نہیں گاتا۔ لیکن میں باوجود موقع ہونے کے دوسری بار نہیں گیا کیونکہ کوئی شوق اس کے گانے کے لئے میرے دل میں نہ تھا۔

**سواد خان** } لکوآ اور سوادہ کے نام سے مشہور ہیں۔ کسی وقت دہلی کے مشاہیر میں شمار ہوتے تھے۔ اب پُرانی دہلی میں رہتے ہیں۔ پُرانے لوگ ان کی قدر کرتے تھے۔ لیکن چونکہ با کمال ہیں اور اچھا گاتے ہیں اس لئے اِس دور کے نوجوانوں نے بھی ان کی قدر پہچانی ہے اور

بہت عزت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

**بولے خان** } بادشاہی ملازموں میں ہے۔ اور شاہی مجلس میں بہت معتبر اور با عزت ہے۔ لیکن اس کے گانے کا طرز قدیم لوگوں کی طرح ہے۔

**گھاسی رام پکھاوجی** } پکھاوج بجانے میں اُستاد وقت مانا جاتا ہے۔ بہت عمدگی کے ساتھ بجاتا ہے۔ پکھاوج پر اس کے ہاتھ کی حرکتیں بڑی نزاکت سے پڑتی ہیں۔ اس کی اُنگلیوں کی حرکت بجائے خود ایک موسیقی ہے۔ اور یہی اس کے کمال فن کی دلیل ہے۔

**حسین خان ڈھولک نواز** } ڈھولک بجانے میں تمام دُنیا میں بے مثل ہے۔ عجوبۂ روزگار اور نادر وقت ہے۔ حیرت انگیز طور پر اس نے ڈھولک بجانے میں کمال پیدا کیا ہے۔ تمام اہل ہند کی بالاتفاق یہ رائے ہے کہ ڈھولک بجانے میں اس سے زیادہ کمال ممکن نہیں۔ اور یہ کہ آج تک دہلی کی سرزمین پر ایسا ڈھولک بجانے والا پیدا نہیں ہوا۔ اس کی مہارت کا یہ عالم ہے کہ اگر کسی مجلس میں یہ چھ مہینے تک بیٹھے تو ہر رات نئی نئی طرز سے مسلسل ڈھولک بجاتا رہے گا۔ اور کوئی یہ نہیں ثابت کر سکے گا کہ یہ دُہرا کر کس طرز کو بجا رہا ہے۔ ڈھولک بجانے میں اس کا ہاتھ طلسمی ہاتھ ہے۔ تمام ہندوستان میں اس کی شہرت آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن ہے۔ مجلس میں ڈھولک پر اس کی اُنگلیاں اس خوبصورتی اور تیزی سے چمکتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے اندھیری رات میں جواہرات یا ستارے جگمگا رہے ہیں۔
جب یہ گت بجاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان رقص کر رہے ہیں۔

**تھنا** } حسین خان کے شاگردوں میں ممتاز ہے اور گویا اس کا خلیفہ ہے۔ دہلی میں سب سے بہتر ڈھولک بجانے والوں میں ہے۔ اُستاد کے بعد اس کا درجہ ہے۔ اس میں ترقی کرنے کی پوری استعداد ہے ہونہار ہے اور حسین خان کی خاص تربیت کے ماتحت پرورش پائی ہے۔

**شہباز دھمدھمی نواز** } اس کا باپ سرکار عظیم شاہ کے ہاں ملازم تھا۔ اور دھمدھمی بجانے میں اُستاد تھا۔ شہباز بھی اپنے باپ کے کمال فن پر پورا حاوی ہے۔ دہلی میں دھمدھمی بجانے میں بے نظیر ہے جس قسم کے راگ اور جو راگنیاں یہ دھمدھمی سے نکال سکتا ہے وہ ڈھولک اور پکھاوج سے نکلنی مشکل ہیں۔ وقت اور موسم کے اعتبار سے دھمدھمی بجاتا ہے اور جب دھمدھمی پر گاتا ہے تو بالکل اُس میں گھس جاتا ہے سننے والے بڑی مشکل سے دھمدھمی اور اس کی آواز میں تمیز کر سکتے ہیں۔
جب میں نے شہباز کے اس کمال کے متعلق سُنا تو مجھے یقین نہ آیا۔ اب میں کہتا ہوں کہ واقعی شہباز اپنے اس کمال میں یکتا ہے۔

**شاہ درویش سبوچہ نواز** } مادرزاد اندھا ہے۔ مٹکا بجانے میں مجتہد وقت ہے۔ اس کی سبوچہ نوازی کے سامنے بڑے بڑے ڈھولک اور پکھاوج بجانے والے شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے کمال کے سامنے سر ٹیک دیتے ہیں۔ بچپن ہی سے اس نے سبوچہ بجانے کی مشق کی ہے، اور اب جو

یہ خود راگ ایجاد کرتا، اور نئے نئے سُر نکالتا ہے۔ اندھے کو خدا نے عجب ذہن دیا ہے۔ نواب زادے اور مشہور امرا اس کی خدمت میں سواریاں بھیجتے ہیں۔ اور بڑے اہتمام سے اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی ہم نشینی پر فخر کرتے ہیں۔

شاہ درویش نے ایک خاص ساز ایجاد کیا ہے جس میں ڈھولک، پکھاوج، اور طنبورہ کی ملی ہوئی آوازیں ایک ساتھ نکلتی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی مجلس میں ڈھولک، پکھاوج اور طنبورہ الگ الگ باکمال لوگ بجا رہے ہیں۔

خدا نے اس کو اگرچہ آنکھیں نہیں دیں لیکن بصیرت غیر معمولی دی ہے۔

**نابینائے شکم نواز** } یہ دوسرا باکمال نابینا ہے جس نے بیکاری کے مشغلہ کے طور پر پیٹ بجانے میں کمال پیدا کیا ہے۔ ڈھولک اور پکھاوج کے پورے قانون کے مطابق اور موسیقی کی تمام باریکیوں کو لئے ہوئے یہ اپنا پیٹ بجاتا ہے۔ گویا اس نے پیٹ کا ایک نیا باجہ ایجاد کیا ہے۔ طوائفیں اس کے پیٹ کے ساز پر ناچتی ہیں۔ ناچ کی تال اور ناچ کی پوری نزاکت اس کی شکم نوازی میں قائم ہے۔

طوائفوں کا بیان ہے کہ وہ ناچ کے ساز کو پورے قاعدہ سے بجاتا ہے۔ اور چھوٹی سے چھوٹی غلطی بھی نہیں کرتا۔ اور نہ اس کے پیٹ کی آواز میں کوئی کراہیت ہے۔ عجیب باکمال نابینا ہے۔ اس کا پیٹ کثرت ضرب سے بالکل سیاہ ہو گیا ہے۔

**تقی** } ہندوستان میں بھگت بجانے والوں کی جماعت کا سردار ہے اور بادشاہ کا منظور نظر ہے۔ بڑے بڑے امرا، اس کی عزت کرتے اور نہایت توقیر سے اس کو دعوت دیتے ہیں۔ دہلی کا ہر بڑا چھوٹا اس کی ہم نشینی کی تمنا کرتا ہے۔

اس کے پاس بھگت بجانے کا ہر قسم کا سامان موجود ہے۔ اور یہ مختلف قوموں اور فرقوں کے بھگت بجا سکتا ہے۔ اور اس کے لوازمات بھی رکھتا ہے۔ بڑا رنگین مزاج اور شوقین طبع ہے۔ اپنے مکان کو رنگا رنگ کے سامانوں سے سجائے رکھتا ہے۔ امیروں سے خاص دلچسپی رکھتا ہے۔ جو اس کے مکان کو ہر وقت پرستان بنائے رہتے ہیں۔ اس کا گھر ایک اکھاڑے کی مانند ہے جس میں امرد۔ ملیحانِ نوخیز اور حسینانِ مہوش ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اور نظارہ بازی کا سامان اکٹھا رہتا ہے۔ کوشش کرتا ہے کہ کوئی بھی سبزہ آغاز اس کے دام سے نہ نکلنے پائے۔ اور بتانِ ماہرو خود اس پر عاشق ہو جائیں۔ حسینوں کی دلجوئی کے لئے تمام چیزیں اس کے ہاں موجود ہیں۔ چونکہ نفاست پسند ہے اس لئے اس کا گھر قسم قسم کے فانوسوں اور طرح طرح کے آئینوں سے سجا ہوا ہے۔

اس کا وقت یا تو بھگت بجانے میں صرف ہوتا ہے یا نازنینوں، سیاہ چشموں اور منتخب روزگار حسینوں اور امردوں کے ساتھ خوش گپیاں کرنے اور اٹھکیلیاں کرنے میں۔

یا امرد لو / رعام شوقوں / میرا کام نہیں ہے

اور سچ تو یہ ہے کہ اس کے کمالِ فن کی وجہ سے حسین اس کو خود ہی گھیرے رہتے ہیں۔ دہلی کا ہر نوجوان اس کی اس پرستانی زندگی پر رشک کرتا ہے۔

اور اس لئے امرا بھی اس سے تعلقات قائم کرنے میں خوش ہوتے ہیں۔ مگر کہتے ہیں کہ یہ مخنث ہے۔

**شاہ دانیال** } سرخی مشہور ہے۔ یہ شخص کئی چیزوں میں کمال رکھتا ہے۔ بلبل ہزار داستاں کی طرح داستان گو، بذلہ سنج نقال، لطیفہ گو اور مشہور موسیقی دان، کبت اور خیال جو موسیقی کی رائج الوقت اور پسند عام چیزیں ہیں یہ اُن میں مہارت رکھتا ہے۔ سب موسیقی داں لوگ اس کی عزت کرتے ہیں۔ اور چونکہ فقیرانہ مشرب رکھتا اور بزرگوں کی اولاد میں ہے اس لئے بھی لوگوں میں اس کی عزت ہے۔ بہت پختہ مشق ہے۔ اور جب گاتا ہے تو بڑی رنگینی کے ساتھ۔ آواز میں جادو ہے۔ اگلے لوگوں کا بھی طرز اس کو آتا ہے۔

ہر مجلس میں میر مجلس بن کر بیٹھتا ہے۔ اس کی منفعت کا ذریعہ موسیقی ہی ہے۔ شہر کی تمام محفلوں اور سب مجمعوں میں جاتا ہے۔ شہر کے امیروں سے اس کی بڑی دوستی ہے۔ خوش طبع اور خوش مزاج آدمی ہے۔ روپیہ کمانے کے طریقوں سے واقف ہے۔ اور اسی لئے اس کے تعلقات غیر محدود ہیں۔ بڑا پیٹو اور بڑا کھاؤ ہے۔ نفیس کھانوں پر مکھی بن کر گرتا ہے اور جہاں تک چاہے کھا جائے مگر سیر نہیں ہوتا۔ کھانا بھی اس کے کمالوں میں داخل ہے۔ حقہ کا عادی ہے۔ ہر وقت حقہ ساتھ رکھتا ہے۔ بلا حقہ کے اس کی زندگی ناممکن ہے۔ اس کی نیند بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ عجیب خوفناک اور ڈراؤنی شکل سے سوتا ہے۔ شیر کی طرح سوتے میں غراتا رہتا ہے۔ اور جب صبح اُٹھ کر وضو کرتے وقت کھنکارتا اور چھینکیں لیتا ہے تو یہ بھی ایک وحشت ناک منظر ہوتا ہے۔ گھنٹوں ہیبت ناک آواز سے کھنکارتا رہتا ہے۔

گو کہ اس میں چند مکروہ باتیں بھی ہیں۔ لیکن آدمی رنگین مزاج اور آدابِ مجلس سے واقف ہے۔ جو اس کا دوست ہے وہ کبھی جدائی پسند نہیں کرتا۔ دلچسپ آدمی ہے۔ اور اس قابل ہے کہ اس سے دوستی کی جائے۔

(نواب صاحب ہر شخص کی ایک تصویر اُتار کر رکھ دیتے ہیں۔ شاہ دانیال کا حال تو ایک عالم تصویر ہے۔ حسن نظامی)

**خواصی اور انوکھا** } دہلی کے مشہور نقالوں میں ہیں اور دونوں شاہی دربار سے منسلک ہیں۔ ان کی انشا عمدہ۔ مضامین سے پُر ہوتی ہے۔ اور یہ خود نقلیں ایجاد کرتے ہیں۔ خیال اور رقص میں ماہر ہیں۔ جب کسی محفل میں کوئی طوائف ہوتی ہے تو ان کا نشۂ رنگینی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ جوش نظارہ میں آ کر عمدہ نقلیں کرتے اور عالی دماغی سے تقریریں کرتے ہیں۔

**سبزہ اور مزہ** } یہ دونوں نوخیز لڑکے بھی نقال ہیں اور ان کو ناچنے میں بھی کمال حاصل ہے۔ چونکہ یہ دونوں خوبصورت ہیں۔ کالی کالی اور بڑی آنکھیں اور لمبی لمبی زلفیں اور تناسب اعضا اور نوعمری کے سبب معشوق صفت بھی ہیں اس لئے ان کے ناچ میں شوخی، اور ان کی محفلوں میں خوش بیانی کے علاوہ معشوقیت بھی ہوتی ہے بڑی نزاکت اور طرفہ اداؤں سے ناچتے اور نقلیں کرتے ہیں۔ اور محفل پر کچھ تو

حسن فسوں ساز سے اور کچھ کمال فن سے رنگ جماتے ہیں [illegible]

ہر طرف کہ نگہ می کنم تماشا ایست
خدا کند کہ فلک فرصتے دہد ما را

**یاری نقال** اس شخص کی تعریف اور حقیقت حال بیان کرنے کی قلم میں طاقت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ حیرت انگیز نقال ہے۔ دہلی میں اس کے نام کا طوطی بول رہا ہے۔

یاری بلا کا حسین ہے اور اس کی عمر کا یہ زمانہ جو سبزہ آغازی کا ہے اور جس میں وہ جان محبوبی ہے سوا اہل دہلی کے دلوں میں محبت کی آگ بھر رہا ہے۔ وہ ایک متحرک گلستان ہے جہاں تفریح کرنے کے لئے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں ؎

حسن سبز آفت جاں بود نمی دانستم
دام در سبزہ نہاں بود نمی دانستم

اس کا رنگ سیب کی مانند سرخ و سفید۔ اس کی چال نسیم سحری کی طرح آہستہ و خوش۔ وہ ایک بلائے بے درماں اور آفت مجسم ہے۔ شکوہ حسن کا یہ عالم ہے کہ بڑی مشکل سے اس کے رخ زیبا پر نگاہیں جمتی ہیں۔ ہزاروں اس کے طالب اور ہزاروں اسکے فدائی ہیں۔ اور جو شخص اس کے سبزۂ بہار سے لطف اٹھانے میں کامیاب ہو گیا وہ دہلی کا خوش قسمت ترین انسان ہے ؎

خوبی حسن و خوبی آواز | ببرد ہر یکے بہ تنہا دل
چوں شود ہر دو در صنم یکجا | کار صاحبدلاں شود مشکل

یاری نقال کی طرح دو تین نہال اور بھی آہستہ آہستہ رزم و بزم کے میدان میں آرہے ہیں۔ دیکھئے وہ سبزۂ آغازی پر کیا ستم ڈھاتے ہیں۔ مگر اس فلک کج رفتار کی نگاہوں کو کیا کیا جائے۔ خدا محفوظ رکھے۔

(خدا نے محفوظ نہیں رکھا اور سب خاک میں مل گئے اور ان کا نام و نشان بھی مٹ گیا۔ حسن نظامی)

**معشوقۂ ابوالحسن** بڑی رنگین ادا اور باتمکین عورت ہے۔ اس کی زبان بڑی سلیس اور بڑی فصیح ہے جب ہنستی ہے تو پھول جھڑتے ہیں۔ اور منہ سے جو لفظ بھی نکلتا ہے دل میں اتر جاتا ہے۔ وقار اور متانت سے رہتی ہے۔ لوگ اس سے باتیں کرنے اور اس کی باتیں سننے کے مشتاق رہتے ہیں۔ رقص میں کمال پیدا کیا ہے۔ ایسی خوبی اور دلربائی اور رعنائی سے ناچتی ہے کہ اہل مجلس بے قابو ہو جاتے ہیں میاں محمد شاہ کے مکان پر مجھ کو بھی ایک بار ناچ دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا تمام محفل پر عجیب مستی طاری تھی جو لوگ اس مجلس میں تھے ان سے ملنے کا اتفاق ہوا تو سب ایک بار دیکھا ہے اور بار بار دیکھنے کی تمنا میں بے چین تھے۔ اور جو نہ تھے وہ اپنی محرومی پر افسوس کرتے تھے۔

معشوقۂ ابوالحسن کو رقص کے علاوہ کبت اور خیال کے گانے میں بھی مہارت ہے۔ اگر وہ تمام عمر کبت اور خیال کو دہرایا کرے جب بھی سیری ناممکن ہے۔ جہاں یہ ہوتی ہے ہر طرف ایک برقی لہر دوڑتی ہوئی نظر آتی ہے۔

(نواب صاحب نے اس کے نام کی تشریح نہیں کی کہ اس کو معشوقۂ ابوالحسن کیوں کہتے تھے۔ حسن نظامی)

**جٹا قوال** یہ شخص شہرت قوال ہے گلہ قوال تاود انقلاب ارباب وجد و حال کی محفلوں میں اس کا اثر سب سے زیادہ ہے اور صوفیا کی بزم میں تو اس کی بہت آؤ بھگت کی جاتی ہے۔

یہ وحدت الوجود کے متعلق قرآن شریف کی آیتوں کو بڑی خوش الحانی اور حیرت انگیز طرز سے پڑھتا ہے۔ اور صوفیا اس کی قرأت اور مدلل قوالی پر مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہیں۔ اس کو مشائخ سلف کے اقوال اس کثرت سے یاد ہیں کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب علم سلوک و تصوف کی ہو جائے۔ صوفیا اور اہل دل شاعروں کے منتخب اور خاص خاص اشعار اسے یاد ہیں کہ اگر ان کو بھی اکٹھا کیا جائے تو شعرائے قدیم کی صوفیانہ شاعری کے کئی دیوان مرتب ہو جائیں۔

اس کے نغموں میں وجد و حال اور فقیری کے پرسوز مضامین ہوتے ہیں یہ ساز اور موسیقی کا بڑا ماہر ہے اور دہلی کے تمام مشائخ میں محبوب ہے۔ شاہ باسط جو صمصام الدولہ کے بھائی اور فقیر منش ہیں ان کی خانقاہ میں یکشنبہ کے دن ایک مجلس منعقد ہوتی ہے اور وہاں فقرا اور امرا اور تماشبینوں کا بڑا ہجوم ہو جاتا ہے اور دن بھر محفل سماع جاری رہتی ہے اور یہاں عام دستور کے مطابق حسینوں کا بھی بڑا جمگھٹ ہوتا ہے۔ اس دن جٹا قوال اپنے روح پرور اور معرفت آمیز نغمات سے محفل پر جو سماں طاری کرتا ہے وہ کیفیت قلم و زبان سے ادا نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ وہ ایک خالص وجدانی چیز ہے

ع قلم ایں جا رسید و سر بشکست

جٹا شاہ باسط کا ملازم ہے۔ اور ان کو فن قوالی کی تصنیفات میں مدد دیتا رہتا ہے۔ الغرض جٹا اپنی نوعیت کے لحاظ سے عدیم النظیر اور اپنے کمالات کے اعتبار سے فرد ہے۔

(آجکل حیدرآباد دکن میں صوفی علی بخش اسی طرز کا قوال ہے جس کو میں نے "واعظ قوال" کا خطاب دیا ہے۔ حسن نظامی)

**رحیم خاں، گیان خاں، دولت خاں اور بڈھو** یہ چاروں بھائی گلہ اور ستواد کی اولاد ہیں۔ جو اپنے وقت کے یکتا ماہر موسیقی اور گویے تھے۔ یہ چاروں بھائی خیال گانے اور بجانے میں بے نظیر ہیں اور بڑی نزاکت سے گاتے ہیں۔ جس محفل میں جاتے ہیں لوگوں کو خوش کر دیتے ہیں۔ خاص طور سے دولت خاں کی معشوقانہ نازک مزاجیاں تو گویا قیامت ڈھا دیتی ہیں۔ ہر ماہ کی پانچویں تاریخ کو ان کے مکان پر محفل منعقد ہوتی ہے۔ جہاں قوالوں اور ارباب فن کا اور مشتاقین کا بڑا ہجوم ہوتا ہے چونکہ اس مجلس میں سب باکمال اور ماہرین فن ہوتے ہیں اس لئے یہ لوگ خوب محنت اور شوق سے گاتے بجاتے ہیں اور اپنی پختہ مشقی کی خوب داد پاتے ہیں۔ عموماً یہ بھائی سب سے آخر میں گاتے ہیں اور لوگوں کو کافی انتظار کرنا پڑتا ہے۔ دولت خاں کی آواز بہت باریک اور شیریں ہے۔ اور جب تک بالکل قریب کوئی نہ بیٹھے اور کان لگا کر نہ سنا جائے اس کے گانے کا مزہ

اگر یہ خیال درست ہے کہ یہ دنیا محبت کی کشش سے قائم ہے تو یہ خیال بھی درست ہے کہ اس محبت کو تباہ و برباد اور قتل کرنیوالی چیز بھی دنیا میں موجود ہے اور وہ ایک بیماری ہے جس کو ڈاکٹر **پائیریا** اور یونانی حکیم مسوڑوں اور دانتوں کی بیماری یا **گندہ دہنی** کہتے ہیں یہ بیماری اگر پیارے بچوں کو ہو جائے تو ماں باپ کی ممتا اور محبت مرجاتی ہے اور وہ ان کا منہ چومتے ہوئے ڈرتے ہیں اور چاہیتی بیوی کو ہو جائے تو خاوند اس کے منہ کی بدبو سے بیزار ہو جاتا ہے اور محبت میں فرق آجاتا ہے۔ اور اگر محبوب شوہر کو یہ مرض ہو جائے تو بیوی کے التفات میں خرابی پڑ جاتی ہے۔ اور اگر کسی دوست کو ہو جائے تو اس کے سب دوست محبت اور دوستی کو بالائے طاق رکھکر ایسے مریض سے بات کرنی چھوڑ دیتے ہیں۔ اور سب سے بڑی محبت شکنی تو یہ ہے کہ خود بیمار کا معدہ۔ دل۔ دماغ۔ گردہ اور خون اور اس کے چہرے کی رونق اس سے برگشتہ ہو جاتی ہے یا د مریض کو زندگی ہیکار اور اجیرن معلوم ہونے لگتی ہے۔

**حُبّ کا تعویذ** ایسے بیماروں کو چاہے وہ عورتیں ہوں یا مرد ہوں۔ بچے ہوں یا جوان ہوں یا بوڑھے ہوں۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیرِ دنداں استعمال کرنا چاہئے جو محبت شکن بیماری کے لئے حُبّ کا تعویذ ہے۔ یہ منجن تمام ہندوستان میں مشہور ہے اور مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان مرحوم کا خاص عطیہ ہے۔ اس کو ہندو مسلمان بھی استعمال کرتے ہیں اور انگریز عورت مرد بھی۔ اور صرف یہی ایک ایسا دیسی منجن ہے جس کو یورپین لوگ بغیر کسی تعصب کے استعمال کر کے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اِس سے دانتوں اور مسوڑوں کی تمام خرابیاں دور ہو جاتی ہیں۔ سینکڑوں ہلتے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دیے۔ بے شمار عورت مرد ایسے تھے جن کو پائیریا کی شکایت تھی اور ہر کھانے کے ساتھ مسوڑوں کا خون اور مسوڑوں کی پیپ پیٹ میں اُترتا تر کر ان کی صحت کو برباد کر رہی تھی۔ مگر محض اس منجن کے ملنے سے ان کے دانتوں کی اور مسوڑوں کی سب تکلیفیں جاتی رہیں اور آج وہ خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہیں۔ آج ہندوستان میں کم از کم بلا مبالغہ ایک لاکھ آدمی ایسے موجود ہیں جو واحدی صاحب کے منجن کے مفید ہونے کی اپنی آزمائش کے بعد علانیہ گواہی دے سکتے ہیں۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنے محصول ڈاک پانچ آنے۔ دو شیشیوں کا محصول سات آنے

**ملنے کا پتہ:- دفتر اخبار "روزنامچہ" دہلی**

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷۵۸



(سید ابن عربی ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)